خاتم المرسلین

یعنی

ضخیم و مبسوط "تاریخ ارض مقدس" کی چوتھی کتاب جس مین حضرت رسول
آخر الزمان علیہ التحیۃ والثنا کی مبارک سیرت تمام و کمال آگئی ہے اور بجاے خود
ایک مستقل کتاب ہے

مؤلفہ

مولنا مولوی محمد عبد الحلیم صاحب شرر ایڈیٹر دلگداز

جو

رسالۂ مورخ مین اکتوبر ۱۹۱۷ء سے دسمبر ۱۹۱۸ء تک شائع ہوکے مکمل ہوئی

اور حسب فرمائش

مولوی محمد صدیق حسن صاحب ایڈیٹر مورخ و منیجر مہذب بک ایجنسی

۱۹۱۹ء مین
خاکسار (حکیم) محمد سراج الحق پرنٹر و پبلشر
کے اہتمام سے
دلگداز پریس لکھنؤ کٹرہ بزن بیگ خان مین ط

ترجمۂ تاریخ گبن

گبن کی تاریخ "انحطاط و زوال دولت روم" دنیا کی وہ اہم ترین تصنیف ہے جو شائع ہوتے ہی دنیا کا علمی مذاق بدل دیا۔ اور واقعی یہ کتاب اُن چند مہتم بالشان اسباب مین جنھون نے یورپ کو موجودہ یورپ اور انگلستان کو موجودہ انگلستان بنایا۔ اسی عظمت اُس کا ترجمہ یورپ کی تمام زبانون مین ہوگیا۔ اردو مین بارہا کوشش کی گئی کہ اس عظیم الشان تاریخ کا ترجمہ شائع کیا جائے۔ مگر اُس کی عظمت اور ضخامت کی وجہ سے کسی کو ہمت نہ اور چند لوگون نے ہمت کی بھی تو اُن کو کامیابی نہ ہوسکی۔

فی الحال مین نے یہ تجویز قرار دی ہے کہ گبن کے دو دو بابون کا ترجمہ جو دس بارہ جزمین آجایا کرے گا جدا جدا رسالون کے طور پر شائع کرتا رہون۔ ہر رسالہ دو تین مہینون کے اندر شائع ہوجایا کرے گا۔ اور اُس کی قیمت فی جلد ۸ یا ۱۰ یا زیادہ سے زیادہ ۱۲ قرار دیجائے گی۔ اور یہ رسالے مورخ سے الگ غیر موقت الشیوع کتا کی وضع سے برابر نکلتے رہین گے اور چند سال مین پوری مکمل "تاریخ گبن" اردو مین پیدا ہوجائے گی۔

لیکن اتنے بڑے کام کی جرأت اُس وقت تک نہین کی جاسکتی جب تک کہ اُس کم سے کم دو سو مستقل خریدار نہ پیدا ہوجائین۔ لہذا وہ تمام حضرات جو اس ارادے کی قدر کرنے اور مادری زبان کی اِس عظیم الشان خدمت مین ہاتھ بٹانا چاہتے ہون براہ کرم مطلع فرمائین کہ اِس تجویز سے اُن کو اتفاق ہے اور اِس رسالے کی ایک یا بخیال دستگیری دو دو کئی جلدین وہ وی پی سے لیا کرین گے۔ اگر دو سو خریدار پورے ہوگئے تو فوراً کام شروع کردیا جائے گا۔ اور چند روز کے اندر ترجمۂ گبن کا پہلا رسالہ اُن کے ہاتھ مین پہونچے۔

ہمین اپنے احباب سے امید ہے کہ اِس معاملے مین خاموشی نہ اختیار فرمائین۔ خوب یاد رکھیے کہ یہ کام تکمیل کو پہونچ گیا تو بہت بڑا کام ہوگا۔

ایڈیٹر مورخ۔ کٹرہ بزن بیگ خان۔ لکھنؤ

فہرست [illegible] خاتم المرسلین

باب اول

ولادت باسعادت

باب دوم

ایام رضاعت

باب سوم

یتیمی اور عہد نابالغی

باب چہارم

آغاز بلوغ سے جناب...

باب پنجم

تعمیر کعبہ اور بعثت حضرت ختم المرسلین

باب ششم

نبوت اور تبلیغ کی ابتدائی دشواریان

باب یازدہم

زمانہ مابین غزوہ احد و غزوہ احزاب

باب نوزدہم

غزوۂ احزاب

باب بستم

غزوۂ بنی قریظہ و دیگر واقعات

باب بست ویکم

غزوہ بنی المصطلق اور واقعہ افک

باب بست ودوم

صلح حدیبیہ اور دیگر واقعات

باب بست وسوم

شاہان ارض سے مراسلت

باب بست وچہارم

فتوح خیبر وفدک اور یہود کی قوت کا استیصال وغیرہ

باب بست و پنجم

غلبۂ اسلام اور حضرت خالد وغیرہ کا ایمان لانا

باب بست و ششم

سریہ موتہ اور چند اور واقعات

باب بست و ہفتم

فتح مکہ

باب بست و ہشتم

مکے پر حملہ اور اُس کے نتائج

باب بست و نہم

غزوہ ہوازن اور فتح طائف

باب سی ام

سطوت نبوت اور اسلام کی روز افزون ترقی

باب سی و پنجم

واقعات بعد وفات سرور عالم

چوتھی کتاب

خاتم المرسلین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

باب اول

ولادت باسعادت

کثرت روایات واختلافات - اہل سیر کی بے احتیاطیان - سیرۃ ابن ہشام کا اعتبار - اسناد یہان محدثانہ تنقید بے محل ہے - محدثین کا معیار تحقیق سخت ہے - یہ ضعیف روایتین بھی تمام تاریخون سے زیادہ معتبر ہین - آپ نہایت بیکسی و مصیبت مین پیدا ہوئے - آپ کی ولادت کے وقت جناب آمنہ کی عمر و حالت - مگر خود قدرت تشفی دیتی ہے - جائے ولادت - حضرت آمنہ کی تنہائی - تاریخ و روز ولادت - جو غیر معمولی امور ولادت کے وقت ظاہر ہوئے - آپ کونڈے کے نیچے بند کیے گئے - جناب عبدالمطلب کو خبر کی گئی - وہ آپ کو کعبے مین لے جا کے دعا کرتے ہین - عقیقہ اور نام - اس نام کے اختیار کرنے کی وجہ - عبدالمطلب کا خواب - اس کی تعبیر - آپ کے ہمنام

اب ہم جناب سرور کائنات علیہ السلام کے حالات کی طرف توجہ کرتے ہین

جبکہ رحمت الٰہی نے تمام ادیان و اقوام کا زور توڑ کے نور ہدایت کو سارے عالم مین پھیلا دیا۔ اور چند ہی روز مین ریگستان کے بادیہ نشین اور عرب کے خانہ بدوش تمام قومون کے سرتاج بن گئے۔ حضرت رسول آخر الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے

کثرت روایات و اختلافات

حالات زندگی اور آپ کی مبارک سوانح عمری کے متعلق اسلام کی ان گذشتہ تیرہ صدیون نے صدہا کتابین تصنیف کرا دین۔ اور کثرت تصنیف کا یہ لازمی نتیجہ ظاہر ہوا کہ ہزار ہا قسم کی پیچیدگیان پیدا ہوتی گئین اور ہر ادنی معاملے مین بے انتہا اختلاف پڑ گئے۔ حضرت مسیح کے حالات زندگی کی تمہید مین ہم اشارہ کر چکے ہین کہ آل اسرائیل کے آخری پیغمبر یعنی جناب مسیح کا مولد و منشا علم و فضل کا مرکز اور دنیا کی بڑی بڑی نامور اور علم دوست قومون کی سیرگاہ تھا بخلاف ہمارے رسول آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کے مولد و موطن مکۂ معظمہ کے جہان تہذیب و تمدن کی بنیاد ہی آپ کی ذات بابرکات سے پڑی۔ مگر باوجود اس امتیاز کے جب ہم حضرت مسیح کے اکثر حالات کو بھی پردۂ خفا مین پاتے ہین تو کوئی حیرت کی بات نہین اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ابتدائی حالات کے متعلق مورخین اور اہل سیر مین اختلاف پڑ گیا ہو۔

اہل سیر کی بے احتیاطیان

اس بارۂ خاص مین زیادہ دشواری یہ ہو کہ بعد کے تمام اہل سیر کی ہمیشہ یہی کوشش رہی کہ ہر قسم کی صحیح و ضعیف اور رطب و یابس روایات کو فراہم کرین۔ اور بغیر تنقید و تحقیق کے اور بلا استثنا و امتیاز نقل کر دین۔ سیرۃ

سیرۃ ابن ہشام کا اعتبار و استناد

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق سب سے پہلی اور سب سے مستند کتاب ابن ہشام کی ہو۔ اور اکیلا یہی ایک مصنف ہو جس نے تاریخ نبوی کے متعلق اکثر مستند روایتین نقل کی ہین۔ اور اُن باتون کو جو باوجود ضعیف و بے سروپا ہونے کے عوام الناس کے خوش کرنے کے لیے نقل کی جاتی ہین اور جن کی غرض صرف خلاف فطرت و خلاف عقل واقعات کا

دکھانا ہوتا ہے اگر کہین نقل بھی کیا ہے تو ایسے الفاظ مین جن سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ لائق مصنف اُن روایات کے متعلق اپنا اطمینان نہین کر سکا۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے ابتدائی حالات پر لاعلمی کا ایسا پردہ پڑا ہوا ہے کہ اگر محدثین کی سی آزادانہ جانچ پرتال اور تنقید وتحقیق سے کام لیا جائے تو ابن ہشام کی روایات مین سے بھی بہت کم باقی رہ جائین گی۔ اور اس لائق مصنف کی احتیاط بھی بیکار ثابت ہوگی۔

مجبوراً ہم انہین حالات کو بیان کرتے ہین جن پر اکثر مصنفین سیر کا اتفاق ہے

یہان محدثانہ تنقید بے محل ہے

اور محدثانہ تنقید کو اُسی وقت کے لیے اٹھائے رکھتے ہین جب ہمین اپنے لیے شریعت محمدی کے مطابق کوئی مسئلہ شرعی ڈھونڈھنا ہوگا۔ تاہم اتنا ضرور کہین گے کہ باوجود شبہات وشکوک کے ان روایات پر اناجیل کی اُن

محدثین کا معیار تحقیق سخت ہے

روایتون سے زیادہ اطمینان کیا جا سکتا ہے جس کے ضعف اور بے سروپا ہونے کو ہم کتاب "مسیح ومسیحیت" مین تفصیل کے ساتھ بیان کر چکے ہین۔ اس موقع پر ہمین اتنا اور بیان کر دینا چاہیئے کہ محدثین اسلام کا معیار تحقیق وتنقید اس قدر سخت ہے کہ کسی امر کا پتہ لگانے کے درجے سے گذر کے وہم اور شک کے درجے کو پہونچ گیا ہے۔ اگر ہر امر مین ہم انہین کے اصول سے کام لین تو ہمارا پہلا فرض ہوگا کہ دنیا کی تمام تاریخون اور اگلے کل کارنامون پر بلا تامل خط نسخ کھینچ دین وہ ایک ایک جملے کے لیے اپنے عہد سے لے کے اُس زمانے تک جبکہ کوئی واقعہ گذرا ہو سند متصل کو ڈھونڈھتے ہین۔ اور وہ بھی ان شرائط کے ساتھ کہ ہر راوی کی ثقاہت وعدالت کا پتہ لگ چکا ہو اور یہ بھی ثابت ہو گیا ہو کہ وہ اس شخص سے ملا بھی تھا یا کم از کم اس کا معاصر تھا جس سے نقل کر رہا ہے۔ اگر ہر واقعے کے لیے یہی امور معیار قرار دیے جائین تو یقینی بات ہے کہ ہمارے پاس معلومات کا بہت ہی کم ذخیرہ

باقی رہ جائے گا۔ شاید اسی دشواری کا نتیجہ تھا کہ عام علماے اسلام ان قیدوں کی کبھی پابندی نہ کرسکے۔ اور ضعیف روایتین ہمیشہ علانیہ بیان ہوتی رہین۔

یہ ضعیف روایات بھی تمام تاریخون سے زیادہ معتبر ہین

بہرحال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات زندگی اگر اصول محدثین سے ضعیف بھی ہین تو ان تمام تاریخون سے زیادہ قابل وثوق ہین جو آج ہم مین اور دنیا کی تمام قومون مین مروج ہین۔ یہ ہم کمال اطمینان کے ساتھ کہہ سکتے ہین کہ جن واقعات کو ہم اس باب مین بیان کر رہے ہین وہ بمقابل دیگر تاریخی واقعات کے اور علی الخصوص اُن واقعات کے جن کو ہم حضرت مسیح کے حالات مین بیان کرچکے ہین ہر طرح اور ہر حیثیت سے زیادہ معتبر و مستند ہین۔ اِن مین اتنا تو ہی کہ یہ واقعات انھین لوگون کی زبان سے نقل کیے گئے ہین جن کے سامنے گذرے تھے بخلاف انجیلون کے جن کے خوش عقیدہ مصنفین نے باوجود ایک مدت گزر جانے کے اتنی بھی زحمت نہ گوارا کی۔

آپ نہایت بیکسی ومصیبت مین پیدا ہوئے

حضرت رسول آخر الزمان علیہ التحیۃ والثنا کی ولادت[عــہ] سچ پوچھیے تو نہایت ہی بیکسی ومصیبت اور حسرت واندوہ کی حالت مین واقع ہوئی۔ پدر بزرگوار دو ماہ پیشتر عین عنفوان شباب اور اٹھارہ ہی برس[عــہ] کی عمر مین سفر آخرت کرچکے تھے۔ ستم زدہ اور زمانے کی ستائی ہوئی مادر مشفقہ بیوگی کے صدمے سے ملول واندوہگین ہو رہی تھین اور بے والی وارث تھین۔ باقی رہے نیک نفس اور ہر دل عزیز دادا وہ اگرچہ خوش حال تھے۔ اہل مکہ پر

عــہ اس باب مین تمام حالات عموماً سیرۃ حلبیہ مطبوعۂ مصر سے لیے گئے ہین۔ لیکن اکثر یہ دیکھ لیا گیا ہی کہ اُن سے دیگر ارباب سیر کو بھی اتفاق ہو۔ مگر جس امر مین کوئی اور مورخ متفرد ہوگیا ہی اُس کا حوالہ بتصریح جداگانہ دے دیا گیا ہی۔

عــہ سیرۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مصنفہ مرحوم سید دحلان مفتی شافعیہ مکہ معظمہ مین

بہت کچھ اثر رکھتے تھے۔ اور حتی الامکان دلدہی و شفقت سے بھی پیش آتے تھے لیکن اِس رحمدل و فیاض سردار مکہ و رئیس قوم کے سر ایک بڑے خاندان اور بہت سے بیٹون کا بار تھا۔ جس کی وجہ سے کسی خاص ہمدردی و توجہ کا انھین بھی موقع نہ مل سکتا تھا۔ مگر با وجود اِن سب ظاہری دشواریون اور مصیبتون کے مشیت ایزدی کچھ اور ہی کہہ رہی تھی۔ رحمت الٰہی کا یہ تقاضا تھا کہ یہ یتیم بچہ جو دنیا کے ایک گمنام کونے اور دشوار گزار ریگستان کے دامن مین پیدا ہوا ہے عالم کی تمام شریعتون کو منسوخ کرے۔ اُس وقت کی کل زبردست و باجبروت سلطنتون کا دفتر اُلٹے۔ اور عالم کو ایک ایسی سچی اور خالص و بے داغ توحید بتا دے جو اپنی برکت سے تمام بندون کو خالق کا سچا فرمان بردار بنائے اور قیامت تک کسی کے مٹائے نہ مٹ سکے۔

آپ کی ولادت کے وقت جناب آمنہ کی عمر و حالت جب آپ نے دنیا مین قدم رکھا ہے اُسوقت آپ کی والدۂ ماجدہ حضرت آمنہ کی عمر تقریبًا چودہ برس کی تھی ظاہر ہے کہ اس عمر کی بیوگی کس قدر حسرت ناک اور موجب اندوہ ملال ہوئی ہوگی۔ اور پھر لطف یہ کہ جو بچہ پیٹ مین تھا وہ بھی اپنے آیندہ مدارج زندگی مین چاہے کیسا ہی خوش نصیب ثابت ہونے والا ہو مگر اُس وقت نہایت ہی ستم زدہ و بیکس نظر آتا تھا۔ خسر اگرچہ سردار قوم تھے اور قریش کے سب سے بڑے معززین مین شمار کیے جاتے تھے مگر بچہ جسے ولادت سے پہلے ہی یتیمی نصیب ہو چکی تھی مجبوب اور اُن کی دولت سے محروم تھا۔ آنحضرت کے بے مائگی و فلاکت کی گود مین پیدا ہونے کا اس سے زیادہ کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ پدر مرحوم کی جو جائداد آپ کو ترکے مین ملی وہ کل کائنات یہ تھی کہ ایک حبشیہ لونڈی [a] - ایک حبشی غلام

[a] اس لونڈی سے مراد اُم ایمن ہین جن کا نام "برکۃ" تھا۔ انھون نے آپ کو (دیکھو حاشیہ صفحہ آئندہ)

پانچ اونٹنیاں چند بھیڑیں۔ اور ایک مکان وہی جس میں آپ پیدا ہوئے تھے بس یہی سرمایہ ہے جس پر جناب آمنہ اپنے نیک نفس شوہر کے انتقال کے بعد قابض ہوئی تھیں اور جس پر بڑی دشواری وعسرت سے زندگی بسر کی جاسکتی تھی۔

مگر خود قدرت تشفی دیتی تھی | مگر باوجود دل شکنی کے ان تمام سامانوں اور ہزاروں طرح کی فکروں کے حضرت آمنہ کو کسی مافوق العادت طریقے اور غیبی بشارتوں سے کچھ ایسا اطمینان دلادیا جاتا تھا کہ آپ کے سارے صدمے دور ہوجاتے اور پیدا ہونے والے لخت جگر کے پہلو سے طرح طرح کی ترقیوں اور عجیب وغریب اقبال مندی کے سامان نظر آتے۔ ان بشارتوں کے ساتھ جب آپ نے آنکھ سے دیکھ لیا کہ ایک بالکل نئے اور زمانے کو حیرت میں ڈال دینے والے طریقے سے کعبہ ابرہہ کے حبشی سپاہیوں اور کوہ پیکر ہاتھی کی دست بردسے بچ گیا تو اپنی بشارتوں کے سچے ہوجانے کا یقین کامل ہوگیا۔ آپ کو یہ باور نہ کرنے کی کوئی وجہ نہ تھی کہ یہ جو کچھ ہوا صرف اُسی خوش نصیب بچے کی برکت سے ہے جو آپ کے شکم مبارک میں تھا۔ اس لیے کہ ولادت باسعادت سے ۵۵ ہی دن پہلے حبشیوں کے خونخوار لشکر پر غضب الٰہی نازل ہوا تھا۔

جائے ولادت | آخر وضع حمل کا زمانہ آگیا۔ اور آپ اُسی مکان میں تھیں جسے مرحوم شوہر آپ کے قبضے میں چھوڑ گئے تھے یہ مکان مکۂ معظمہ کے محلۂ قریش

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵) دودھ بھی پلایا تھا۔ اُن کا لڑکا ایمن عبید نام ایک حبشی غلام کے نطفے سے تھا ان دونوں ماں بیٹوں کا شمار صحابہ میں ہے۔ اس لیے کہ عہد نبوت تک زندہ رہے اور ایمان لائے۔ حضرت خدیجہ سے نکاح کرنے کے بعد آپ نے اُم ایمن کو آزاد کردیا۔ اور بعد ہجرت زید بن حارثہ نے ام ایمن کو اپنے عقد نکاح میں لیا تھا اور حبشی غلام سے مراد شقران ہے جنھے آپ نے بعد واقعۂ بدر کے آزاد فرمایا تھا۔ ع ۵ اس مکان میں آپ کا پیدا ہونا تو سب اہل سیر نے بیان کیا ہے مگر اس کا والد مرحوم کے ورثے میں ملنا مجھے صرف روضۃ الاحباب میں نظر آیا۔

بطاح مین واقع تھا۔ اور بعد کے زمانے مین ابن یوسف کا مکان کہلاتا تھا[عہ]۔

حضرت آمنہ کی تنہائی اگرچہ عموماً یہ نازک وقت ہوتا ہو۔ اور ایسی حالت مین دردمندون اور دلدہی کرنے والی عورتون کی بہت ضرورت ہوتی ہو۔ مگر بظاہر اسباب معلوم ہوتا ہو کہ حضرت سرور کائنات کی ولادت باسعادت کے وقت سوا اسی لونڈی ام ایمن اور عبدالرحمن بن عوف کی والدہ کے جن کا نام شفاء تھا اور کوئی عورت جناب آمنہؓ کے پاس نہ تھی بعض روایات سے معلوم ہوتا ہو کہ جناب عبدالمطلب کی بعض بیٹیان بھی موجود تھین۔ ام ایمن تو گھر کی لونڈی ہی تھی۔ اور شفاء دائی کی خدمت سرانجام دینے کے لیے آئی تھین۔ مگر خداوند جل وعلا کی مہربانی سے حضرت آمنہ کو اپنا گھر خوبصورت عورتون سے بھرا نظر آیا۔ جن پر پہلے تو آپ کو عبدمناف کے گھرانے کی لڑکیون کا گمان ہوا۔ مگر بعد معلوم ہوا کہ وہ جنت کی حورین تھین جن کے ساتھ فرعون کی مومنہ بیوی آسیہ اور حضرت مسیح کی والدہ مریم بنت عمران بھی تسلی وتشفی کے لیے آئی ہوئی تھین۔

تاریخ و روز ولادت ربیع الاول کی بارھوین تاریخ اور دوشنبہ کا روز تھا[عہ] کہ آخر شب کو

عہ اپنا یہ مکان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد فتح مکہ عقیل بن ابی طالب کو دے ڈالا تھا عقیل کے بعد ان کی اولاد نے اُسے حجاج بن یوسف کے بھائی محمد بن یوسف کے ہاتھ فروخت کر ڈالا۔ اس نے مکہ معظمہ مین جب اپنا مکان تعمیر کیا تو اس مکان کو اس مین شامل کر لیا۔ اور اسی وجہ سے یہ محمد بن یوسف کا مکان مشہور ہو گیا۔ پھر اس کے بعد جب بنی عباس کا زمانہ آیا تو ہارون رشید کی مان خیزران نے اس متبرک بقعۂ زمین کو اپنے قبضہ مین کر کے وہان ایک مسجد تعمیر کر دی۔ ابن اثیر جلد اول صفحہ ۱۶۲

عہ وقت ولادت مین بہت اختلاف ہو۔ بعض اہل سیر رات بتاتے ہین بعض دن اور بعض صبح، مگر ترتیب روایات سے زیادہ قرین قیاس یہی معلوم ہوتا ہو کہ آپ کی ولادت باسعادت آخر شب کو ہوئی۔

آپ ماں کے شکم مبارک سے دنیا میں آئے عہ۵۔ اور خاص شفاء کے ہاتھوں پر پیدا ہوئے پیدا ہوتے ہی حسب معمول آپ روئے۔ اور شفاء نے سنا کہ غیب سے کسی شخص نے باواز بلند کہا "یرحمک اللہ" یعنی خدا آپ پر رحمت نازل کرے۔ مورخین اسلام اور خاصتہً اہل سیر اس مبارک ولادت کے ساتھ بہت سے واقعات بیان کرتے ہیں۔ جو مسلمانوں میں کثرت سے مشہور ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ آپ کے عالم وجود میں آتے ہی شیطان اپنی بدقسمتی اور اپنا زور ٹوٹ جانے پر رویا۔ اکثر بت اوندھے گر پڑے۔ ایران کے مجوسیوں کا بڑا آتش کدہ جو ایک ہزار سال سے روشن تھا سرد ہو گیا۔ نہر ساوہ ناگہاں خشک ہو گئی۔ اور کسریٰ کے عظیم الشان قصر میں زلزلہ پڑ گیا اور اُس کے چودہ بلند کنگورے گر گئے عہ۵۔ یہ تمام واقعات ایسے ہیں جن میں شک کرنے کی کوئی وجہ نہیں۔ مگر ہاں مطلب سمجھنے میں اختلاف ہے۔ عوام کی طرح اگر دیگر قوموں کے تمام مورخین کی طرف سے بے پروائی اختیار کر لی جائے تو ہم جو معنے چاہیں سمجھ لیں۔ مگر بادی النظر میں ان امور کے معنے یہی ہیں کہ آپ کی ولادت کا نتیجہ یہی تھا کہ کفر و ضلالت کی بنیاد منہدم ہوئی۔ اور بت پرستی و آتش پرستی کا دفتر اُلٹ گیا۔ لیکن کسرے کے عظیم الشان قصر کا تزلزل ہونا اور اُس کے کنگوروں کا منہدم

> جو غیر معمولی امور ولادت کا وقت ظاہر ہوئے

عہ۵ آپ یوسطینیان (جسٹی نین) قیصر روم کی موت کے چار سال بعد پیدا ہوئے۔ ابو الفدا کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ ولادت محمدی سکندر اعظم کے ۸۸۲ سال اور بخت نصر کے ۱۳۱۶ برس بعد ہوئی۔ جس حساب سے ۵۶۹ء ہونا چاہیے۔ مگر یورپ کی موجودہ تقویم اور اکثر علما سے ہیئات کی تحقیقات کے مطابق آپ کا سنہ ولادت ۵۷۰ء قرار پاتا ہے۔ مگر ہمارے معاصر محقق مولوی نظام الدین حسن صاحب کی تحقیق سے بحساب سنہ عیسوی آپکا سال ولادت ۵۷۱ء ہونا چاہیے۔ اور اسی حساب سے ہم نے اپنی اس تاریخ کی سنین قائم کیے ہیں۔

عہ۵ روضۃ الاحباب مطبوعہ منشی تیغ بہادر صفحہ ۹۷، سیرۃ الحلبیہ جلد ۱ صفحہ ۷۳ تا ۸۰

ہو جانا البتہ اس قدر کثیر اور متواتر روایتوں سے ثابت ہوتا ہی کہ اُس کی واقعیت مین شک نہین کیا جا سکتا۔ علی الخصوص جب نظر آرہا ہی کہ آج بھی وہ منہدم قصر اپنی گذشتہ شکستگی کا ثبوت پیش کرنے کو موجود ہی۔

آپ کونڈے کے نیچے بند کئے گئے

جاہلیت مین عربون کا معمول تھا کہ جو بچہ رات کو پیدا ہوتا اُسے ایک کونڈے کے نیچے بند کر دیتے اور صبح ہونے سے پیشتر اس کی صورت نہ دیکھتے۔ اسی رسم کے مطابق آپ بھی ایک کونڈے کے نیچے بند کر دیے گئے صبح کو دیکھا تو وہ کونڈا بیچ سے پھٹ کے دو ٹکڑے ہو گیا تھا۔ آپ انگوٹھا چوس رہے تھے اور نظر آسمان سے لڑی ہوئی تھی۔ عٓ

جناب عبد المطلب کو خبر کی گئی۔

ولادت باسعادت کے بعد جناب آمنہؑ نے حضرت عبد المطلب کو خبر کی اور اُنھین بلا بھیجا۔ عبد المطلب اس وقت طواف کعبہ مین مشغول تھے۔ خوشخبری سنتے ہی اپنی بیوہ بہو کے پاس دوڑے آئے جناب آمنہ نے اُن کی صورت دیکھ کے فرمایا "آپ کے یہان ایک بچہ پیدا ہوا ہی جس کے حالات عجیب و غریب ہین" عبد المطلب نے اندیشہ ناکی کے لہجے مین کہا "کیا اُس مین کوئی پیدائشی نقصان ہی؟" حضرت آمنہ بولین "یہ نہین۔ اُس نے پیدا ہوتے ہی پہلے سجدہ کیا پھر سر اُٹھا کے آسمان کی طرف دیکھا اور دو انگلیان

وہ آپ کو کعبہ مین لے جا کے دعا کرتے ہین

اُٹھا کے جیسے اُوپر کی طرف کچھ اشارہ کیا"۔ حضرت آمنہ کا بیان سُن کے عبد المطلب نے آپ کو گود مین اٹھا لیا۔ برکت کے لیے خانہ کعبہ مین لے گئے۔ درگاہ خداوندی مین آپ کے لیے خیر و برکت کی دعا کی۔ اور واپس لا کے ماں کی گود مین دے دیا۔ عٓ

عٓ سیرۃ الحلبیہ جلد ۱۔ صفحہ ۷۲

عٓ سیرۃ الحلبیہ۔ جلد ۱ صفحہ ۷۲ و ابن ہشام صفحہ ۱۰۳

عقیقہ اور نام

ولادت کے ساتوین دن حسب رسوم عرب جناب عبد المطلب نے ایک مینڈھا ذبح کرکے آپ کا عقیقہ کیا۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نام رکھا اور بروایت بعض اسی روز آپ کا ختنہ کیا۔ اکثر مورخین کہتے ہین کہ آپ مختون پیدا ہوے تھے اور معلوم ہوتا تھا کہ گویا خود قدرت نے آنکھون مین سُرمہ لگا کے آپ کو دنیا مین بھیجا ہی۔ آپ کا مبارک نام قریش کے مروجہ نامون سے جداگانہ اور نیا تھا چنانچہ

اس نام کے اختیار کرنے کی وجہ

بعض لوگون نے عبد المطلب سے پوچھا بھی کہ یہ نام تو آپ کے خاندانی نامون مین ہی اور نہ آپ کے قومی نامون مین پھر اس کے اختیار کرنے مین کیا مصلحت ہی؟ انھون نے اس موقع پر یہ امر ظاہر کرنا مناسب نہ سمجھا کہ یہ نام ملہم غیب کی طرف سے آپ کی والدۂ ماجدہ کو بتایا گیا تھا بلکہ لوگون کو ایک ظاہری وجہ بتا کے یون اطمینان دلایا کہ مین چاہتا ہون آسمان پر حضرت رب العزت اور زمین پر تمام لوگ اس مولود سعید کی حمد و ثنا کرین۔

عبد المطلب کا خواب

بعض مستند علماے اخبار کی تحریرون سے پتہ چلتا ہی کہ حضرت عبد المطلب نے بھی ایک عجیب و غریب خواب دیکھا تھا۔ خود انھین کا بیان ہی کہ مین ایک دن حجر مین یعنی کعبہ کے گرد کٹھرے کے اندر سو رہا تھا۔ ناگہان کیا دیکھتا ہون کہ ایک درخت زمین سے اُگا۔ اور بڑھنے لگا۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہ درخت آسمان سے جا لگا اور اُسکی ٹہنیان مشرق و مغرب تک پھیل گیئن۔ پھر اس مین ایک روشنی نظر آئی جس سے تیز اور صاف روشنی مین نے کبھی نہ دیکھی تھی۔ اور کیا دیکھتا ہون کہ تمام اہل عرب و عجم اُس کے سامنے سجدے کر رہے ہین۔ اور وہ درخت باعتبار عظمت و روشنی کے ساعت بہ ساعت بڑھتا جاتا ہی۔ اسی حالت مین قریش مین سے بعض لوگ تو اُس کی ٹہنیون سے لپٹ گئے۔ اور بعض نے ارادہ کیا کہ اُسے کاٹ ڈالین۔ لیکن جب اس ارادے سے اُس کے قریب پہونچے تو

ایک نورانی اور صاحب جمال نوجوان نمودار ہوا جس سے خوشبو کی لپٹین آرہی تھین
اُس نے آتے ہی اُن سب کو مار کے ہٹا دیا - اور ایسے حملے کیے کہ ان کی پیٹھین
توڑ دین اور آنکھین نکال لین - یہ دیکھ کے مین نے چاہا کہ اپنا ہاتھ بڑھا کے
اُس کی کوئی شاخ پکڑلون مگر نہ پا سکا - اسی حالت مین آنکھ کھل گئی اور مین گھبرایا
ہوا قریش کی کاہنہ کے پاس دوڑا گیا - مگر میرا بیان سنتے ہی اس کا چہرہ متغیر ہوگیا
اس کی تعبیر | اور بولی اگر تم سچ کہتے ہو تو تمھاری نسل سے ایک شخص پیدا ہوگا - جو
سارے مشرق و مغرب کا مالک ہو جائیگا - اور لوگ اُس کا دین اختیار کرینگے
عبدالمطلب کا گمان تھا کہ اس شخص سے مراد ابوطالب ہین - مگر آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے حالات دیکھ کے خود ابوطالب کہا کرتے تھے کہ میرے والد کے
اس خواب کی تعبیر آپ تھے - پھر جب آنحضرت پیدا ہوئے تو عبدالمطلب نے
آپ کا نام قثم رکھا - مگر حضرت آمنہ نے اس نام کی مخالفت کی اور بتایا کہ مجھے
خواب مین ہدایت کی گئی ہی کہ اس بچہ کا نام محمدؐ رکھا جائے - عبدالمطلب نے
اپنی نیک نہاد بہو کے ارشاد کے مطابق اس پہلے نام کو ملتوی کیا اور وہی نام
رکھ دیا جو بہو سے معلوم ہوا تھا -

آپ کے ہم نام | عہد جاہلیت مین یعنی آپ کی نبوت سے پیشتر اور بھی چند لوگون
نے اپنے لڑکون کو محمدؐ کے مبارک و برگزیدہ نام سے نامزد کر دیا تھا - جن مین
سے بعض آپ سے پیشتر پیدا ہوئے تھے اور بعض آپ کے بعد - روایات
عرب سے معلوم ہوتا ہی کہ اُن دنون بعض کاہنون اور اسرائیلی مقتداؤن کی
زبانی چند لوگون کو معلوم ہو گیا تھا کہ عنقریب عدنانیون مین جو پیغمبر آخرالزمان پیدا
ہونے والا ہی اُس کا نام محمد ہوگا - اس پیشین گوئی کو جن جن لوگون نے
سنا اپنے لڑکون کو اسی نام سے نامزد کر دیا - مگر بقول اکثر اہل سیر کے

واقعی یہ آپ کا معجزہ تھا کہ باوجود ان پیشین گوئیون کے اُس عہد کے مدعیان نبوت مین سے کسی کو یہ عزت حاصل نہ تھی کہ آپ کا ہم نام ہو۔ بلکہ بخلاف اس کے آپ کے دو ہمنام آپ پر ایمان لائے۔ اور دولت ایمان سے شرفیاب ہوئے۔

باب دوم

ایام رضاعت

رضاعت کے متعلق عرب کا رواج۔ آپ نے کن کن عورتون کا دودھ پیا۔ ابولہب کی لونڈی ثوبیہ۔ اُس نے اور کن کن لوگون کو دودھ پلایا۔ خولہ بنت منذر حلیمہ سعدیہ۔ اُن کا مکے مین آنا۔ آپ حلیمہ کے گھر جاتے ہین۔ وہان آپ کی برکت آپ کا بنا صحرائی گھر۔ نئے رضاعی عزیز۔ غیر معمولی نشوونما۔ بھیڑ آپ کے سامنے سجدہ کرتی ہے۔ حلیمہ آپ کے حالات کو مخفی رکھتی ہین۔ دودھ بڑھائی اور خداپرستی کا پہلا ظہور۔ حلیمہ آپ کو جناب آمنہ کے پاس لاتی ہین۔ مگر اجازت سے پھر لے جاتی ہین۔ آپ بھیڑیان چرانے جاتے ہین۔ شق صدر۔ حلیمہ کا خائف ہونا۔ آپ کا کھونا اور ملنا۔ آپ مادر مشفقہ کے دامن عافیت مین۔ سوق عکاظ مین ایک کاہن آپ کو پہچانتا ہے۔ سوق المجاز مین بھی آپ پہچانے گئے۔ ایک اور عورت نے بھی آپ کو دودھ پلایا۔ آپ کی اور دودھ پلانے والیان۔

رضاعت کے متعلق عرب کا رواج عرب اور خاصۃً قریش مین رواج تھا کہ بچون کو بدوی قبائل کی مرضعہ عورتون کے سپرد کر دیتے۔ انھین سے دودھ پلواتے اور انھین مین رکھتے۔ اس مین کئی مصلحتین سمجھی جاتی تھین۔ ایک تو یہ کہ دیہات کی آب وہوا مین بچون کی صحت اچھی رہتی اور وہ خوب۔

٥ سیرۃ الحلبیہ جلد ۱ صفحہ ۹۸ تا ۸۹

نشو ونما پاتے۔ دوسرے یہ کہ قوم عرب فصاحت زبان کو انسانیت کا سب سے بڑا زیور سمجھتی تھی۔ اور اُس کی تکمیل کے لیے ضرور تھا کہ بچے بدوی قبائل عرب مین رکھے جائین۔ اور مادری زبان اُن کو انھین قبائل کے ذریعے سے سکھائی جائے جن کی زبان کی سادگی و فصاحت معتبر و مستند تھی ماسوا اس کے اس طریقے سے ماؤن کو بھی اپنی معاشرت مین آزادی حاصل رہتی اور بچے بھی سفرت رسان لاڈ پیار سے خراب ہو کے کاہل اور راحت طلب نہ ہونے پاتے۔ اسی رواج کے مطابق ولادت کے چندہی روز بعد سے آپ کی زندگی بنی سعد کی ایک خوش نصیب عورت کے گھر مین بسر ہوئی۔ مگر اس سے پیشتر آپ کئی اور عورتون کا بھی دودھ پی چکے تھے۔

آپ نے کن کن عورتون کا دودھ پیا

اکثر اہل سیر کہتے ہین کہ حضرت آمنہ رض کے آپ کو کل آٹھ عورتون نے دودھ پلایا جن مین سب کے پہلے یہ عزت ثویبہ کو نصیب ہوئی۔ مگر غالبًا یہ اولیت اور روایتون کے مقابلے مین ہے اس لیے کہ سب کے پہلے نو دن تک خود جناب آمنہ نے دودھ دیا۔ پھر ثوبیہ نے جو آپ کے نامہربان اور بدقسمت چچا ابولہب کی لونڈی تھی۔

ابولہب کی لونڈی ثوبیہ

ثوبیہ چونکہ حضرت رسالت مآب کی دائی بننے والی تھی لہذا اُسے اس خوش نصیبی کی پہلی برکت یہ نظر آئی کہ آزادی حاصل ہو گئی۔ اور وجہ یہ ہوئی کہ آپ کی ولادت کا مژدۂ جان فزا جیسے ہی ابولہب کو سنایا اس نے خوشی کے جوش مین دو انگلیون سے اشارہ کر کے کہا "جا تو آزاد ہے"

ع۵ روضۃ الاحباب صفحہ ۸۳ ع۵ اس مین بڑا اختلاف ہے کہ حضرت بی بی آمنہ نے آپ کو کتنے دن دودھ پلایا۔ بعض تین ہی دن کہتے ہین بعض سات دن بعض نو دن۔ اور بعض یہانتک بڑھ گئے کہ سات مہینے بتاتے ہین۔

کہتے ہین اس کار خیر کے صلے مین ابولہب دوزخ مین بھی دوشنبہ کے روز اپنے عذاب مین تخفیف پاتا ہو۔

اس نے اور کن کن لوگون کو دودھ پلایا

ثویبہ نے اور لوگون کو بھی دودھ پلایا ہو۔ آپ سے پیشتر وہ آپ کے چچا حضرت حمزہ کو اور ابوسفیان بن حرث کو جو آپ کے چچازاد بھائی تھے دودھ پلا چکی تھی۔ اور ابوسلمہ بن عبداسدی کو آپ کے بعد پلایا۔ یون تو رضاعت نے ان سب مذکورہ بالا لوگون کو آپ کا بھائی بنا دیا تھا۔ مگر وہ خوش نصیب لڑکا یعنی ثویبہ کا وہ بیٹا جس کے دودھ مین آپ شریک ہوے اُس کا نام مسروح ہو۔

خولہ بنت منذر

ثویبہ کے بعد خولہ بنت منذر نام ایک عورت اور آپ کی لونڈی اُم ایمن نے دودھ پلایا۔ انھین عورتون کا دودھ پینے پائے تھے کہ حلیمہ سعدیہ آئین اور اپنے قبیلے مین لے گئین۔

حلیمہ سعدیہ

حلیمہ سعدیہ کا واقعہ یہ ہو کہ وہ قبیلۂ سعد بن بکر سے اور پھر اُن مین بھی نسل ہوازن سے تھین۔ اُن کے قبیلے والے اطراف مکہ مین آباد تھے اپنی بیٹی کبشہ کے لحاظ سے وہ اُم کبشہ کی کنیت سے یاد کی جاتی تھین اور ابوذویب نام ایک شخص کی بیٹی تھین اُن کے قبیلے کی اور عورتین جب رضاعت کے لیے بچے تلاش کرنے کو مکے مین آئین تو اُن کے ساتھ وہ بھی آئین مگر ایسی شکستہ حال تھین کہ سب کو قریشی بچے مل گئے اور وہ بے نیل مرام تھین ایک دن راستے جا رہی تھین کہ عبدالمطلب کا سامنا ہوا ضعیف العمر سردار نے نسب پوچھا تو انھون نے بنی سعد کا نام لیا۔ پھر نام پوچھا اور حلیمہ نام سن کے مسکرائے اور کہا واہ! سعادت اور حلم سے اچھی کون صفت ہوسکتی ہو۔

عہ سیرۃ الحلبیہ جلد ۱ صفحہ ۹۴ عہ الشمامۃ العنبریہ صفحہ ۱۳

پھر بولے اے حلیمہ۔ میرے پاس ایک یتیم بچہ ہے اُسے مین نے بنی سعد کی تمام عورتون کے سامنے پیش کیا اور سبنے انکار کیا وہ بے باپ کے بچے سے کوئی امید نہین رکھتی تھین شاید خدا اس بچہ کے ذریعے سے برکت دے۔ حلیمہ نے کہا اچھا مین اپنے شوہر سے مشورہ کر لون۔ وہ خود کہتی ہین اس سال موسم خراب تھا۔ عرب مین قحط پڑا ہوا تھا۔ اور یہ حالت تھی کہ جس اونٹنی پر بیٹھ کے مین آئی اُس کے تھنون مین بالکل دودھ نہ تھا۔ میرے بچے بھوک کی شدت سے رات بھر روتے رہتے اور کسی پہلو پر قرار نہ لیتے تھے۔ ہم سب جب مکہ مین پہونچے تو شرفاے قریش کے گھرون مین جا جا کے بچون کو ڈھونڈھنے لگے رسول اللہ ہمارے قبیلے کی تمام عورتون کے سامنے پیش کیے گئے۔ مگر کسی نے لینا نہ پسند کیا۔ اس لیے کہ یتیم تھے بچون کے بعد ہم لوگون کی امیدین بچون کے باپون سے وابستہ رہتی تھین اور جس بچے کا باپ زندہ موجود ہو اُسے کوئی نہ پسند کرتا تھا۔ اسی خیال سے آپ کو کسی نے نہ لیا۔ تھوڑی جستجو مین اور سب عورتون کو تو بچے مل گئے۔ مگر مین یونہین رہ گئی۔ جب واپسی کا وقت آیا اور مین متردد تھی کہ کہین ناکام نہ واپس جانا پڑے۔ اسی تشویش مین اپنی فرودگاہ پر آئی۔ اور اپنے شوہر سے جو اس سفر مین ساتھ تھے پوچھا کہ یہ تو نہین اچھا معلوم ہوتا کہ سب عورتین قریشی بچے لے لے کے گھر جائین اور مین خالی ہاتھ پھرون۔ کہو تو اس یتیم بچے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کو لے لون۔ انھون نے کہا بے شک لے لو خدا سے امید ہے کہ وہ اسی مین ہمین برکت دے گا۔ الغرض مین گئی۔ اور آپ کو لیا۔ مگر اس مجبوری سے کہ کوئی اور بچہ نہین ملا تھا اپنی فرودگاہ پر لا کے آپ کو دودھ پلایا

آپ حلیمہ کے گھر جاتے ہین

۵ سیرۃ الحلبیہ جلد ا صفحہ ۹۵ و ۹۶ و ۹۰

وہان آپ کی برکت | تو اسی وقت سے مجھے عجیب برکت نظر آئی۔ آپ نے بھی پیٹ بھر کے پیا اور میرے بچے نے بھی۔ اور دودھ پی کے دونون سو گئے حالانکہ اس سے پیشتر بچون کی بھوک ہمین بھی سونے نہ دیتی تھی۔ پھر میرے شوہر نے اُٹھ کے اونٹنی کو دوہا تو اُس سے بھی اتنا دودھ نکلا کہ ہم سب سیر ہو گئے۔ اور اس رات کو ہم نہایت ہی اطمینان سے سوئے صبح کو اُٹھ کے میرے شوہر نے کہا "حلیمہ تم نے بہت مبارک بچہ لیا ہو" اور مینے خوشی سے جواب دیا۔ "بے شک۔ مجھے بھی خدا کی قسم ایسی ہی امید ہو" اب ہم اپنے صحرائی وطن کو روانہ ہوئے۔ مگر میری اونٹنی خلاف امید و خلاف معمول اس قدر چُست وچالاک اور تازہ دم تھی کہ تمام قبیلے والون کے اونٹون سے آگے نکل گئی۔ یہان جب ہم قبیلہ عورت کے برابر سے ہو کے آگے بڑھتی وہ حیرت سے دیکھ کے پوچھتی "حلیمہ یہ وہی تمھاری پہلی اونٹنی ہو؟ اور مین کہتی ہاں خدا کی قسم وہی او ہی ہ" یہ حالت دیکھ کے بنی سعد کی تمام عورتون نے کہا "معلوم ہوتا ہو حلیمہ کی کوئی خاص شان ہو"

اس شان سے ہم گھر پھونچے۔ یہان قحط پڑا ہوا تھا۔ اور ہماری زمین کی حالت سب جگہ سے زیادہ خراب تھی۔ لوگ فاقے کر رہے تھے۔ اور مویشی سوکھ سوکھ کے مرے جاتے تھے۔ مگر میری بھیڑ بکریون پر خدا ایسا مہربان تھا کہ چرائی سے ہمیشہ سیر ہو کے آتین۔ اور ہم اُن کے دودھ سے سیر ہو جاتے تمام قبیلے والے میرے مویشیون کی تیاری دیکھ دیکھ کے اپنے چرواہون کو ڈانٹتے اور کہتے کہ ہماری بکریون کو بھی وہین کیون نہین چراتے جہان حلیمہ کی بکریان چرا کرتی ہین۔ مگر وہان چرانے پر بھی اُن کے مویشیون کی حالت نہ بدلتی۔

آپ کا نیا صحرائی گھر | یہ نیا صحرائی گھر جسے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے آغوش مادر سے نکل کے عزت بخشی اُس کے گرد قبیلۂ بنی سعد کے لوگ آباد تھے۔ اور سنئے عزیز

نئے رضاعی عزیز | جو رضاعت کے ذریعے سے آپ کو ملے یہ تھے۔ وہی نیک خاتون حلیمہ سعدیہ رض جو اصلی ماں کی طرح آپ کو دودھ پلاتی اور نہایت شفقت کے ساتھ پرورش کر رہی ہے۔ حارث بن عبد العزی جو اُس کا شوہر اور آپ کا رضاعی باپ ہے۔ عبداللہ بن حارث جو رضاعی بھائی ہے اور اُنیسہ بنت حارث اور جذامہ بنت حارث جو آپ کی رضاعی بہنین ہین۔ الغرض یہ چھوٹا خاندان آپ کا نگران اور آپ کی پرورش کا متکفل ہے۔ جذامہ جو عرب مین عموماً شیما کے لقب سے یاد کی جاتی تھی اکثر آپ کو کھلایا کرتی ہےعہ۔ اور اس شفقت و محبت سے پیش آتی ہے کہ وہ بھی آپ کی ماؤن اور پرورش کرنے والیون مین شمار کی گئی ہے۔ وہ اکثر آپ کو اپنے ہاتھون پر نچاتی اور یہ مصرعے پڑھا کرتی تھی۔

هٰذا أَخٌ لِي لَمْ تَلِدْهُ أُمِّي وَلَيْسَ مِنْ نَسْلِ أَبِي وَعَمِّي فَأَنْمِهِ اللّٰهُمَّ فِيمَا تُنْمِي

(یہ میرا بھائی ہے جو میری ماں کے بطن سے نہین پیدا ہوا اور نہ میرے باپ اور چچا کی نسل سے ہے۔ الٰہ العالمین اسے بڑھا کے بڑا کر)

غیر معمولی نشو و نما | اور آپ نے شیما کی آرزو کے مطابق عام بچون کے خلاف اپنے نشو و نما اور کمالات انسانی حاصل کرنے مین بہت نمایان اور فوری ترقی کی خود حلیمہ سعدیہ رض کہتی ہین کہ آپ آٹھ ہی مہینے کے تھے کہ آواز سے باتین کرنے لگے۔ جب نو مہینے کے ہوئے تو بہت ہی فصاحت کے ساتھ اپنا مافی الضمیر ادا فرما دیتے تھے۔ پھر جب آپ کی عمر گیارہ مہینے کو پہونچی اچھی طرح تیر اندازی کر لیتے تھے جو قوم عرب کا معمولی اور ضروری مشغلہ تھا۔ اُنھین دنون ایک

عہ سیرۃ ابن ہشام صفحہ ۱۰۳ و ۱۰۴ و ۱۰۵

علہ سیرۃ الحلبیہ جلد ۱ - صفحہ ۱۱۱ -

بھیڑی آپ کے سامنے سجدہ کرتی ہی

یہ واقعہ بھی پیش آیا کہ آپ حلیمہؓ سعدیہ کی گود مین بیٹھے تھے ناگہان اُن کی بھیڑیان اُدھر سے گذرین۔ اُن مین سے ایک آپ کی طرف آئی۔ آپ کے سامنے سجدہ کیا۔ سر مبارک سے منھ لگا کے گویا بوسہ لیا اور چلی گئیؑ۔ اس امر کو حضرت حلیمہؓ نے حیرت سے دیکھا اور خاموش ہو رہین۔

حلیمہ آپکے حالات کو مخفی رکھتی ہین

ایک یہی نہین معتبر روایات سے پتہ چلتا ہی کہ جناب حلیمہؓ نے ایسے ہی بہت سے واقعات دیکھے جو آپ کو ایک غیر معمولی بچہ ثابت کر رہے تھے مگر چونکہ اُن دنون عرب مین کثرت سے یہ افواہ مشہور تھی کہ قریش مین نبی آخر الزمان پیدا ہونے والا ہی اور یہود نے جس طرح حضرت مسیحؑ کے ساتھ دشمنی کی اُس کے ساتھ بھی دشمنی کرین گے لہذا ہمیشہ خاموش ہو رہین۔ ممکن ہی کہ جناب حلیمہ کو اس بات کا یقین نہ ہو کہ یہی بچہ وہ موعود و بشر پیغمبر ہو گا مگر اتنا خوف ضرور تھا کہ اس موعود پیغمبر کے دھوکے مین کہین اس ہونہار بچے کو کوئی ضرر نہ پہونچ جائے۔

دودھ بڑھائی اور خداپرستی کا پہلا ظہور

دو برس کے بعد حلیمہؓ نے آپ کا دودھ بڑھایا۔ اور اسی زمانے مین آپ کی بچپن کی خداشناس زبان سے یہ پیمبرانہ کلمات توحید سُنے "اللہ اکبر کبیراً و الحمد للہ کثیراً و سبحان اللہ بکرۃ و اصیلاً"۔ یہ ایسے کلمات تھے کہ مشرکین عرب تو درکنار سچے پیمبرون کے ماننے والون یعنی یہود و نصارا کی زبان سے بھی اُن دنون کم سُنے جا سکتے تھے۔ اس لیئے کہ وہ لوگ بھی خداوند جل و علا کو بھول کے اپنے اجبار و رہبان کی پرستش کر رہے تھے۔

حلیمہ آپ کو جناب آمنہ کے پاس لاتی ہین

جب آپ دو برس کی عمر کو پہونچ گئے اور دودھ بھی بڑھایا جا چکا تو ضرور ہوا کہ حلیمہؓ آپ کو مکے مین لا کے آپ کی والدۂ ماجدہ کے سپرد کر دین۔ مگر آپ کی برکت کے ایسے صاف اور نمایان نمونے دیکھ چکی تھین، راتنے

ع۵ سیرۃ الحلبیہ جلد اصفحہ ۹۸ ع۵ الشامۃ العنبریہ صفحہ ۱۴ ع۵ ابن ہشام ۱۰۵

دنون پاس رکھنے اور دودھ پلانے سے ایسا دلی تعلق ہو گیا تھا کہ اس مفارقت کو دل کسی طرح گوارا نہ کرتا تھا۔ مجبوراً مکے مین پہونچین اور حضرت بی بی آمنہؓ کی خدمت مین حاضر ہو کے آپ کو پیش بھی کر دیا۔ مگر بار بار یہی کہے جاتی تھین کہ اگر یہ بچہ ابھی اور

مگر اجازت سے پھر لے جاتی ہین | چند روز میرے پاس رہتا تو اچھا ہوتا۔ خدا کی قسم مین مکے کی وبا سے ڈرتی ہون۔ کہین ایسا نہ ہو کہ اس کے دشمنون کو کچھ صدمہ پہونچ جائے حضرت آمنہؓ کو حلیمہؓ کی دل شکنی نہ گوارا ہوئی اور غالباً یہ بھی خیال کیا ہو گا کہ ابھی تھوڑے دنون آپ اور دیہات کی آب وہوا مین رہین تو زیادہ قوت آجائے گی اور صحت بھی مضبوطی حاصل کرے گی۔ خلاصہ یہ کہ حضرت آمنہؓ نے حلیمہؓ کی درخواست قبول کی۔ اور وہ خوش نصیب بدویہ پھر آپ کو لے کے خوش خوش اپنے گھر مین آئیؐ۔

آپ بھیڑیان چرانے جاتے ہین | اب آپ اتنے بڑے ہوئے کہ کبھی کبھی کھیلتے ہوئے گھر سے باہر نکل جاتے۔ مگر یہ پسند نہ کرتے کہ غیر لڑکون کے ساتھ کھیل مین شریک ہون نتیجہ یہ تھا کہ تنہائی سے گھبراتے۔ آخر ایک دن تنہائی سے اُکتا کے اپنی سعدیہ مان سے دریافت کیا "میرے بھائی اور بہن روز کہان چلے جاتے ہین کہ دن بھر نہین دکھائی دیتے؟" حلیمہؓ نے شفقت سے جواب دیا کہ "بیٹا وہ بھیڑیان چرانے کو جاتے ہین" آپ نے فرمایا "تو مجھے بھی اُن کے ساتھ جانے دو۔" حلیمہؓ نے کہا "اچھا اگر تم جاتے ہو تو شوق سے جایا کرو۔" اور دوسرے دن سے آپ بھی عبداللہ۔ اُنیسہ اور شیماء کے ساتھ بھیڑیان چرانے لگے۔ اب آپ کا معمول تھا کہ روز صبح کو رضاعی بھائی بہنون کے ہمراہ خوش خوش جاتے اور شام کو شادان و فرحان گھر مین آتے۔

ایک دن آپ کا رضاعی بھائی عبداللہ بن حارث جو ضمرہ کے لقب سے مشہور تھا

شق صدر | بدحواس اور روتا ہوا گھر مین آیا۔ اور ماں باپ یعنی حلیمہؓ اور اُن کے شوہر کے

۵ع ابن ہشام ص۱۰۵

سامنے چلایا "اے ابّا اور اے امّان - جلدی جا کے بھائی محمدؐ کی خبر لو۔ اب نہین کہ وہ زندہ ملین"۔ حلیمہؓ نے نہایت ہی پریشان و مضطرب ہو کے پوچھا "آخر کیا ہوا؟" عبداللہ نے کہا "ہم سب کھڑے تھے کہ ایک شخص آیا - اُنھین ہمارے درمیان مین گھس کے پکڑا پھر ایک پہاڑی کی چوٹی پر چڑھ گیا - اور ہم دیکھتے ہی تھے کہ اُن کا پیٹ پھاڑ ڈالا"۔ حلیمہؓ کہتی ہین یہ روح فرسا اور جان گزا خبر سنتے ہی مین اور میرا شوہر دونون لپکے - مگر وہان پہونچ سکے کیا دیکھتی ہون کہ آپ پہاڑ کی چوٹی پر بیٹھے ہین - نظر آسمان کی طرف ہے اور مسکرا رہے ہین - مین دیکھتے ہی نہایت بیتابی سے دوڑی - گلے سے لگا کے پیشانی چومی اور پوچھا "بیٹا خیریت تو ہے - تم کس چیز سے ڈر گئے؟" آپ نے فرمایا - خیریت ہے - مین ابھی کھڑا تھا کہ تین شخص آئے - ایک کے ہاتھ مین چاندی کی صراحی تھی - اور دوسرے کے ہاتھ مین زمرد سبز کا طشت وہ مجھے پہاڑ کی چوٹی پر لے گئے - وہان آہستہ سے مجھے چت لٹایا - اور میرا سینہ چاک کر ڈالا مگر مجھے اس سے نہ کسی قسم کی تکلیف ہوئی اور نہ زخم کا کچھ اثر معلوم ہوا - پھر اُنھون نے ایک سیاہ چیز میرے دل سے نکال کے سینہ اُسی طرح برابر کر دیا اور اب مین اچھا خاصہ ہون"

حلیمہؓ کا خائف ہونا | اس بیان اور اس واقعے سے جناب حلیمہؓ اور اُن کے شوہر دونون حد سے زیادہ خائف و پریشان ہوئے اُن دنون عرب مین شیطان یعنی بھوت اور جن کے بہت سے افسانے مشہور تھے - اور طرح طرح کی بیماریون کی اصلیت اُنھین کی طرف منسوب کی جاتی تھی - چنانچہ دونون میان بیویون کو خیال گذرا کہ یہ بھی کوئی اسی قسم کا واقعہ ہے - اور آپ کی صحت کی نسبت بہت متردد ہو گئے - آخر ایک دن شوہر نے بیوی سے کہا "حلیمہؓ اس بچے کو اس کے دادا کے پاس پہونچا آؤ اور اپنی امانت سے سبکدوشی حاصل کرو - مجھے اندیشہ ہے کہ اسے آسیب کا کچھ خلل نہ ہو گیا ہو - اور اگر یہ سچ ہوا تو پھر کبھی نہ کبھی اس کا ظہور ضرور ہو گا - اُس سے پیشتر ہی

اگر یہ بچہ اپنے گھر اور اپنے لوگوں میں پہونچ جائے تو بہت مناسب ہے۔ شاید اس کے دادا کچھ علاج یا کوئی تدبیر کریں"۔ ان باتوں نے جناب حلیمہؓ کے دل میں دہشت پیدا کی اور آپ چار پانچ سال کے درمیان میں تھے کہ وہ آپ کو لیکے پھر مکے کی طرف روانہ ہوئیں۔

آپ کا کھونا اور ملنا

حلیمہؓ سعدیہ آپ کو واپس لاتی تھیں کہ گھر کے قریب پہونچ کے آپ کھو گئے بہت ڈھونڈھا مگر پتہ نہ لگا۔ آخر ڈرتی اور سہمی ہوئی انتہائے ناکامی و پریشانی کے ساتھ مکے میں آئیں اور آپ کے دادا عبدالمطلب کے پاس جاکے کہنے لگیں "میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو لیے ہوئے مکے میں آتی تھی آج رات کو جیسے ہی اس شہر کے قریب پہونچی وہ کھو گئے اور کہیں پتہ نہیں لگتا"۔ عبدالمطلب فوراً اٹھ کے کعبے کے قریب گئے اور درگاہ الٰہی میں دعا کرنے لگے کہ خداوندا محمد کو مجھ سے ملا۔ ناگہاں غیب سے آواز آئی "لوگو پریشان نہ ہو۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا خدا ہے جو اُن کو ذلیل و ضایع نہ کرے گا"۔ عبدالمطلب نے پوچھا "تو ہم اُنھیں کیونکر پائیں"؟ آواز آئی "وادی تہامہ میں جاؤ۔ دہنی طرف جو درخت ہے وہیں ملیں گے"۔ عبدالمطلب یہ سنتے ہی اس پتے پر روانہ ہوئے۔ راستے میں ورقہ بن نوفل بھی ساتھ ہوئے جو جاہلیت کے موحد خداپرستوں میں تھے۔ یہ دونوں معززین قریش مقام معینہ پر پہونچے تو دیکھا کہ ایک بچہ درخت کی ٹہنی پکڑے کھڑا ہے۔ عبدالمطلب نے پوچھا "صاحبزادے تم کون ہو"؟ بچے نے جواب دیا "میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوں"۔ عبدالمطلب نے خوشی میں آکے کہا "اور میں عبدالمطلب ہوں"۔ پھر بڑھ کے آپ کو گود میں اٹھا کے گلے سے لگا لیا اور اپنے آگے اونٹ پر بٹھا کے گھر کی طرف پلٹے۔ مگر جوش مسرت سے روتے جاتے تھے۔

آپؐ در شفقہ کے دامن عافیت میں ہیں

اس طرح حلیمہؓ نے آپ کو پھر گلے سے لگا کے اپنا کلیجہ ٹھنڈا کیا۔ اور حضرت آمنہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ جناب آمنہ نے تعجب سے دیکھ کے پوچھا "کیوں حلیمہ اس بچے کے رکھنے کی تو تمھیں بڑی تمنا تھی واپس لانے کا سبب"؟ حلیمہؓ نے پہلے تو ٹالا۔ مگر جب اصرار کیا گیا تو چھپانا خلاف مصلحت سمجھ کے اُن تمام واقعات کو صاف صاف

ع ۵ ابن ہشام ۱۰۵

بتا دیا جو گزر چکے تھے۔ اور بولین مجھے ڈر ہی کہین آسیب کا خلل نہ ہو۔ حضرت آمنہؓ نے کمال اطمینان سے فرمایا "نہین حلیمہؓ۔ اس کا تو مجھے بالکل خوف نہین۔ میرے بیٹے کی کوئی خاص شان ضرور ہونے والی ہی" اور وہ امور بیان کیے جو ولادت کے وقت اور ایام حمل مین پیش آئے تھے۔

سوق عکاظ مین ایک کاہن آپ کو پہچانتا ہو

کہتے ہین کہ حلیمہؓ ایک مرتبہ آپ کو سوق عکاظ مین لے گئین تھین۔ جو جاہلیت کا بڑا میلا تھا۔ اور جس مین شعرا و شرفاے عرب رجز خوانی کیا کرتے تھے اور اپنے اوپر فخر کرتے تھے۔ وہان کسی کاہن نے آپ کی صورت دیکھتے ہی چلا کے کہا "لوگو اس لڑکے کو مار ڈالو۔ یہ بادشاہ ہونیوالا ہی" حلیمہ اُسکے یہ کلمات

سوق ذی المجاز مین بھی آپ پہچانے گئے

سنتے ہی بہت ڈرین اور آپ کو لیکے بھاگین۔ اسی طرح آپ کی دائی ایک دفعہ آپ کو سوق ذی المجاز مین لے گئین تو وہان بھی ایسا ہی واقعہ پیش آیا۔ ذی المجاز کا میلا عرفے کے قریب ہوتا تھا۔ اور اسی میلے سے فراغت کر کے لوگ حج کو آیا کرتے تھے۔ یہان کسی ماہر نجومی نے آپ کی وضع و حالت آپکی مہر نبوت اور آپ کی آنکھون کی غیر معمولی سرخی دیکھ کے بے تحاشا غل مچایا "اے اہل عرب اس بچے کو قتل کر دو ورنہ یہ تمھارے ہم مذہبون کو مار ڈالے گا تمھارے بتون کو اوندھا گرائے گا۔ اور اپنے مذہب کو تمھارے دین پر غالب کر دے گا۔"

ایک اور سعدیہ عورت نے بھی آپ کو دودھ پلایا۔

آپ کے عم بزرگوار حضرت حمزہؓ نے بھی بنی سعد مین رہ کے اور اسی قبیلے کی ایک عورت کا دودھ پیا تھا۔ اتفاقاً جن دنون آپ حلیمہ سعدیہؓ کا دودھ پیتے تھے وہ عورت حلیمہؓ سے ملنے کو آئی اور آپ کو ایک مرتبہ دودھ پلا کے آپ کی دودھ پلائیون مین شامل ہو گئی۔ اسی وجہ سے حضرت حمزہؓ دو طرف سے آپ کے رضاعی بھائی تھے اول تو ابولہب کی لونڈی ثُوَیبہ کی طرف سے اور دوسرے اس سعدیہ عورت کی طرف سے

ع۵ روایات صحیحہ سے ثابت ہی کہ آپکے بائین شانے پر دل کے عین محاذاۃ مین ایک نشان تھا جو مہر نبوت تسلیم کیا گیا ہی اور آپ کی آنکھین غیر معمولی طور پر سرخ رہا کرتی تھین جس کو اُس عہد کے کاہن نبوت و خدا شناسی کی علامت خیال کرتے تھے۔

جس کے نام مین بعض کو توشک ہی اور بعض خولہ نبت منذر بتاتے ہین۔

آپ کی اور دودھ پلانے والیان

اس سعدیہ عورت کے علاوہ تین اور خوش نصیب خاتونان عرب نے بھی محض اتفاقی طور پر آپ کی رضاعی مان بننے کی عزت حاصل کر لی تھی اور اُن تینون بی بیون کا نام عاتکہ تھا۔ جن کے شامل کرنے سے آپ کی آٹھ دودھ پلانے والیون کی تعداد پوری ہوجاتی ہی یعنی آپ کی والدہ حضرت آمنہ۔ آپ کی لونڈی اُم ایمن۔ ابولہب کی لونڈی ثویبہ۔ حلیمہ سعدیہ۔ وہ دوسری سعدیہ عورت جو حضرت حمزہ کی مرضعہ تھی۔ تینون عاتکائین۔ بعض لوگ اُم فروہ نام ایک اور عورت کو بھی آپ کی دودھ پلائیون مین شامل کرتے ہین۔

باب سوم

پیمبرانہ عہد نابالغی

آپ چار سال کے ہین حضرت آمنہ کی وفات۔ عبدالمطلب آپ کے متکفل ہوئے۔ آپ کے ساتھ اُن کا برتاؤ۔ نجران کا بشپ آپ کی نسبت پشین گوئی کرتا ہی۔ عبدالمطلب یہود کے خوف سے آپ کی حفاظت کرتے ہین اُن کا سفر یمن۔ آپ کی برکت اور عبدالمطلب کی دعا سے پانی برستا ہی۔ آشوب چشم معالج کاہن آپ کو پہچانتا ہی۔ جناب عبدالمطلب کا انتقال۔ اُن کی بیٹیون کی مرثیہ گوئی۔ ابوطالب آپ کے کفیل ہوئے۔ دادا کے مرنے پر آپ کا صدمہ۔ ابوطالب کی شفقت و رحمت۔ اُن کے گھر مین آپ کی برکت۔ آپ کا بچپن کا صبر و شکر۔ ابوطالب کی دعا نے بھی آپ کی برکت سے پانی برسایا۔ ایک اور کاہن آپ کو پہچانتا ہی۔ آپ کا پہلا سفر شام۔ بحیرا راہب۔ اُس کی دعوت۔ وہ آپ کو غور سے دیکھتا ہی۔ اور آخر پہچان جاتا ہی۔ عیسائیون کا قیاس اور اُس کی بے وقعتی۔ آپ کی عفت و راستبازی۔ قوم سے آپ کو امین کا خطاب ملتا ہی۔ آپ بچپن مین برہنگی سے رُکے جاتے ہین۔ برہنہ ہونے کے دیگر واقعات۔ آپ کی نسبت آسیب کا خیال۔ مگر آپ کے بزرگ ہمیشہ مطمئن رہے۔ آپ بھیڑ بکریان چراتے ہین۔ اُس پیشے سے نبوت کا

---

۵ سیرۃ الحلبیہ۔ جلد ۱ صفحہ ۹۴ و ۹۵ و ۱۰۱ و ۱۰۲ و ۱۰۳

تعلق۔ قصہ خوانی کی صحبت سے خدا آپ کو بچاتا ہو۔ آپ ہمیشہ ہر معصیت خصوصاً شرک سے روکے گئے لطراف

کے کاہنت بواند۔ آپ وہان زبردستی لے جائے گئے۔ اور شرک سے خدا نے بچا دیا۔ جو چیز بتون پر چڑھائی

جاتی آپ نہ کھاتے۔ جاہلیت کے ایک موحد کے بیان کا آپ پر اثر۔ آپ کس وضع سے کپڑے پہن جاتے تھے۔ جو

لڑکیان زندہ دفن کی جاتین آپ اُنھین بچاتے۔ نبوت سے پیشتر آپ کا مذہب۔

آپ چار سال کے ہین | الغرض آپ کا سن شریف چار پانچ سال کے درمیان مین تھا کہ نبی سعد کے خیمون اور اپنے رضاعی خاندان کے بھائی بہنون سے رخصت ہو کے آپ مکے مین آئے اور اپنی والدہ ماجدہ کے ساتھ رہنے لگے۔ مگر افسوس تعلیمات نبوت کیلیئے ضرور تھا کہ دنیاوی شفقتون سے بچپن ہی مین جدا ہو کے آپ خدا کی طرف توجہ کرنے کے عادی ہوجاین چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ پورے دو برس بھی مان کی محبت کا مزہ نہین اُٹھانے پائے تھے کہ حضرت

حضرت آمنہ کی وفات | آمنہؓ آپ کو ساتھ لے کے اپنے بعض اعزہ سے ملنے کے لیے مدینے گئین وہان مقام دار النابغہ مین پورے ایک مہینہ رہ کے واپس آتی تھین کہ راستے مین بیمار ہوئین۔ مرض ایسا شدید تھا کہ ہنوز نصف راستہ بھی نہین طے ہونے پایا تھا کہ مقام ابوا مین پہونچ کے انتقال کیا۔ اور رہ گرا سے عالم آخرت ہوئین یہی غنیمت ہوا کہ آپ کی خاندانی حبشیہ لونڈی ام ایمن ہمراہ تھی جو حضرت آمنہؓ کو وادی ابوا کی خاک مین دفن کر کے مکے کی طرف روانہ ہوئی۔ اور اس روح فرسا سانحے کے پانچوین دن آپ کے دادا حضرت عبد المطلب سے مل کے ساری سرگذشت بیان کی اور آپ کو اُن کے سامنے پیش کیا عبد المطلب خاندانی مصیبت جوان اور بیوہ بہو کی خلاف امید موت۔ اور پوتے کی یتیمی و بے بسی پر انتہا سے زیادہ ملول ہوئے۔ اور اُنکے دل کو اتنا بڑا صدمہ پہونچا کہ کسی بیٹے کی موت پر بھی نہ پہونچا تھا۔

ع۵ سیرۃ الحلبیہ جلد ۱۔ صفحہ ۱۱۳

عبد المطلب آپکے متکفل ہوئے | اب اس وقت سے عبد المطلب آپ کی پرورش و تعلیم کے متکفل ہوئے۔ اور وہی لونڈی اُم ایمن آپ کی دیکھ بھال کرتی اور خبر گیران تھی یہی سبب اور یہی حقوق تھے جن کے لحاظ سے آپ اُم ایمن سے اکثر فرمایا کرتے تھے "میری اصلی ماں کے بعد تم ہی میری ماں ہو" عبد المطلب بھی آپ سے نہایت ہی

آپکے ساتھ اُنکا برتاؤ | لطف کے ساتھ پیش آتے۔ ہمیشہ آپ کی پیٹھ پر دست شفقت پھیرتے اور اپنے بیٹون سے بھی زیادہ پاس و لحاظ کرتے۔ چنانچہ مشہور ہو کہ اُن کے لیے مقام حِجر مین خاص خانہ کعبہ کے سایے مین فرش بچھایا جاتا۔ جس پر صرف وہی بیٹھتے۔ اور تمام بیٹے گرد رہتے کسی کی مجال نہ ہوتی کہ اُس فرش پر قدم رکھے مگر آپ جب آتے تو اپنی بچپن کی سادگی سے بے تکلف اُس فرش پر چلے جاتے یہ دیکھ کے آپ کے بعض چچا آپ کو ہاتھ پکڑ کے اور کھینچ کے فرش سے باہر کرنا چاہتے تو عبد المطلب منع کرتے۔ اور کہتے آنے دو۔ میرے اس بیٹے کی ایک خاص شان ہونے والی ہو اور ایسے مرتبے پر پہونچنے والا ہو جس پر آج تک کوئی عربی نژاد نہ پہونچا ہوگا"

ایک دن اسی مقام اور اسی فرش پر عبد المطلب بیٹھے تھے کہ نجران کا

نجران کا بشپ آپکی نسبت پیشین گوئی کرتا ہی | نصرانی بشپ اُن سے ملنے کو آیا۔ اور باتون باتون مین کہنے لگا ہم اپنی کتابون مین ایک پیغمبر کا تذکرہ پاتے ہین جس کا ظہور ابھی باقی ہے وہ نسل اسمٰعیل سے ہوگا آپ کے اسی شہر مین پیدا ہوگا۔ اور اس کے یہ یہ اوصاف ہون گے" اتنے مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آ گئے۔ اس نے آپ کی آنکھون پیٹھ اور قدمون کو غور سے دیکھا اور کہا "وہ پیغمبر یہی ہو۔ مگر یہ آپ کا لڑکا نہین ہو" عبد المطلب نے جواب دیا "یہ میرا بیٹا ہو" اور وہ عموماً کمال شفقت سے

عہ سیرۃ الحلبیہ جلد ۱ صفحہ ۱۲۰ عہ سیرۃ ابن ہشام صفحہ ۱۰۷ و ۱۰۸

آپ کو اپنا بیٹا ہی بتایا کرتے تھے - یہ سُن کے لشپ بولا "مگر اس کے باپ کو تو زندہ نہ ہونا چاہیے" تب عبد المطلب نے بتایا "ہان یہ میرے بیٹے کا بیٹا ہی۔ مان کے پیٹ ہی مین تھا کہ خدا نے اسے یتیم کر دیا" لشپ نے کہا "بے شک اب تم نے سچ کہا" جب وہ لشپ چلا گیا تو عبد المطلب نے اپنے بیٹون کی طرف دیکھ کے کہا "سنتے ہو لوگ کیا کہتے ہین؟ جہان تک بنے اپنے اس بھتیجے کی حفاظت کرو"

عبد المطلب یہود کے خوف سے آپکی حفاظت کرتے ہین

اسی قسم کے اور بھی کئی واقعے عبد المطلب پر گزرے تھے اور اُن کے دل مین ایک خیال پیدا ہو گیا تھا کہ کہین یہود و نصارٰی میرے پوتے کے ساتھ دشمنی نہ کرین۔ اِسی سبب سے آپ کے نگران رہتے - اور حتی الامکان حفاظت کرتے۔ خود اُم ایمن کا بیان ہی کہ ایک مرتبہ میری آنکھ بچا کے آپ کسی طرف کھیلتے ہوئے نکل گئے۔ تھوڑی دیر نہین ہوئی تھی کیا دیکھتی ہون کہ عبد المطلب کھڑے پوچھ رہے ہین "اُم ایمن تمھین خبر بھی ہی کہ مین نے اپنے بیٹے کو کہان پایا؟ بیری کے درخت کے نزدیک۔ یہ مجھے چند اور لڑکون کے ساتھ ملے - دیکھو ہوشیار رہا کرو۔ مین ڈرتا ہون کہ یہود و نصارا اس بچے کو کچھ ضرر نہ پہونچا دین"۔ جناب عبد المطلب کو آپ کی یتیمی کا اور آپ کے متعلق جو پیشین گوئیان سُنی تھین اُن کا یہان تک خیال تھا کہ بغیر آپ کے کھانا نہ کھاتے اور بغیر کسی شدید ضرورت کے آپ کو جدا نہ کرتے۔ وہ آپ سے کبھی کبھی کام بھی لیا کرتے مگر ہمیشہ مجبوری کی حالت مین اُن کا سب سے بڑا کام یہ تھا کہ کوئی اونٹ کھو جائے۔ ایسے موقعون پر اُس کی تلاش کے لیے وہ ہمیشہ اپنے بیٹون کو بھیجا کرتے تھے - مگر جب بیٹے موجود نہ ہوتے اور ان کے بلانے کی ضرورت ہوتی تو آپ کو بھیجتے۔

عہ سیرۃ حلبیہ جلد ا صفحہ ۱۱۸ عہ روضۃ الاحباب صفحہ ۹۵ سے سیرۃ الحلبیہ جلد ا صفحہ ۱۱۹

عبد المطلب نے اپنی آخر عمر مین جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سات برس کے تھے یمن کا سفر کیا۔ اور وہان کے نئے خاندانی فرمان روا سیف بن ذی یزن کو اُس کی فتحمندی وکامیابی پر مبارکباد دی۔ اِس لیئے کہ دولت ساسانی کی مدد سے اُس نے یمن مین حبش کے عیسائی حکمرانون کا قلع وقمع کر دیا تھا۔ وہ ایک یہودی حکمران تھا۔ اور مذہبی پیشین گوئیون اور بشارتون سے واقف۔ عبد المطلب کی صورت دیکھتے ہی اُس نے بھی یہ مژدہ سنایا کہ تمھاری نسل اور تمھاری قوم سے نبی آخر الزمان مبعوث ہوگا جس کی بعثت کا زمانہ قریب آ گیا ہی۔ اسی سال ایک اور واقعہ پیش آیا۔ عرب مین کئی برس سے پانی نہین برساتھا۔ لوگ زندگی سے عاجز آ گئے تھے اور مویشی سوکھ سوکھ کے مرے جاتے تھے اُس قحط کا خاتمہ اس طریقے سے ہوا کہ عبد المطلب کی بیوی رقیقہ نے خواب مین دیکھا کہ کوئی ہاتف غیب کسی خاص شخص کا حُلیہ اور پتہ بتا کے کہہ رہا ہی کہ وہ مع اپنے فرزند خاص کے کوہ ابو قبیس پر جا کے درگاہ الٰہی مین دعا کرے تو فوراً رحمت الٰہی نازل ہوگی۔ رقیقہ نے جب یہ خواب لوگون سے بیان کیا تو قریش کو اس شخص کی جستجو ہوئی جس کا حلیہ بتایا گیا تھا غور کرنے سے وہ سب باتین عبد المطلب مین پائی گئین۔ اور سب اتفاق کر کے انھین کوہ ابو قبیس پر لے گئے۔ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) اُس وقت آپ کے ساتھ تھے۔ اور اُنھون نے آپ کو آگے کھڑا کر کے نہایت پُرجوش اور فصیح وبلیغ الفاظ مین دعا کی۔ ابھی ہاتھ دعا سے ہٹنے نہین پائے تھے کہ ابر گھر آیا اور ایسا مینھ برسا کہ مدتون کی کسر نکل گئی۔

ان کا سفر یمن

آپ کی برکت اور عبد المطلب کی دعا سے پانی برستا ہی

۵؎ روضۃ الاحباب صفحہ ۹۶

آشوب چشم | ولادت باسعادت کے ساتوین ہی برس یعنی اسی سال ایک یہ واقعہ بھی پیش آیا کہ آپ کی آنکھین دُکھنے کو آئین۔ اور شدید آشوب چشم مین مبتلا ہوگئے جناب عبدالمطلب نے مکے کے معالجون کی طرف توجہ کی مگر کچھ فائدہ نہ ہوا پریشان ہونے لگے تھے کہ کسی نے کہا اطراف عکاظ مین ایک کاہن آنکھون کا بہت

معالج کاہن آپ کو پہچانتا ہو | اچھا علاج کرتا ہے۔ اُن دنون طبابت عام مذہبی مقتداؤن یا یہودی کاہنون اور نصرانی راہبون کے ساتھ مخصوص تھی۔ عبدالمطلب یہ خبر سنتے ہی آپ کو لے کے وہان دوڑے گئے۔ اُس کی خانقاہ کا دروازہ بند تھا۔ پکارا۔ اُس نے جواب نہ دیا۔ فوراً خانقاہ مین زلزلہ پڑ گیا۔ اور در و دیوار اس قدر ہلے کہ وہ ڈرا کہین چھت نہ آرہے۔ گھبرایا اور سہما ہوا باہر آیا۔ اور آپ کی صورت دیکھتے ہی بولا۔ اے عبدالمطلب یہ لڑکا اس امت کا پیغمبر ہے۔ اگر مین نکل نہ آتا تو خانقاہ دھڑھا کے بیٹھ جاتی۔ اس کو لے جاؤ۔ اور حفاظت کرو۔ مبادا اہل کتاب (یہود و نصارا) مین سے کوئی شخص اسے قتل کر ڈالے۔ پھر اُس نے آپ کی آنکھ مین دوا لگائی۔ اور تھوڑی سی دوا دے دی کہ پھر ضرورت ہو تو لگا دینا۔

جناب عبدالمطلب کا انتقال | اس مرض سے صحت پانے کے بعد آپ نے اپنی عمر کے آٹھوین سال مین قدم رکھا۔ جس سال کہ آپ نے سب سے بڑا یہ صدمہ اُٹھایا کہ جد بزرگوار جناب عبدالمطلب نے جو آپ کو اپنے بیٹون سے بھی زیادہ عزیز رکھتے تھے انتقال کیا۔ اُن کی وفات بھی اہل مکہ کے لیے ایک بڑی مصیبت تھی۔ جب مرض موت مین مبتلا ہوئے۔ اور یقین ہوگیا کہ دنیا کو رخصت کیا چاہتے ہین تو کمال اطمینان و استقلال کے ساتھ اپنی چھوٹی لایق

ے۵ السیرۃ الحلبیہ جلد ۱۔ صفحہ ۱۲۱

کی بیٹیوں کی مرثیہ گوئی | ہوشیار بیٹیوں کو جمع کیا جن کے یہ نام ہیں۔ صفیہ۔ برہ۔ عاتکہ
بیضا جن کی کنیت اُم حکیم تھی۔ اُمیمہ اور اروی۔ یہ سب حسب رواج قوم شعر و
سخن کا بہت اچھا نداق رکھتی تھیں اور فی البدیہہ کہتی تھیں۔ عبدالمطلب نے
ان کو جمع کرکے کہا اگر میرے مرثیے کہنا ہوں تو میرے سامنے کہہ لوتاکہ مرنے
سے پہلے سُن لوں اور معلوم ہو جائے کہ مجھ سے چھوٹنے کے صدمے کو تم کس
سوز و گداز کے الفاظ میں ظاہر کرتی ہو۔" اس خواہش کے مطابق سب نے ایک
ایک مرثیہ تصنیف کرکے سُنایا۔ اور جان بلب باپ نے سر کے اشارے سے
اپنی رضامندی ظاہر کی۔ گویا زبان حال سے کہا کہ "ہاں مجھے یوں ہی رونا" اور
ہمیشہ کے لیے خاموش ہو گئے۔

عبدالمطلب کی نسبت کہتے ہیں کہ آخر عمر میں نابینا ہو گئے تھے۔ اور اُن کی
عمر کی بابت بڑا اختلاف ہے۔ مگر اس میں شک نہیں کہ وہ طولانی عمر پاکے اور ایک
بڑے خاندان کو چھوڑ کے دنیا سے رخصت ہوئے۔ انتقال کرتے وقت اُنھیں
ابوطالب آپ کے کفیل ہوئے | سب سے زیادہ فکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی
اس لیے کہ آپ بے ماں باپ کے تھے۔ اور ہنوز کم عمر تھے۔ اس امر میں انھوں
نے یوں اطمینان حاصل کیا کہ اپنے بیٹے ابوطالب (یعنی حضرت علیؓ کے والد)
کو اپنے سامنے بلایا اور کہا کہ "محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لیے میں تمھیں وصیت
کرتا ہوں۔ اور اس بچے کو تمھاری کفالت میں دیتا ہوں" اور تمام بیٹوں میں صرف
ابوطالب کے منتخب کرنے کی یہ وجہ تھی کہ وہ بخلاف اُن کے اور بیٹوں کے آپ کے

عہ جن صاحبوں کو یہ مرثیے دیکھنا ہوں سیرۃ ابن ہشام میں دیکھ سکتے ہیں۔ واقعی عجیب کمال کے ساتھ دلی
جذبات ظاہر کیے گئے ہیں اور فصاحت تو فصاحت ان میں قریش کے حصے ہی میں تھی عہ سیرۃ ابن ہشام صفحہ ۱۰۸ و ۱۰۹ و ۱۱۰ و ۱۱۱
سہ روضۃ الاحباب۔ صفحہ ۷۰

دادا کے مرنے پر آپ کا صدمہ

والد مرحوم حضرت عبداللہ کے سگے اور ماں جائے بھائی تھے مگر باوجود اس کے کہ ابوطالب پیٹھ پر شفقت کا ہاتھ رکھ چکے تھے آپ کو ایسے شفیق جد بزرگوار کے مرنے کا بے انتہا صدمہ ہوا۔ آپ کی لونڈی ام ایمن کا بیان ہے کہ عبدالمطلب کے جنازے کے پیچھے پیچھے آپ زار و قطار روتے ہوئے گئے۔ حالانکہ ابھی آٹھ ہی برس کے تھے۔ اور اس عمر کے بچے ایسے غموں کو بہت کم محسوس کیا کرتے ہیں۔ آپ کی بچپن کی زندگی کا یہ اتنا بڑا اہم واقعہ تھا کہ آپ کو آخر عمر تک یاد رہا۔ اور جب کوئی پوچھتا کہ عبدالمطلب کا مرنا آپ کو یاد ہے تو آپ فرماتے کہ ہاں بخوبی یاد ہے۔

ابوطالب کی شفقت و رحمت

ابوطالب نے اپنی توجہ و رحمت سے چند ہی روز میں ظاہر کر دیا کہ وہ آپ کے حال پر آپ کے والد سے بھی زیادہ شفیق تھے۔ اپنے لڑکوں سے بھی زیادہ آپ کے حال پر مہربان رہتے۔ یہاں تک کہ بغیر آپ کے دستر خوان پر نہ بیٹھتے۔ لکھتے ہیں جناب ابوطالب بہت غریب و مفلس تھے اور حالت یہ تھی کہ بچوں اور گھر والوں کو پیٹ بھر کے کھانا نہ ملتا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

ان کے گھر میں آپ کی برکت

جب کبھی دستر خوان پر ساتھ ہوتے تو سب کا پیٹ بھر جاتا۔ چند ہی روز کے تجربے نے ابوطالب کو بتا دیا کہ یہ صرف آپ کی برکت تھی۔ چنانچہ اُن کا معمول ہو گیا تھا کہ جب دستر خوان بچھتا اور سب بچے جمع ہو لیتے تو سب سے کہتے ذرا ٹھہرو میرا بیٹا آ لے تو کھانا۔ پھر کسی کو بھیج کے آپ کو بلواتے اور جب آپ آ لیتے تو پہلے آپ کو کھلاتے پھر اپنے لڑکوں کو۔ اور آپ کی برکت سے سب کا پیٹ بھر کے کچھ کھانا بچ ہی رہتا تھا۔

آپ کا بچپن کا صبر و شکر

آپ کے اس عمر کے معمولات میں تھا کہ خدا جو کچھ دیتا اس پر

ع۵ السیرۃ الحلبیہ جلد اصفحہ ۱۲۲ ع۵ روضۃ الاحباب صفحہ ۹۷

قناعت کرتے اور زبان سے کبھی حرف شکایت نہ نکلتا۔ جناب ابوطالب کی مفلسی کا اثر ممکن نہیں کہ آپ کی ذات پر نہ پڑتا ہو اس لیے کہ انھین کی کفالت مین تھے اور انھین کے ساتھ کھاتے پیتے تھے ضرور ہی کہ کبھی کبھی آپ کو بھی بھوکے رہنے کی نوبت آجاتی ہو۔ مگر ام ایمن کا بیان ہی کہ آپ نے کبھی بھوک پیاس کی شکایت نہین کی نہ بچپن مین اور نہ بڑے ہوکے۔ معمول تھا کہ صبح ہوئی اور آپ نے جاکے زمزم کا پانی پی لیا۔ پھر ہم کچھ غذا پیش بھی کرتے تو آپ فرما دیتے کہ میرا پیٹ بھرا ہی۔ زمزم کے فضائل مین آپ نے جو ارشاد فرمایا ہی کہ انہ طعام طعم" غالبًا یہ انھین تجربات کا نتیجہ تھا۔

> ابوطالب کی دعا نے بھی آپ کی برکت سے پانی برسایا۔

ابوطالب کے زمانے مین بھی ایک مرتبہ عرب مین قحط پڑا تھا۔ اور اُس دفعہ بھی یہی ہوا کہ لوگون نے ابوطالب کو گھیرا اور انھون نے مع آپ کے کعبے کے پاس جاکے دعا کی فورًا ابر گھر آیا اور ایسی بارش ہوئی کہ تمام وادیان بہ نکلین۔ ابوطالب کو یقین کامل تھا کہ یہ رحمت الٰہی صرف آپ کی برکت سے نازل ہوئی۔ چنانچہ ایک قصیدے مین اپنے موید من اللہ بھتیجے کی شان مین فرماتے ہین۔

وابیض یستسقی الغمام بوجہہ ثمال الیتامی عصمۃ للارامل

اور وہ گورا شخص جس کے چہرے کی برکت سے باران رحمت کی دعا کیجاتی ہی تیمون کے لیے جائے پناہ اور رکھیا ری عورتون کو نقصان سے بچانے والا ہی

> ایک اور کاہن آپ کو پہچانتا ہی

ان دنون ایک کاہن اکثر مکے مین آتا تھا اور قریش اپنے لڑکون کو اس کے پاس لے جاکے حالات پوچھا کرتے تھے۔ ابوطالب بھی اپنے سب لڑکے بالون کو لے کے اُس کے پاس گئے۔ جن مین آپ بھی تھے۔ اُس نے پہلے آپ کو ایک نظر دیکھا پھر کسی اور طرف مشغول ہو گیا۔

عــ۵ السیرۃ الحلبیہ جلد ۱ صفحہ ۱۲۵ و ۱۲۶ و ۱۲۷۔

ناقا آپ اُس کے سامنے سے ہٹ آئے اور اُس نے تھوڑی دیر کے بعد
چارون طرف نظر دوڑا کے کہا "وہ لڑکا کہان گیا جس کو مین نے ابھی دیکھا تھا؟"
ابوطالب نے آپ کو دوبارہ پیش کرنا مناسب نہ سمجھا۔ اور اُس نے ایک مجنونانہ
جوش سے کہنا شروع کیا "اُس لڑکے کو جلدی لاؤ۔ خدا کی قسم اُس کی عجب
شان ہونے والی ہے"۔ مگر ابوطالب کو خدا جانے کیا خیال ہوا کہ آپ کو
کسی طرح پیش نہ کیا۔ اور سب ہمراہیون کو لے کے گھر پلٹ آئے۔

آپ کا پہلا سفر شام

اب آپ کی عمر نو برس[عہ] کی تھی۔ اور ابوطالب کو اپنے تاجرانہ
اغراض کے لیے سفر کی ضرورت پیش آئی۔ قریش اور عموماً اہل عرب کا ایک نامعلوم
زمانے سے معمول چلا آتا تھا کہ ہر سال ارض شام مین جاتے ہندوستان کے
مال کو جو سواحل عرب پر اُترتا اور یمن کی پیداوار کو وہان لے جا کے نفع سے
بیچتے اور وہان کا مال تجارت لے کے گھر آتے۔ ابوطالب نے قریش کے ایک
ایسے ہی قافلے کے ساتھ روانگی کی تیاریان کر دین تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کو اپنی تنہائی کا خیال آیا۔ ایک بے اختیاری کے جوش سے پابرکاب چچا کے
سامنے گئے۔ اونٹ کی مہار پکڑ لی اور کہنے لگے "چچا آپ مجھے کس کے سپرد کرتے
ہین۔ میرے نہ باپ ہین اور نہ مان۔ پھر کس کے پاس رہون گا؟" اس جملے پر
ابوطالب کا دل بھر آیا اور از خود رفتہ ہو کے کہہ اُٹھے "خدا کی قسم تم میرے ساتھ
چلوگے۔ نہ مین تم سے جدا ہون گا اور نہ تم مجھ سے جدا ہوگے" یہ کہہ کے آپ کو
اپنے اونٹ کے پیچھے بٹھا لیا۔ اس طرح آپ نے اپنے پہلے سفر مین قدم رکھا

عہ یورپین مورخین نے غالباً گبن کے بیان پر اعتبار کر کے اس زمانے مین آپ کی عمر تیرہ برس کی
بتائی ہے۔ اس مین شک نہین کہ مسلمان مورخین اور امور کی طرح اس مین بھی مختلف ہین مگر اُن کے
نزدیک سب سے زیادہ راجح قول یہی ہے کہ آپ نے نو برس کی عمر مین پہلا سفر شام کیا۔

اور سرزمین شام کی راہ لی۔

یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا نہایت اہم سفر تھا حتی کہ بعض مسیحی مورخین کا خیال ہے کہ اسی سفر نے آپ کو نبوت اور اصلاح قومی کی تعلیم دی۔ بعض مسلمان راوی کہتے ہیں کہ شام پہونچنے سے پیشتر راستے میں کئی راہبوں اور کاہنوں نے آپ کو دیکھ کے آپ کی نبوت کی پیشین گوئی کی۔ مگر زیادہ قرین قیاس اور معتبر یہی معلوم ہوتا ہے کہ شام کے شہر بصریٰ میں پہونچنے سے پیشتر کوئی ایسا واقعہ نہیں پیش آیا۔

بحیرا راہب | بصریٰ میں یہ قریشی قافلہ ایک پرانی اور مشہور خانقاہ کے نیچے اُترا۔ جس میں بحیرا نام ایک بہت پرانا اور نیک نفس عیسائی راہب شب و روز عبادت الٰہی میں معروف رہتا تھا۔ اُس نے اپنے حجرے سے ان عربی سوداگروں کو دیکھا جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی تھے۔ اتفاقاً اُسے نظر آیا کہ ایک ابر کا ٹکڑا آپ پر سایہ کئے ہوئے ہے۔ اور آپ جدھر جاتے ہیں ساتھ رہتا ہے۔ پھر آپ ایک درخت کے نیچے ٹھہرے تو اس کی ٹہنیوں نے سمٹ کے سایہ کر لیا۔ یہ ایسی غیر معمولی بات تھی۔ کہ وہ اُتر کے نیچے آیا۔ اور قافلے والوں سے مل کے کہا آج تم سب کھانا میرے ہی یہاں کھانا۔ مگر خیال رہے کہ میری دعوت میں تم سب

اسکی دعوت | آؤ۔ کوئی باقی نہ رہے۔" یہ لوگ ہمیشہ ادھر سے گذرتے تھے اور جانتے تھے کہ بحیرا راہب دعوت کیسی کبھی دنیادار سے ملتا تک نہیں۔ اس کی اس غیر معمولی دعوت و التفات اور توجہ پر سب کو حیرت ہوئی۔ بلکہ ملکے والوں میں سے کسی نے پوچھا "ہم ہر سال یہاں اُترا کرتے ہیں۔ آپ نے اور کبھی دعوت نہ کی۔ اب کی کیا بات تھی جو آپ یہ زحمت گوارا کرتے ہیں؟" بحیرا نے کہا "میں نے پیشتر کبھی اس کا خیال نہ کیا تھا۔ لیکن آخر تم مسافر ہو۔ میرا فرض ہے کہ تمھاری میزبانی کروں[۱]۔ الغرض

[۱] سیرۃ الحلبیہ جلد اصفحہ ۱۲۶

… نے اُس کی دعوت قبول کی۔ اور وقت معینہ پر اُس کے پاس پہونچے۔ اتفاقاً اور سب لوگ گئے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بچہ سمجھ کے اونٹون اور اسباب کے پاس چھوڑ دیا۔ بحیرا دین عیسوی کا بہت بڑا عالم و فاضل تھا۔ کتب آسمانی اور دیگر پُرانی کتابین ہر وقت اس کے مطالعے مین رہتی تھین۔ یہ لوگ جب اُس کی دعوت مین آئے تو اُس نے سب کو غور سے دیکھا اور بولا "مین نے کہہ دیا تھا کہ اپنے کسی ہمراہی کو چھوڑ نہ آنا"۔ ان لوگون نے جواب دیا "ہم سب موجود ہین فقط ایک لڑکے کو نگہبانی کے لیے اونٹون کے پاس چھوڑ دیا ہے"۔ بحیرا نے کہا "اُسے بھی بلواؤ"۔ نصرانی راہب کے اس اصرار کو سب نے حیرت سے دیکھا۔ اور کسی کی زبان سے نکلا "عبد اللہ بن عبد المطلب کا بیٹا نہ ہوتا تو ہم ذلیل ہوئے ہوتے"۔ الغرض آنحضرت بھی آئے تب دسترخوان بچھا اور سب کھانے لگے۔ قریشی سوداگر جس وقت کھانے مین مصروف تھے بحیرا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غور سے دیکھ رہا تھا آپ کے ایک ایک عضو پر نظر دوڑاتا۔ اور جو نشانیان اُس کے ذہن مین تھین انھین آپ کے جسد انور مین ڈھونڈھتا۔ آخر جب سب لوگ کھانے سے فراغت کر کے واپس جانے لگے تو بحیرا آپ کے نزدیک آیا۔ اور بولا "صاحبزادے مین تم کو لات و عزیٰ کی قسم دلا کے کہتا ہون کہ جو پوچھون سچ سچ بتا دینا"۔ آپ کا اگرچہ ابھی بچپن تھا۔ مگر نور نبوت نے بتون کی طرف سے فطرۃً متنفر کر دیا تھا۔ فرمایا "ان بتون کی قسم نہ دلایئے مجھے ان سے زیادہ نفرت کسی چیز کے ساتھ نہین"۔ تب اُس نے خداوند جل و علا کی قسم دلائی اور آپ نے بتانے کا وعدہ کیا۔

وہ آپ کو غور سے دیکھتا ہے

عہ ایک مسیحی مقتدائے دین کا بتون کی قسم کھانا خلاف قیاس معلوم ہوتا ہے۔ مگر بات یہ ہے کہ بحیرا آپ کو بت پرستان مکہ کا ہم عقیدہ و ہم خیال سمجھ رہا تھا اس کے خیال مین آپ سے اصلی حالات معلوم ہونے کی جبھی امید ہو سکتی تھی جب ایسی قسم دلائی جائے اور یہی وجہ اہل سیر نے بتائی ہے گر اصل مین وہ آپکا امتحان لے رہا تھا۔

اب وہ آپ کے مختلف حالات وکیفیات خواب وبیداری کی باتون اور اوضاع واطوار کو دریافت کرتا جاتا تھا اور آپ بتاتے جاتے تھے پھر اُس نے آپ کی پیٹھ دیکھی جہان مہر نبوت پھنون کے نشان کے مثل نمایان تھی - ان تمام باتون کو دیکھ کے اور کل چیزون کو اپنے علم وخیال کے مطابق پاکے بحیرا آپ کے چچا ابوطالب کی طرف متوجہ ہوا اور پوچھا "یہ لڑکا آپ کا کون ہے؟" انھون نے کہا "میرا بیٹا ہے" بحیرا نے کہا "ایسا تو نہین ہوسکتا - اس لڑکے کے باپ کو زندہ نہ ہونا چاہیے" تب ابوطالب بولے "ہان یہ میرا بھتیجا ہے - مان ہی کے پیٹ مین تھا کہ خدا نے یتیم کر دیا" بحیرا نے یہ جواب سُن کے کہا "اب تمنے اصلی حقیقت بتائی - سنو اپنے بھتیجے کو لے کے فوراً اپنے شہر واپس جاؤ - اور یہودیون سے بچاتے رہنا - خدا کی قسم اگر انھون نے دیکھا اور جو نشانیان مین دیکھ رہا ہون انھون نے دیکھ لین تو درپے آزار ہو جائین گے یاد رکھو کہ تمھارے اس بھتیجے کی بڑی شان ہونے والی ہے" یہ سنتے ہی ابوطالب بحیرا سے رخصت ہوئے - اور جلدی جلدی اپنا کام پورا کر کے آپ کو مکے مین واپس لے آئے - کہتے ہین اسی سفر مین چند اور لوگون نے بھی آپ کو پہچان لیا تھا - اور آپ کے درپے آزار ہو گئے تھے - مگر بحیرا نے انھین حکمت عملی سے ٹال دیا -

اور آخر پہچان جاتا ہے

عیسائیون کا قیاس اور اسکی بے وقعتی

یہی بنیاد ہے جس پر عیسائی مورخون نے اپنے قیاسات سے ایک بڑی عمارت قائم کی ہے - اُن کا معمول ہے کہ ایک ذرا سا واقعہ پاتے ہی بغیر اس کے کہ پوری طرح دریافت کرین اور بخوبی جانچین ایک بڑا طومار بنا دیا کرتے ہین - اُن کا خیال ہے کہ بحیرا ہی سے ملت یہود اور

ع ۵ سیرۃ ابن ہشام صفو - ۱۱۵ - ۱۱۶ - ۱۱۷

دین یہی کے حالات دریافت کرکے آپ نے نبوت کا دعوی کیا۔ مگر جب ہم دیکھتے ہین کہ بحیرا سے ایک معمولی ملاقات ہوئی تھی۔ اُس کی خانقاہ کے پاس صرف تھوڑی دیر یا زیادہ سے زیادہ ایک دن تک قیام رہا تھا۔ اور پھر اُس زمانے مین آپ کی عمر بھی نو سال کی تھی تو ہمین ان لوگون پر بہت ہنسی آتی ہے جو اس واقعے کو نبوت کی پہلی بنیاد ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہین۔ کچھ بحیرا ہی پر موقوف نہین جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہین بہت سے اور ربیون اور کاہنون نے بھی آپ کے متعلق پیشین گوئیان کی تھین۔ اگر ان پیشین گوئیون ہی سے آپ کو نبوت و رسالت کا سبق ملتا تھا تو بحیرا کی کوئی تخصیص نہین نظر آتی۔ واقعی یہ خیال ہر طرح سے قابل مضحکہ ہے کہ آپ نے ایک سرسری ملاقات مین اور نو برس کی عمر مین وہ اعلی رموز الٰہی سیکھ لیے جو کسی کو پوری عمر صرف کرنے پر بھی نہین آتے۔ اور اگر آپ مین ایسی ہی قوت آخذہ تھی جو اور کسی انسان مین نہین ہو سکتی تو اُسے آپ کا ایک بہت بڑا معجزہ سمجھنا چاہیئے جو بجاے اس کے کہ آپ کی نبوت کو مشتبہ کرے اور قوت کے ساتھ ثابت کرتا ہے۔

آپ کی عفت اور امتیازی | اس سفر سے واپس آکے آپ نے آئندہ مدارج زندگی طے کرنا شروع کیے۔ مگر ہمیشہ جاہلیت کے گناہون یا نوجوانی کے عیوب اور آوارگیون سے محفوظ رہے۔ آپ فطرۃً نیکی کی طرف مائل تھے۔ اور اسی عمر مین انسانیت کے تمام اخلاقی کمالات آپ کی ذات مین موجود نظر آتے تھے۔ ہمیشہ سچ بولنے کی کوشش کرتے۔ ہر طرح کی امانت داری کرتے فحش کے پاس تک نہ جاتے۔ مروت اور نیک نفسی کمسنی ہی مین معمول سے گذر کے شہرت کے درجے کو پہونچنے لگی تھی۔ دوستون اور تمام لوگون سے حلم اور نرمی کے ساتھ پیش آتے۔ پڑوسیون پر احسان کرنے مین دریغ نہ کرتے۔ الغرض حلم وصبر

شکر و عدل۔ زہد و تواضع۔ عفت و اتقا۔ جود و سخا۔ استقلال و شجاعت اور حیا و مروت مین کوئی شخص آپ کا نظیر نہ مل سکتا تھا۔ آپ کے اِن اوصاف کی یہان تک شہرت ہوئی کہ قریش کے بڑے بوڑھون نے بھی آپ کی نیک نفسی و راستبازی کو کم سنی ہی مین تسلیم کر لیا۔ اور ساری قوم کی طرف سے آپ کو امین کا خطاب مل گیا[عہ] جس لفظ کے اندر عربی محاورت کے لحاظ سے جملہ صفات پسندیدہ شامل کیے جا سکتے تھے۔ اب آپ ہر صحبت مین محمدؐ امین (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لقب سے یاد کیے جاتے۔ اور اپنی زندگی کو نہایت ہی نیکی اور سادگی سے بسر کرتے۔

قوم سے آپ کو امین کا خطاب ملتا ہے

ان معاملات مین آپ واقعی موید من اللہ تھے۔ اگر کبھی کوئی اتفاقی لغزش بھی ہونے لگتی تو خود قدرت ہاتھ پکڑ کے بچا دیتی۔ چنانچہ خود آپ کا بیان ہے کہ بچپن مین ایک مرتبہ مین چند لڑکون کے ساتھ کھیل رہا تھا۔ اتفاقاً کسی کھیل کے لیے پتھر اُٹھا اُٹھا کے لانے کی ضرورت ہوئی۔ سبھون نے اپنی ازارین یعنی اپنے تہمتین اُتار اُتار کے کندھون پر رکھین کہ پتھر لادنے مین تکلیف نہ ہو اور برہنہ ہو گئے۔ اُن کے ساتھ مین نے بھی یہی کیا۔ مگر برہنہ ہونا تھا کہ معلوم ہوا جیسے کسی نے مجھے زور سے ایک تھپڑ مارا اور کہا "جلدی ازار باندھو" مین نے فوراً ازار باندھ لی۔ آخر سب کھیلنے والون مین اکیلا مین ہی اپنے ستر کو چھپائے ہوئے تھا۔[عہ] آپ کے برہنگی اختیار کر لینے کی زیادہ تر وجہ یہ تھی کہ جاہلیت مین بوڑھے اور معزز لوگ بھی ننگے ہو جانے کو چندان عیب نہ سمجھتے تھے۔ زن و مرد کا ایک معتد بہ حصہ کعبے کے گرد برہنہ ہی طواف کیا کرتا تھا۔ اور پتھر ڈھونے مین تو بوڑھے بچے سب ہی ننگے ہو جاتے تھے جیسا کہ آئندہ واقعات سے ظاہر ہو گا۔

آپ بچپن مین برہنگی سے روکے جاتے ہین

عہ سیرۃ الحلبیہ جلد ۱۔ صفحہ ۱۳۱ و ۱۳۲ عہ سیرۃ ابن ہشام صفحہ ۱۱۷

برہنہ ہونے کے دیگر واقعات برہنہ ہوجانے کا واقعہ آپ کی زندگی مین تین دفعہ پیش آیا۔ اور ہر مرتبہ آپ کسی غیبی قوت سے روکے گئے۔ اور پہلا تو یہی تھا جو مذکور ہوا۔ دوسرا اُس وقت جب قریش چاہ زمزم کی مرمت کر رہے تھے۔ اور آپ دیگر معززین قریش کے ساتھ پتھر اُٹھا اُٹھا کے لاتے تھے۔ سب کو دیکھ کے اُس موقع پر بھی آپ نے اپنی ازار اُتار کے کندھے پہ رکھی مگر فوراً غش کھا کے گرے اور بیہوش ہوگئے۔ ابوطالب یہ حالت دیکھ کے دوڑے آئے اور پوچھا "خیریت ہے؟" آپ نے فرمایا کوئی سفید پوش شخص میرے پاس آیا اور کہا جلدی اپنا ستر چھپاؤ"[عہ] تیسری دفعہ جب قریش نے عمارت کعبہ کی تجدید کی ہے۔ اُس وقت بھی اپنے چچا عباس کے ساتھ آپ پتھر لا رہے تھے۔ اور اُن کے کہنے سے آپ نے ازار اُتار کے شانے پر رکھی تھی کہ بیہوش ہو کے گرے۔ اور آسمان سے آواز سُنی کہ اپنا ستر چھپاؤ"[عہ]

آپ کی نسبت آسیب کا خیال اس قسم کی بیہوشیون اور از خود رفتگیون کو اہل عرب عموماً جنون کے تصرف کا نتیجہ سمجھتے تھے۔ جس کے لیے بجاے علاج کے جھاڑنے پھونکنے والے بُلائے جاتے۔ اور عاملون کی طرف توجہ کی جاتی۔ آنحضرت اپنی ابتدائی زندگی مین کئی مرتبہ اس حالت مین مبتلا دیکھے گئے۔ اور لوگون کا خیال بھی ہوا کہ کوئی تدبیر کی جاے۔ مگر آپ کے بزرگون اور مربیون کو ہمیشہ اطمینان رہا۔

مگر آپ کے بزرگ ہمیشہ مطمئن رہے ۔ ابتداءً حضرت آمنہ نے حلیمہ کے سامنے اپنا اطمینان ظاہر کیا تھا۔ اور اب جناب ابوطالب آپ کی زندگی کے ایسے واقعات دیکھ چکے تھے اور ایسی ایسی پیشین گوئیان سن چکے تھے کہ ذرا بھی پریشان و متردد نہ ہوئے اور ہمیشہ یہی خیال کرتے رہے کہ آپ کی کوئی خاص شان ہونے والی ہے۔

عہ سیرۃ الحلبیہ جلد ۱ صفحہ ۱۳۲ عہ سیرۃ الحلبیہ جلد ۱ صفحہ ۱۵۳

آپ بھیڑیان چراتے ہین

اب آپ اتنے بڑے تھے کہ اطراف مکہ مین جا کے چلے آتے تھے۔ ان دنون پہلا مشغلہ معیشت آپ نے یہ شروع کیا کہ اجرت پر مکے والون کی بھیڑیان چرانے لگے۔ آپ اور نوجوان چرواہون کے ساتھ مکے کے باہر رہتے۔ اراک یعنی پیلو کے جنگلی پھل توڑ توڑ کے کھاتے۔ اور اپنے گلّے کی خبرگیری کرتے۔ آج کل کی دنیا اس پیشے کو ذلیل خیال کرتی ہے۔ مگر جب ہم دیکھین گے

اس پیشے سے نبوت کا تعلق

کہ تمام انبیاے مرسلؑ نے اس پیشے کو تھوڑا بہت ضرور اختیار کیا ہے تو بجاے توہین کے ہمین ایک حد تک اس برگزیدہ پیشے کا ادب کرنا پڑے گا۔ اسی سبب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اس ذریعہ معیشت کو فخر کے ساتھ بیان کرتے تھے۔ واقعی نبوت بھی ایک قسم کی گلہ بانی ہی ہے جس کے مناسب اگر دنیا کے کسی پیشے مین مفید سبق مل سکتا ہے تو وہ بھیڑیون ہی کا چرانا ہے۔ بے زبان جانورون کی حمایت ونگہبانی کرتے کرتے انسان اس قابل ہوسکتا ہے کہ خدا آدمیون کی نگہبانی بھی اُس کے سپرد کردے۔

قصہ خوانی کی صحبت سے خدا آپ کو بچیاتا ہے۔

یہ گلہ بانی اور عنفوان شباب ہی کا واقعہ ہے کہ ایک دفعہ آپ نے صحبت سمر مین شریک ہونے کا ارادہ کیا۔ اہل عرب کو قصہ خوانی اور کہانیان سننے کا بہت قدیم زمانے سے شوق چلا آتا تھا۔ ایسی داستان گوئی کی صحبتین اکثر راتون کو قریش مین مرتب ہوا کرتی تھین۔ جن مین زن ومرد بیٹھ کے گایا بھی کرتے تھے۔ ان صحبتون کو عربی زبان مین سمر کہا کرتے تھے عموماً نوجوانون کو ایسی با مذاق صحبتون مین شریک ہونے کا شوق ہوا کرتا ہے۔ آپکا بھی جی چاہا کہ وہ گھڑی بیٹھ کے دلچسپی حاصل کرین۔ چنانچہ آپ نے اپنا گلہ کسی اپنے ہم عمر چرواہے کے سپرد کیا۔ اور صحبت سمر کے ارادے سے مکے کی طرف چلے۔

نمبر۵ سمر کے معنے ہی قصہ خوانی کے ہین۔

آبادی مین داخل ہوتے ہی ایک مکان سے گانے بجانے کی آواز سُنی۔ دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ کسی کی شادی ہی۔ آپ نے بیٹھ کے گانا سننے کا ارادہ کیا تھا کہ فوراً آنکھ لگ گئی۔ اور سو گئے۔ صبح کو آنکھ کھلی تو آفتاب نکل چکا تھا۔ اگرچہ وہ گانا بجانا اب بھی ہو رہا تھا مگر خدا نے آپ کے کان اس پُرمعصیت آواز کی طرف سے ایسے بند کر دیے کہ کچھ نہ سُن سکتے تھے۔ آخر آفتاب کی حدت نے آپ کو زمین سے اُٹھایا۔ اور اپنے گلّے کی طرف واپس روانہ ہوے۔ دوسری شام کو آپ پھر اسی نیت سے مکے مین آئے۔ اور اُس روز بھی ایسا ہی واقعہ پیش آیا۵۔

آپ ہمیشہ ہر معصیت خصوصاً شرک سے روکے گئے

خلاصہ یہ کہ خداوند جل وعلا بچپن ہی سے آپ کی اتالیقی کر رہا تھا۔ آپ ہر معصیت سے روکے گئے۔ اور معمولی لہو ولعب کی باتون مین بھی نہ پڑنے پائے۔ بالتخصیص بتون اور بت پرستی کی رسمون سے تو آپ بالکل متنفر تھے۔ آپ کی لونڈی اور کھلائی اُم ایمن کا بیان ہی کہ مکے سے باہر بُوانہ نام ایک بت تھا۔ جس کی قریش نہایت تعظیم کرتے تھے۔ ہر سال اُس کی زیارت

اطراف مکہ کا بت بوانہ

کو جا کے قربانیان کرتے۔ اور ایک رات اور دن اُس کے قریب مقیم رہتے۔ مکے والون کے لیے اس بت کی زیارت ایک سالانہ عید بن گئی تھی جس مین سب زن ومرد اپنے بال بچون کے ساتھ جا کے شریک ہوتے۔ اور ساری قوم کے سامنے اپنی خاندانی وجاہت وکثرت کو ظاہر کرتے۔ ابوطالب اپنے اہل وعیال کے ساتھ آپ کو بھی ہر سال لے جانا چاہتے اور آپ سے اصرار

آپ وہان زبردستی لیجائے گئے

کے ساتھ کہتے مگر آپ انکار کر دیا کرتے۔ یہان تک کہ آپ کا بار بار انکار کرنا ابوطالب کو اور آپ کی پھوپھیون کو ناگوار گزرا۔ چنانچہ پھوپھیان بہت خفا اور برہم ہو کے کہنے لگین "یہ خوف کی بات ہی کہ تم ہمارے دیوتاؤن سے الگ

۵؎ سیرۃ الحلبیہ جلد ا صفحہ ۱۳۲

رہتے ہو۔ کیا تمھین یہ بھی نہین پسند کہ عید مین شریک ہو کے ہمارے خاندانی گروہ کو بڑہاؤ؟ آخر بہت کچھ کہہ سُن کے اور ڈرا دھمکا کے آپ کو زبردستی ساتھ لے گئین وہان پہونچ کے آپ تھوڑی دیر غائب رہے پھر ڈرے ہوے اور سہمے ہوے آئے۔“ پھوپھیون نے گھبرائی ہوئی صورت دیکھ کے پوچھا کیا ہوا کیا؟“ آپ نے فرمایا ”مجھے کوئی آسیب کا خلل معلوم ہوتا ہے۔“ بہنون نے کہا ”تمھارے اخلاق و عادات ایسے نیک اور بے عیب ہین کہ تمھین کسی آسیب یا جن سے کوئی ضرر نہین پہونچ سکتا۔ مگر سچ سچ بتاؤ تم نے کیا دیکھا؟“ آپ نے فرمایا ”مین اُس بت کی طرف جاتا تھا ہنوز اُس کے پاس نہین پہونچنے پایا تھا اور اُن چھوٹے بتون کے قریب تھا جو اُس کے گرد قائم ہین کہ ایک گورا طویل القامت شخص سامنے نظر آیا۔ اور چلا کے کہنے لگا ”اے محمد بس اوہر ہی!“ یہ بیان سُن کے آپ کی پھوپھیان خاموش ہو رہین۔ اور آپ گھر واپس آئے بس اس کے بعد پھر نہ آپ کبھی بتون کے سامنے گئے۔ اور نہ کوئی آپ کو لے گیا۔

اور شرک سے خدا نے بچایا۔

آپ کی احتیاطون کا اثر یہین تک نہ تھا کہ بتون کی تعظیم نہ کرین بلکہ آپ نے کبھی بتون پر چڑھائی ہوئی کوئی چیز بھی نہین کھائی۔ جاہلیت مین آپ سے پیشتر بھی بعض لوگون نے اس قسم کی احتیاطین شروع کر دی تھین۔ اور اُن کے دل مین بت پرستی کی لغویت و معصیت صاف ظاہر ہو گئی تھی۔ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین ”مین نے زید بن عمرو بن نفیل کو یہ کہتے سنا کہ خدا کے سوا کسی اور کے نام پر جانورون کا ذبح کرنا بالکل معیوب ہے۔“ وہ قریش سے کہا کرتے ”بکری کو خداوند جل و علا نے پیدا کیا۔ اُس نے آسمان سے پانی برسایا۔ زمین سے گھانس اُگائی۔ اور تم اُسے اُس کے سوا دوسرون کے نام پر ذبح کرتے ہو۔ آپ کی

جو چیز بتون پر چڑھائی جاتی آپ نہ کھاتے

جاہلیت کے لوگ جن کا آپ پر اثر

فطرۃ صحیحہ نے زید کی اس نصیحت کو فوراً تسلیم کرلیا۔ اور فرماتے ہیں کہ "میں نے کبھی کسی ایسے جانور کا گوشت نہیں چکھا جو بتوں کے نام پر ذبح کیا گیا ہو"۔ آپ نے قبل نبوت اگرچہ دین عیسوی کو نہیں قبول کیا۔ مگر آپ کے حالات سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ بت پرستی و رسوم شرک کو چھوڑ کے آپ ملت حنیفۂ ابراہیمیہ کے پابند رہے اور سچے خدائے واحد ذوالجلال کے سوا اور کسی دنیاوی معبود کے سامنے سر نہیں جھکایا۔ اس بارہ خاص میں سب سے نازک وقت آپ کے لیے وہ ہوتا تھا

آپ کس وضع سے کعبہ میں جاتے تھے

جب آپ خانۂ کعبہ میں تشریف لے جاتے۔ اس لیے کہ ایک طرف تو آپ کعبے کو سچا معبد الٰہی جانتے تھے۔ دوسری طرف اس میں صدہا بت تھے جن کو ساری قوم پوج رہی تھی۔ مگر آپ نے وہاں بھی کبھی کسی بت کی تعظیم نہ کی۔ بلکہ اس مقدس بیت اللہ میں جاتے وقت فرماتے "لبیک حقاً تعبدًا وصدقاً عذت بما عاذ به ابراہیم" (یعنی تیری درگاہ میں میں حاضر ہوں حق پسندی عبادت گذاری اور سچائی سے اور اسی سے پناہ مانگتا ہوں جس سے ابراہیم نے پناہ مانگی تھی)۔

جو لڑکیاں زندہ دفن کی جاتیں انھیں بچاتے

آپ کا یہ بھی معمول تھا کہ جب کوئی شخص حسب رواج جاہلیت اپنی لڑکی کو زندہ دفن کرنا چاہتا تو آپ حتی الامکان اس کی جان بچانے کی کوشش کرتے۔ یا تو اس کے باپ کو سمجھا بجھا کے اس ظلم سے روک دیتے۔ یا اگر اپنے پاس کچھ سرمایہ ہوتا تو اس معصوم کو لے کے خود پال لیتے۔ انھیں باتوں پر منحصر نہیں۔ ثابت ہوتا ہے کہ نبوت سے پیشتر

نبوت سے پیشتر آپ کا مذہب

آپ اور گناہوں سے بھی بچے رہے۔ چنانچہ ایک دفعہ کسی نے پوچھا "یا رسول اللہ آپ نے کبھی بت کو پوجا ہے؟" آپ نے فرمایا "کبھی نہیں"۔ پھر پوچھا "آپ نے کبھی شراب پی ہے؟" پھر وہی جواب دیا کہ "کبھی نہیں"۔

اس کے بعد آپنے فرمایا "پیغمبری سے پیشتر مین ہمیشہ سے جانتا تھا کہ لوگ جس دین پر ہین یہ کفر ہے"

باب چہارم

آغاز بلوغ سے جناب خدیجۃ الکبریٰ کے ساتھ عقد ہونے کے وقت تک

یوم فجار مین آپ کی شرکت - فجار کی وجہ تسمیہ - فجار اول - فجار ثانی - فجار ثالث - فجار رابع جس مین آپ شریک تھے حلف الفضول - یہ حلف بعد اسلام بھی پسند کی گئی - عہد اسلام مین اُس کا اثر حضرت امام حسین علیہ السلام نے بھی اس سے فائدہ اٹھایا - آپ کا سفر یمن - ابو طالب آپ کو کسی کے ساتھ بھیجتے ڈرتے تھے - اب تجارت آپ کا پیشہ ہے - آپ کی ذاتی تجارت اور آپ کا شریک - آپ حباشہ کے بازار مین - حضرت خدیجۃ الکبریٰ - اُن کی تجارت - وہ کاروبار تجارت مین آپ سے مدد لینے کی آرزومند ہین - ابو طالب آپ کو اس تعلق کے لیے آمادہ کرتے ہین - آنحضرت کی غیرت وخودداری - حضرت خدیجہ کی تجارت آپ کے ہاتھ مین - آپ کا دوسرا سفر شام - نسطورا راہب - وہ آپکے رتبے کو پہچانتا ہے - اُس کی پیشین گوئی - تجارت مین برکت - اس پر حضرت خدیجہ کی مسرت - وہ آپ کے معجزات دیکھ کے متحیر ہوتی ہین - حضرت خدیجہؓ کے لیے اور سفر تجارت - حضرت خدیجہؓ آپ کے حالات ورقہ سے بیان کرتی ہین ورقہ کی پیشین گوئی - نکاح کی تحریک - جناب خدیجہؓ کے پہلے شوہر اور اولاد - اُن کے محاسن پیام نکاح - عقد نکاح - مہر - دعوت ولیمہ - حضرت خدیجہؓ سے آپ کی اولاد -

یوم فجار مین آپ کی شرکت | اب آپ چودہ[1] برس کے تھے - اور ایک نہایت ہی

---

[1] سیرۃ الحلبیہ - جلد ۱ - صفحہ ۱۲۲ - ۱۳۳ - ۱۳۵ [2] عموماً ترتیب واقعات اور اُنکے لحاظ سے آپ کی عمر کے تعین مین بڑا اختلاف ہے اکثر اہل سیر نے اس زمانے مین آپ کی عمر بیس برس کی بتاتے ہین - جنمین ابن ہشام بھی ہے مگر سیرۃ الحلبیہ کے وسیع النظر مصنف نے اسی کو ارجح تسلیم کیا ہے کہ آپکا ان دنون سن چودہ برس کا تھا -

توانا وتندرست اور خوش رو خوش جمال نوجوان تھے کہ جاہلیت کی مشہور لڑائی جو فجار کے نام سے یاد کی جاتی ہے پیش آئی۔ اور آپ بھی اس کے بعض معرکون مین اپنے چچاؤن کے ساتھ تشریف لے گئے۔ خود لڑنے کی تو ابھی عمر نہ تھی مگر کمال شجاعت واستقلال سے میدان جنگ کا تماشا دیکھتے اور اپنے چچاؤن کو تیر اٹھا اٹھا کے لادیتے تھے عہ

فجار کی وجہ تسمیہ | لفظ فجار فجور سے نکلا ہے جس کے معنے عربی مین نافرمانی کرنے کے ہین۔ اس لڑائی کو یوم فجار اس لیے کہنے لگے کہ جس واقعے سے اس کی بنیاد پڑی وہ مقدس مہینون کی حرمت توڑ کے اور قوم ومذہب کے مسلمہ اصول پامال کر کے عمل مین لایا گیا تھا۔ عرب کی چار لڑائیان فجار کے نام سے مشہور ہین اور چارون کی نزاع عرب کے انھین محترم مہینون سے شروع ہوئی۔ یہ چارون لڑائیان آپ کے سامنے پیش آئین مگر آپ کی شرکت سے اسی فجار کو عزت حاصل ہوئی جو فجار رابع کہلاتی ہے۔

فجار اول | پہلی فجار کے وقت آپ کی عمر دس برس کی تھی۔ اور اس کی بنا یون ہوئی کہ بدر بن معشر غفاری عرب کا ایک زبردست اور جری نبرد آزما تھا۔ بازار عکاظ مین اس کے خیمے کے سامنے ایک صحبت مرتب ہوا کرتی۔ اور وہ مجمع عام مین اپنے فخر بیان کیا کرتا۔ ایک دن خود پرستی کا جوش یہان تک بڑھا کہ بیٹھے بیٹھے اپنی برہنہ ٹانگ آگے بڑھا دی اور کہا مین سارے عربون سے زیادہ معزز ہون۔ اور جسے میرے مقابلے مین عزت کا دعوی ہو سامنے آکے میری اس ٹانگ پر وار کرے۔ اس نے یہ کہا ہی تھا کہ کسی شخص نے مجمع سے نکل کے تلوار کا ایک بھرپور ہاتھ مارا۔ اور اس کے ساتھ لڑائی شروع ہو گئی۔

عہ سیرۃ ابن ہشام صفحہ ۱۱۷ مصراح۔

چونکہ عکاظ کا میلا مقدس اور حرام مہینون مین ہوتا تھا جن مین کہ قتل وخون حرام تھا لہذا یہ لڑائی فجار کے نام سے نامزد ہوئی

فجار ثانی

فجار ثانی کا واقعہ یہہ کہ بنی عامر کی ایک جوان عورت اسی بازار عکاظ مین منھ کو گھونگھٹ مین چھپائے بیٹھی تھی۔ کوئی قریشی نوجوان اُس کے پاس آیا او صورت دکھانے کی فرمایش کی۔ عورت کی طرف سے انکار ہوا تو تھوڑی دیر ٹال کے وہ چپکے سے اُس کے پیچھے گیا۔ اور اُس کی ازار کا نیچے کا سرا ایک کانٹے سے اوپر کی طرف اٹکا دیا۔ چند ساعت کے بعد جب وہ عورت کھڑی ہوئی تو ازار سمٹ کے اوپر آرہی اور اس کے سُرین کھل گئے۔ اور لوگون نے قہقہہ لگایا۔ عورت نے شرما کے اور اپنی بے بسی پر جھنجھلا کے اپنی قوم کی دوہائی دی اور پکاری "یا آل عامر" بنی عامر کو ہتھیار نکالتے دیکھ کے نوجوان بھی چلا اٹھا "یا بنی کنانہ" پھر کیا تھا بنی کنانہ اور ان کے ساتھ قریش بھی جو اُن کے حلیف تھے دوڑ پڑے۔ اور سخت معرکہ ہوا جو فجار ثانی کے لقب سے مشہور ہے۔

فجار ثالث

فجار ثالث کا ہنگامہ یون برپا ہوا کہ بنی کنانہ کے کسی شخص پر کسی بنی عامر والے کا قرض آتا تھا۔ ادائی مین دیر ہوئی۔ اور قرض خواہ نے تقاضے مین سختی کی۔ اسی پر آتش فساد بھڑک اُٹھی۔ اور دونون قبیلے لڑ بیٹھے۔ آخر کار عبداللہ بن جدعان نے قرض کو اپنی طرف لے کے اور اپنے روپیے سے ادا کر کے فیصلہ کرایا۔

فجار رابع جس مین آپ شریک تھے

مگر سب سے سخت فجار رابع تھی جس مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی شریک تھے۔ اس لیے کہ اُس معرکے نے چار یا چھ دن تک خاص مکے مین میدان جنگ گرم رکھا۔ اور بنائے فساد یہ تھی کہ حیرہ کا فرمان روا نعمان بن منذر ہر سال مشک اور کپڑے وغیرہ فروخت کے لئے

بازار عکاظ مین بھیجتا۔ اور اس کی قیمت کے سرمایے سے طائف کے چمڑے خرد وا کے منگواتا تھا۔ مگر اس تاجرانہ قافلے کو ہمیشہ کسی عربی سردار وشہ سوار کی ذمہ داری حاصل کرلینے کے بعد کوچ کرنے کی جرأت ہوتی۔ اس لیے کہ ابنائے بادیہ کی دست برد سے بچنے کی بس یہی ایک تدبیر تھی۔ ایک سال یہ قافلہ حیرہ سے روانہ ہونے کو تھا اور نعمان کے دربار مین جو عمائد عرب موجود تھے اُن مین ایک تو بنی کنانہ کا نامی شہ سوار بَرّاض تھا۔ اور دوسرا قبیلۂ ہوازن کا نامور سردار عُروۂ رحّال۔ نعمان نے جب ان عربی سردارون کی طرف دیکھ کے پوچھا کہ آپ کی میرے قافلۂ تجارت کی حفاظت کا کون ذمہ دار ہوتا ہے تو براض نے کہا "بنی کنانہ (یعنی اپنی قوم) کے ہاتھ سے بچانے کا تو مین وعدہ کرتا ہون"۔ نعمان بولا "صرف بنی کنانہ سے بچایا بھی تو کیا؟ مین تو اُس شہسوار عرب کو چاہتا ہون جو تمام اہل نجد وتہامہ سے محفوظ رکھنے کا ذمہ لے"۔ یہ سنتے ہی عُروۂ رحّال بولا "اس کے لیے مین موجود ہون"۔ یہ بات براض کو ناگوار ہوئی۔ پوچھا "تو کیا آپ بنی کنانہ سے بھی بچا لین گے؟" عُروہ نے کہا "ہان سب سے"۔ بَرّاض نے یہ بات دل مین رکھی۔ اور خاموش ہو رہا اس کے بعد جب عُروہ گھر کی طرف روانہ ہوا تو براض بھی اُس کے پیچھے چلا۔ ایک منزل مین عُروہ نے صحبت نشاط مرتب کی۔ گانے والیان سامنے کھڑی ہو کے مجرئی کرنے لگین۔ اور وہ شراب کے جام پیتے پیتے لیٹ کے سو گیا۔ بدمست سو رہا تھا کہ براض نے پہونچ کے جگایا۔ عُروہ نے آنکھ کھولتے ہی معذرت خواہی شروع کی۔ مگر براض نے ایک نہ سنی اور اُس کا کام تمام کر دیا۔ عرب بازار عکاظ مین جمع تھے کہ کسی نے بنی کنانہ کو خبر کی کہ براض نے عُروۂ رحّال کے خون سے اس مقدس ومحترم مہینہ مین ہاتھ رنگے۔ یہ سنتے ہی بنی کنانہ ڈرے کہ کہین یہان عکاظ ہی مین خونریزی نہ ہو جائے۔ چپکے سے چل کھڑے ہوئے۔ اور حرم مکہ کی راہ لی

اُن کے جانے کے بعد ہوازن کو اپنے سردار کے مارے جانے کا حال معلوم ہوا۔ برہم ہو کے اُن کے پیچھے انھون نے بھی کوچ کر دیا۔ اور بنی کنانہ حرم مین نہین داخل ہوئے پائے تھے کہ سر پر جا پہونچے۔ مگر اس روز خواہ کعبے کی حرمت کا خیال کر کے یا کسی اور خیال سے ہوازن نے حملہ نہین کیا لیکن دوسرے دن معرکۂ کارزار گرم ہو گیا۔ قریش نے اس موقع پر بنی کنانہ کا ساتھ دیا۔ اس لیے کہ اُنکے حلیف تھے! ور بہت قریبی تعلقات رکھتے تھے۔ چھ دن کی سخت خونریزی کے بعد دونون قبیلے اپنے اپنے مستقر کی طرف روانہ ہوئے اور لڑائی آیندہ سال اُٹھا رکھی گئی کہتے ہین کہ اس لڑائی مین آپنے مشہور شہسوار عرب ابو براء کو جو ملاعب الاسنہ کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا زخمی کیا۔ اگر یہ روایت صحیح ہو تو یہ بھی ماننا پڑیگا جو سیرۃ ابن ہشام مین ہو کہ اس لڑائی کے وقت آپ کی عمر بیس برس کی تھی۔ مگر ظاہر روایات سے یہی ثابت ہوتا ہو کہ آپ اتنے کمسن تھے کہ سوا اپنے چچاؤن کو تیر اُٹھا اُٹھا کے لا دینے کے کبھی خود سپہ گری دکھانے کا ارادہ نہین کیا۔ دوسرے سال پھر قبائل جمع ہوئے۔ مگر ہنوز تلوار نکلنے کی نوبت نہین آئی تھی کہ صلح ہو گئی۔

حلف الفضول فجار رابع کی لڑائی شوال کے مہینے مین ہوئی تھی لوگ تھکے ماندے اور خستہ و زخمی مکے مین پلٹے تھے کہ ایک اور واقعہ پیش آیا جس کی وجہ سے سرداران قریش اور مکے کے دیگر قبائل نے باہم مل کے ایک معاہدے پر قسم کھائی جو حلف الفضول کے نام سے مشہور ہو۔ اور وہ واقعہ یہ تھا کہ زبید کا ایک سوداگر کچھ اسباب لے کے مکے مین آیا۔ عاص بن وائل نے جو مکے کے صاحب اثر لوگون مین تھا وہ اسباب مول لیا۔ اور قیمت دینے سے انکار کر دیا۔ زبیدی سوداگر نے خاندانہاے عبد الدار و مخزوم وغیرہ کے سامنے جا کے فریاد کی اور مدد مانگی مگر عاص کے خلاف مدد دینے کی کسی نے حامی

عــ۵ السیرۃ الحلبیہ جلد ۱ صفحہ ۱۳۸ و ۱۳۹۔

نہ بھری تب وہ عاجز آ کے ایک صبح کو کوہ ابوقبیس کی بلندی پر چڑھا اور چلا کے چند اشعار پڑھے جن کے ذریعے سے قریش کو غیرت دلائی تھی۔ اور اپنی بیکسی کو ظاہر کر کے اُنھیں اپنی مدد پر بلایا تھا۔ یہ مظلومی کی آواز سنتے ہی آپ کے چچا زبیر بن عبدالمطلب اور عبداللہ بن جدعان وغیرہ شرفائے مکہ اُٹھ کھڑے ہوئے اور باہم عہد کیا کہ ہمیشہ مظلوم کی حمایت و مدد کیا کرین گے۔ اسی معاہدے کا نام حلف فضول ہے۔ معاہدے کے بعد ان سب لوگون نے فوراً جا کے عاص کو مجبور کیا۔ اور زبیدی کا مال واپس دلوا دیا۔

یہ حلف بعد اسلام بھی پسند کی گئی

اس حلف مین آپ بھی شریک تھے۔ اور آپ کو اس قدر پسند تھی کہ فرمایا کرتے تھے "عبداللہ بن جدعان کے مکان پر مین ایک ایسی حلف مین شریک ہوا ہون جو مجھے دنیا کی ہر بڑی سے بڑی نعمت سے زیادہ عزیز ہے"۔ اور شاید آپ کے اس ارشاد فیض بنیاد ہی کا اثر تھا کہ عہد اسلام مین بھی اس حلف کا کسی حد تک ضرور لحاظ کیا جاتا تھا۔ اور جب کوئی

عہد اسلام مین اس کا اثر

ستم زدہ اس حلف کا نام لیتا شرفائے عرب اس کی حمایت کو اٹھ ہی کھڑے ہوتے تھے۔ چنانچہ ایکمرتبہ ایک خثعمی شخص اپنی بیٹی کو لے کے حج کے لیے آیا اُس کی بیٹی نہایت ہی حسین و خوبرو تھی نبیہ بن حجاج صورت دیکھ کے فریفتہ ہو گیا اور وہ لڑکی زبردستی چھین لی۔ خثعمی شخص حیران و پریشان مارا مارا پھرتا تھا۔ لوگون نے کہا سوا اس کے اور کوئی علاج نہین کہ تو حلف فضول کا نام لے یہ سنتے ہی اس نے کعبے کے پاس کھڑے ہو کے زور سے حلف فضول کی دہائی دی۔ اس کی آواز سنتے ہی لوگ برہنہ تلوارین لے لے کے دوڑے۔ اصل حقیقت دریافت کر کے نبیہ کے دروازے پر گئے۔ اور اُس نے ہزار خوشامد کی ایک نہ سنی خثعمی کی لڑکی اپنی آنکھون کے سامنے دلوا دی تو ٹلے۔

ف ۱ السیرۃ الحلبیہ جلد ۱ صفحہ ۱۴۱ و ۱۴۲

حضرت امام حسین علیہ السلام نے بھی اس سے فائدہ اٹھایا

اسی طرح جناب معاویہؓ کے زمانے کا واقعہ ہے کہ ولید بن عقبہ بن ابی سفیان والی مکہ تھا۔ اُس سے اور حضرت امام حسین علیہ السلام سے کسی جائداد کے تعلق جھگڑا ہوا۔ ولید حکومت کے زور مین جناب سبط اصغر کے ساتھ ناانصافی کرنا چاہتا تھا کہ آپ نے فرمایا "تمھین انصاف کرنا ہے تو کرو ورنہ اپنی تلوار لے کے مسجد نبوی مین کھڑا ہو جاؤن گا۔ اور لوگون کو حلف فضول یاد دلاؤن گا" عبداللہ بن زبیر کھڑے سُن رہے تھے بولے "اگر آپ اُس حلف کی طرف بلائین تو مین ابھی سے حاضر ہون" پھر مسور بن مخرمہ زہری اور عبدالرحمن بن عثمانؓ بن عبداللہ التیمی نے بھی آمادگی ظاہر کی۔ یہ رنگ دیکھ کے ولید دب گیا۔ اور حضرت امام حسین علیہ السلام اپنے خاطر خواہ فیصلہ کرا کے واپس آئے

آپ کا سفر یمن

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر سترہ برس کو پہونچی تو زبیر بن عبدالمطلب اور بعض راویون کے نزدیک عباس بن عبدالمطلب نے بھی تجارت کے لیئے ارض یمن کا ارادہ کیا۔ اور چونکہ آپ کی برکتون کا اندازہ کر چکے تھے لہذا جناب ابوطالب کے پاس آئے اور کہا "ہم تجارت کے لیئے یمن جاتے ہین۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو بھی ہمارے ساتھ کر دیجیے تاکہ اُن کی نمایان و آزمودہ برکتون سے فائدہ اُٹھا سکین" ابوطالب کو بحیرا وغیرہ نے آپ کی نسبت کچھ ایسا ڈرا دیا تھا کہ آپ کے باہر جانے کے روادار نہ تھے۔ مگر بھائیون کے اصرار نے مجبور کیا۔ اور آپ کو

ابوطالب آپ کو کسی کے ساتھ بھیجتے ڈرتے تھے

اُن کے ہمراہ یمن جانے کی اجازت دے دی۔ یہ آپ کا دوسرا سفر تھا۔ جس مین آپ گئے۔ اور بخیر و خوبی واپس

اب تجارت آپ کا پیشہ ہو

آئے۔ معلوم ہوتا ہو آپ نے کم سنی ہی مین اور اُسی عمر تک جب تک انسان ہوشیاری کے کام نہین کر سکتا اجرت پر بھیڑیان چرائین۔ سن تمیز کو

عسہ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۱۴ و ۱۵ عسہ روضۃ الاحباب صفحہ ۱۰۱

پہونچتے اور چچاؤن کے ہمراہ سفر تجارت کرنے کے بعد آپ نے اس کام کو چھوڑ کے بطور خود تجارت شروع کی۔ تجارت آپ کا خاندانی اور آبائی پیشہ تھا۔ اسی تجارت کی گود مین آپ پلے تھے۔ اور غالبًا اسی برکت کا نتیجہ ہو کہ امانت دار اور دیانت دار تاجر کو یہ مرتبۂ عظیم حاصل ہوا کہ آپ فرماتے ہین "التاجر الامین یحشر مع الانبیا والصالحین" یعنی دیانت دار سوداگر کا حشر پیغمبرون اور نیکو کارون کے ساتھ ہوگا۔

آپ کی ذاتی تجارت اور آپ کا شریک

اس ابتدائی تجارت مین جو آپ نے بطور خود شروع کی سائب بن ابی سائب نام ایک شخص آپ کے شریک تھے جن کے ساتھ معاملت کے آخر زمانے تک آپ نے ایسا اچھا دیانت داری اور برادرانہ محبت کا برتاؤ کیا کہ آپ سے ہمیشہ خوش رہے۔ اور فتح مکہ کے وقت جب آپ حکومت وسطوت کے ساتھ اپنے چھوڑے ہوئے وطن مین داخل ہوئے ہین تو سائب بن ابی سائب بڑے فخر وتمکنت کے ساتھ آئے اور اپنا بھائی اور شریک بتا کے آپ کا خیر مقدم ادا کیا۔ اس ذاتی تجارت کی غرض سے بھی آپ نے کئی سفر کئے۔ جن کا مفصل حال علماے سیر کو نہین معلوم ہو سکا۔ صرف اتنا پتہ چلتا ہو کہ حکیم بن حزام نے جاشہ کے بازار مین جو یمن کے راستہ پر تھا آپ سے تہامہ کا

آپ جاشہ کے بازار مین

کچھ کپڑا خریدا تھا۔ اور اسے لے کے مکے مین آئے تھے جناب خدیجہ کو حکیم ہی کے ذریعے سے معلوم ہوا تھا کہ آپ نے جاشہ کی تجارت مین کامیابی حاصل کی۔ جس کے بعد انھین شوق ہوا کہ اپنی تجارت بھی آپ ہی کے سپرد کر دین

حضرت خدیجۃ الکبری

جناب خدیجہ جو اسلام مین اپنے فضائل کے لحاظ سے خدیجۃ الکبری کے واجب التعظیم نام سے یاد کی جاتی ہین قریش کی ایک نہایت ہی معزز عالی خاندان اور مکے کی سب سے زیادہ صاحب دولت وثروت خاتون تھین۔ وہ

۱؎ سیرۃ الحلبیہ جلد ۱ صفحہ ۱۴۰ و ۱۴۱

خویلد نام ایک بڑے محترم رئیس مکہ کی بیٹی تھین جو قصی کے پر پوتے تھے۔ اُن کا نسب یون ہی کہ خویلد بن اسد بن عبد العزی بن قصی۔ عبد العزی حضرت عبدالمطلب کے دادا عبد مناف بن قصی کے بھائی تھے۔ لہذا قصی تک پہونچ کے جناب خدیجہ کا نسب آنحضرت کے نسب سے مل جاتا ہی۔ یون تو قریب قریب ساری قوم قریش تجارت پیشہ تھے مگر حضرت خدیجہ کی تجارت باوجود اُن کی بیوگی و بے وارثی کے بڑی اور دور دور تک پھیلی ہوئی تھی۔ وہ اپنی تجارت یون جاری رکھتی تھین کہ قابل اعتبار اور تجربہ کار کارندون کو مکے کے قافلون کے ساتھ سفر تجارت پر بھیجتین اور معاوضۂ خدمت مین نفع مین سے کوئی خاص حصہ اُن کا مقرر کر دیتین عـ۵

اُن کی تجارت

وہ کاروبار تجارت مین آپ سے مدد لینے کی آرزومند ہین

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امانت داری و دیانت کا شہرہ تمام قریش مین ہوا تو انھون نے بھی سُنا۔ پھر جب حکیم بن حزام کے ذریعے سے معلوم ہوا کہ آپ کو سوداگری کے کامون مین تجربہ بھی اچھا ہو گیا ہی تو اور زیادہ معترف ہوئین۔ مگر اس کی امید نہ تھی کہ آپ اُن کے تعلقات کو پسند فرمائین گے۔ اتفاقاً ان دنون ابو طالب نہایت ہی پریشان حال اور گرانی و قحط نے اور زیادہ مایوس کر دیا تھا جب مکے کے قافلۂ تجارت کے روانہ ہونے کا وقت آیا تو آنحضرت صلعم کے پاس آئے اور کہا اے ابن اخ (بھتیجے) تم جانتے ہو کہ مین فی الحال مفلس و نادار ہو رہا ہون۔ اس پر ان متواتر قحط سالیون نے اور توڑ دیا۔ اب نہ کچھ میرے پاس باقی رہا ہی جس سے بسر کی جائے اور نہ کوئی سرمایہ ہی کہ تجارت کرون۔ ہماری قوم کا قافلہ عنقریب مال تجارت لے کے ارض شام کی طرف روانہ ہونے والا ہی۔ اور خدیجہ بنت خویلد اپنے

ابو طالب آپ کو اس تعلق کے لیے آمادہ کرتے ہین

عـ۵ سیرۃ ابن ہشام صفحہ ۱۱۹

مال کے ساتھ بعض قریشی لوگون کو بھیجنا چاہتی ہین جو نہایت کامیابی و مقصد دری کے ساتھ نفع اُٹھا کے واپس آئین گے۔ اس موقع پر اگر تم خدیجہ کے پاس جاکے اپنی مستعدی ظاہر کرو تو وہ تم کو اورون پر ترجیح دین گی۔ اور یہ نفع تمھارے ہی ہاتھ لگے گا۔ اگرچہ مین تمھارے باب مین اہل کتاب کی طرف سے مطمئن نہین ہون۔ اور ہرگز نہین پسند کرتا کہ تمھارا قدم گھر سے باہر نکلے مگر کیا کیا جاے مجبوری ہے۔"

آنحضرت کی غیرت و خود داری

آنحضرت اگرچہ ابوطالب کے منشاء کے خلاف کرنا نہین چاہتے تھے مگر اس کے ساتھ یہ بھی نہ پسند تھا کہ خود ہی جاکے اپنی امیدواری ظاہر کرین۔ ٹالنے کے طور پر فرمایا "ایسا ہی تو غالبًا خدیجہؓ مجھے بلوائین گی" ابوطالب بھی زیادہ

حضرت خدیجہ کی تجارت آپکے ہاتھ مین

اصرار کرنا مناسب نہ سمجھے صرف اتنا کہا "لیکن مجھے اندیشہ ہو کہ وہ کسی اور کو نہ مقرر کر لین" اور خاموش ہو گئے۔ اتفاقًا چچا بھتیجون کی یہ گفتگو جناب خدیجہؓ کے گوش گزار ہو گئی۔ بولین "مجھے کیا خبر تھی کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو میری ملازمت منظور ہو" پھر آپ کو بلوا کے کہا "آپ کی سچائی امانت داری اور خوش اطواری کا حال مین سُن چکی ہون اگر آپ میرے لیے سفر کی زحمت گوارا کرین تو اس سے بہتر کیا ہو سکتا ہو۔ جتنا اور کسی کو دون اس کا دُونا آپ کو دون گی" آنحضرت نے منظور فرمایا۔ اور گھر آکے اپنے اس تعلق کا حال ابوطالب سے بیان کیا۔ وہ سُن کے خوش ہوئے۔ اور بولے "یہ خدا کی عنایت ہو"۔ ———

آپ کا تیسرا سفر شام

اس قرارداد کے مطابق آپ نے حضرت خدیجہؓ کا مال تجارت لے کے ارض شام کی راہ لی۔ اور جناب خدیجہؓ کا غلام میسرہ آپ کے ہمراہ ہوا۔ شہر بُصریٰ مین پہونچ کے آپ ایک درخت کے نیچے ٹھہرے۔ اُس کے پاس ہی ایک پرانے اور بوڑھے راہب کی خانقاہ تھی۔ اکثر مورخین اسلام اس راہب کا

---

۵ سیرۃ ابن ہشام صفحہ ۱۱۹

نسطورا راہب نام نسطورا بتاتے ہین۔ بلکہ بعض نے تو یہ بھی لکھ دیا کہ یہ وہی نسطورا تھا جو نسطوری فرقۂ نصارا کا بانی ہی۔ مگر یہ صریح غلطی اور ناواقفیت ہی۔ نسطوری فرقے کا بانی نسطوریوس نام ایک شخص تھا جس نے جرمن مین پرورش پائی تھی۔ اور ۱۳۲ سنہ نبوی (۴۲۸ء) مین قسطنطنیہ کا سب سے بڑا مقتدائے اعظم مقرر ہو گیا تھا۔ تثلیث کی اُلجھنون نے اُس کے خیالات ایسے پریشان کر دیے کہ اپنے ذاتی اجتہادات کی بنا پر شہر افسوس کی پہلی کونسل مین جو ۱۳۹ سنہ نبوی (۴۳۱ء) مین ہوئی لامذہب و بدعقیدہ قرار دے کے چار برس کے بعد جلا وطن کیا گیا۔ جلا وطنی مین پہلے تو چند روز انطاکیہ کی خانقاہ مین چھپا بیٹھا رہا۔ مگر جب نظر آیا کہ اس کے پیرو بڑھتے جاتے ہین تو وہان سے بھی نکالا گیا۔ اور آخر بلندی مصر مین بڑی مصیبتین اُٹھا کے مرگیا[۵]۔ اس سے صاف ظاہر ہی کہ نسطوری فرقے کا بانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تقریبًا ایک صدی پیشتر مرچکا تھا۔ یہ خیال بھی غلط ہی کہ اس راہب کا نام نسطورا تھا جیسا کہ اکثر علماے سیرۃ بیان کر رہے ہین۔ صحیح یہ معلوم ہوتا ہی کہ وہ کوئی نسطوری فرقے کا راہب تھا جو اپنے دیگر ہم مذہبون کی طرح اطراف شام مین سکونت پذیر ہو گیا ہو گا۔ ان دنون نسطوریون پر اضلاع رُوم مین بڑے بڑے ظلم ہو رہے تھے۔ اور اُنھین شمالی علاقۂ عرب اور بلاد شام سے بہتر کوئی امن نہ مل سکتا تھا۔ کہا جاتا ہی کہ شام کے عرب تنصرہ جو اسی حصۂ ارض مین آباد تھے وہ بھی نسطوریوس ہی کے پیرو تھے۔

وہ آپ کے رتبے کو پہچانتا ہی الغرض آپ کو دیکھ کے وہ راہب اپنے حُجرے سے نکلا۔ اور میسرہ سے پوچھا یہ کون شخص ہی جو اس درخت کے نیچے ٹھہرا ہوا ہی۔ میسرہ نے بتایا یہ حرم مکہ کے رہنے والے ہین۔ اور نسل قریش سے ہین۔ راہب نے

[۵] گبن ۷۸۳ و ۷۸۴ و ۷۸۵ و ۷۸۶ ۔

آپ کے چہرے پر اپنے علم وفضل اور اپنی واقفیت کے مطابق علامات نبوت پڑھ لیے تھے یا بعض خوارق عادات کو دیکھ کے پہچان گیا تھا۔ بولا "اس درخت کے نیچے جو شخص ٹھہرا ہے وہ یقیناً نبی ہے اور پیغمبر مرسل ہونے والا ہے" راہب کا

اُسکی پیشین گوئی

یہ بیان سن کے میسرہ کے دل مین بھی ایک خاص خیال پیدا ہوا۔ اب آپ نے اپنا مال فروخت کر کے شام کا نیا مال مول لیا۔ اور وطن کی طرف پلٹے۔ اب اس واپسی کے سفر مین میسرہ ہمیشہ آپ کو ایک نئی اور حیرت کی نظر سے دیکھتا رہا۔ اور آپ کے متعلق جو واقعات گزرتے اُن کا خیال کرتا رہتا۔ اُس نے دیکھا کہ جب ٹھیک دوپہر ہوتی اور گرمی کی شدت انتہا درجے کو پہونچ جاتی اُس وقت دو فرشتے آپ پر سایہ کیے رہتے[عـہ]۔

اس تجارت مین ایسی برکت نمایان ہوئی اور اس قدر زیادہ نفع ہوا کہ حضرت خدیجہؓ کا غلام میسرہ آنحضرتؐ سے کہنے لگا "خدیجہؓ کی تجارت کو مین چالیس سال سے دیکھتا رہا ہون مگر اتنا نفع کبھی نہین ہوا تھا جتنا کہ اس دفعہ آپ کی برکت سے ہوا ہے" ان تھوڑے ہی دنون کے برتاؤ مین اُسے آپ سے ایک دلی اُنس ہو گیا تھا غلامون کی طرح آپ کی خدمت کرتا۔ اور کبھی کسی حکم کی تعمیل مین سستی نہ کرتا۔ آپ مکے کے باہر ہی تھے کہ اس نے کہا "بہتر ہوتا کہ آپ بڑھ جاتے۔ اور خدیجہؓ کو خود اپنی زبان سے مژدہ سناتے کیا عجب کہ وہ خوش ہو کے آپ پر زیادہ مہربانی کرین"۔ اُس کی صلاح کے مطابق آپ بڑھتے ہوے گئے۔ جناب خدیجہؓ

اس پر حضرت خدیجہ کی مسرت

نے غرفے سے آپ کو گزرتے دیکھا۔ اور فرشتون کی سائبانی کو دیکھ کے متحیر تھین کہ آپ نے پہونچ کے کامیابی کا مژدہ سُنایا۔ وہ سُن کے بہت خوش ہوئین اور دونی اُجرت دی۔ مگر اس وقت تک یہ نہین

عـہ سیرۃ ابن ہشام صفحہ ۱۱۹ - ۱۲۰

خیال کیا تھا کہ آپ ہی پر فرشتے سایہ کیے ہوئے تھے - جب آپ رخصت ہو کر تھین سے نکلے تو انھون نے پھر غرفے سے دیکھا - اور فرشتون کو سایہ بانی کرتے دیکھ کے تعجب کر رہی تھین کہ میسرہ نے حاضر ہو کے آپ کی نیک نفسی و خوش معاملگی کے واقعات بیان کیے - جناب خدیجہؓ نے حیرت کے ساتھ فرشتون کے سایہ کرنے کا حال بیان کیا تو میسرہ نے کہا یہ تماشا تو مین راستے بھر دیکھتا آیا ہون - پھر نسطوری راہب کی سرگذشت کہہ سنائی -

وہ آپ کے معجزات دیکھ کے متحیر ہوتی ہین

آپ نے جناب خدیجہؓ کی ملازمت مین اور کئی سفر تجارت کیے - جن کی تعداد مین اہل سیر کو اختلاف ہی - مگر صحیح اور قرین قیاس یہ معلوم ہوتا ہی کہ شام کا تو ایک ہی سفر کیا - اور دو اور سفر یمن کے شہر حباشہ تک کیے - جہان ہر سال ایک میلا ہوتا تھا وہ تین دن قایم رہتا تھا۔ مگر غالباً یہ سفر آپ نے جناب خدیجہؓ کے شوہر بننے کے بعد کیے ہون گے اسلیے کہ شام سے واپس آنے کے دو ہی مہینے بعد نکاح ہو گیا -

حضرت خدیجہ کے لیے آپکے اور سفر تجارت

جناب خدیجہؓ نے آپ کے متعلق جو خوارق عادات دیکھے اور میسرہ کی زبان سے سنے اُنھون نے آپ کی کچھ ایسی وقعت اُس نیک اور خوش نصیب خاتون عرب کے دل مین بٹھا دی تھی کہ آپ سے محبت ہو گئی - اور دل مین نکاح کا ارادہ کر لیا - تاہم مزید اطمینان کے لیے اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس گئین جو عہد جاہلیت کے مشہور موحد خدا پرست اور طالب حق گذرے ہین - اُنھون نے عرب کے مروجہ دین کی طرف سے بدظن ہو کے اپنی زندگی کسی سچے دین کی جستجو مین صرف کر دی تھی - کتب آسمانی کا خوب مطالعہ کیا تھا - پہلے بت پرستی چھوڑ کے

حضرت خدیجہ آپ کے حالات ورقہ سے بیان کرتی ہین

عـــہ السیرۃ الحلبیہ جلد ۱ صفحہ ۱۴۵ و ۱۴۶

اختیار کیا۔ اور جب وہ مذہب بھی مطمئن نہ کر سکا تو نصرانیت اختیار کی
اور اسی دین پر مرے جو آپ کی بعثت سے پہلے دنیا کا واجب الاتباع مذہب
تھا۔ ورقہ نے اپنی چچازاد بہن سے تمام حالات سُن کے غور کیا اور بولے "اگر تم
ورقہ کی پیشینگوئی
سچ کہتی ہو تو یقین کر لو کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس قوم کے پیغمبر
ہونے والے ہین۔ اور یہ مجھے معلوم ہے کہ اِس امت عرب مین ایک پیمبر مبعوث
ہونے والا ہے جس کی نبوت کا زمانہ آگیا"۔ اس کے بعد چند اشعار پڑھے جو کتب
سیر مین مذکور ہین۔ ان اشعار مین ورقہ بن نوفل نے آپ کی نبوت کا اعتراف
کیا ہے۔ چچازاد بھائی کی اس پیشین گوئی نے جناب خدیجہ رضؓ کو اور مستعد کر دیا۔
نکاح کی تحریک
نکاح کی تحریک باتفاق اہل سیر جناب خدیجہ رضؓ ہی کی طرف سے ہوئی
اس لیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے تمام اعزا واقارب کے
کبھی خیال مین بھی نہ آسکتا تھا کہ ایسی دولت مند اور معزز وممتاز خاتون کہ آپ کے
نکاح مین آنا پسند کرے گی۔ خدیجہ رضؓ کی عمر اس وقت چالیس برس کی تھی۔ اس سے
جناب خدیجہ کے پہلے شوہر اور اولاد
پیشتر وہ دو شخصون کے نکاح مین آچکی تھین۔ جن مین
پہلے عتیق بن عابد تھے ان کی آپ کے بطن سے ایک لڑکی ہوئی جس کا نام
ہند تھا اور اُم محمد بن صیفی مخزومی کی کنیت سے مشہور تھی۔ دوسرے شوہر کا نام
ہند تھا جو ابو ہالہ کہلاتے تھے۔ اُن کے آپ کے بطن سے دو لڑکے ہوئے
ہالہ بن ہند اور ہند بن ہند۔ یہ ہند آخر تک زندہ رہے۔ برکت اسلام سے شرفیاب
اُن کے محاسن
ہوئے۔ قرابت رسول اللہ پر ہمیشہ نازان رہتے۔ اور آخر جنگ
جمل مین حضرت علیؑ کی طرف مارے گئے۔ مگر باوجود اس دہری بیوگی کے
جناب خدیجہ شرافت ونجابت اور حسن صورت وسیرت مین شہرت رکھتی تھین۔

۵۸ سیرۃ ابن ہشام صفحہ ۱۲۱

اپنی عفت و پاکدامنی کی وجہ سے جاہلیت میں طاہرہ کے لقب سے مشہور تھیں اور بعض لوگ سیدۂ قریش کہا کرتے تھے۔ حسن و جمال کی عربی صحبتوں میں تعریف ہوتی تھی۔ اور آپ کی دولت و حشمت پر اکثر شرفاے مکہ کا دانت تھا۔ اکثر معززین کی طرف سے نکاح کی درخواستیں بھی چلی آتی تھیں مگر آپ نے ایسی ہر درخواست نامنظور کی۔ جب آنحضرت کی محبت دل میں پیدا ہوئی تو نفیسہ بنت منیہ نام ایک عورت کو چپکے سے آپ کی خدمت میں بھیجا کہ نکاح کے متعلق آپ کا منشا دریافت کرے۔

نفیسہ نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کے عرض کیا "آپ نکاح کیوں نہیں کرتے؟" آپ نے فرمایا "میرے پاس کیا رکھا ہے جو نکاح کروں؟" نفیسہ نے کہا اچھا اگر اس کا سرانجام میں اپنے ذمے لے لوں۔ اور نکاح کے ذریعہ سے آپ کو مال و دولت اور حسن و جمال دونوں چیزیں حاصل ہو جائیں تو؟" آپ نے پوچھا "وہ ایسی کون سی خاتون ہے جس کی بدولت مجھے یہ فائدے حاصل ہوں گے؟" نفیسہ نے جناب خدیجہ کا نام لیا۔ آپ نے تعجب سے کہا "بھلا یہ ممکن ہے؟" نفیسہ نے جواب دیا "آپ مطمئن رہئے۔ میں تو اس کا انتظام کر دوں گی۔" یہ کہہ کے نفیسہ جناب خدیجہ کے پاس آئیں۔ اور آپ کی رضامندی ظاہر کی۔ تب جناب خدیجہ نے آپ کے پاس کہلا بھیجا کہ فلاں وقت اپنے اعزا کو لے کے آجائیے۔

عقد نکاح

آپ نے فوراً اس واقعے سے اپنے چچاؤں کو مطلع کیا اور وقت معینہ پر اُن کو لے کے جناب خدیجہ کے گھر پر پہونچے۔ ابن ہشام کی یہ روایت غلط معلوم ہوتی ہے کہ سید الشہدا امیر حمزہ نے خدیجہ کے لیے اُن کے والد خویلد بن اسد کے

عہ سیرۃ الحلبیہ جلد ۱۔ صفحہ ۱۴۰ عہ ابن ہشام نے آپ کے ساتھ آنے والوں میں صرف حضرت حمزہ رضہ کا نام لیا ہے مگر صحیح روایتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ اس نکاح میں آپ کے اور چچا بھی شریک تھے۔ اور خاصتہً ابو طالب نے تو خطبۂ نکاح پڑھا۔

سامنے درخواست پیش کی - اس لیے کہ خویلد بن اسد کا انتقال تو یوم فجار سے پہلے ہی ہو چکا تھا - اصل یہ ہو کہ یہ درخواست جناب خدیجہ کے چچا عمرو بن اسد کے سامنے پیش ہوئی اور انھون نے ہنسی خوشی منظور کی - نکاح کا ایجاب وقبول اس طریقے پر ہوا کہ پہلے ابو طالب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے کھڑے ہو کے فصاحت وبلاغت کے ساتھ ایک تقریر کی جس مین اپنی شرافت اور آنحضرت صلعم کے محامد بیان کیے پھر ظاہر کیا کہ وہی محمدؐ جو ایسے نیک ہین تم لوگون (یعنی لڑکی والون) کی شریف

مہر | ونیک خاتون خدیجہ کو بارہ اوقیہ اور دو نشا مہر معجل وموجل پر اپنے عقد نکاح مین لانا چاہتے ہین - ؎ آپ کی طرف سے جب یہ خطبہ پڑھا جا چکا تو جناب خدیجہ کی طرف سے اُن کے چچا عمرو بن اسد اور بعض کے بیان سے معلوم ہوتا ہو کہ ان کے چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل کھڑے ہوئے اور ایک خطبہ پڑھا جس مین پہلے تو اپنی قومی شرافت ظاہر کی پھر بنی ہاشم کی عالی نسبی کا اعتراف کیا - اور کہا ہم تم سے تعلقات قرابت پیدا کرنا پسند کرتے ہین - پھر سب کو گواہ کر کے کہا کہ مینے خدیجہ بنت خویلد کو محمدؐ بن عبد اللہ کے عقد نکاح مین دیا - اور مذکورہ بالا تعداد مہر بھی تسلیم کی -

دعوت ولیمہ | اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعوت ولیمہ کی جس کے لیے ایک اونٹ اور بعض راویون کا بیان ہو کہ دو اونٹ ذبح کیے گئے - اور حضرت خدیجہ کے حکم سے اُن کی لونڈیون نے دف بجا کے گایا اور ناچین - اس

؎ ایک اوقیہ چالیس درہم شرعی کے برابر ہوتا ہو - اور ایک نشا وس درہم کے برابر ہو - اس حساب سے کل مہر ۵۰۰ درہم ہوا - مگر ابن ہشام کا بیان ہو کہ حضرت خدیجہ کا مہر بیس اونٹنیان تھین - شاید اُن کی قیمت پانسو درہم ہو

؎ یہ دونون خطبے بلفظہ سیرۃ الحلبیہ مین موجود ہین دیکھو جلد ا صفحہ ۱۵۰

نکاح سے ابوطالب اس قدر خوش ہوئے کہ بیان سے باہر ہو جناب باری عزاسمہ کا شکریہ ادا کیا۔ اور کہا الحمد للہ الذی اذھب عنا الکرب ودفع عنا الغموم (الحمد للہ کہ خدائے تعالیٰ نے ہماری مصیبتیں دور کین اور ہمارے غم دفع کر دیے) یہی آپ کا پہلا نکاح ہے۔ اس وقت آپ کی عمر پچیس برس کی تھی۔ جس زندگی کو آپ نے ایک جوان صالح کی شان سے نہایت ہی عفت و پاکبازی کے ساتھ بسر کیا تھا

حضرت خدیجہ سے آپ کی اولاد

آپ نے جناب خدیجہ کے حقوق کا آخر تک لحاظ رکھا۔ جب تک زندہ رہین کوئی دوسرا عقد نہین کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام اولادین حضرت خدیجہ ہی کے بطن سے ہوئین۔ سوا ابراہیم کے جو آپ کی حرم محترم ماریہ قبطیہ کے بطن سے پیدا ہوئے تھے۔ خدیجہ کبریٰ کے بطن سے آپ کی سات اولادین ہوئین تین صاحبزادے اور چار صاحبزادیان۔ صاحبزادے تو یہ ہین قاسم جن کے اعتبار سے آپ کی کنیت ابوالقاسم قرار پائی۔ اور طاہر اور طیب۔ اور صاحبزادیون کے اسماے گرامی یہ ہین کہ زینب رقیہ ام کلثوم اور فاطمہ تینون صاحبزادون نے تو ایام جاہلیت ہین اور بعثت سے پہلے ہی سفر آخرت کیا۔ مگر چارون صاحبزادیان عہد رسالت تک موجود تھین۔ مگر افسوس سوا جناب سیدۃ النسا فاطمہ زہرا کے سب نے آپ کی زندگی ہی مین وفات پائی۔

باب پنجم

تعمیر کعبہ اور بعثت حضرت ختم المرسلین

تعمیر کعبہ۔ اُس کی وجہ۔ کعبے کی پرانی حالت۔ ایک سانپ جو خزانہ کعبہ مین رہتا تھا

عـــہ السیرۃ الحلبیہ جلد ا صفحہ ۱۵۱

عـــہ سیرۃ ابن ہشام۔ ۱۲۱

تعمیر کا قدرتی سامان۔ دیواریں منہدم کرنے کی تیاری۔ تعمیر میں صرف پاک اور حلال آمدنی صرف ہوئی۔ دیواریں منہدم ہوئیں۔ نیو کھودی گئی۔ آپ کی برہنگی اور غش کا واقعہ حجر اسود کے اٹھانے کے لیے نزاع۔ حلف لعقۃ الدم۔ آپ کا عام پسند فیصلہ۔ خاص آپ کے ہاتھ سے حجر اسود اپنے مقام پر نصب ہوا۔ پہلی اور پچھلی عمارت کعبہ میں فرق قرب نبوت میں آپ کی حالت۔ رویائے صادقہ۔ غار حرا میں چلہ کشی۔ بعثت آپ جبرئیل کو پہلے پہل بیداری میں دیکھتے ہیں۔ حضرت خدیجہؓ کا حسن عقیدت۔ ورقہ بن نوفل کی حق شناسی۔ ورقہ سے اور آپ سے ملاقات۔ حضرت خدیجہ فرشتہ کا امتحان کرتی ہیں۔ فرضیت و تعلیم نماز۔ آپ حضرت خدیجہ کو نماز پڑھاتے اور سکھاتے ہیں۔

تعمیر کعبہ — اس عقد کے بعد دس برس تک آپ کی زندگی ایک ایسے سکوت میں گذری کہ اُس زمانے کا کوئی واقعہ اہل سیر کو نہیں معلوم ہو سکا۔ مگر ہاں جب آپ پینتیس برس کے ہوئے تو قریش نے کعبے کے از سر نو تعمیر کرنے کا ارادہ کیا۔ اور اس تعمیر کی ضرورت اس لیے پیش آئی کہ مکے میں ایک سیلاب عظیم آیا۔ اور پانی اتنا بلند ہوا کہ قریش نے کعبے کے گرد جو پشتہ سا بنا رکھا تھا اُس سے گذر کے اندر داخل ہوا اور قدیم متبرک دیواریں بالکل کمزور کر دیں۔ اس سیلاب سے پیشتر ایک اور واقعہ پیش آ چکا تھا۔ وہ یہ کہ کوئی عورت عبادت کے طریقے سے خوشبوئیں سلگا رہی تھی۔ اتفاقاً انگیٹھی سے ایک چنگاری اُڑ کے غلاف کعبہ میں جا لگی۔ فوراً آگ بھڑک اُٹھی اور حضرت ابراہیم کے بنائے ہوئے مقدس خانۂ خدا پر دیر تک شعلے بلند ہوتے رہے۔ اس آگ ہی سے کیا کم ضرر پہونچا ہوگا کہ سیلاب آیا اور دیواریں بالکل قریب الانہدام ہو گئیں۔[۵]

[۵] سیرۃ الحلبیہ جلد ۱ صفحہ ۱۵۲

کعبے کی پرانی حالت

قدیم مورخون کے بیان سے معلوم ہوتا ہو کہ کعبہ اس وقت تک اپنی اُسی حضرت ابراہیم و اسمٰعیل کی بنائی ہوئی وضع و حالت پر تھا - ایک مدت سے لوگون کا خیال تھا کہ کسی طرح اس مبارک گھر کی تجدید کی جاے مگر کسی کو ہاتھ لگانے کی جرأت نہ ہوتی تھی - کسی کو اتنا حوصلہ ہی نہ ہوسکتا تھا کہ اس کا ایک پتھر بھی اپنی جگہ سے ہٹادے - کعبہ اس وقت تک صرف ایک پست چاردیواری کا نام تھا - جس کی بلندی قد آدم سے صرف تھوڑی ہی زیادہ تھی - اور چھت بھی نہ پٹی تھی - حضرت ابراہیم نے عبادت کے لیے فقط دیوارون کا ایک مختصر احاطہ بناکے بے چھت پاٹے چھوڑدیا تھا جس مین پھر کبھی کسی قسم کی اصلاح و ترمیم نہ ہوئی - اسی چاردیواری مین وہ بت رکھے ہوے تھے جو قریش کے دیوتا تھے - اور بڑے بت ہبل کے نیچے ایک بڑا گڑھا تھا جو خانہ کعبہ کا خزانہ قرار پاگیا تھا - جو قیمتی چیزین چڑھائی جاتین اسی گڑھے مین ڈال دی جاتین - چھت نہ ہونے کا اتفاقاً یہ نتیجہ ہوا کہ کسی مضبوط دل والے نے خزانۂ کعبہ مین سے بہت سی چیزین چُرالین - اور چونکہ چوری کا مال ملیح بن عمرو کے غلام دُویک کے پاس سے برآمد ہوا لہذا وہی ملزم قرار پایا اور اس کا ہاتھ کاٹا گیا - تاہم قریش کو گمان تھا کہ خود دُویک نے چوری نہین کی - بلکہ چوری کرنے والون نے کعبے کا مال چُراکے اُس کے پاس رکھوایا تھا - اس چوری کے واقعے نے قریش پر کعبے کی چھت پاٹنے کی ضرورت صاف عیان کردی تھی اس لیے کہ چوری چھت کے نہ ہونے ہی کی وجہ سے ہوئی تھی -

ایک سانپ جو خزانۂ کعبہ مین رہتا تھا -

اس کے ساتھ ایک اور نئی بات بھی ظاہر ہوئی جس نے قریش مین تعمیر بیت اللہ کا اور زیادہ حوصلہ پیدا کیا وہ یہ کہ خزانۂ کعبہ یعنی اسی مذکورہ گڑھے مین ایک بڑا زبردست سانپ رہنے لگا تھا جو روز نکل کے بے چھت کی دیوار پر بیٹھتا اور جہان کوئی قریب جانے کا ارادہ کرتا پھن

اُٹھا کے پھنکارین مارنے لگتا۔ بلکہ بعض اوقات منھ کھول کے دوڑ بھی پڑتا۔ قریش کے دلون پر اس سانپ کا ایسا خوف طاری ہوگیا تھا کہ کعبے مین جاتے ڈرتے اتفاقاً ایک دن یہ سانپ دیوار کعبہ پر بیٹھا تھا کہ کوئی شکاری چڑیا ایک آسمانی تیر کی طرح اوپر سے آئی اور اُسے جھپٹا مار کے اُڑا لے گئی۔ اس مہیب و موذی جانور سے بیت اللہ کے خالی ہونے کا حال سُن کے قریش بہت خوش ہوئے۔ بلکہ یقین ہوگیا کہ اب خدا ہم سے راضی ہے جس نے اپنے مقدس گھر کو ایسے ظالم موذی سے خالی کر دیا۔

تعمیر کا قدرتی سامان — جہان کعبے کی تعمیر کی ضرورت تھی۔ اور خدا نے اس مین سانپ کا خوف نہین باقی رکھا تھا وہان اتفاقاً ان دنون کسی رومی سوداگر کا ایک جہاز مکے کے قدیم بندرگاہ شعیبیہ پر جہان اب جدہ آباد ہے تباہ ہوگیا تھا۔ سمندر کی پرجوش لہرون نے ایک تھپیڑہ دے کے اُسے خشکی پر پھینک دیا۔ یہ جہاز باقوم نام ایک رومی شخص کا تھا جو فن تعمیر سے خوب واقف تھا۔ اور سنگ مرمر لکڑی اور لوہا لاد کے یمن کو لیے جاتا تھا کہ وہان کے کنیسے کو جسے فارسیون نے منہدم کر دیا از سر نو تعمیر کرے۔ جب اس کا حال قریش کو معلوم ہوا تو بہت خوش ہوئے اس لیے کہ خانۂ کعبہ کی چھت پاٹنے کا اس سے بہتر سامان اور کسی طرح نہین فراہم ہو سکتا تھا شعیبیہ مین پہونچے اس جہاز کی لکڑی مول لی۔ اور خود باقوم کو بھی ساتھ لائے تاکہ تعمیر مین مدد دے۔ ان دنون خاص مکے مین مصر کا ایک ہوشیار قبطی بڑھئی بھی موجود تھا الغرض ان سامانون کو دیکھ کے انہین بالکل یقین ہوگیا کہ واقعی خدا ہی کو اپنے گھر کی تعمیر منظور ہے جس نے ایسے ایسے سامان فراہم کر دیے ہین۔

دیوارین منہدم کرنے کی تیاری — جب تعمیر کا سب سامان جمع ہوگیا تو قریش نے پُرانی

---

۵ ابن ہشام صفحہ ۱۲۲ ۵ سیرۃ الحلبیہ جلد ۱۔ صفحہ ۱۵۴

دیوارون کے منہدم کرنے کا ارادہ کیا۔ اور چونکہ عربون مین یہ بہت بڑا قومی اور دینی کام تھا لہذا کعبے کے مختلف حصے مختلف قبائل مین تقسیم ہو گئے کہ ہر گروہ اپنے حصے کو کھود کے تعمیر کرے۔ اس تقسیم مین دروازے کا حصہ عبد مناف و زہرہ کی اولاد کو ملا جن مین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی تھے۔ حجر اسود اور رکن یمانی کے درمیان کا حصہ بنی مخزوم کو جن کے ساتھ قریش کے چند اور خاندان بھی شریک تھے۔ پچھواڑے کا حصہ بنی جمح اور بنی سہم کے سپرد ہوا۔ اور حجر کا حصہ جس سے عبارت حطیم یعنی کعبے کے گرد کا کٹہرہ ہے بنی عبد الدار بنی اسد اور بنی عدی کو ملا۔ یہ تقسیم بھی ہو چکی مگر کسی کو پھاوڑا چلانے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ سب ڈرتے تھے کہ منہدم کرنے مین کوئی غضب الٰہی نہ نازل ہو جائے۔ اور دینی مصیبت و آفت نہ نازل ہو جائے جو ابرہہ کے حبشی لشکر پر نازل ہوئی تھی۔ آخر بنی مخزوم مین سے ابو وہب بن عمرو نے دل مضبوط کر کے ایک پتھر اکھاڑا مگر اتفاقاً وہ پتھر ان کے ہاتھ سے چھوٹ کے پھر اپنے مقام پر قائم ہو گیا۔ ظاہر ہے کہ اس واقعے سے سب لوگ سہم گئے ہون گے۔ مگر ابو وہب نے پھر اپنے دل کو اطمینان دلایا۔ اور سب لوگون کی طرف متوجہ ہو کے کہا "اے اہل قریش۔ یہ خیال رہے کہ اس کار خیر مین ہر شخص وہی روپیہ لگائے جو جائز طور پر اور حق حلال سے حاصل کیا گیا ہو۔ خانۂ خدا کی تعمیر مین نہ زنا کی آمدنی صرف ہو نہ سود کی اور نہ وہ رقم جو جبر و ظلم سے یا غصب کر کے لی گئی ہو۔" سب نے اس درخواست کو منظور کیا لیکن اب بھی کسی کو منہدم کرنے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔

تعمیر مین صرف پاک اور حلال آمدنی صرف ہوئی

دیوارین منہدم ہوئین

اب ولید بن مغیرہ بڑھا اور کہا اچھا دیکھو مین شروع کرتا ہون۔ یہ کہہ کے اس نے پہلے درگاہ خداوندی مین دعا کر کے عرض کیا کہ

"بار الٰہا ہم کسی بُری نیت سے تیرے گھر کو نہیں منہدم کرتے ہیں" اور کدال
ہاتھ میں لے کے کھودنے لگا۔ تھوڑی دیر میں وہ حصۂ دیوار گرا دیا جو رُکن یمانی
و حجر اسود کے درمیان میں ہے۔ اتنا ہی کھودنے پائے تھے کہ شام ہو گئی۔ قریش
نے دہشت سے یہ ساری رات جاگ کے کاٹی کہ اگر کسی امر سے خدا کی ناراضی
ظاہر ہو تو جتنا حصہ کھودا ہے پھر بنا کے درست کر دیں۔ مگر رات خیر و خوبی سے گذر گئی
اور صبح کو سب قبائل اپنے حصے کے منہدم کرنے میں مشغول ہوئے۔

نیو کھودی گئی | جب حضرت ابراہیمؑ کی قائم کی ہوئی اصل نیو تک کھود لے گئے تو ایسے
سبز پتھر ملے جو چولیں بنا کے ایک دوسرے میں پیوست کیے گئے تھے۔ کسی
نے ایسے دو پتھروں میں کدال ڈال کے الگ کرنا چاہا تو وہ الگ نہ ہوئے
اور اُن کی حرکت سے چاروں طرف کی ساری بنیاد ہل گئی۔ فوراً سب نے
پھاوڑے روک لیے۔ اور معلوم ہوا کہ اب زیادہ کھودنے کی ضرورت نہیں۔

آپ کی برہنگی اور غش کا واقعہ | اب اس کے بعد تمام قبائل قریش نے عمارت کے لیے
پتھر لا کے جدا جدا ڈھیر کرنا شروع کیے۔ اسی موقع پر وہ واقعہ پیش آیا تھا جس کا
ہم ذکر کر چکے ہیں کہ حضرت عباسؓ کے ساتھ پتھر لاتے وقت آپ برہنہ ہو گئے
اور اس کے ساتھ ہی آپ کو غش آ گیا۔ جب پتھر جمع ہو گئے تو تعمیر کا کام شروع ہوا

حجر اسود کے اٹھانے کے لئے نزاع | اور ہر گروہ اپنے اپنے حصے کی دیوار بلند کرنے لگا۔ نگران
لوگوں نے کام کے مختصر کرنے کے لیے جدید رقبہ پہلے
رقبے سے چھوٹا کر دیا۔ اب سب دیواریں اتنی بلند ہو گئیں کہ حجر اسود اپنے مقام پر
رکھ کے نصب کیا جائے۔ مگر یہ تعمیر بیت اللہ کا اتنا اہم کام تھا کہ ہر گروہ قریش بلکہ
ہر شخص کو تمنا تھی کہ اس میں ضرور شریک ہو۔ عام اشتیاق اور جوش نے آخر کو
ایک بڑا بھاری جھگڑا پیدا کر دیا۔ لوگ خون ریزی پر تیار ہو گئے۔ باہم قسمیں

حلف لعقۃ الدم | کھائی جانے لگین۔جو جس کا طرفدار تھا اُس کے ساتھ حلف اُٹھانے کو مستعد ہوا۔ بنی عبد الدار نے ایک کٹھرے مین خون بھر کے رکھدیا۔ اور بنی عدی نے اُن کے ساتھ اِس خون مین ہاتھ ڈال ڈال کے قسم کھائی کہ مرجائین گے مگر اپنا دعوی نہ چھوڑین گے۔چونکہ ان لوگون نے تھوڑا تھوڑا خون چاٹا بھی تھا لہذا لعقۃ الدم کے نام سے مشہور ہوئے گئے۔

چار پانچ روز اسی نزاع مین گذر گئے۔تعمیر کا کام رُکا ہوا تھا۔اور کسی طرح فیصلہ نہ ہوچکتا تھا۔آخر سب لوگ مسجد مکہ مین مشورے کے لیے جمع ہوئے کہ جس طرح بنے تصفیہ کرین۔حضرت اُم المومنین اُم سلمہ کے والد ابو اُمیّہ ابن مغیرہ نے جو تمام قریش مین محترم اور سن رسیدہ تھے اور اپنے جود وسخا کے لحاظ سے ساری قوم مین ضرب المثل ہو رہے تھے اُٹھ کے یون فیصلہ کردیا کہ لڑنا بھڑنا بے سود ہی اسی مسجد کے اُس دروازے کا جو باب عبد شمس کہلاتا ہی خیال رکھو۔اور جو پہلے آئے اُسی کو حکم قرار دے دو۔مگر پہلے سے اقرار ہو جائے کہ وہ جو تصفیہ کردے اُس پر سب راضی ہوجائین گے۔اس بات کو سب نے منظور کیا۔اور منتظر ہوئے کہ دیکھین قدرت

آپ کا عام پسند فیصلہ | کس پر قرعہ ڈالتی ہی۔اب آپ کی نبوت کا زمانہ قریب تھا۔اور خداوند عز اسمہ ہر حیثیت سے آپ کو ساری قوم مین معزز و ممتاز ثابت کررہا تھا اتفاقاً سب کے پہلے باب عبد شمس سے آپ ہی گذرے۔آپ کی صورت دیکھتے ہی سب لوگ خوش ہوگئے۔اور جوش وخروش سے چلائے "بس محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے اچھا حکم کوئی نہین ہوسکتا۔یہ امین ہین۔اور ہمیشہ راستباز ثابت ہوئے ہین" آپ کو متحیر دیکھ کے سب نے اصل حقیقت بیان کی۔اور آپ فوراً فیصلہ کرنے پر راضی ہوگئے۔فرمایا "ایک کپڑا لے آو"

عسہ سیرۃ ابن ہشام ۱۲۴ و ۱۲۵ عسہ اس دروازے کو اب باب السلام کہتے ہین۔

فوراً ولید بن مغیرہ نے ایک سفید شامی کپڑا پیش کیا۔ آپ نے اُس کپڑے کو زمین پر بچھا کے حجر اسود کو اپنے ہاتھ سے اُس کے درمیان مین رکھدیا۔ اور فرمایا وہ چارون جماعتین جن پر تعمیر کعبہ منقسم ہوئی ہے اُن کا ایک ایک وکیل ایک ایک کونے کو پکڑ کے اُٹھائے۔ آپ کے ارشاد کے مطابق ایک سرے کو عتبہ بن ربیعہ نے دوسرے کو زمعہ نام ایک معزز قریشی نے تیسرے کو ابو امیہ بن مغیرہ نے اور چوتھے سرے کو قیس بن عدی نے پکڑا۔ یہ چارون ساری قوم کے وکیل تھے اس طرح قبائل قریش کے تمام وکلا حجر اسود کو اُٹھا کے لے چلے اور خاص اُس مقام تک پہونچا دیا جہان اُسے نصب کرنا تھا۔ تب آپ نے اُسے اپنے

خاص آپ کے ہاتھ سے حجر اسود اپنے مقام پر نصب ہوا

دست مبارک سے اُٹھا کے دیوار مین قائم کر دیا۔ اور اس خدمت مین حضرت عباسؓ آپ کے شریک ہوئے

آپ کے اس فیصلے سے تمام قریش مطمئن اور خوش ہو گئے۔ اس لیے کہ ایک بڑا جھگڑا جس سے سخت خونریزی کا اندیشہ تھا بہت آسانی سے طے ہو گیا۔ اس نزاع کے دفع ہوتے ہی سب لوگ پھر تعمیر مین مشغول ہوئے۔ اور چند ہی روز مین کعبے کی پوری عمارت بن کے تیار ہو گئی۔ مگر اس جدید عمارت اور پہلی ابراہیمی عمارت مین فرق تھا۔ حضرت ابراہیمؑ نے صرف نو نو ہاتھ بلند دیوارون

پہلی اور پچھلی عمارت کعبہ مین فرق

کا ایک مختصر احاطہ بنا دیا تھا جس مین چھت ہی نہ تھی اور صرف ایک دروازہ رکھا تھا جو زمین کے برابر تھا۔ اور پٹ نہ تھے ہر وقت کھلا پڑا رہتا ایک قدیم حمیری فرمان روا نے جو تبابعہ مین سے تھا دروازے مین جوڑی چڑھائی اور غلاف ڈالنے کی رسم مروج کی۔ پھر دروازے کے اندر داہنی جانب ایک گڑھا کھدوا دیا گیا جس مین نذرین اور چڑھاوے کی چیزین ڈالی جاتی تھین اور خزانہ کعبہ کے نام سے مشہور تھا۔ اس کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ عمالقہ اور

جرہم والون نے بھی اپنے زمانون مین خانۂ خدا کی مرمت کروائی تھی۔ مگر قریش نے از سر نو تعمیر کرتے وقت بہت سے تغیرات کر دیے۔ دیوارین بجاے نو ہاتھ کے اٹھارہ ہاتھ بلند کر دین۔ دروازہ زمین سے اچھال کے بہت بلند کر دیا جس مین سے بغیر سیڑھی کے کوئی داخل نہ ہو سکتا۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے زمانۂ نبوت مین فرمایا کرتے تھے قریش نے تنگی معاش کی وجہ سے نئے کعبے کی بنیاد اصل ابراہیمی بنیاد سے چھوٹی کر دی۔ اگر عہد جاہلیت کو تھوڑا ہی زمانہ نہ گذرا ہوتا۔ لوگون مین ابھی پرانے خیالات نہ باقی ہوتے اور مجھے بھی استطاعت ہوتی تو دروازے کو نیچا کر کے زمین سے ملا دیتا۔ اور بجاے ایک دروازے کے دو دروازے قائم کر دیتا ایک مشرق کی طرف اور ایک مغرب کی طرف۔ تاکہ ایک سے لوگ داخل ہون اور دوسرے سے باہر نکلین۔ اور حجر اسود کو اندر داخل کر دیتا۔ آپ کے اس ارشاد پر عبد اللہ بن زبیر نے اپنے زمانے مین عمل کیا تھا۔ مگر جب حجاج کی فوجون نے انھین حرم محترم کے اندر شہید کیا اور بنی امیہ کا دور دورہ ہوا تو حجاج نے عبد الملک بن مروان کے حکم سے ابن زبیر کی بنیاد منہدم کر کے کعبے کو پھر ویسا ہی بنا دیا جیسا کہ قریش نے بنایا تھا[۵]

قرب نبوت مین آپ کی حالت

اب نبوت کا زمانہ قریب تھا۔ عالم علوی کے ساتھ آپ کے تعلقات بڑھتے جاتے تھے۔ تمام دنیاوی معاملات کی طرف سے بے پروائی اور اس کے ساتھ ساتھ ایک خاص کیفیت آپ کے مزاج مین پیدا ہونے لگی تھی۔ لوگون کے پاس اُٹھنے بیٹھنے۔ احباب و اعزا کی صحبت بال بچون کی محبت غرض سب چیزون کی طرف سے دل پھرتا جاتا تھا۔ آپ خلوت و تنہائی کو ڈھونڈتے۔ اور سب سے الگ رہنے مین لطف ملتا۔ ان دنون چونکہ

عہ۵ السیرۃ الحلبیہ جلد ۱ صفحہ ۱۷۴-۱۷۵-۱۸۲ و ۱۸۷

آپ کی روح نے ایک بے انتہا اور غیر معمولی قوت حاصل کر لی تھی۔ اور اُس کا

رویائے صادقہ

وجدان صحیح بہت ترقی پر تھا لہذا نبوت کی سب سے پہلی علامت یہ نمایاں ہوئی کہ آپ جو رائے دیتے بالکل صحیح اُترتی۔ اور جو خواب دیکھتے فوراً سچا ثابت ہو جاتا سب سے زیادہ عجیب بات آپ کو یہ نظر آتی کہ آپ جدھر سے گذرتے آواز آتی کہ "السلام علیک یا رسول اللہ" آپ پھر پھر کے دیکھتے اور کوئی کہنے والا نہ دکھائی دیتا۔ آخر جذبات نبوت نے یہ شان پیدا کی کہ ہر سال ایک مہینے

غار حرا مین چلہ کشی

کے لیے اور معمولاً ماہ مبارک رمضان مین آپ شہر کے باہر چلے جاتے اور مکے کے مشہور پہاڑ حراء کے ایک غار مین جو آبادی سے باہر کسی قدر فاصلے پر تھا بیٹھ کے چلہ کشی کرتے۔ پورا مہینہ ختم ہو لیتا تو پہلے آ کے کعبے کے گرد سات بار طواف کرتے پھر گھر مین تشریف لے جاتے۔ اِن دنون آپ کی رقت قلبی بھی بڑھ گئی تھی۔ غربا و مساکین کو اکثر کھانا کھلاتے اور اُن کی خبرگیری کرتے۔ جس سال آپ خلعت نبوت سے سرفراز ہوئے ہین یعنی اپنی عمر کے چالیسوین برس آپ حسب معمول غار حراء مین تشریف لے گئے اور آپ کے ہمراہ جناب خدیجہ بھی تھین

بعثت

وہان ۱۷ تاریخ دوشنبہ کی صبح کو تڑکے پو پھٹنے کے وقت آپ کو سوتے سوتے معلوم ہوا کہ کوئی فرشتہ آیا ہے۔ یہ حضرت جبرئیل تھے جو خداوند جل و علا کے حکم سے حریر کے ایک مرصع ٹکڑے پر کچھ لکھا ہوا لے کے آئے۔ اور کہا "پڑھو"

ع سیرۃ ابن ہشام۔ صفحہ ۱۵۲۔ ع سیرۃ الحلبیہ جلد ۱۔ صفحہ ۲۵۰۔ اس امر مین بڑا اختلاف ہے کہ پہلے پہل آپ کس مہینے مین شرف نبوت سے ممتاز ہوئے۔ ایک جماعت کثیرہ ربیع الاول بتاتی ہے۔ مگر صحیح اور قابل اطمینان یہی ہے کہ رمضان مبارک کی ۱۷ تھی

س سیرۃ ابن ہشام صفحہ ۱۵۲ بعض ضعیف روایتون سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ بیداری کا ہے مگر معتبر و مستند اہل سیر خواب مین بتاتے ہین محققین کا یہ خیال ہے کہ آپ کو پہلے سوتے مین نبوت حاصل ہوئی جسکی ابتدا ربیع الاول سے ہوئی اور اُسکی شان چھ مہینے تک قائم رہی پھر بیداری مین جسکی ابتدا رمضان سے ہوئی اور اُسکی شان آخر زندگی تک باقی تھی۔ مذکورہ واقعہ اگرچہ رمضان کا ہے مگر خواب مین ہوا۔ اور بیداری مین اُسکے بعد آپ نے جبرئیل کو دیکھا جیسا کہ آگے آئیگا۔ لع سیرۃ الحلبیہ جلد ۱ صفحہ ۲۵۵

آپ نے جواب دیا "مین تو پڑھنا جانتا ہی نہین" یہ سُن کے انھون نے آپ کو سینے سے لگایا اور بہت زور سے اور خوب بھینچ کے دبایا۔ اور کہا "پڑھو" آپ نے پھر وہی جواب دیا کہ "مین پڑھنا کیا جانون" انھون نے آپ کو پھر سینے سے لگا کے دبایا۔ اور چھوڑ کے کہا "اب پڑھو"۔ آپ نے پھر فرمایا "مین پڑھا نہین ہون" جبرئیل نے پھر دبایا۔ اور کہا "پڑھو" آپ نے پھر دبائے جانے کے اندیشے سے پوچھا "کیا پڑھون؟" کہا اقرأ باسم ربك الذی خلق خلق الانسان من علق اقرأ وربك الاکرم الذی علم بالقلم علم الانسان ما لا یعلم (ترجمہ اُس پروردگار کے نام سے پڑھو جس نے پیدا کیا ہے۔ انسان کو ایک مضغۂ گوشت سے پیدا کیا۔ پڑھو اور تمھارا بزرگ پروردگار وہ ہے جس نے قلم کے ذریعے سے تعلیم دی۔ انسان کو وہ کچھ سکھا دیا جو وہ نہین جانتا) الغرض یہی مبارک سورۃ ہے جو سب کے پہلے آپ پر نازل ہوئی۔

آپ جبرئل کو پہلے پہل بیداری مین دیکھتے ہین

خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان فیض ترجمان ہے کہ یہ پڑھا کے جبرئیل تو چلے گئے۔ اور مین چونک کے اُٹھا تو معلوم ہوتا تھا کہ گویا یہ سورۃ میرے دل پر لکھی ہوئی ہے۔ گھبرا کے غار سے نکلا۔ اور کوہستان کے درمیان مین جا کھڑا ہوا۔ ناگہان آسمان سے میرے کان مین ایک آواز آئی "اے محمدؐ تم خدا کے رسول ہو۔ اور مین جبرئیل ہون" یہ سُنتے ہی مین نے نظر اُٹھائی تو کیا دیکھتا ہون کہ جبرئیل انسان کی صورت مین کھڑے ہین۔ اُن کے پاؤن اُفق مین جمے ہوئے ہین۔ اور یہی جملہ کہہ رہے ہین مین گھبرایا۔ اور ٹھٹک کے جہان کھڑا تھا وہین کھڑا رہ گیا۔ دوسری طرف نظر پھیری تو اُدھر بھی وہی صورت نظر آئی اب مین جدھر رُخ کرتا ہون اُدھر جبرئیل سامنے نظر آتے ہین۔ اس حالت مین پہاڑ پر مین اتنی دیر تک کھڑا رہا کہ خدیجہ نے لوگون کو میری تلاش مین مکے بھیجا۔ جو وہان گئے اور پلٹ کے واپس آگئے۔ حضرت خدیجہ غار حرا مین آپ کے ہمراہ نہین آپ کے ناگہان نکل کے چلے جانے سے متردد ہوئین۔ اور آپ کے ڈھونڈھنے کو

لوگ روانہ کیے کہ شاید اپنے چچاؤن سے ملنے کو شہر مین چلے گئے ہون۔

حضرت خدیجہ کا حسن عقیدت

اس کے بعد آپ فرماتے ہین کہ جبرئیلؑ میری نظر کے سامنے سے غائب ہو گئے اور مین پلٹ کے اپنی بی بی (یعنی جناب خدیجہ) کے پاس آیا اور ایسا سہما ہوا تھا کہ اُن کے زانو کے پاس اُن سے بھڑ کے بیٹھ گیا۔ انھون نے پوچھا "ابوالقاسم کہان گئے تھے؟ مین نے مکے تک مین ڈھونڈھوایا۔ اور پتہ نہ لگا" تب مین نے ساری سرگذشت بیان کی۔ یہ سُن کے اُنھون نے تسلی دی۔ اور کہا "گھبرائیے نہین۔ مین آپ کو بشارت دیتی ہون کہ خدا کی قسم آپ اس قوم کے پیغمبر ہونے والے ہین" اس کے بعد جناب خدیجہ کپڑے

ورقہ بن نوفل کی حق شناسی

پہن کے اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس گئین۔ اور یہ حالات بیان کیے وہ سنتے ہی بولے "اے خدیجہ اگر تم سچی ہو تو تمھارے شوہر کے پاس یہ وہی ناموس اکبر یعنی فرشتۂ اعظم آیا تھا جو جناب موسیٰ کے پاس آیا کرتا تھا۔ وہ بے شک اس قوم کے پیغمبر ہین۔ اور اُن سے کہہ دینا کہ ثابت قدم رہین" یہ مژدہ لے کے جناب خدیجہ آپ کے پاس غار مین واپس آئین اور ورقہ سے جو کچھ سنا تھا آپ سے بیان کر دیا۔

ورقہ سے اور آپ سے ملاقات

پھر جب آپ نے چلّے کا زمانہ یعنی رمضان کا مہینہ پورا کر لیا۔ تو مع حضرت خدیجہ کے غار سے نکلے اور مکے کی راہ لی۔ وہان پہونچ کے حسب معمول طواف کعبے مین مشغول ہو گئے۔ آپ طواف کر رہے تھے کہ ورقہ ملے اور پوچھنے لگے "آپ نے کیا دیکھا؟" آپ نے ساری کیفیت بلاکم وکاست بیان فرما دی ورقہ نے سن کے پھر آپ سے بھی وہی کہا جو جناب خدیجہ سے کہا تھا کہ "آپ اس اُمت کے پیغمبر ہین۔ اور آپ کے پاس وہی فرشتۂ اعظم آیا تھا جو حضرت موسیٰ پر آیا کرتا تھا۔ افسوس کہ لوگ آپ کو جھٹلائین گے۔ ستائین گے۔ گھر سے

نکالیں گے۔ اور جنگ و پیکار پر آمادہ ہو جائیں گے۔ اگر میں اُس وقت موجود ہوا تو آپ کی مدد کروں گا" یہ کہہ کے انھوں نے آپ کے سر کا بوسہ لیا۔ اور آپ اُن سے رخصت ہو کے گھر میں تشریف لائے۔

حضرت خدیجہ فرشتے کا امتحان کرتی ہیں

اس کے بعد ایک مرتبہ جناب خدیجہ نے اُس فرشتے کا امتحان بھی لیا جو آپ پر نازل ہوا کرتا تھا۔ بعض اہل سیر کا خیال ہے کہ یہ تدبیر اُس نیک بی بی کو ورقہ بن نوفل نے بتائی تھی۔ اور ہوا یہ۔ کہ ایک دن وہ آپ سے کہنے لگیں "بھلا یہ ممکن ہے کہ اب کی مرتبہ جب وہ فرشتہ آئے تو آپ مجھے خبر کر دیں؟" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "بے شک" جبرئیل آئے تو آپ نے حضرت خدیجہ سے کہا "دیکھو یہ جبرئیل آئے ہیں" خدیجہ نے کہا "آپ اُٹھ کے میرے بائیں زانو پر بیٹھ جائیے" آپ بیٹھ گئے تو پوچھا اب بھی آپ جبرئیل کو دیکھ رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا "ہاں" پھر اپنے داہنے زانو پر بٹھلا کے یہی سوال کیا۔ تب بھی معلوم ہوا کہ آپ جبرئیل کو دیکھ رہے تھے پھر اپنی گود میں بٹھا کے پوچھا تو اب بھی وہ فرشتۂ ربانی آپ کی نظر کے سامنے تھا۔ اس کے بعد جناب خدیجہ نے اپنی خمار اُتار ڈالی اور چادر کھول کے پوچھا تو آنحضرت نے فرمایا "نہیں اب میں اُس فرشتے کو نہیں دیکھتا" یہ سنتے ہی حضرت خدیجہ بولیں "بس آپ مطمئن رہیے۔ اور استقلال سے کام لیجئے۔ میں آپ کو مژدہ سناتی ہوں کہ یہ شیطان نہیں۔ فرشتۂ الٰہی ہی ہے" اس لیے کہ شیطان ہوتا تو عورت کی برہنگی سے نہ بھاگتا۔ الغرض اس طریقے سے سب کے پہلے جناب خدیجہ آپ پر ایمان لائیں۔ اور تسلی دے دے کے آپ کا دل بڑھانے لگیں۔ ~~ع~~

فرضیت و تعلیم نماز

اسی زمانے میں آپ پر نماز فرض ہوئی اور یہ فرضیت اُسی روز ہوئی

ع۵ سیرۃ ابن ہشام صفحہ ۱۵۳ و ۱۵۴۔

جس روز کہ آپ پر سورۂ اقرا باسم ربك الذی خلق نازل ہوئی تھی - اور یہ اُسی روز کا واقعہ ہو جب کہ غار مین حضرت جبرئیل نے آپ کو اپنے سینے سے لپٹا لپٹا کے پڑھایا تھا۔ نماز یون فرض ہوئی کہ جبرئیل دوبارہ ایک نہایت ہی خوش رو آدمی کی صورت مین آپ کے پاس آئے اور کہا "اے محمد اللہ جلّ شانہٗ آپ کو سلام کہتا ہو اور فرماتا ہو کہ آپ جن وانس پر پیغمبر مبعوث کیے گئے - اور آپ کا فرض ہو کہ اُن سب کو اس کلمۂ پاک "لا الہ الا اللہ" کی طرف مدعو کیجیے " یہ کہہ کے جبرئیل نے زمین پر ایک پاؤن مارا - فوراً وہان سے ایک چشمہ جاری ہو گیا - اس کے پانی سے جبرئیل نے وضو کیا - اور آپ کو بھی وضو کا حکم دیا - پھر وہ نماز پڑھنے لگے اور آپ سے کہا کہ جسطرح مین پڑھون اسی طرح میرے ساتھ آپ بھی پڑھیے - یہ نماز آپ نے کعبے ہی کی طرف رخ کر کے پڑھی اس وقت تک بیت المقدس کو آپ نے قبلہ نہین قرار دیا تھا جبرئیل نے آپ کو پانچون وقت کی نمازین دو دن یعنی دو دو مرتبہ پڑھائین پہلے دن ہر نماز اُسکے اول وقت دوسرے دن آخر وقت مین سوا مغرب کے کہ یہ نماز دونون روز ایک ہی وقت پڑھائی - آپ یہ نماز سیکھ کے فوراً

آپ حضرت خدیجہ کو نماز پڑھاتے اور سکھاتے ہین

جناب خدیجہ کے پاس آئے - اور جسطرح جبرئیل نے آپ کو نماز پڑھائی تھی اُسی طرح آپنے جناب خدیجہ کو پڑھائی - اور بتا دیا کہ ان پانچون نمازون کو ان دونون وقتون کے درمیان مین ادا ہونا چاہیے - ابتداءً آپ پر ہر نماز کی دو ہی دو رکعتین فرض ہوئی تھین - پھر اللہ جل شانہٗ نے حضر مین یعنی جب گھر پر ہون یا کہین مقیم ہون چار رکعتین کر دین - اور سفر مین وہی دو ہی دو باقی رکھین ۔

باب ششم

نبوت اور تبلیغ کی ابتدائی دشواریان

آپ پہلے پہل فرشتے کو دیکھتے ہین - اطمینان قلب - سب سے پہلے جو ایمان لایا وہ

عورت ہیں۔ مردون میں حضرت علیؓ پہلے مومن ہیں۔ لوگ ابوبکرؓ کو کیون سابق الی الاسلام کہتے ہین؟ پہلے ایمان لانے والون کی صحیح ترتیب۔ زید بن حارثہ۔ ابوبکر صدیقؓ۔ ان کے ایمان لانے کی شان۔ ان کے ذریعے سے کس کس نے ایمان قبول کیا؟ دیگر قریش ایمان لاتے ہین۔ فترۃ وحی۔ تاخیر وحی مین آپ کی بے صبری۔ خفیہ تبلیغ دین۔ ورقہ کا اسلام۔ اخفاے تبلیغ کے زمانے مین مسلمانون کی حالت۔ ظہور اسلام کے بعد پہلی لڑائی۔ علانیہ تبلیغ کا حکم ہوتا ہے۔ آپ اپنے اعزا کو دین کی طرف بلاتے ہین۔ ابولہب کی قساوت و بدتہذیبی۔ بنی ہاشم آپ کا ساتھ دیتے ہین۔ آواز حق بلند ہونے کا اثر۔ ابوطالب پر زور ڈالا جاتا ہے کہ آپ کی حمایت نہ کرین۔ وہ آپ کو بلا کے سمجھاتے ہین۔ آپ کا جوش نبوت۔ آپ کے عوض عمارہ ابوطالب کو دیا جاتا ہے۔ ابوطالب کا جواب۔ مسلمان ستائے جاتے ہین۔ پہلے شہداے اسلام۔ دشمن بھی آپ کی معجزہ بیانی کے معترف ہین۔ مشورہ ہوتا ہے کہ آپ کو کیا الزام دیا جاے۔ آپ جادوگر قرار دیے جاتے ہین۔ آپ کی شہرت سارے عرب مین

آپ پہلے پہل فرشتہ کو دیکھتے ہین سورۃ اقرا کے بعد ہی بلکہ اسی روز ایک یہ واقعہ گذرا کہ آپ فرشتۂ الٰہی کو دیکھ کے ایسے مرعوب ہوئے کہ گھبرائے ہوئے گھر مین آئے اور جناب خدیجہ سے فرمایا ”مجھے اڑھاؤ، مجھے اڑھاؤ“ مگر تھوڑی دیر کے بعد وہ حالت اضطرار دفع ہو گئی[۱] اور نور نبوت نے سینۂ پُرنور مین اپنی شعاعین ڈال کے **اطمینان قلب** عجب قسم کا لطف و سکون پیدا کر دیا۔ جس کی برکت سے آپ کو اطمینان کامل تھا کہ یہ امور خداوند جل و علا ہی کی طرف سے ہین۔ اور صاف طور پر سمجھ گئے کہ اللہ جل شانہ نے مجھے گنہگارون کو معاصی سے بچانے اور بے دینون کے دیندار بنانے کے لیے مامور کیا ہو اگرچہ بظاہر اسباب اس خدمت مین بڑی بڑی

[۱] ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۱۔ [۲] سیرۃ ابن ہشام صفحہ ۱۵۵

دشواریان نظر آتی تھین - اور ہزارہا طرح کی مصیبتون کا خوف تھا - ساری قوم سے
اُس کے آبائی مذہب اور خاندان کی مروجہ رسوم کا چھڑا دینا کوئی آسان کام نہ تھا -
مگر آپ نہایت ہی ثابت قدمی و استقلال سے اپنے فرائض منصبی ادا کرنے مین
مصروف ہوگئے -

سب سے پہلے جو ایمان لایا وہ عورت ہی

اس امر سے دنیا کبھی انکار نہ کرسکے گی کہ سب سے
پہلے تعلیمات نبوت کا خیر مقدم ادا کرنے اور پیغمبر کی آواز کو بلے عذر و حجت مرحبا
و لبیک کہہ کے سُننے والی عورت ہی - اس لیے کہ جس نے سب سے پہلے
آپ کے بیان کی تصدیق کی اور آپ کا دین متین قبول کیا وہ آپ کی بی بی

مردون مین حضرت علی پہلے مومن ہین

جناب خدیجۃ الکبری ہین - مردون مین سب سے
پہلے حضرت علی مرتضیٰؑ نے دین برحق کو قبول کیا - آپ کا شمار اُسوقت بچون مین
تھا - ابھی سن بلوغ کو بھی نہ پہونچے تھے - اور دس برس سے زیادہ عمر نہ تھی -
علاوہ برین ابوطالب کی غربت و ناداری کے خیال سے آنحضرت نے جناب
علیؓ کی پرورش کا بار اپنے ذمے لے لیا تھا - لہذا آپ کے ساتھ حضرت علیؑ کو

لوگ ابوبکر کو کیون سابق الاسلام کہتے ہین ؟

وہی نسبت تھی جو باپ کے ساتھ بیٹے کو ہوسکتی ہی - ظاہر ہی
کہ ایک نابالغ بچہ اپنے اتالیق پرورش کرنے والے اور متکفل
کی تعلیمات سے کبھی انکار نہین کرسکتا - یہ سبب ہی کہ مورخین اسلام حضرت ابوبکرؓ
صدیق کو سابق الاسلام اور مردون مین سب سے پہلے ایمان لانے والا بتاتے ہین - ابوبکر
صدیق عمر مین آنحضرت صلعم سے دو ہی تین سال چھوٹے تھے - صاحب اثر لوگون مین
تھے - انساب قریش کو جس قدر وہ جانتے تھے کوئی نہ جانتا تھا - تجارت پر زندگی
بسر کرتے تھے - اور معزز لوگون کی اُن کے گھر پر آمد و رفت اور نشست و برخاست

ع ۲ سیرۃ ابن ہشام صفحہ ۱۵۹

رہتی تھی۔ یہ اسباب ہیں جن کے لحاظ سے اُن کا ایمان لانا ایک امر اہم سمجھا گیا اور آپ نے اُسے اوروں کے مسلمان ہونے سے زیادہ باوقعت خیال کیا

ایمان لانے والوں کی صحیح ترتیب

ورنہ صحیح یہی ہے کہ سب کے پہلے حضرت علی مرتضیٰ نے اُن کے بعد زید بن حارثہ نے۔ پھر حضرت صدیقؓ نے آپ کی نبوت کا اقرار کیا۔ زید بن حارثہ کی اصلیت یہ ہے کہ حضرت خدیجہ کے بھتیجے حکیم بن حزام بن خویلد ارض شام سے چند غلام مول لائے تھے۔ خدیجہ اُن کے گھر میں گئیں اور اُن غلاموں کو دیکھا تو بولے اِن میں سے ایک غلام کو آپ پسند کر لیجئے

زید بن حارثہ

جناب خدیجہ نے اُن کے اصرار پر زید بن حارثہ کو منتخب کر لیا جو ابھی نوعمر تھے گھر میں لائیں تو آنحضرت نے زید کو پسند فرمایا۔ اور بی بی سے کہا یہ لڑکا مجھے دے دو۔ اُنھیں عزیز شوہر کی درخواست قبول کرنے میں کیا عذر ہو سکتا تھا۔ فوراً زید کو آپ کے حوالے کر دیا۔ آپ نے اُنھیں اپنے قبضے میں کر کے پہلے آزادی دی۔ پھر بیٹا بنا کے پالنا شروع کیا۔ لہٰذا زید نے بھی اگر اپنے محسن اور باپ کی دعوت کو بے عذر قبول کر لیا تو یہ بھی کوئی ایسی اہم بات نہ تھی کہ اس سے قوت اسلام کا ترقی کرنے کا زیادہ یقین کیا جا سکتا۔ یہ ترتیب خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان فیض ترجمان سے ظاہر ہوتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں "میں دوشنبے کے روز مبعوث ہوا۔ اُسی دن تیسرے پہر کو خدیجہ نے نماز پڑھی۔ دوسرے دن منگل کو علیؑ نے نماز پڑھی پھر زید بن حارثہ نے پھر ابوبکرؓ نے۔

ابوبکر صدیق

ابوبکر صدیق چونکہ خوش رُو اور وجیہ آدمی تھے لہٰذا عتیق کے لقب سے مشہور تھے۔ جس کے معنے خوش رُو کے ہیں۔ اُن کا نام عبد اللہ تھا۔ اور ابو قحافہ نام ایک صاحب اثر قریشی نژاد کے بیٹے تھے۔ آپ سے اُن سے پہلے بھی

عہ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۲۱ عہ سیرۃ ابن ہشام صفحہ ۱۶۰ عہ تاریخ الخمیس جلد ۱ صفحہ ۲۲۳

بہت اُنس تھا۔ اور ہمیشہ سے آپ کی دوستی کا دم بھرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں نے جس کسی کو دین اسلام کی طرف بلایا اُس نے کسی نہ کسی قدر تامل و تردد ضرور کیا۔ سوا ابوبکر کے کہ وہ بلا تامل اور بغیر کسی پس و پیش کے مجھ پر ایمان لے آئے۔ اگر سچ پوچھیے تو ابوبکر کی یہ فضیلت سابق الاسلام ہونے سے بھی زیادہ بڑھی ہوئی ہے۔ ابوبکر صدیق کے ایمان لانے کی شان یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دعویٰ نبوت کا تذکرہ سُن کے آپ کے

اُن کے ایمان لانے کی شان

پاس آئے اور کہا کیا واقعی آپ نے آبا و اجداد کا دین چھوڑ دیا؟ آپ نے فرمایا! اے ابوبکر مجھے خدا نے پیغمبر بنا کے تمھارے اور ساری قوم کے پاس بھیجا ہے۔ اتنا سنتے ہی ابوبکر نے کہا۔ میں آپ کی نبوت کو تسلیم کرتا ہوں۔ اور آپ ہی کے دین میں ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ابوبکر کے ایمان لانے کی بے انتہا خوشی ہوئی۔ اُن کی تصدیق نے آپ کا حوصلہ تبلیغ بڑھا دیا۔ اور ابوبکر کی صورت میں آیندہ ہدایت و ترویج دین کے لیے آپ کو ایک بہت بڑا صاحب اثر مدد و معاون مل گیا۔ لہذا آپ کی یہ خوشی بالکل بجا تھی۔ اس لیے کہ ابوبکر اہل مکہ و معززین قریش سے ایسے تعلقات رکھتے تھے کہ اُنکے ذریعے سے دین کے پھیلنے کی جلد اور بآسانی امید کی جا سکتی تھی۔

اُن کے ذریعے سے کس کس نے اسلام قبول کیا

چنانچہ تھوڑے ہی زمانے میں خاص ابوبکر کے ہاتھ پر پانچ ایسے شخص دین اسلام میں داخل ہوئے کہ اسلام کی جڑ مضبوط ہو گئی۔ عثمان بن عفان جو خاندان بنی امیہ کے ایک دولت مند رکن تھے۔ زبیر بن عوام جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی کے بیٹے اور حضرت خدیجہ کے بھتیجے تھے۔ عبد الرحمن بن عوف۔ سعد ابن ابی وقاص

عہ سیرۃ ابن ہشام صفحہ ۱۶۱ و ۱۶۲ عہ تاریخ الخمیس جلد ا صفحہ ۳۲۴

اور طلحہ بن عبید اللہ۔ ان لوگون کا مسلمان ہونا دراصل حضرت صدیق ہی کے اسلام کا ایک ضمیمہ تھا۔ جب یہ چھوٹی جماعت آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر ایمان لے آئی۔ تو آپ اور زیادہ جوش و قوت کے ساتھ تبلیغ کرنے لگے۔ اور مومنین کی جماعت آہستہ آہستہ بڑھنا شروع ہو گئی۔ چند روز مین قریش کے اور متعدد لوگ خدا کے برگزیدہ دین مین داخل ہوئے جن مین ابو عبیدۃ بن الجراح۔ ابو سلمہ عثمان بن مظعون۔ عبیدۃ بن حارث بن عبد المطلب۔ سعید بن زید۔ اُن کی بیوی فاطمہ بنت خطاب یعنی عمر فاروق کی بہن اسما بنت ابی بکر۔ عبد اللہ بن مسعود۔ جعفر بن ابی طالب اُن کی بیوی اسما بنت عمیس۔ اور عمار بن یاسر وغیرہ ہین۔

دیگر قریش ایمان لاتے ہین

فترۃ وحی

لیکن اس زمانے مین تبلیغ دین کی دشواریون کے علاوہ آپ ایک اور بہت بڑی روحانی تکلیف مین مبتلا تھے۔ وہ یہ کہ سورۃ اقرا باسم ربک الذی خلق یعنی ایک ہی سورۃ کے نازل ہو چکنے کے بعد نزول وحی کا سلسلہ رُک گیا۔ وحی اگرچہ ایک ایسی چیز تھی جس کے نزول کے بار کو آپ بڑی دشواری سے برداشت کر سکتے تھے اور واقعی اُس کے تحمل کے لیے انسانی ظرف سے بدرجہا زیادہ بڑے ظرف کی ضرورت تھی مگر پہلے ہی نزول نے آپ کے دل مین ایک ایسا ذوق و شوق پیدا کر دیا تھا کہ کلام ربانی کے آنے مین جو جو دیر ہوتی آپ زیادہ بیتاب و بے صبر ہوئے جاتے تھے۔ اس تاخیر سے خداوند جل و علا ایک طرف تو آپ کے دل مین نبوت کا ذوق و شوق پیدا کر رہا تھا۔ دوسری طرف اُس مین یہ مصلحت تھی کہ آپ بار نبوت اُٹھانے کی پوری پوری صلاحیت حاصل کر لین۔ مگر اس تاخیر مین آپ کی یہ حالت ہو رہی تھی کہ انتہا سے زیادہ ملول و حزین اور پریشان و مضطرب ہو رہے تھے۔ بعض اوقات آپ کی بے صبری

تاخیر وحی مین آپ کی بے صبری

---

٥٥ سیرۃ ابن ہشام صفحہ ١٦١ و ١٦٢

اس درجے کو پہونچ جاتی کہ کسی پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ جاتے اور ارادہ کرتے کہ اپنے آپ کو گرا کے ہلاک کر ڈالین۔ ہر طرف پریشان و مغموم مارے مارے پھرتے۔ کبھی دشت پُر خطر مین ہوتے۔ اور کبھی پہاڑون کی گھاٹیون مین۔ لیکن کسی جگہ اور کسی حال مین چین نہ آتا۔ غنیمت یہ تھا کہ اس حالت مین جب کبھی آپ نے اپنے کو ضرر پہونچانے کا ارادہ کیا فوراً جبرئیل سامنے آگئے۔ روکا اور کہا "گھبرائیے نہین آپ بے شک خداوند جل و علا کے پیغمبر ہین" الغرض یہ حالت تقریباً تین سال تک رہی جسے مسلمانون کی اصطلاح مین زمانۂ فترت وحی کہتے ہین۔ اِن دنون وحی تو نہ آتی تھی۔ مگر جبرئیل برابر آیا کرتے۔ اور وقتاً فوقتاً آپ کو تسلی دے جاتے آخر یہ پہاڑ زمانہ منقضی ہوا۔ اور سورۂ یا ایہا المدثر نازل ہوئی جس کے ذریعے سے اللہ جل شانہ نے آپ کو خاص اپنے الفاظ مین تسلی دی ہے[عہ]۔

خفیہ تبلیغ دین — اس زمانۂ فترت مین بھی باوجود پریشانیون اور سخت روحانی تکلیف کے آپ تبلیغ اسلام سے غافل نہ تھے۔ برابر لوگون کو خدا کی طرف بُلاتے۔ مگر خفیہ طریقے سے۔ ابھی آپ نے دعوت کو عام اور ظاہر نہین فرمایا تھا۔ فترہ کا دوسرا ہی سال تھا

ورقہ کا اسلام — کہ ورقہ بن نوفل نے انتقال کیا[عہ] جن کی ذات سے آپ کو بہت کچھ امید تھی۔ اس لیے کہ آپ کی نبوت کی تصدیق کرکے اُنھون نے مصائب اور دشواریون مین پوری مدد دینے کا وعدہ کیا تھا۔ ورقہ کے اسلام مین اکثر بلکہ قریب قریب تمام مورخین اسلام کو تامل ہے۔ مگر ہم حیرت کرتے ہین کہ جب

عہ فترہ بالفتح اُس زمانے کو کہتے ہین جو دو پیغمبرون کے درمیان مین گذرتا ہے۔ یعنی جس زمانے مین کہ دنیا والون کے پاس خدا کا کوئی پیام نہ آتا ہو۔ چونکہ اس زمانے کی بھی یہی حالت تھی۔ لہذا یہی فترہ وحی کا زمانہ کہلاتا ہے۔ عہ السیرۃ الحلبیہ جلد ۱۔ صفحہ ۲۷۸، ۲۷۹

عہ تاریخ خمیس جلد ۱۔ صفحہ ۳۲۴

پہلے ہی مرتبہ سن کے اُنھون نے آپ کو پیغمبر اور فرشتۂ ربانی کو سچا ناموس الٰہی تسلیم کرلیا تو پھر اُن کے اسلام مین کیا شک کیا جا سکتا ہی؛ ممکن ہو کہ اپنی آخر عمر اور ضعف و ناتوانی کی وجہ سے وہ دیگر سابق الاسلام صحابہؓ کی طرح آپ کی خدمت مین زیادہ آمد و رفت نہ کرتے ہون۔ مگر اُن کے اسلام مین شک نہین کیا جا سکتا۔

اخفاء تبلیغ کے زمانے مین مسلمانون کی حالت

زمانۂ فترت یعنی اُس وقت تک جب تک کہ آپ پوشیدہ طور پر لوگون کو دین اسلام کی طرف بلاتے تھے مسلمانون کی جماعت بہت کمزور اور مغلوب تھی۔ کسی کی یہ بھی مجال نہ تھی کہ سب لوگون کے سامنے خداوند جل وعلا کی عبادت کر سکے۔ آپ زید بن ارقم کے مکان مین اپنے چند جان بازون کے ساتھ رہتے۔ اور چند مذکورۂ بالا لوگ جو ایمان لا چکے تھے

ظہور اسلام کے بعد پہلی لڑائی

اُن کا معمول تھا کہ نماز پڑھنا ہوتی تو مکے کی پتلی پتلی گلیون مین چلے جاتے اور وہان سب کی آنکھ بچا کے کسی جگہ فرض نماز ادا کر لیتے اسی معمول کے مطابق اتفاقاً ایک دن سعد بن ابی وقاص چند مسلمانون کے ساتھ ایک گلی مین نماز پڑھ رہے تھے کہ کچھ مشرکین آ گئے۔ اور اُنھین نئی قسم کی عبادت کرتے دیکھ کے برہم ہوئے اور بُرا بھلا کہنے لگے۔ اس پر مسلمان بھی بگڑے۔ پہلے تو زبانی رد و بدل ہوا۔ اور آخر مار پیٹ کی نوبت آ گئی۔ سعد بن ابی وقاص بہادر و جری آدمی تھے۔ غصے مین آ کے اونٹ کے جبڑے کی ایک ہڈی اُٹھائی اور اس زور سے ماری کہ کسی مشرک کا سر پھٹ گیا۔ یہی پہلا خون ہی جو اسلام کے حامیون نے بہایا۔ اس واقعے کے مشہور ہوتے ہی مشرکین مکہ برہم ہوئے۔ اور آپ کی مزاحمت مین سختیان ہونے لگین۔

---

۵ سیرۃ ابن ہشام صفحہ ۱۶۹

علانیہ تبلیغ دین کا حکم ہوتا ہی

غالباً اس واقعے کے چند ہی روز بعد خداوند جل وعلا نے زمانۂ فترت ختم کر کے آپ کو علانیہ تبلیغ دین کا حکم دیا - اور یہ آیت نازل ہوئی کہ "و انذر عشیرتک الاقربین" جناب احدیت کا یہ حکم بجا لانے کے لیے آپ فوراً اُٹھ کھڑے ہوئے - اور کوہ صفا جو خاص مکے کی آبادی سے ملا ہوا تھا اُس کی چوٹی پر چڑھ کے باواز بلند پکارا "یا صباحاہ" جس کا مطلب یہ تھا کہ لوگو ادھر آؤ - یہ صدا سنتے ہی تمام اہل مکہ دوڑے - اور سڑکوں اور گھروں سے نکل نکل کے آپ کے سامنے جمع ہو گئے - جب ایک بڑا گروہ جمع ہو گیا تو آپ نے اُن کیطرف خطاب کر کے پوچھا "اگر میں تم کو اطلاع دوں کہ اس پہاڑی کے پہلو سے چند سوار نکل کے آپڑیں گے تو تم لوگ باور کرو گے؟" سب نے کہا "بے شک اس لیے کہ ہم نے کبھی آپ کو جھوٹ بولتے نہیں سنا" یہ جواب سُن کے آپ نے فرمایا "تو سنو میں تمھیں اُس عذاب شدید سے ڈراتا ہوں جس میں تم مبتلا ہونے والے ہو" اس پر اور سب لوگ تو خاموش ہو رہے مگر ابو لہب نے درشت زبانی کر کے کہا "واہ - ہمیں اسی لیے بلایا تھا؟"

آپ اپنے اعزا کو دین کی طرف بلاتے ہیں

اسی موقع پر آپ نے کئی صحبتوں میں اپنے اعزا و اقارب کو جمع کر کے خدا کا پیام پہونچا دیا - چنانچہ ایک مرتبہ ان فصیح و بلیغ اور معجزنما موثر الفاظ میں دین کی تبلیغ کی الحمد للہ احمدہ واستعینہ واومن بہ واتوکل علیہ واشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ "ساری ثنا و صفت خدا کے لیے ہی - میں اُس کی حمد کرتا ہوں اُس سے مدد مانگتا ہوں - اُس پر ایمان رکھتا ہوں - اُسی پر بھروسہ کرتا ہوں اور اقرار کرتا ہوں کہ سوا اُس اکیلے ایک اور بے شریک خدا کے کوئی معبود نہیں ہی - پھر فرمایا "سنو - دانا پانی مانگنے والا اپنے لوگوں کے سامنے

جھوٹ نہین بولتا - مین اُس اکیلے ایک ہی خدا کی قسم کھا کے کہتا ہون کہ تم پر خاصتہً اور عموماً تمام لوگون پر مین پیغمبر مبعوث کیا گیا ہون - خدا کی قسم جس طرح تم سوتے ہو اُسی طرح مر جاؤ گے - اور مر کے پھر اُسی طرح زندہ ہو گے جس طرح سوتے سے جاگ پڑا کرتے ہو - اُس وقت تمھین اپنے اعمال کا جواب دینا پڑیگا - پھر یا تو جنت مین جاؤ گے یا دوزخ مین[۵]"

اس ابتدائی تبلیغ مین آپ کا زیادہ تر خطاب خاص اپنے اعزا و اقارب بلکہ یون کہنا چاہیے کہ بنی ہاشم کی طرف تھا - اِس کے نتیجے مین کسی کا ایمان لانا تو نہین ثابت ہوتا مگر اتنا پتہ ضرور چلتا ہے کہ سوا ابولہب کے اور تمام لوگون نے سکوت کیا - بلکہ ابولہب کسی قدر سختی پر آمادہ ہوا تو آپ کی پھوپھیون نے اسے روکا - باقی سب لوگون نے یہ طرز عمل اختیار کر لیا کہ آپ کو اپنے فرائض نبوت ادا کرنے کی آزادی دی - علی الخصوص ابوطالب جنھین آپ سے بے انتہا محبت تھی یہان تک ہمدردی پر آمادہ ہو گئے کہ آپ کو ہر مخالف کے ضرر سے بچاتے - اور وہ خاندانی اتحاد و تعلق جو عرب مین شخص کو دوسرون کی دست برد سے بچایا کرتا تھا اُسے آپ کی حفاظت مین صرف کرنے - خلاصہ یہ کہ پہلی علانیہ تبلیغ مین خدا کی یہ مصلحت پوری ہوئی کہ بنی ہاشم اگرچہ ایمان نہین لائے مگر اپنی قومی و خاندانی عصبیت کو کام مین لا کے آپ کی تائید پر آمادہ ہو گئے -

ابولہب کی قساوت و بد تہذیبی

بنی ہاشم آپ کا ساتھ دیتے ہین

آوازِ حق بلند ہونے کا اثر

یہ اطمینان حاصل کر کے آپ نے علانیہ اور زور و شور سے تبلیغ دین شروع کر دی - جس کے ساتھ ہی قریش مین ہر طرف ایک تہلکہ سا پڑ گیا - جا بجا صحبتون مین آپ کا تذکرہ ہونے لگا - اور مخالفین اپنی قوت و وجاہت کے

---

[۵] ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۲۱ و ۲۲ [۶] ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۲۱

مطابق عداوت پر آمادہ ہو گئے۔ جب یہ حالت ہوئی تو آپ سنے بتون اور جھوٹے معبودون کو بُرا کہنا شروع کر دیا اور اہل مکہ اور اُن تمام قبائل مین جن سے اہل مکہ سے تعلقات تھے ایک آگ سی لگ گئی۔ آپ کے جو چند دوست تھے وہ اپنی جان بچائے ہوئے کونون مین چھپے بیٹھے تھے۔ اور دشمنون کی ہر طرف سے آپ پر یورش ہو رہی تھی۔ مگر باوجود ہر طرح کی دشمنیون کے ابوطالب اور بنی ہاشم کے خوف سے کسی کو یہ جراٗت نہ ہوتی کہ آپ پر حملہ کر سکے۔

ابوطالب پر زور ڈالا جاتا ہے کہ آپ کی حمایت نہ کرین

آخر بڑے بڑے زبردست دشمن جن مین ابوسفیان بن حرب ابوجہل بن ہشام وغیرہ تھے ایک دن جمع ہو کے ابوطالب کے پاس آئے اور کہا "تمھارا بھتیجا ہمارے دیوتاؤن کی مذمت کرتا۔ ہمارے دین کو عیب لگاتا۔ ہمارے عقلا کے نام رکھتا۔ اور ہمارے آبا و اجداد کو گمراہ بتاتا ہے۔ یا تو تم اُسے اِن باتون سے روکو یا ہمین اجازت دو کہ ہم خود سمجھ لین" ابوطالب نے اُنھین نرمی کے ساتھ سمجھا بجھا کے ٹالا۔ اور جس طرح بنا واپس کیا۔ مگر چند روز بعد جب دشمنون نے دیکھا کہ آپ اپنی توحید اور اُس کی تبلیغ سے نہین باز آئے۔ اور آپ کی وضع و حالت مین کسی قسم کا فرق نہین آیا تو پھر وہ لوگ ابوطالب کے پاس دوڑے آئے۔ اور کہا "اب ہم سے صبر نہین ہو سکتا۔ اپنے بھتیجے کو روکو ورنہ ہم سے تم سے کوئی تعلق نہین۔ یہ دینی بے عزتی ہمین اب اس کے بعد نہ گوارا ہو گی" ابوطالب نے کچھ معمولی ہان ہون کر کے پھر ٹالا۔ مگر اس مرتبہ اُن کے

وہ آپ کو بلا کے سمجھاتے ہین

جانے کے بعد آنحضرت کو بلا کے ساری سرگذشت بیان کی۔ اور کہا "مناسب معلوم ہوتا ہے کہ تم اپنے آپ کو ذرا روکو۔ اور ایسا تو نہ کرو کہ مجھ مین برداشت کی طاقت نہ رہے" آنحضرت نے شفیق و مہربان چچا کے یہ جملے سُن کے خیال کیا کہ اب یہ بھی میرا ساتھ چھوڑتے ہین۔ فوراً جوش نبوت کا زور ہوا۔

آپکا جوش نبوت

اور فرمایا چچا اگر آفتاب و ماہتاب کو میرے ہاتھ مین لاکے رکھ دین تو بھی خدا کی قسم مین اس تبلیغ دین کو نہ چھوڑون گا یا تو خدا اس امر حق کو دنیا مین غالب کردے گا اور یا مین اپنے فرض رسالت کو پورا کرتا ہوا مارا جاؤن گا" کہنے کو تو آپ نے یہ کہہ دیا۔ مگر اس کے ساتھ ہی جب خیال آیا کہ اب مربی و مہربان چچا کا بھی ساتھ چھٹتا ہی تو دل بھر آیا۔ اور زار و قطار رونے لگے۔ عزیز بھتیجے کو اس طرح روتے دیکھ کے ابو طالب مین بھی ضبط کی تاب نہ رہی۔ آپ شکستہ دلی کے ساتھ روتے ہوئے واپس چلے تھے کہ اُنھون نے پھر بولایا اور کہا جاؤ تمھارا جو جی چاہے کرو۔ مین خدا کی قسم تمھین اُن لوگون کے حوالے نہ کرون گا"

آپ کے عوض عمارہ ابو طالب کو دیا جاتا ہی

اس کے بعد جب قریش کو معلوم ہوا کہ اب بھی ابو طالب اپنے بھتیجے کو نہین روکتے تو عمارۃ بن ولید نام ایک نوجوان شخص کو ساتھ لیے ہوئے پھر اُن کے پاس آئے اور کہا "سنو ابو طالب ہم جانتے ہین کہ تم سے اپنا بھتیجا نہین چھوڑا جاتا۔ اچھا تو اس کے عوض اِس نوجوان عمارۃ بن ولید کو لو۔ اور اپنا بیٹا بناؤ۔ یہ ویسا ہی تمھارے کام آئے گا جیسے کہ محمدؐ کام آتے ہین۔ بس اس کو لو اور اس کے عوض مین محمدؐ کو ہمارے حوالے کرو تاکہ پکڑ کے قتل کر ڈالین۔ اور یہ جھگڑا مٹا دین۔ اس مین تمھارا ہی بھلا ہی۔ آخر تمھین فکر نہین کہ تمھارے دین کی توہین ہو رہی ہی؟ تمھاری جماعت مین پھوٹ پڑی جاتی ہی؟" اور تمھارے باپ دادا بدنام ہو رہے ہین؟"

ابو طالب کا جواب

ابو طالب نے قریش کا یہ بیان سُن کے حیرت اور ناگواری کے ساتھ جواب دیا "یہ تو خوب ہوئی کہ ہمارے بیٹے کو لو پالو۔ اور اپنے بیٹے کو لاؤ قتل کرین! خدا کی قسم یہ کبھی نہ ہوگا" الغرض یہ صحبت بے لطفی پر ختم ہوئی۔ جھگڑا ہوتے ہوتے رہ گیا۔ اور ابو طالب نے چند اشعار کہے جن مین قوم کی بے حمیتی ظاہر

کرکے خاندان بنی ہاشم کو اپنی تائید پر اُبھارا ہے۔

مسلمان ستائے جاتے ہین

اب قریش نے جو دیکھا کہ خود آپ کی ذات پر کوئی زور نہین چلتا تو مسلمانون کو ستانے لگے۔ خصوص غریب اور کمایہ لوگون کو۔ اس امر مین یہان تک شدت اختیار کی کہ تمام قبائل حجاز کو آمادہ کرنے لگے کہ اُن مین سے جو شخص آنحضرت کی پیروی اختیار کرے اُسے جہان تک ہو سکے ستائین اور آزار پہونچائین اس کوشش کا چند ہی روز مین یہ نتیجہ ظاہر ہوا کہ غریب مسلمان بھوک پیاس کی مصیبت مین مبتلا رکھے جاتے۔ مار کھاتے۔ دوپہر کی جلتی اور تپتی بھوبل پر دھوپ مین لٹائے جاتے۔ آگ مین جلائے جاتے۔ اور بعض کی تو یہ حالت ہوئی کہ مصلوب کرکے لٹکا دیے گئے۔ ان مظلومون مین ایک بلال تھے جو ٹھیک دوپہر کو بالو پر چت اور پٹ لٹائے جاتے۔ اور اوپر سے ایک بڑا بھاری پتھر رکھ دیا جاتا۔ دوسرے عمار بن یاسر اور اُن کے ماں باپ تھے۔ یہ تینون بھی اسی طرح دھوپ کی گرمی کا عذاب سہتے اور اُف نہ کرتے اُن کے والد یاسر اس تکلیف مین مرگئے۔ اور ماں نے ابوجہل سے کچھ سخت زبانی کی تھی جس پر اس ظالم نے اُس نیک اور صابر بی بی کی شرمگاہ پر کسی کاری ہتھیار سے ایسا حملہ کیا کہ تڑپ کے مرگئی۔ اور کہتے ہین کہ یہی پہلی جانین ہین جو ظہور اسلام کے بعد خدا کی راہ مین صرف ہوئین۔ اسی طرح اور بھی بہت سے لوگ تھے جنھون نے

پہلے شہدائے اسلام

خدا پرستی اور توحید اختیار کرنے کے صلے مین طرح طرح کے ظلم سہے۔ اور آخر تک ثابت قدم رہے۔

دشمن بھی آپ کی معجز بیانی کے معترف ہین

مشرکین مکہ باوجود ان تمام دشمنیون کے اس کے ضرور معترف تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی

ع سیرۃ ابن ہشام صفحہ ۱۶۶ و ۱۶۷ و ۱۶۸ و ۱۶۹ و ۱۷۰ عــه ابن اثیر جلد ۲۔ صفحہ ۲۴

زبان مین کوئی ایسی تاثیر ہی کہ بہت آسانی سے ہر شخص کو قائل کر کے اپنا مطیع بنا لیتے ہین - اور اُس کے دل پر آپ کی باتین نقش ہو جاتی ہین - لہذا جہان غریب و شکستہ حال مسلمانون کو ستاتے وہان یہ بھی کوشش کرتے کہ لوگون کو بھڑکا بھڑکا کے آپکے خلاف کرین - اس غرض کے لیے روز ایک نئی تہمت لگاتے جو ہمیشہ جھوٹی ثابت ہو جاتی - موسم حج قریب آیا تو بہت گھبرائے کہ اب باہر کے قبائل ملے کے گرد آکے اُترین گے - اور ایک خلقت کو جمع دیکھ کے آپ پند و نصائح کا سلسلہ جاری کر دین گے کون سی ایسی تدبیر کی جائے کہ لوگون پر آپ کا اثر نہ پڑ سکے - ولید بن مغیرہ تمام قریش مین مسن تھا اور تجربہ کار سمجھا جاتا تھا سب لوگ اُس کے پاس جمع ہوئے اور اس امر مین مشورہ ہونے لگا - ولید نے پوچھا اچھا بتاؤ تم باہر والون کے سامنے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیا ظاہر کرو گے - اس وقت ایک امر قرار دے لیا جائے تاکہ ہم مین خلاف بیانی نہو - اور سب کی زبان سے ایک ہی بات نکلے" ایک نے کہا "ہم کہین گے کہ یہ کاہن ہی" ولید بولا" واہ کیا کاہن دیکھے نہین ہین؟ کہانت کی کوئی بات بھی اس شخص مین نہین" لوگون نے کہا "اچھا کہنا یہ مجنون ہی" ولید نے پھر اعتراض کیا کہ "سیکڑون مجنون دیکھ ڈالے ہین جنون کی جب کوئی بات ہوئی تب تو لوگون کو یقین آئے گا؟ نہین یہ بھی نہین" سب بولے "اچھا تو ساحر کہنا چاہیئے" ولید نے اس کی بھی مخالفت کی تو قریش بولے" یہ بھی نہین تو شاعر کہین؟" ولید بولا یہ بات بھی لگتی ہوئی نہین ہی - میری سمجھ ہی مین نہین آتا کہ اس شخص کو کیا کہا جائے مگر خیر ساحر و جادوگر بتانا - اور کہدینا کہ "ایسا جادو بھرا کلام سناتا ہی کہ انسان قوم سے چھوٹ جاتا ہی - اور بھائی بھائی - اور میان

مشورہ ہوتا ہی کہ آپ کو کیا الزام دیا جائے

آپ جادوگر قرار دیے جاتے ہین

بیوی تک مین تفرقہ پڑجاتا ہے"۔ اس قرارداد کے مطابق یہ سب لوگ مکے کے گرد پھیل گئے۔ اور باہر سے آنے والے حاجیون اور قبائل عرب کو آپ کے خلاف بھڑکانا شروع کردیا۔ عام گذرگاہون پر بیٹھ جاتے۔ اور ہر آنے جانے والے سے کہتے "دیکھو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے بچے رہنا وہ جادوگر ہے"۔ مگر مشیت ایزدی مین تو لکھا ہوا تھا کہ واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون۔ عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد کا مضمون صادق آیا۔ یعنی دشمنون کی ان معاندانہ کوششون سے خود آپ کو فائدہ پہونچا۔ ہر قبیلے مین آپ کی شہرت ہوگئی۔ فطرت انسانی کے تقاضے کے مطابق نام سُن کے ہر شخص آپ کے دیکھنے اور آپ سے ملنے کا مشتاق ہوا۔ اور ابنائے بادیہ آپ کے واقعات کولے کے اطراف عرب مین پھیلے۔ اور ہر شہر اور ہر بدوی خیمے مین آپ کا تذکرہ ہونے لگا۔[۵۷]

آپ کی شہرت سارے عرب مین

باب ہفتم

پہلے سے زیادہ جور و تشدد

ہر جگہ آپ جھٹلائے جاتے ہین۔ ابولہب کی قساوتین۔ پہلا معجزہ۔ ام جمیل ابولہب کی جورو۔ اُس کے ستم سے آپ کا بچنا۔ آپ کی صاحبزادیون کو طلاق دی جاتی ہے عتیبہ کے حق مین آپ کی بددعا۔ اور اس کا ظہور۔ کعبے مین نماز پڑھنے کی ممانعت۔ توہین و تذلیل۔ اونٹ کی اوجھڑی آپ کی پیٹھ پر۔ معجز نما رعب نبوت۔ کفار کی یورش۔ ابوبکر صدیق رض آپ کو بچاتے ہین۔ آپ کے بیباک دشمن۔ ابوجہل توہین کرتا ہے۔ حضرت حمزہ رض۔ اُن کا جوش خون۔ وہ ایمان لاتے ہین

[۵۷] سیرۃ ابن ہشام صفحہ ۱۷۱ و ۱۷۲

آپ ارقم کے گھر میں ابوبکر کا علانیہ تبلیغ پر اصرار - اُن کا خطبہ اور خدا پرستی کی سزا
آپ کو ہر طرح کا لالچ دلایا جاتا ہو - کلام ربانی کا اثر - پھر آپ کے سامنے دنیاوی
لطف پیش کیے جاتے ہیں - آپ کا جواب - معجزہ طلب کیا جاتا ہو - اور آپ
انکار کرتے ہیں - طعن وتشنیع - معجزہ دلیل نبوت نہیں - عبداللہ بن مسعود کی
کعبے میں قرآن خوانی - اہل کتاب کی نسبت مشرکین کا عقیدہ - آپ کی مخالفت
کے لیے یہود سے مدد لی جاتی ہو - یہود کے سوال - آیات قرآنی کا مضحکہ

ہر جگہ آپ جھٹلائے جاتے ہیں

اب قریش آپ کو انتہا سے زیادہ ستا رہے تھے۔ کسی کو جان لینے کی توجرأت نہ ہوتی مگر اور کسی قسم کی تکلیف و توہین نہ تھی جو مشرکین مکہ نے آپ کے لیے اُٹھا رکھی ہو۔ آپ جدھر تشریف لے جاتے کوئی دشمن پیچھے لگا رہتا اور لوگوں کو آپ کی مخالفت پر آمادہ کرتا۔ مگر باوجود اس کے آپ اپنے فرض تبلیغ سے باز نہ آتے۔ جہاں لوگوں کا مجمع سنتے پہونچتے۔ اور توحید کی صدا بلند کرتے۔ ایک مرتبہ آپ ذی المجاز کے بازار میں گئے۔ ایک سُرخ حلہ آپ کے جسم مبارک پر تھا۔ اور چلّا چلّا کے کہتے جاتے تھے "لوگو کہو لا الہ الا اللہ"، مگر آپ کا نامہربان چچا ابولہب ایک پتھر لیے پیچھے پیچھے تھا۔ اور پکارتا جاتا "لوگو خبردار ان کی بات نہ سننا۔ یہ جھوٹے ہیں"

ابولہب کی قساوتیں

آپ کو سب سے زیادہ آزار دینے والا یہی ابولہب تھا آپکے دروازے پر محض ستانے کے لیے ناپاک و متعفن چیزیں ڈال جاتا۔ ایک دن وہ تمام نتائج سے بے پروا ہو کے اس بات پر آمادہ ہو گیا کہ آپ کی زندگی ختم کر کے شمع رسالت ہی کو خاموش کر دے۔ اور وجہ یہ ہوئی کہ آپ معمولاً کعبے میں حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان میں بیت المقدس کی طرف

عہ تاریخ خمیس جلد ۱ صفحہ ۳۲۵

رخ کر کے نماز پڑھا کرتے تھے۔ ابو لہب نے اپنے ہم خیال کفار سے کہا "کل جب محمدؐ آ کے نماز پڑھیں تو عین اُس وقت جبکہ وہ سجدے میں ہوں میں اُن کا سر کچل دوں گا۔ پھر اس کے بعد بنی عبد مناف میرے ساتھ جیسا سلوک چاہیں کریں مگر میں اس امر سے باز نہ آؤں گا"۔ دوسرے دن صبح سے اس انتظار میں بیٹھ گیا۔ آپ آئے۔ نماز شروع کی اور سجدے میں گئے۔ کسی نے پکار کے اُسے بتا دیا کہ آپ سجدے میں ہیں۔ اتنا سنتے ہی ایک بڑا بھاری پتھر لے کے چلا۔ اور قریب پہونچ کے پتھر پھینکنے کو تھا کہ ناگہاں کسی چیز سے

پہلا معجزہ | بدحواس ہو کے بھاگا۔ اور اس قدر گھبرایا ہوا کہ ہوش بجا نہ تھے لوگوں نے تعجب سے پوچھا "کیا ہوا کیا؟"۔ بولا "میں نے پتھر پھینکنے کا ارادہ کیا ہی تھا کہ ایک نہایت مہیب اونٹ ڈراؤنے دانت نکال کے میری طرف دوڑا۔ اور اگر بھاگ نہ آؤں تو مجھے کھا ہی جائے"

آپ نے جب اپنے اعزا و اقربا کو سب کے پہلے جمع کر کے دین اسلام کی طرف بلایا ہے اُس وقت ابو لہب نے کہا تھا "تباً لک" یہ ایک عربی زبان کی

ام جمیل ابو لہب کی جورو | گالی ہے جس کے معنے ہیں کہ "تو ہلاکت میں مبتلا ہو" اسی بنا پر سورۂ "تبت یدا ابی لہب و تب" نازل ہوئی جس میں اس کی بھی مذمت کی گئی ہے اور اُس کی جورو ام جمیل کی بھی جو ابو سفیان بن حرب کی بہن تھی۔ اور سو کام چھوڑ کے خار دار جھاڑیوں کا ایک بوجھ پیٹھ پر لاد کے لاتی اور آپ کے راستے میں کانٹے بچھاتی۔ اُم جمیل ایک نہایت ہی بدزبان۔ دریدہ دہن اور درشت مزاج عورت تھی۔ اس سورۃ کا حال سنتے ہی نہایت برہمی کے ساتھ ایک بڑا سا پتھر لے کے آپ کو ڈھونڈھتی ہوئی نکلی۔ اور آپ کے پاس

ع السیرۃ الحلبیہ جلد ۱۔ صفحہ ۳۰۶ و ۳۰۷ ع تاریخ الخمیس جلد ۱۔ صفحہ ۳۲۵

اُسکے ستم سے آپکا بچنا

آپہونچی اُسوقت اُبوبکرؓ آپکے قریب بیٹھے ہوئے تھے خدا کی قدرت کہ اُم جمیل سر پر آکے کھڑی ہوگئی مگر آنکھون پر کچھ ایسے پردے پڑگئے کہ آپ کو نہ دیکھ سکی۔ حضرت ابوبکرؓ کی طرف متوجہ ہوکے بولی تمھارے دوست محمدؐ کہان ہین۔ مین نے سُنا ہو انھون نے میری ہجو کہی ہو۔ ابوبکر صدیق نے جواب دیا "نہین اُن سے شاعری سے کیا علاقہ؟" یہ سُن کے خاموش ہورہی اور ابوبکرؓ کے قول پر اطمینان کرکے واپس چلی گئی ؎

آپ کی صاحبزادیون کو طلاق دی جاتی ہے

ابولہب سے آپ سے بہت قریب کی عزیزداری تھی اول تو آپ کا چچا تھا۔ پھر قبل بعثت یہ سب سے زیادہ نازک تعلقات قائم ہوچکے تھے کہ آپ کی دو صاحبزادیان رُقیہ اور اُم کلثوم اُس کے دو بیٹون عُتبہ اور عُتیبہ کے عقد نکاح مین تھین۔ اس مذہبی اختلاف وعداوت کا یہ نتیجہ ہوا کہ دونون معصوم صفت لڑکیون کو اُن کے اُن کافر مشرک شوہرون نے طلاق دے دی۔ بلکہ عُتیبہ نے تو یہ غضب کیا کہ آپ کے سامنے آکے چہرۂ مبارک پر تھوک مارا۔ اور اُم کلثوم کو طلاق دے کے آپ کے پاس چھوڑ گیا۔ ظاہر ہو کہ ان باتون اور دونون بے گناہ لڑکیون پر ظلم وستم ہونے کا کتنا بڑا صدمہ آپ کے دل پر ہوا ہوگا؟ مگر صبر کیا۔ درگاہ خداوندی سے دادخواہ ہوئے۔ اور فرمایا "بارالہا اپنے کتون مین سے

عتیبہ کے حق مین آپ کی بددعا

کسی کو اس پر مسلط کر" اس واقعے کے تھوڑے ہی زمانے بعد وہ اپنے باپ کے ساتھ ملک شام کی منزلین قطع کر رہا تھا کہ ایک

اور اُس کا ظہور

منزل مین سُنا یہان شیرون کا بہت خوف ہو۔ ابولہب کو فوراً آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بددعا یاد آئی۔ سب قافلے والون کو بیٹے کے

؎ السیرۃ الحلبیہ جلد ۱ صفحہ ۳۰۸

گرد سلایا اور ساتھیون کو ہوشیار کر کے اگرچہ نگہبانی کا پورا اور قابل اطمینان سامان کر لیا تھا۔ مگر شیر آیا۔ سب کے بیچ مین سے ہو کے خاص عتیبہ کے سر پر پہونچا۔ اور ایک ہی تھپیڑ مین اُس کا کام تمام کر دیا۔

کعبے مین نماز پڑھنے کی ممانعت

اب عداوت پورے زور و شور پر تھی۔ ہر طرف سے آپ پر اور آپ کی پیروی کرنے والون پر حملے ہو رہے تھے مشرکین کا یہان تک نرغہ ہوا کہ آپ کعبے مین نماز پڑھنے سے بھی روک دیے گئے۔ آپ جدھر جاتے وہ لوگ آپ کے پیچھے پیچھے رہتے۔ آپ کو یا کسی مسلمان کو جہان نماز پڑھتے دیکھتے کپڑون پر نجس اور ناپاک چیزین ڈال دیتے۔ بچون اور آوارہ گرد بدمعاشون نے چڑھانا اور آوازے کسنا شروع کر دیا۔ آپ کے راستے مین کانٹے بچھائے جاتے۔ آپ کی ہجوین کہی جاتین۔ طرح طرح کے نام رکھے جاتے۔ کوئی طعن

توہین و تذلیل

و تشنیع کرتا۔ کوئی پھبتیان کہتا۔ قرآن کی آیتون اور آپ کی نصیحتون پر خوب خوب قہقہے اُڑائے جاتے۔ الغرض ایسی ایسی باتین عمل مین آتی تھین کہ آپ کو زندگی دشوار ہو گئی تھی۔ ایک طرف آپ غریب مسلمانون کی مصیبتون کو دیکھتے دوسری طرف خود اپنی شان مین عجیب عجیب قسم کی گستاخیان سنتے۔ مگر خدا ہی نے اس کے مناسب صبر بھی عطا کیا تھا کہ خاموش تھے۔ اور جو مصیبت آتی اُسے تحمل و بردباری کے ساتھ برداشت کرتے۔

اونٹ کی اوجھڑی آپ کی پیٹھ پر

ایک مرتبہ کچھ اونٹ ذبح کیے گئے تھے۔ اور اُن کی اوجھڑیان پڑی ہوئی تھین۔ ابوجہل نے دل لگی کی راہ سے کہا "بھلا اس اوجھڑی کو کون لے جا کے محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) پر ڈال دیگا عقبہ بن معیط

عـــه السیرۃ الحلبیہ جلد ۱ - صفحہ ۳۰۹ و ۳۱۰

عـــه اسپرٹ آف اسلام مصنفہ مولوی سید امیر علی صاحب جج ہائیکورٹ کلکتہ مطبوعہ ۱۸۹۶ء صفحہ ۹۳

کمال قساوت سے بولا" اس کام کو مین حاضر ہون" یہ کہہ کے اُس نے اوجھڑی اُٹھالی۔ اور آپ سجدے مین پڑے خداوند جل و علا کی تسبیح کر رہے تھے کہ لا کے آپ کی پیٹھ پر دونون شانون کے درمیان مین رکھ دی۔ اور سب دیکھ دیکھ کے ہنسنے اور قہقہے لگانے لگے مگر آپ اُسی طرح ساکت وصامت سجدے مین پڑے رہے۔ کسی نے جا کے جناب سیدۃ النساء فاطمۂ زہرا رضی کو خبر کی۔ آپ ابھی کم سن تھین۔ مگر باپ کی مصیبت سُن کے دوڑی آئین۔ اور وہ اوجھڑی دونون ہاتھون سے ڈھکیل کے گرائی تب آپ نے سجدے سے سر اُٹھایا۔

معجزنما رعب نبوت | اسی طرح ایک مرتبہ کعبے کے پاس مشرکین مکہ جمع تھے۔ اور آپ کا تذکرہ ہو رہا تھا۔ کہا جاتا تھا" اس شخص (آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ہاتھون ہمارا دین بدنام ہو رہا ہے۔ ہمارے آبا و اجداد پر گالیان پڑ رہی ہین۔ اور ہمارے بنائے کچھ نہین بنتی" اتفاقاً آپ بھی آ گئے اور حجر اسود کو بوسہ دے کے خموشی کے ساتھ طواف کعبہ کرنے لگے۔ ہر طواف مین آپ کو اُن کے قریب سے ہو کے گذرنا پڑتا اور وہ کوئی نہ کوئی آوازہ ضرور کس دیتے۔ دو دفعہ تو آپ چپکے سے سر جھکائے چلے گئے۔ مگر تیسری دفعہ طیش مین آ کے اپنی تیز آنکھین اُٹھائین۔ اور اُن کی طرف دیکھ کے فرمایا" مین تمہارے لیے ذبح لے کے آیا ہون" یہ سننا تھا کہ سب پر ایک عجیب حالت طاری ہو گئی۔ نظرین اوپر اُٹھ گئین۔ مبہوت و ششدر رہ گئے۔ اور پھر گھبرا کے بولے" اے ابو القاسم جاؤ خدا کی قسم تم جاہل نہین ہو" آپ کے اس جملے مین ان لوگون کی آیندہ حالت کی طرف اشارہ تھا۔ جس کا حال اُسوقت کھُلا جب یہ سب لوگ واقعۂ بدر مین قتل ہوئے۔ خیر ان لوگون کی یہ حالت

ع۵ السیرۃ الحلبیہ جلد ۱ صفحہ ۲۱۰

دیکھ کے آپ چلے گئے۔ آپ کے جانے کے بعد کسی نے کافرون کو پھر
کفار کی یورش | جوش دلایا۔ اور کہا۔ واہ یون تو بیٹھے سب ہی کچھ منصوبے
کیا کرتے ہو مگر جب سامنا ہوتا ہے تو کچھ بنائے نہین بنتی!" چنانچہ دوسرے دن
پھر ایسا ہی اتفاق ہوا۔ آج سب نے ارادہ کر لیا تھا کہ جس طرح بنے آپ کو
شہید کر ڈالین۔ اور اسی غرض سے آپ کی صورت دیکھتے ہی جھپٹے۔ اور
ہر طرف سے گھیر کے کہنے لگے" تم نے ہمارے بزرگون کی توہین کی۔ دیوتاؤن
کو برا کہا۔ اور یہ کیا۔ اور وہ کیا"۔ اتنے مین کسی نے آپ کی چادر پکڑ کے کھینچی
ابو بکر صدیق آپ کو بچاتے ہین | اور قریب تھا کہ سب کا نرغہ ہو جائے ناگہان ابو بکرؓ
صدیق درمیان مین آگئے۔ اور رو رو کے کہنے لگے "ارے کیا اُس شخص کو
مار ڈالوگے جو پروردگار عالم کو اپنا خدا بتاتا ہے؟" ابو بکر کی کوشش سے آپ کو
تو کسی قسم کا صدمہ نہین پہونچ سکا۔ مگر بیچارے ابو بکرؓ کو کسی نے ڈاڑھی پکڑ کے
اس زور سے کھینچ لیا کہ گر پڑے۔ اور سر مین چوٹ آگئی [۵]
آپ کے بیباک دشمن | آپ کو ستانے والون مین زیادہ سنگدل اور سخت اسود بن
عبد یغوث حرث بن قیس۔ ولید بن مغیرہ۔ امیۃ بن خلف اُبی بن خلف
عاص بن وائل۔ نضر بن حارث۔ ابو جہل بن ہشام۔ زہیر بن ابی اُمیہ
(حضرت بی بی اُم سلمہ کا بھائی) اور عقبۃ بن ابی معیط وغیرہ تھے۔ جن مین سے
ہر شخص خاص قسم کی دشمنیان کرتا۔ اور آپ کی توہین و تحقیر اور حق کی آواز دبانے
مین کوئی دقیقہ نہ اُٹھا رکھتا۔
ابو جہل توہین کرتا ہو | ابو جہل نے بھی آپ کو انتہا سے زیادہ عاجز کر رکھا تھا۔ ایک دن
آپ کوہ صفا پر چلے جاتے تھے کہ اُس کا سامنا ہو گیا۔ آپ کی صورت دیکھتے ہی

عـــہ سیرۃ ابن ہشام صفحہ ۱۸۲ و ۱۸۳ عـــہ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۲۵۔ ۲۶ و ۲۷ و ۲۸

وہ طرح طرح کی گالیان دینے لگا۔ انتہا سے زیادہ چھیڑا اور ستایا۔ آپ چپکے سر جھکائے چلے گئے۔ اور زبان سے اُف بھی نہ کی۔ مگر سچ یہ ہے کہ مظلومانہ بے زبانی کی آواز سب سے زیادہ بلند اور موثر ہوتی ہے۔ اتفاقاً عبداللہ بن جدعان کی کوئی لونڈی ایک پوشیدہ مقام سے کھڑی اس واقعے کو دیکھ رہی تھی ابوجہل کی درشتی اور آپ کی بیچارگی پر اُسے بڑا ترس آیا۔ کھڑی کف افسوس مل رہی تھی کہ ابوجہل اور آپ کے چلے جانے کے بعد اُدھر سے حمزہؓ بن عبدالمطلب گذرے جو مکے مین اول درجے کے زورآزما۔ بہادر۔ اور سُورما سمجھے جاتے

حضرت حمزہ

تھے۔ وہ شکار کے بڑے شوقین تھے۔ اور شکار ہی سے واپس آرہے تھے کہ اُس لونڈی نے اُنھین دیکھا۔ پاس آئی۔ اور بولی "اے ابوعمارہ (یہ حضرت حمزہ کی کنیت ہے) کاش آپ تھوڑی دیر پہلے آئے ہوتے اور دیکھا ہوتا کہ ابوجہل نے آپ کے بھتیجے محمدؐ کو کیسا ستایا ہے اور کیسی کیسی گالیان دی ہین محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بیچارے خاموش ہو رہے جس کا مجھے بڑا صدمہ ہے"

اُن کا جوش خون

حمزہؓ کو یہ واقعہ سُن کے غصہ آگیا لپکتے ہوئے مکے مین گئے۔ اور چونکہ معمول تھا کہ شکار سے واپس آکے پہلے طواف کعبہ کر لیتے تب گھر جاتے لہذا سیدھے کعبے مین پہونچے۔ وہان ابوجہل قریش کی ایک جماعت مین بیٹھا ہوا تھا حمزہؓ دور ہی سے پہچان کے اُس کے سر پر جا پہونچے۔ اور اس زور سے کمان ماری کہ اُس کے سر سے خون جاری ہو گیا۔ پھر بولے "تو محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو گالیان دیتا ہے اور یہ نہین جانتا کہ مین بھی اُسی کے دین مین ہون؟ اگر بہادری کا دعویٰ ہے تو آ سامنے آجا" بعض لوگ ابوجہل کی مدد کو اُٹھ کھڑے ہوئے۔ مگر وہ خود کچھ ایسا دب کے مرعوب ہو گیا تھا کہ سب کو روک کے بولا "نہین ابوعمارہ سے نہ بولو۔ یہ جو کرین کر لینے دو۔

بے شک مین نے اِن کے بھتیجے کو بہت بُری طرح سے گالیان دی تھین۔"

وہ ایمان لاتے ہین

اس کے بعد حمزہؓ آنحضرت کی خدمت مین حاضر ہوکے ایمان لائے۔ اور اسلام کو ایک زبردست پشت پناہ مل گیا۔ اُن کے ایمان لانے کی خبر سنتے ہی قریش کے دل دہل گئے۔ آپ کے غلبے کا یقین آگیا۔ اور آپ کی ایذا رسانی مین بھی کسی قدر کمی ہونے لگی۔[۹۴]

آپ ارقم کے گھر مین

آپ پر ایمان لانے اور ہر موقع پر ہمدردی کرنے کی وجہ سے ابوبکر صدیقؓ نے بھی اکثر سخت مصیبتین برداشت کین۔ اور سوا اس کے کہ صبر کرین کوئی بات نہ بن پڑتی تھی۔ جب آپ عبادت کرنے کے لیے اپنے اڑتیس ہمراہیون کے ساتھ اَرقم کے گھر مین جا کے بیٹھے اور پناہ گزین ہوئے تو قریش کی چارون طرف سے بڑی یورش تھی۔ ابوبکرؓ نے اصرار کیا کہ یارسول اللہ

ابوبکر کا علانیہ تبلیغ پر اصرار

باہر نکل کے لوگون کو دین حق کی طرف بلائیے۔ آپ نے پہلے تو فرمایا کہ "ہماری جماعت کم ہے۔" مگر بعد جب زیادہ اصرار ہوا تو سب رفقا کو ساتھ لے کے کعبے مین پہونچے۔ وہان آپ اور آپ کے ہمراہی ٹھہر گئے اور ابوبکرؓ نے عام لوگون کی طرف متوجہ ہوکے ایک خطبہ پڑھنا شروع کیا۔

اُن کا خطبہ اور خدا پرستی کی سزا

بس کیا تھا؟ مشرکین چارون طرف سے جھپٹ پڑے! اور ابوبکرؓ کو مارنا شروع کر دیا۔ عُتبہ بن ربیعہ دونون جوتیون سے اُن کو منھ ہی منھ مارتا تھا۔ اور نہ مار چکتا تھا۔ آخر سب نے بیچارے کو مار کے گرا دیا۔ اور برابر پیٹے جاتے تھے کہ ابوبکر صدیقؓ کے خاندان والے یعنی تیمی لوگ آ پہونچے۔ اور انتقام پر آمادہ ہوگئے۔ تب اُن کی جان بچی۔ لوگ اُنھین اٹھا کے گھر لے گئے۔ اُنھین اس مار سے اتنا صدمہ پہونچ گیا تھا کہ تیسرے پہر کو ہوش آیا۔ آنکھ کھولتے ہی پوچھا "رسول اللہ کیسے ہین؟" عزیزون نے

[۹۴] سیرۂ ابن ہشام صفحہ ۱۸۵ و ۱۸۴

لعنت ملامت کرنا شروع کی کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پیچھے یہ حالت ہوگئی اور اب بھی اُن کا ساتھ نہین چھوڑتے۔ مگر ابُوبکرؓ ان باتون کا خیال بھی نہ کرتے اور آپ ہی کی خیر و عافیت پوچھے جاتے تھے۔ تب اُن کی مان بولین "خُدا کی قسم ہمین نہین خبر کہ وہ کہان ہین اور کیسے ہین"۔ یہ سن کے ابُوبکر صدیقؓ نے کہا "اچھا تو آپ عمرؓ بن خطاب کی بہن فاطمہ کے پاس چلی جائیے اور اُن سے پوچھ آئیے"۔ فاطمہ بنت خطاب اس زمانے مین ایمان لاچکی تھین۔ مگر عزیزون اور دشمنون کے ڈر سے چھپاتی تھین۔ جب ابُوبکر صدیقؓ کی والدہ نے اُن کے پاس جا کے کہا کہ "ابُوبکرؓ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا حال پوچھتے ہین" تو وہ دل مین ڈرین اور کہا "مین نہ محمدؐ کو جانتی ہون اور نہ ابُوبکرؓ کو"۔ پھر آپ ہی کچھ سوچ کے کہا "اچھا مجھے اُن کے پاس لے چلو"۔ ابُوبکر صدیقؓ کی والدہ راضی ہوئین اور اُن کو اپنے ساتھ گھر لائین۔ یہان بھی وہ حضرت صدیقؓ کی والدہ کے سامنے کچھ کہتے ڈرتی تھین۔ مگر ابُوبکر صدیقؓ نے اطمینان دلایا۔ اور کہا "میری مان کی طرف سے اطمینان رکھو۔ یہ تمھاری رازداری کرین گی"۔ تب اُنھون نے بتایا کہ "آپ خیریت سے ہین۔ اور ارقمؓ کے گھر مین ہین"[۵]۔

آپ کو ہر طرح کا لالچ دلایا جاتا ہے

اب قریش اپنی ظالمانہ اور ذلیل کوششون مین تھک گئے تھے۔ اور علی الخصوص جناب حمزہؓ کے مسلمان ہو جانے سے اُن کے دل پر اسلام کا ایک رعب سا پڑ گیا تھا۔ آخر عاجز آ کے عُتبہ بن ربیعہ نے اپنے ہم خیالون کے مشورے سے ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کے کہا "تم نے ہماری قومی جماعت اور ہمارے آبائی مذہب کی عجیب حالت کر رکھی ہے۔ اور اب ہم تمھاری باتون سے تنگ آ گئے ہین سچ بتاؤ

۵ السیرۃ الحلبیہ جلد ۱ صفحہ ۳۱۴

آخر ان خیالات سے تمھاری کیا غرض ہی؟ دولت چاہتے ہو تو ہم سب چندہ کرکے اور ہماری قوم سے روپیہ وصول کرکے تمھین دینے کو تیار ہین - اور وعدہ کرتے ہین کہ دولتمند بنادین گے - اگر سرداری اور قوم کی سرگروہی چاہتے ہو تو ہم تمھین اپنا سردار بنانے کو بھی موجود ہین - اگر مُلک چاہتے ہو تو وہ بھی لو - اور اس صوبے مین ہمارے بادشاہ بنو - یہ جو تم پر آتا ہی اگر کوئی جن یا کسی قسم کا مرض ہی تو صاف صاف کہو کہ ہم اس کا تدارک کرین - اور جہان سے بنے تمھارے لیے دوا مہیا کردین لیکن اس سے تو باز آؤ جو کر رہے ہو کہ قوم مین تفرقہ ڈالے دیتے ہو - دیوتاؤن کی توہین کرتے ہو - بزرگون کو گالیان دیتے ہو" یہ تقریر سُن کے آپ نے پہلے تو فرمایا بسم اللہ

کلام ربانی کا اثر

الرحمن الرحیم" پھر آیات حم تنزیل من الرحمن الرحیم کتاب فصلت آیاتہ قرانا عربیا لقوم یعلمون - بشیراً و نذیراً فاعرض اکثرھم فھم لا یسمعون" آخر سورہ تک پڑھین - عتبہ اِن آیتون کو آگے جُھک کے کان لگاکے اور بہت توجہ سے سُننے لگا - ساعت بہ ساعت زیادہ بہوت ہوتا جاتا تھا - اور جب سُن چکا تو خاموش ہو کے اپنے ساتھیون کے پاس واپس گیا - اور کہا "بھئی خدا کی قسم مین نے تو آج تک کبھی ایسا کلام نہین سُنا تھا - نہ شاعری ہی - نہ جادو ہی - اور نہ اِسے کاہنون کا کلام کہہ سکتے ہین مناسب معلوم ہوتا ہی کہ اب درگذر کرو - اور یہ جو کرے کرنے دو اگر اہل عرب نے مخالفت کرکے اس شخص کا کام تمام کردیا تو تمھارا مطلب بر آئے گا اور خون کی ذمے داری سے بچے رہوگے - اور اگر سب پر غالب آگیا تو اس کے مُلک و عزت سے تم بھی فائدہ اُٹھانا" عتبہ کا یہ بیان سُن کے سب بولے "معلوم ہوتا ہی تم پر اُس کا جادو اثر کرگیا" اگر سچ پوچھو تو یہ آپ کی آخری اور

عہ سیرۃ ابن ہشام لکھنؤ ۱۸۵، ۱۸۶

سب سے زیادہ سخت آزمایش تھی۔ واقعی کسی ریاکار دنیا طلب کا قدم اس موقع پر ضرور لغزش کھا جاتا۔ مگر آپ اپنے فرض رسالت کو کچھ ایسی بے جگری کی شان سے پورا کر رہے تھے کہ دنیاوی طمع اور کوئی بڑی سے بڑی نعمت آپ کو غافل نہ کر سکی۔

پھر آپ کے سامنے دنیاوی لطف پیش کیے جاتے ہین

اس امتحان نے اب دوسرا رُخ بدلا پھر ایک دفعہ عمائد قریش صحن کعبہ مین جمع ہوے۔ اور آپ کو بلوایا آپ کو خیال گذرا کہ شاید یہ لوگ راہ راست پر آ گئے۔ اور اب ایمان لے آئین گے خوش خوش دشمنون کے مجمع عام مین گئے۔ آپ کی صورت دیکھتے ہی انھون نے کہا "اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جیسی مصیبت ہماری قوم پر تمھارے ہاتھ سے پڑی ہی کبھی نہ پڑی تھی۔ دینی و دنیاوی غرض ہر طرح کی ذلت و رسوائی ہو چکی اب پھر تم سے کہتے ہین کہ دولت، وثروت حکمرانی وسلطنت، جو چاہو لو مگر ان باتون سے باز آؤ۔ یا کوئی مرض ہی تو کہو تمھارا علاج کرین۔" آپ نے فرمایا

آپ کا جواب

"ان مین سے کوئی چیز نہین چاہیے۔ خدا نے مجھے اپنا پیغمبر بنا کے تمھارے پاس بھیجا ہی۔ اور ایک کتاب مجھ پر اُتاری ہی جسے سُناتا ہون۔ مین صرف اپنا فرض ادا کرتا ہون۔ ماننا نہ ماننا تمھارا کام ہی۔ تاہم اتنا ضرور کہون گا کہ مانو گے تو دین و دنیا مین کامیاب و کامران رہو گے۔ نہ مانو گے تو مین صبر کرون گا

معجزہ طلب کیا جاتا ہی

اور خدا کو جو منظور ہو گا عمل مین لائے گا۔" یہ سُن کے اُن لوگون نے اپنی گفتگو کا رنگ بدلا۔ اور بولے "اچھا تم نہین مانتے تو سنو۔ تم جانتے ہو کہ باعتبار پیداوار اور سرسبزی کے ہمارے شہر سے ناقص کوئی مقام نہین ہی۔ اگر سچے پیغمبر ہو تو اُس خدا سے جس نے تمھین بھیجا ہی کہو کہ ان برہنہ و سنگلاخ پہاڑون کو دور کر کے ہماری زمین کو سرسبز و شاداب بنا دے۔ ان

اُجاڑا اور چھوٹے چھوٹے شہرون کو وسعت دے۔ اور شام وعراق کی سی لہراتی
ہوئی نہرین یہان بھی جاری کردے۔ پھر ہمارے تمام آبا واجداد علی الخصوص
قصی بن کلاب کو جو بڑے راستباز مشہور تھے زندہ کرکے بٹھا دے۔ ہم سب اُن
سے پوچھین گے اگر انھون نے تمھاری تصدیق کی تو ہمارے ایمان لانے مین
کوئی شک نہین اور یہ نہین کرتے تو اپنے اِن دعوون سے باز آؤ۔“ آپ نے
فرمایا مین ”ایسے کامون کے لیے نہین مبعوث کیا گیا ہون۔ میرا تو فقط اتنا کام ہے
کہ خدا جو پیام دے اُسے تم تک پہونچا دون“ یہ جواب سُن کے سب نے کہا ”اچھا
ہمارے لیے کچھ نہین مانگتے تو اپنے ہی لیے مانگو۔ خدا سے کہو کہ ایک فرشتہ
تمھارے ساتھ کردے۔ جو ہمیشہ تمھارے ساتھ ساتھ رہا کرے۔ اُس کا کام ہو
کہ ضرورت کے موقعون پر تمھارے دعوون کی تصدیق کرے۔ ہمارے حملون
سے تمھین بچائے۔ اور تمھارے لیے سونے چاندی کے باغ اور محل بنا دے“
طعن وتشنیع آپ نے فرمایا ”یہ خدا کے اختیار مین ہے۔ اگر اُسے منظور ہو گا تو
ایسا ہی کردیگا“ ان جوابون سے قریش نے خیال کیا کہ آپ اپنے دعوون
مین عاجز آگئے۔ بس چارون طرف سے آوازے کسے جانے لگے۔ اور
طعن آمیز باتین شروع ہوگئین۔ ایک بولا ”اِن کا رحمٰن خدا تھوڑا ہی ہے وہ تو
ایک شخص ہے جو شہر یمامہ مین رہتا ہے۔ اُس پر تو ہم ایمان لا چکے“ دوسرا بولا
فرشتے تو خدا کی بیٹیان ہین“ تیسرا بولا ”وہ چاہے جو ہون مگر جب تک فرشتہ
آکے نہ کہے۔ ہم تو ایمان نہ لائین گے“ آخر آپ شکستہ دل و برخاستہ خاطر ہو کے
واپس چلے۔ کفار مین سے عبداللہ بن ابی اُمیہ اُٹھ کے آپ کے ساتھ ہو لیا۔
اور راستے مین چلتے چلتے بولا۔ تمھین سب طرح سمجھایا۔ اور جو کچھ کہہ سکتے تھے کہا

۵۶ سیرۃ ابن ہشام صفحہ ۱۸۷ و ۱۸۸ و ۱۸۹ و ۱۹۰

اگر تم ایک نہین مانتے - لہذا اب ہم مجبور ہو کے صاف صاف کہے دیتے ہین جبتک یہ نہ ہو کہ تم سیڑھی لگا کے آسمان پر چڑھ جاؤ اور پھر وہان سے چار فرشتے ساتھ لاؤ جو تمھاری ہر بات کی تصدیق کیا کرین ہم ایمان نہ لائین گے"۔ آپ یہ سُن کے خاموش ہو رہے - اور وہ یہ کہہ سُن کے واپس گیا۱

معجزہ دلیل نبوت نہین

اس مقام پر معجزے کے متعلق ایک نازک بحث کی ضرورت ہو اکثر لوگون اور اسلام کے بہت سے اگلے پچھلے علما کی یہ راے ہو کہ معجزہ نبوت و رسالت کی دلیل ہو - لیکن اگر ایسا ہو تو مذکورۂ بالا واقعہ دیکھنے کے بعد آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر یہ اعتراض وارد ہوگا کہ معجزہ واقعی نبوت کی دلیل تھا تو آپ نے کفار مکہ کی خواہش کے مطابق ایسے امور کیون نہ ظاہر کر دیے تاکہ انھین اطمینان ہو جاتا - اور آپ پر ایمان لے آتے - آنحضرت ہی کی تخصیص نہین تمام انبیا کی تاریخ مین اس امر کا پتہ چلے گا کہ دشمنان خدا اور مخالفین اُن سے معجزے کے خواستگار ہوتے تھے اور اُن کی طرف سے انکار ہوتا تھا - حضرت مسیح کو جس وقت یہودی گرفتار کر کے رومی والی اور یہودی صوبہ دار کے سامنے لے گئے ہین اُس وقت اُن سے بھی ایسی ہی فرمایش کی گئی تھی - اور باوجودیکہ اُسی صبح کو مصلوبیت کا واقعہ پیش آیا مگر آپ نے یہ نہین کہا کہ مین ایسے مافوق الفطرۃ تماشے دکھا سکتا ہون - حالانکہ معجزات کو ثبوت نبوت مین اگر کچھ بھی دخل ہوتا تو کوئی وجہ نہ تھی کہ حضرت مسیح اُن کی واجبی درخواست پوری کرنے مین تامل کرتے -

ہمارا یہ منشا نہین کہ پیمبرون سے معجزات ظاہر ہی نہین ہوتے - بیشک وقتاً فوقتاً اُن کا ظہور ہوتا رہا - مگر دلیل کے طور پر نہین بلکہ خدا کی مرضی کے مطابق کوئی وقتی دشواری یا مصیبت دفع کرنے کے لیے - حضرت موسیٰ نے

۱ سیرۃ ابن ہشام صفحہ ۱۸۷ و ۱۸۸ و ۱۸۹ و ۱۹۰

قوم کو پیاس مین مبتلا اور تشنگی سے مرتے دیکھ کے پہاڑ سے پانی کا چشمہ جاری کر دیا یا اور کسی طرف مفر نہ پا کے بحر قلزم مین راستہ بنا لیا۔ حضرت عیسیٰ نے تھوڑی روٹی سے ایک بڑی جماعت کو کھانا کھلا دیا۔ یا کسی بیمار اور مُردے کو اپنی وقتی ضرورت یا جوش کے لحاظ سے اُٹھا کے بٹھا دیا۔ اسی طرح نبی آخر الزمان علیہ السلام نے ایک کٹورے پانی سے ساری فوج کی پیاس بجھا دی۔ ایک ناتوان اور ایسی بکری سے جس کے ابھی بچہ نہین ہوا تھا دودھ دوہ لیا۔ یہ سب باتین دلیل نبوت کی حیثیت سے نہین بلکہ وقتی ضرورت رفع کرنے کے لیے یہ ظاہر ہوئین لہذا ان کی نسبت یہ خیال کر لینا کہ نبوت کی دلیلین تھین غلطی ہے۔ اور ایسی غلطی کی بدولت بہت سے اعتراضات پیدا ہون گے اور اُنکا جواب نہ بن پڑے گا۔

غریب مسلمانون پر اب بھی اگرچہ سخت ظلم ہو رہے تھے مگر اب اُن کا دینی جوش بہت بڑھ گیا تھا۔ اخفاے حق نے اُن کے دلون مین ایک ایسا ہیجان پیدا کر دیا تھا کہ چاہے کیسی ہی آفت کا سامنا ہو مگر اپنا جوش ایمانی ظاہر کرنے پر آمادہ ہو جاتے۔ ایک دن آپ کے تمام اصحاب جمع تھے کہ

عبداللہ بن مسعود کی کیسے مین قرآن خوانی

عبداللہ بن مسعود نے کہا "مشرکین نے اس وقت تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی زبان سے قرآن سنا ہے کسی اور کی زبان سے نہین سُنا"۔ لوگون نے جواب دیا "بھلا اس کی کسے جرأت ہو سکتی ہے؟" ابن مسعود نے کہا "اس کے لیے مین حاضر ہون"۔ یہ بیچارے کم زور و ناتوان آدمی تھے خاندان والون مین بھی اتنی قوت نہ تھی کہ اپنا دباؤ ڈال کے اُن کی جان بچا لیتے۔ اسی خیال سے سب نے کہا "اس کام کے لیے تو کوئی ایسا آدمی چاہیے جس کے کچھ حامی بھی ہون اور مشرکین کو اُس پر حملہ کرتے ہوئے تھوڑا بہت تامل ہو"۔ ابن مسعود نے کہا

"مجھے جانے تو دو۔ دیکھو کیا ہوتا ہی" یہ کہہ کے وہ کچھ دن چڑھے خانۂ کعبہ کے پاس پہونچے۔ اور باواز بلند بسم اللہ کہہ کے سورۂ الرحمن پڑھنا شروع کر دی۔ قریش نے حیرت وتامل سے اُن کی صورت دیکھی اور ایک دوسرے کی طرف دیکھ کے بولے "یہ کیا پڑہ رہا ہی؟" کوئی بولا "وہی جو محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر اترا ہی"۔ اتنا سُننا تھا کہ سب دوڑ پڑے اور اُن غریب کے منھ پر چارون طرف سے تھپڑ پڑنے لگے۔ مگر ابن مسعود کی یہ حالت تھی کہ پٹتے جاتے تھے اور قرأت قرآن سے زبان نہ رکتی تھی۔ یہان تک کہ مذکورۂ بالا سورۃ کا زیادہ حصہ پڑہ لیا تو اپنی جگہ سے ہٹے۔ لیکن اتنی ہی دیر مین سارا چہرہ لہولُہان ہو گیا تھا۔ مسلمانون نے یہ حالت دیکھ کے کہا "اسی بات کو ہم ڈرتے تھے"۔ ابن مسعود نہایت جرأت سے بولے "اِس کا تو خیال بھی نہ کرو۔ خدا کی قسم مشرکین کے حملے آج سے زیادہ گوارا مجھے کبھی نہین معلوم ہوئے تھے۔ کہو تو کل پھر جا کے قرآن سناؤن"۔ سب نے کہا "اب اس کی ضرورت نہین"۔[ع]

اہل کتاب کی نسبت مشرکین کا عقیدہ اہل مکہ جاہلیت مین مدت سے اس امر کے معترف چلے آتے تھے کہ اہل کتاب یعنی یہود ونصارا قدیم تاریخ اور گذشتہ واقعات سے خوب واقف ہین اور اُن کا مذہب ایسا بیا اصول ہی کہ ہر جھوٹے سچے دعوے دار مذہب کا اچھی طرح اندازہ کر سکتے ہین اور یہی سبب تھا کہ آپ کے ظہور سے پیشتر عرب مین قدیم مذہب مغلوب ہوتا جاتا تھا اور نصرانیت غلبہ حاصل کر رہی تھی۔ جب آپ کا دعوای نبوت اصول توحید سے مضبوط ثابت ہوا۔ اور بتون کی حمایت مین مشرکین کے بنائے کچھ نہ بنی تو بجاے اس کے کہ خداے واحد ذوالجلال پر ایمان لائین محض تعصب کے بہتے اہل کتاب

ع السیرۃ الحلبیہ جلد ۱ صفحہ ۳۱۵

کی طرف متوجہ ہوئے اور ارادہ کیا کہ غیرون سے مدد لے کے آپ کو قائل کرین

آپ کی مخالفت کے لیے یہود سے مدد لی جاتی ہے

اور دیگر مذاہب سے قرض لی ہوئی دلیلین آپ کے مقابلے مین پیش کرین - اسی غرض کے لیے نضر بن حارث اور عقبہ بن ابی معیط مدینۂ طیبہ مین جو اُن دنون یثرب کے نام سے مشہور تھا بھیجے گئے تاکہ یہود سے مل کے آپ کی مخالفت کا سامان فراہم کرین احبار یہود نے تین سوال بتائے جن کا جواب اُن کے خیال مین سوا وحی آسمانی کے اور کسی طرح نہ دیا جا سکتا تھا - اُن سوالون مین سے ایک تو یہ تھا

یہود کے سوال

کہ اصحاب کہف کون لوگ تھے اور اُن کی سرگذشت کیا ہے دوسرے یہ کہ ذو القرنین کون شخص تھا - اور اس کے کیا حالات ہین - تیسرے یہ کہ روح کیا چیز ہے - مشرکین نے مدینے سے واپس آ کے جب یہ سوال آپ کے سامنے پیش کیے تو آپ نے فرمایا کہ کل جواب دون گا - اور جلدی مین ان شاء اللہ کہنا بھول گئے - اس غفلت کا یہ نتیجہ ہوا کہ پندرہ دن تک نہ جبریل آئے اور نہ وحی نازل ہوئی - آپ انتہا سے زیادہ ملول و اندوہگین تھے - اور سب سے زیادہ ستم یہ تھا کہ مشرکین نے طعنہ بازیان شروع کر دین - آخر پندرہ دن بعد خداوند جل و علا مہربان ہوا - اور آپ کو مذکورہ سوالون کے جواب وحی کے ذریعے سے بتائے گئے - اگرچہ یہ امر اہل مکہ کے ایمان لانے کے لیے

آیات قرآنی کا مضحکہ

کافی تھا - مگر اب بھی اسی طرح تمرد و عداوت پر آمادہ رہے بلکہ اب پہلے سے زیادہ عداوت پر کمر باندھ لی - باہم یہ تجویز قرار پائی کہ آیات قرآنی کا مضحکہ اُڑائین - اور جب آپ تلاوت کرین تو ایسا شور غل مچائین کہ آپ کی آواز کسی کے کان تک نہ پہونچنے دین - چنانچہ اب اُن کا معمول ہو گیا تھا کہ ادھر آپ نے قرآن پڑھنا شروع کیا اور اُدھر

وہ مسخرہ پن کرنے لگے۔اور ہر طرف سے ایک ہنگامہ بپا ہو گیاؔ

باب ہشتم

ہجرت حبشہ تا اسلام فاروق اعظم رضؓ

ہجرت حبشہ کا آغاز۔ مہاجرین حبشہ حضرت عثمانؓ اور آپ کی صاحبزادی رقیہ بھی حبشہ جاتی ہین۔ نجاشی۔ کفار کی عجیب غلط فہمی ۔ حبشہ کی دوسری ہجرت۔ اُن غریب الوطنون کی تعداد ارض حبشہ مین اُن کی آزادی ۔ نجاشی کے دربار مین کفار مکہ کی سفارت سفیرون کی سازش۔ نجاشی کی معدلت پروری ۔ دربار مین حضرت جعفرؓ کی فصیح وبلیغ تقریر۔ نجاشی کے دل مین بھی نور ایمان چمکتا ہو۔ جعفر طیار وکلاے مکہ کو قائل کرتے ہین دکھلاے مکہ کی دوسری ذلیل کوششین ۔ اور پھر ناکامی ۔ نجاشی کی سرگذشت ۔ وہ پچھ سو درہم پر بکتا ہو ۔تخت نشینی ۔ اُس کے مسلمان ہونے پر اہل دربار کی بغاوت اُس کا حیلۂ شرعی ۔ آنحضرت پر دشمنون کی زیادتیان ۔ آپ کی عزلت گزینی ۔ عمرؓ ابن الخطاب ۔ آپ اُن کے ایمان لانے کی دعا مانگتے ہین ۔ اُن کے اسلام قبول کرنے کی شان ۔ وہ آنحضرت کے قتل کا بیڑا اٹھاتے ہین ۔ عمر فاروقؓ اپنی مسلمان بہن کے گھر مین ۔ اُن کے دل پر نور اسلام کی پہلی شعاع ۔ کلام ربانی کا اثر ۔ عمر فاروقؓ آنحضرت کے دروازے پر ۔ اُن کا ایمان لانا ۔ اُن کی آزادی کا پہلا نمونہ ۔ مشرکین کی یورش عمرؓ فاروق اور ابو جہل ابن ہشام کا سامنا ۔

ہجرت حبشہ کا آغاز اب مکے مین یہ حالت ہو رہی تھی کہ آپ نہایت پریشان تھے ۔مشرکین کی اس قدر یورش تھی کہ ابو طالب کی حمایت بھی بعض اوقات اور بعض حالتون مین آپ کے لیے کافی نہ نظر آتی ۔ تاہم آپ تو جو کچھ سختیان

ع ۵ سیرۃ ابن ہشام صفحہ ۱۹۳ تا ۲۰۰

پیش آتین خدا پر نظر کرکے جھیل لیتے مگر آپ پر ایمان لانے والون پر ایسا جور و ستم ہورہا تھا کہ وہ غریب پسے جاتے تھے۔ بعض غلامون پر جو زیادتیان ہوتی تھین اُن کا تو خیر یہ علاج ہوا کہ ابو بکر صدیق نے اپنا روپیہ صرف کرکے اُن کو آزادی دلائی۔ مگر اب آزاد اور معزز درجے کے مسلمانون کو بھی آزار پہونچ رہا تھا اور وہ روز بروز زندگی سے تنگ آتے جاتے تھے۔ یہ حالت دیکھ کے آپ نے مسلمانون سے فرمایا کہ "بہتر ہو اگر تم یہان سے نکل کے ارض حبشہ مین چلے جاؤ۔ وہان کا فرمانروا عدل پرور ہے۔ امید ہے کہ اس کی قلمرو مین تم پر کوئی جبر و تشدد نہ ہوگا"۔ مسلمان عاجز تو ہو ہی رہے تھے۔ آپ کا اشارہ پاتے ہی اکثرون نے ترک وطن کا سامان کردیا۔ سب کے پہلے حضرت عثمانؓ ذی النورین اور اُن کی بی بی یعنی آپ کی صاحبزادی رقیہ نے سفر کی تیاریان کردین پھر ابو حذیفہ اور زبیر بن عوام کے سے چند اور سابق الایمان لوگون نے وطن کو خیرباد کہی۔ الغرض بعثت کے پانچوین سال رجب کے مہینے مین مسلمان مفرورین کا پہلا مختصر گروہ مکے سے بحر قلزم کے سواحل کی طرف روانہ ہوا جس مین دس گیارہ مرد اور چار عورتین تھین۔ ان مین سے بعض لوگ پاپیادہ گئے۔ اور بعض سواریون پر حضرت رقیہ کے ساتھ آپ کی دائی اور کھلائی اُم ایمن بھی تھین۔ جناب رقیہ کہتے ہین نہایت ہی حسین و صاحب جمال مشہور تھین اور اُن کے شوہر حضرت عثمانؓ کی خوش روئی اور خوبصورتی کا بھی چرچا تھا۔ چنانچہ اکثر عورتین یہ شعر گایا کرتی تھین کہ

مہاجرین حبشہ

حضرت عثمان اور آپ کی صاحبزادی رقیہ بھی حبشہ جاتی ہین

احسن شئی قد یریٰ انسان   رقیۃ و بعدہا عثمان

ھ ابن اثیر۔ جلد ۲ صفحہ ۲۸

(بہترین چیز جسے انسان دیکھے رقیہ ہیں اور اُن کے بعد عثمانؓ) آپ کا رقیہ اور عثمانؓ میں دل لگا ہوا تھا۔ لہذا کسی کو بھیجا کہ اُن کے روانہ ہو جانے کی خبر لا کے سنائے اس شخص کو آنے میں دیر ہوئی۔ اور آپ کا تعلق خاطر بڑھتا جاتا تھا۔ آخر دیر کے بعد جب وہ آیا۔ اور دونون کی خیریت سے روانہ ہو جانے کی خبر سنائی تو بولا میں عرض کرون کہ مجھے دیر کیون ہوئی۔ اصل یہ ہے کہ میں اُن کے حسن وجمال میں ایسا محو ہوا کہ واپسی کی فکر ہی نہ رہی۔ یہ لوگ چونکہ مشرکین سے چھپ کے روانہ ہوئے تھے لہذا معلوم ہوتا ہے کہ ٹکے سے متفرق طور پر نکلے پھر آگے جا کے مل گئے۔ اور اس پہلے گروہ کے بعد اور بہت سے مسلمانون نے بھی وہین جا کے پناہ لینی شروع کی۔

ارض حبشہ میں قریش لوگ معمولاً تجارت کو جایا کرتے تھے۔ اور اسی وجہ سے سمندر پار ہونے کے لیے سواحل جدہ پر جہاز اکثر تیار ملتے۔ اسی سبب سے مشرکین قریش جو مفرورین کے تعاقب میں روانہ ہوئے تھے اُنھیں نہ پا سکے اور وہ نصف دینار کرایہ ادا کر کے سمندر سے پار ہو گئے۔ وہان کا فرمان روا نجاشی کے لقب سے مشہور تھا۔ اور جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہایت ہی نیک اور انصاف پرور تھا۔ اس کی مملکت میں یہ غریب الوطن مسلمان نہایت آزادی اور امن وامان سے زندگی بسر کرنے لگے۔ مگر سب کا دل گھر میں لگا ہوا تھا۔ اور منتظر تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی تبلیغ میں کب آزادی حاصل ہوتی ہے۔ اور اُنھیں وطن کی صورت دیکھنے کا موقع ملتا ہے۔ رجب کے مہینے میں یہ لوگ گئے تھے۔ شعبان اور رمضان دو مہینے

(حاشیہ: نجاشی)

عہ السیرۃ الحلبیہ جلد ا صفحہ ۳۴۴

عہ تاریخ خمیس جلد ا صفحہ ۳۲۶

رہنے پائے تھے کہ خبر آئی اہل مکہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا دین قبول کرلیا۔ اتنا سننا تھا کہ سب نے خوش ہوکے گھر کی طرف کوچ کردیا۔ اور واقعہ یہ ہوا کہ ماہ مبارک رمضان مین آپ پر سورۂ والنجم نازل ہوئی۔

کفار کی عجب غلط فہمی

اُسکے سناتے وقت جب آپ اس آیت پر پہونچے کہ "افرأیتم اللات والعزیٰ و مناۃ الثالثۃ الاخریٰ" تو مشرکین غلط فہمی سے سمجھے کہ آپ نے ان بتون کی تعریف عـه کی۔ اور اس قدر خوش ہوئے کہ سورۃ کے آخر مین جب آپ نے سجدہ کیا تو اپنے بتون کی تعظیم کے خیال سے وہ بھی سجدے مین گر پڑے۔ اس کے بعد آپ گھر مین تشریف لے گئے اور اہل مکہ مین مشہور ہوگیا کہ آپ نے معاذ اللہ بتون کی عظمت مان لی۔ جب اس واقعے کی آپ کو خبر ہوئی تو آپ نے تردید کی۔ مگر مکے مین جو افواہ اڑی تھی وہ ارض حبشہ تک پہونچی۔ اور وہان کے غریب الوطن مسلمانون کو خیال گذرا کہ معلوم ہوتا ہے آپ مین اور مشرکین مین صلح ہوگئی۔ لہذا شوال کے مہینے مین سمندر سے اُترکے وہ مکہ کی طرف آتے تھے کہ راستے مین سنا وہ افواہ غلط تھی۔ اور مشرکین کی آزار دہی و ایذا رسانی بدستور جاری ہے۔ مگر اب گھر کے قریب آچکے تھے اپنے اپنے دوستون کی ذمے داری و کفالت پر مکے مین آئے۔ اور پھر انھین مصیبتون مین

عـه اس قصے کو اکثر مفسرین بیان کر رہے ہین۔ اور اس طریقے پر کہ آپ وحی کی دو آیتین بھول گئے تھے اُن کی جگہ جو جملے آپ نے ادا کیے اُن سے بتون کی تعریف نکلتی تھی۔ رات کو جبرئیل نے آکے بتایا تو آپنے صحیح آیتین یاد کین اور اپنی غلطی پر نادم ہوئے اور ڈرے۔ مگر محققین کو اس واقعے سے قطعاً انکار ہے۔ محدثانہ اصول پر کسی صحیح حدیث سے اسکی تصدیق نہین ہوتی۔ اسی وجہ سے محدثین نے زور و شور سے انکار کرلیے ہین۔ اور واقعی یہ بالکل بے سروپا ہے۔ مگر اتنا ضرور ہے کہ مشرکین سے کوئی ایسی غلط فہمی بیشک ہوئی تھی۔ آپنے کچھ فرمایا اور وہ کچھ سمجھے۔ جسکی وجہ سے یہ خبر اڑ گئی کہ مشرکین مین اور آپ مین موافقت ہوگئی۔ عـه السیرۃ الحلبیہ جلد ١۔ صفحہ ٣٤٦ و ٣٤٧

حبشہ کی دوسری ہجرت | مبتلا ہو گئے۔ آخر چند روز بعد پھر آپ نے اُنھین حبشہ جانے کی اجازت دے دی اور چونکہ ان لوگون کی زبانی وہان کی آزادیون کا حال تمام مظلوم مسلمانان مکہ کو معلوم ہو چکا تھا لہٰذا اب بہتون نے سفر کا سامان شروع کر دیا۔ اور جس سے بنی سیدھا نجاشی کی قلمرو کی طرف چل کھڑا ہوا۔ چند روز مین آگے پیچھے سفر کر کے کل بیاسی مسلمان اُس امن و امان کی سرزمین مین جا کے مقیم ہو گئے۔ اور آنحضرت

اُن غریب الوطنون کی تعداد | صلعم مکے مین اُسی طرح تبلیغ دین کیے جاتے تھے۔ کبھی مجبور ہو کے خفیہ طور پر ہدایت کرتے اور کبھی موقع پا کے علانیہ۔ مگر جو مسلمان کے مین تھے ان مین سے اکثر اپنے ایمان لانے کو ظاہر نہ کرتے تھے۔

ارض حبشہ مین اُن کی آزادی | مگر مسلمان مہاجر جو ارض حبشہ مین تھے وہ علانیہ اپنا دین ظاہر کرتے۔ بآزادی خدا کی عبادت بجا لاتے۔ اور سوائے بارگاہ رسالت سے جدا ہونے کے اُنھین اور کسی بات کی تکلیف نہ تھی۔ اُن کا حال سُن کے وہ غریب اہل مکہ جو آپ پر ایمان لانا چاہتے تھے مگر کفار کے خوف سے جرأت نہ کر سکتے اب بے تکلف مسلمان ہونے پر آمادہ ہو گئے۔ اس لیے کہ جانتے تھے اگر کوئی زیادہ ستائے گا تو ارض حبشہ مین چلے جائین گے۔ یہ رنگ دیکھ کے کفار مکہ بہت گھبرائے اور ڈرے کہ جب مسلمان ہماری گرفت سے باہر ہین تو یقیناً اسلام کی جڑ بھی مضبوط

نجاشی کے دربار مین کفار مکہ کی سفارت | ہو جائے گی۔ چنانچہ اس کا تدارک یہ کیا کہ عبد اللہ بن ابی ربیعہ اور عمرو بن عاص بہت سے تحف و ہدایا کے ساتھ گویا قریش اور اہل مکہ کے

سفیرون کی سازش | وکیل بن کے نجاشی کے دربار مین پہونچے۔ وہان پہونچ کے انھون نے پہلے تو بہت کچھ روپیہ صرف کر کے اور مختلف ہدیے اور تحفے پیش کر کے تمام سرزمین حبشہ اور نجاشی کے کل اہل دربار کو موافق و ہمزبان بنا لیا۔ پھر نجاشی کے سامنے

۵ تاریخ الخمیس جلد ۱ ۔ صفحہ ۳۲۷ ۔ ۵ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۲۹

ان الفاظ مین اپنی درخواست پیش کی کہ" ہمارے شہر مین چند نالائق نوجوان
پیدا ہو گئے ہین جنھون نے دین مین تفرقہ ڈال رکھا ہو۔ نہ اپنے ہی دین پر قائم
رہے اور نہ بادشاہ کا دین قبول کیا۔ ایک نیا دین ایجاد کیا ہو جس سے نہ ہم واقف
ہین نہ حضور۔ چند روز سے اُن لوگون نے حضور کی قلمرو مین آ کے پناہ لینی شروع
کی ہو۔ لہٰذا وہان کے سن رسیدہ اور معزز لوگون نے ہمین اس دربار مین بھیجا ہو
کہ ہمارے شہر اور ہماری قوم کے جو مفرور یہان آئین ہمارے سپرد کر دیے جائین۔"

نجاشی کی معدلت پروری

نجاشی نے یہ درخواست سُن کے اہل دربار سے مشورہ کیا
وہان تو پہلے ہی سے کہی بدی تھی سب نے بالاتفاق تائید کی۔ نجاشی اپنے
ارکان دولت کی یہ یک طرفہ رائے سُن کے بگڑا اور کہا "یہ تو کسی طرح نہین ممکن
ہو کہ جن لوگون نے میرے دامن مین پناہ لی ہو وہ اپنے دشمنون کے حوالے
کر دیے جائین۔" پھر بولا "اچھا اُن لوگون کو بھی سامنے بلاؤ۔ دیکھون وہ کیا
کہتے ہین؟" حسب الحکم وہ غریب الوطن مسلمان بھی حاضر دربار کیے گئے جن
مین سب سے ممتاز اور فصاحت سے گفتگو کرنے والے آنحضرت صلی اللہ علیہ
و آلہ وسلم کے ابن عم جعفرؓ ابن ابی طالب تھے جو اپنی آیندہ شہادت کے بعد جعفرؓ
طیار کے لقب سے یاد کیے جاتے ہین۔ یہ لوگ جیسے ہی سامنے گئے نجاشی نے
پوچھا "وہ کون سا مذہب ہو جس کے لیے تم نے اپنا آبائی دین بھی چھوڑا اور

دربار مین حضرت جعفرؓ کی فصیح و بلیغ تقریر

ہمارے مذہب کی طرف بھی توجہ نہ کی" جعفرؓ نے
ادب و شایستگی سے اِس شاہی دربار مین یون تقریر کی کہ "اے بادشاہ ہم جاہل
لوگ تھے۔ بُت پوجتے مُردار کھاتے۔ بدکاریون مین مبتلا رہتے۔ تعلقات
قرابت کو قطع کرتے پڑوسیون کا کوئی حق نہ سمجھتے۔ اور ہمارا زبردست ضعیفون
اور ناتوانون کو کھائے جاتا تھا۔ یہ خراب حالت ہو رہی تھی کہ اللہ جل شانہٗ نے

ہمارے پاس ایک پیغمبر بھیجا جس کی شرافت سچائی - دیانت اور پرہیزگاری سے ہم سب واقف ہیں - اُس نے ہمیں توحید و خدا پرستی کی طرف بلایا - اور کہا پتھروں اور بتوں کو جو باپ دادا کے وقت سے پجتے آتے ہیں چھوڑ دو سچ بولو - امانت داری کرو - اس کے علاوہ اُس نے ہمیں تعلقات قرابت مضبوط کرنے - پڑوسیوں پر مہربان رہنے - بدکاری و خونریزی سے بچنے - فحش و ریاکاری کے پاس نہ جانے - اور نماز روزے اور زکوۃ کی پابندی کرنے کا حکم دیا - اُس کی نصیحت ہم نے مانی - جن باتوں کو بُرا کہا بُرا سمجھے - اور جنھیں اچھا بتایا اچھا خیال کیا - اس پر ہماری قوم والے بگڑے - ہمیں طرح طرح کی تکلیفیں دینے لگے - اور ہر قسم کی دشواریاں پیدا کر کے چاہتے ہیں کہ ہم پھر بت پرستی شروع کر دیں - جب انھوں نے بہت ستایا تو ہم نے مجبوراً وطن چھوڑ دیا اور آپ کی قلمرو میں آ کے پناہ لی - اور اُمید ہے کہ آپ کے دامن عافیت میں آنے کے

نجاشی کے دل میں بھی نور ایمان چمکتا ہے

بعد ہم پر کوئی ظلم نہ کر سکے گا" یہ ایسی موثر اور دل کو مغلوب کر دینے والی تقریر تھی کہ نجاشی کے دل میں بھی ایک ذوق و شوق پیدا ہوا - بے اختیار بولا "بھلا تمھارے پاس اس وحی کا بھی کوئی حصہ ہے جو تمھارے پیمبر پر نازل ہوتی ہے؟" جعفر طیار نے کہا "جی ہاں" اور سورہ کہیعص کی چند ابتدائی آیتیں پڑھ کے سنائیں - جن کا مطلب معلوم ہوتے ہی نجاشی کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور بولا "خدا کی قسم یہ نور اور وہ نور جسے موسیٰ لائے تھے دونوں ایک ہی قندیل سے نکلے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔"

جعفر طیار وکلائے کہ کو قائل کرتے ہیں

اب بادشاہ کو ہمدرد پا کے جعفر طیار نے کہا "ان لوگوں سے پوچھا جائے کہ ہم غلام ہیں یا آزاد - اگر غلام ہیں اور

عہ سیرۃ ابن ہشام صفحہ ۲۱۸ و ۲۱۹ و ۲۲۰

اپنے آقا سے بھاگے ہین تو حضور بلا تامل ہمین اِن کے حوالے کر دین" عمرو بن عاص نے کہا" نہین غلام نہین - تم آزاد لوگ ہو" پھر جعفرنے پوچھا تو کیا ہمنے ناحق کسی کا خون بہایا ہی اور تم قصاص کے طالب ہو؟ یا ہم نے کسی کا مال چھین لیا اور تم اُسکی واپسی کے دعوے دار ہو؟" عَمرو نے کہا "یہ بھی نہین" اب نجاشی نے خود متوجہ ہو کے عَمرو سے پوچھا" یہ بھی نہین تو کیا ان پر تمھارا کچھ قرض آتا ہی عَمرو بولا "نہین" تب نجاشی نے صاف طور پر کہدیا کہ" جاؤ- مین خدا کی قسم ان لوگون کو کبھی تمھارے سپرد نہ کرونگا"

وکلاے مکہ کی دوسری ذلیل کوشش

اس وقت تو یہ لوگ حبشی دربار سے بے نیل مرام واپس آئے - مگر باہر نکل کے عَمرو نے کہا" اچھا دیکھو مین کل بادشاہ سے کہہ دونگا کہ یہ لوگ مسیح کو بھی خدا کا بندہ کہتے ہین - یہ سُن کے ممکن نہین کہ اُسے ان پر غصہ نہ آئے" اور ایسا ہی ہوا- دوسرے دن عَمرو نے حبشی دربار مین آ کے نجاشی کو مسلمانون کے اس عقیدے کی طرف متوجہ کیا- نجاشی نے جلاوطن مسلمانون کو پھر بُلوایا اور پوچھا تو جعفر طیار نے اپنی اُسی سحرنما فصاحت سے کہا" حضرت مسیح کی نسبت ہمارا یہ عقیدہ ہی کہ وہ خدا کے بندے - پیغمبر اور اُس کی روح تھے - اور وہ کلمہ تھے جسے خدا نے کنواری مریم کے بطن مین

اور پھر ناکامی

ڈال دیا تھا" اتنا سنتے ہی نجاشی بے اختیار بول اُٹھا" بیشک تم سچ کہتے ہو وروا قعی مسیح کی یہی شان تھی" اب وہ مشرکین مکہ اور خاصۃً انکے وکیلون سے نہایت ہی ناراض تھا اُسکی برہمی آخر اس درجے کو پہونچ گئی کہ اُن کے تمام ہدیے واپس کر دیے اور کہا" مجھے اس کی حاجت نہین - خدا نے بھی سلطنت عطا کرتے وقت مجھ سے رشوت نہین لی تھی" بہر تقدیر اہل مکہ کی اس سفارت کا ایسا نتیجہ ہوا کہ مشرکین اپنی اغراض مین

عـ۵ السیرۃ الحلبیہ جلد ۱ صفحہ ۳۶۲

نہایت ہی ناکام و نامراد ہو۔ اور مسلمان اس قدر گرویدہ اور شکر گذار ہوکے اُسکے دربار سے نکلے کہ ہمیشہ اُس کے لیے ترقی اقبال و دولت کی دعا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ کسی حریف نے اُس پر حملہ کر دیا۔ اور اُس کی حالت نازک ہو چلی تھی مگر اُس کی تمام قلمرو مین مسلمانون سے زیادہ کوئی اُس کا ہمدرد نہ تھا۔ اُس لڑائی سے مسلمانون کو یہان تک تعلق خاطر تھا کہ زبیر بن عوام خاص اس غرض کے لیے عین معرکۂ جنگ مین کھڑے رہے کہ جس قدر جلد ہوسکے اُسکی فتح کی خبر مسلمانون کو سُنا کے خوش کرین۔

نجاشی کی سرگذشت

اس نجاشی کی داستان بھی دلچسپی سے خالی نہین۔ بچہ تھا کہ لوگون نے اُس کے باپ کو قتل کر کے چچا کو تخت پر بٹھا دیا۔ اور صرف اس لیے کہ اُس کے چچا کی اولاد زیادہ تھی۔ مگر جب وہ چچا کے دامن مین پرورش پا کے بڑا ہوا تو اُس کے سب بیٹون سے زیادہ لائق ہوشیار اور مدبر تھا یہ حالت دیکھ کے وہی لوگ جنھون نے اُس کے باپ کو قتل کیا تھا ڈرے کہ کہین یہی چچا کا جانشین بن کے باپ کے خون کا بدلہ نہ لے۔ اس خیال سے اُس کے تخت نشین چچا کو مجبور کر کے اُسے خارج البلد کرایا۔ اور اس ذلت کے ساتھ

وہ چھ سو درہم پر بکتا ہو

کہ ایک سوداگر کے ہاتھ چھ سو درہم پر بیچ ڈالا۔ سوداگر اپنے شاہی خاندان کے غلام کو لے کے چلا تھا کہ چچا پر بجلی گری۔ اور اُس کے بیٹون مین سے کوئی اس قابل نہ ملا کہ سلطنت کی باگ اُسکے ہاتھ مین دی جائے مجبوراً وہی امراے دولت جنھون نے اُسے بیچا تھا سوداگر کی تلاش مین نکلے اور اُسے پاتے ہی نجاشی کو حبش کے تخت پر بٹھا دیا۔ خدا کی قدرت کہ اُس

تخت نشینی

سوداگر نے نجاشی ہی کے دربار مین آ کے فریاد کی کہ ان لوگون نے غلام کو تو چھین لیا۔ اور وہ قیمت نہین واپس دیتے جو مجھ سے لی تھی۔ ممکن تھا

کہ نجاشی اپنی قیمت شاہی خزانے سے ادا کر دیتا۔ مگر اُس نے ایسا نہین کیا۔ بلکہ اُنھین لوگون سے قیمت دلوائی۔ نجاشی نے جو کہا تھا کہ خدا نے سلطنت دیتے وقت مجھ سے رشوت نہین لی اس مین اسی واقعے کی طرف اشارہ تھا۔

اُس کے مسلمان ہونے پر اہل دربار کی بغاوت

لیکن اب نجاشی نے جب علانیہ اسلام قبول کر لیا اور مسلمانون کے ہر عقیدے کی تصدیق کی تو ساری مسیحی رعایا بگڑ گئی امرائے دولت مین ایک تہلکہ پڑ گیا۔ اور خود اُس کی فوج واسطے مقابلے کو تیار ہو گئے۔ نجاشی نے یہ حالت دیکھ کے اُسی وقت جعفر طیار کے پاس کہلا بھیجا "مین نے جہازون کا انتظام کر دیا ہے۔ اُن پر سوار ہو کے آپ ساحل سے ذرا فاصلے پر ٹھہرئیے۔ اگر اس مہم مین مین غالب آؤن تو فوراً واپس چلے آئیے گا۔ اور اگر معاملہ دگرگون ہو تو جدھر جی چاہے چلے جائیے۔ پھر یہ کلمات کہ اشہد ان لا الہ الا اللہ۔ اشہد انّ محمداً عبدہ ورسولہ۔ واشہد ان عیسی عبدہ ورسولہ وروحہ وکلمتہ القاہا الی مریم" ایک کاغذ پر لکھ کے اپنی قبا کے اندر رکھ لیے۔ اور

اُس کا حیلۂ شرعی

مقابلے کو روانہ ہوا۔ مگر لڑائی بے سود تھی۔ اس لیے کہ وہ اکیلا اور ساری خدائی مقابلے پر آمادہ تھی۔ وطنی فوجون کا سامنا ہوتے ہی اُس نے پوچھا "تم لوگ کیون بغاوت پر آمادہ ہو؟" جواب ملا "اس لیے کہ آپ نے اپنا مذہب بدل دیا۔ اور کہتے ہین کہ مسیح خدا کے بندے تھے" پوچھا "اور تم مسیح کے بارے مین کیا کہتے ہو؟" سب لوگ بولے "ہم یہ کہتے ہین کہ وہ خدا کے بیٹے تھے" یہ سُن کے نجاشی نے کہا "اور مین بھی تو یہی کہتا ہون کہ مسیح" یہ کہہ کے اپنا ہاتھ اُس مقام پر رکھ لیا جہان قبا کے نیچے وہ کاغذ رکھا ہوا تھا۔ لوگ سمجھے کہ نجاشی اپنے اُسی قدیم عقیدے پر قائم ہے۔ فوراً سر اطاعت جھکا دیا۔ اور نجاشی پھر آزادی سے حکومت کرنے لگا۔[ع]

ع سیرۃ ابن ہشام صفحہ ۲۱۸ تا ۲۲۳۔

آنحضرت پر دشمنون کی زیادتیان | اب مکے والون کی یہ حالت تھی کہ جب بہت سے مسلمانون کو ارض حبشہ مین جا کے پناہ مل گئی اور اُن کی مخالفت مین اُن کا کوئی زور نہ چل سکا تو آنحضرتؐ کی ایذارسانی مین اور سرگرمی دکھانے لگے۔ یہ بعثتؐ کا چھٹا سال تھا۔ اور اسی زمانے مین دشمنون نے آپ کو یہان تک تنگ کر دیا تھا کہ آپ نے سب جگہ کا آنا جانا بھی چھوڑا اور کوہ صفا پر ارقم بن ابی ارقم کے گھر مین چھپ کے بیٹھ رہے۔ اور اسی سے پتا لگایا جا سکتا ہے کہ آپ کی اور دیگر مسلمانون کی مصیبتون کے جو واقعات ہم پیشتر بیان کر چکے ہین اُن مین سے اکثر اسی زمانے مین گذرے سید الشہدا حمزہؓ کا ایمان لانا۔ ابوبکر صدیقؓ کا بُری طرح سے پیٹا جانا۔ یہ سب واقعات قریب قریب انھین دنون کے ہین۔ ارقم کے گھر مین آپ ایک

آپ کی عزلت گزینی | مہینے تک مخفی رہے اور انتالیس[39] مسلمان جو مکے مین تھے وہ بھی آپ کے ساتھ اُسی گھر مین جا بیٹھے[۵۷]۔ مگر سچ یہ ہے کہ اب مظلومی انتہا درجے کو پہونچ گئی تھی۔ اور خدا کو منظور تھا کہ اس خانہ نشینی کے بعد اس قوت سے باہر نکلین کہ اسلام کی جڑ ہمیشہ کے لیے مضبوط ہو جائے۔ حمزہؓ جو مکے کے ایک زبردست اور شجاع

عمر بن الخطاب | مرد میدان تھے وہ پہلے ایمان لا چکے تھے۔ اب اُن کے تھوڑے ہی زمانے بعد حضرت عمرؓ ایمان لائے جو مکے کے بڑے صاحب اثر اور زبردست رُکن تھے اور جن سے مخالفون کی قوت بہت بڑھی ہوئی تھی۔ اس لیے کہ عمرؓ بن الخطاب اس سے پیشتر آپ کے سخت مخالف تھے اور آپ کو ایذا پہونچانے مین بہت کچھ مستعدی دکھاتے تھے۔ عمرؓ بن الخطاب اور ابوجہل بن ہشام یہی دو شخص چونکہ مشرکین مین سب سے زیادہ زبردست اور آپ کی مخالفت کا جوش بڑھانے والے تھے لہذا آپ نے

---

۵۷ تاریخ الخمیس جلد ۱ صفحہ ۳۳۰۔

آپ اُن کے ایمان لانے کی دعا مانگتے ہین

دعا مانگی کہ بارالہا اسلام کو ان دونون مین سے کسی ایک کے ہاتھ سے قوت دے۔ یعنی ان مین سے کسی کو ہدایت دے کہ اسلام کا حامی و مددگار بنے۔ آپ کی یہ دعا قبول ہوئی۔ اور عمرؓ بن خطاب خود حاضر ہو کے ایمان لائے۔ یہ واقعہ غالبًا دوسری ہجرت حبشہ کے ابتدائی زمانے کا ہے۔ اس لیے کہ عمرؓ فاروق کے ایمان لانے تک تقریبًا چالیس ہی آدمی ایمان لائے تھے۔ اور حبشہ مین آخر وقت ۸۲ مسلمان پہونچ چکے تھے۔

اُن کے اسلام قبول کرنے کی شان

عمرؓ بن الخطاب کے ایمان لانے کا واقعہ بھی دلچسپی سے خالی نہین۔ ایک دن کفار قریش باہم بیٹھ کے آپ کا اثر مٹانے کی تدبیرین سوچ رہے تھے۔ جب اور کوئی تدبیر نہ بن پڑی تو بولے "اچھا بتاؤ کس مین اتنی جرأت ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کر ڈالے"۔ عمرؓ جوش مین آ کے

وہ آنحضرت کے قتل کا بیڑا اٹھاتے ہین

بولے "اس کام کو مین اپنے ذمے لیتا ہون"۔ سب نے مستعد دیکھ کے اور اُبھارا۔ اور وہ تلوار باندھ کے آپ کی تلاش مین نکلے۔ جب معلوم ہوا کہ آپ ارقم کے گھر مین ہین تو اُسی طرف رُخ کر کے چل کھڑے ہوئے۔ راستے مین نعیم بن عبداللہ نام ایک صحابی ملے جو اسلام قبول کر چکے تھے مگر اہل مکہ کے خوف سے چھپاتے تھے۔ پوچھا "کہان جاتے ہو؟" عمرؓ نے جواب دیا "جاتا ہون آج اس صابی شخص کا کام بھی تمام کر دون گا"۔ مشرکین عمومًا آپ کو اور اُن تمام لوگون کو جو مسلمان ہو جاتے صابی کہا کرتے تھے۔ جس کے معنے اُن کی اصطلاح مین لامذہب یا بے دین کے تھے۔ نعیم نے یہ سُن کے سمجھایا اور کہا "کیون بے وقوف ہوئے ہو؟ بھلا

ے۵ تاریخ الخمیس جلد ۱ صفحہ ۳۳۳

عمر فاروق اپنی مسلمان بہن کے گھر مین

ممکن ہی کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو مارو اور بنی عبد مناف تمھاری جان چھوڑ دین؟ پہلے اپنے گھر کی تو خبر لو۔ خاص تمھاری بہن فاطمہ بنت خطاب اور تمھارے بہنوئی سعید بن زید مسلمان ہو چکے ہین" اتنا سننا تھا کہ آپ کی طرف جانے کا ارادہ ملتوی کر دیا۔ اور اپنی بہن کے گھر کی طرف پلٹ پڑے وہان اس وقت خباب بن ارت نام ایک صحابی بیٹھے دونون کو قرآن پڑھا رہے تھے عمرؓ کی آہٹ پاتے ہی انھون نے تو قرآن چھپا دیا۔ مگر عمرؓ گھر مین گھسے تو یہ کہتے ہوئے گھسے "بتاؤ تم کیا پڑھ رہے تھے؟" جواب ملا "کچھ نہین" بس پھر کیا تھا بگڑ گئے اور بولے "مین سن چکا ہون کہ تم دونون محمدؐ پر ایمان لے آئے ہو" یہ کہہ کے بہنوئی کو پکڑ لیا۔ اور مارنے لگے فاطمہ سے شوہر کی یہ مصیبت نہ دیکھی گئی دوڑ کے بیچ بچاؤ کرنے لگین۔ عمرؓ نے جھنجھلا کے بہن کو ایک ایسا تھپڑ مارا کہ اُن کا منھ لہولہان ہو گیا جب یہان تک نوبت پہونچ گئی تو دونون میان بیویون نے صاف صاف کہہ دیا کہ "ہان ہم مسلمان ہو گئے ہین۔ تمھارا جو جی چاہے کر لو" عمرؓ یہ حالت دیکھ کے ایک سناٹے مین آ گئے۔ اور بہن کے چہرے کو

اُن کے دل پر نور اسلام کی پہلی شعاع

خون آلود دیکھا تو دل مین ایک غیرت بھی پیدا ہوئی جو کسی مظلوم اور کمزور پر جور کر کے ہر شریف بہادر کے دل مین پیدا ہوا کرتی ہی۔ آخر تھوڑی دیر کے توقف کے بعد نرمی اور متانت سے بولے "اچھا وہ کتاب تو لاؤ جو تم پڑھ رہی تھین۔ دیکھون تو سہی کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر کیا اُترا ہی" بہن نے جو اب واقعی جان پر کھیل گئی تھین کہا "ایسا نہین ہو سکتا۔ تم خدا کے کلام کو تلف کر دوگے" عمرؓ نے قسم کھائی کہ "نہین مین پڑھ کے پھیر دون گا" تب وہ بولین "تم ابھی نجاست شرک مین مبتلا ہو۔ اور اس کلام کو وہی شخص چھو سکتا ہی جو پاک وصاف ہو" اتنی ہی باتون نے عمر فاروقؓ کے دل پر نور ایمان کا اتنا اثر ڈال دیا تھا کہ بلا عذر و حجت جا کے غسل کیا۔ اور پھر آ کے قرآن کو مانگا۔

کلام ربّانی کا اثر

فاطمہؓ نے یہان تک مستعد دیکھ کے وہ اجزا اسے قرآن نکال کے اُن کے ہاتھ مین دے دیئے۔ اُن مین سورۂ طٰہٰ لکھی تھی۔ عمرؓ نے چند ہی آیتین پڑھی ہون گی کہ متاثر ہوکے بولے "کیا اچھا کلام ہے!" اُن کی زبان سے یہ الفاظ سنتے ہی خبابؓ نکل آئے جو کونے مین چھپے بیٹھے تھے۔ اور بولے "اے عمر مجھے خدا کی قسم امید ہے کہ اللہ جل شانہ نے اپنے پیغمبر کی دعا مین تم کو منتخب کیا۔ کل ہی آنحضرتؐ نے یہ دعا کی تھی کہ خداوندا ابوجہل کے ہاتھ سے اسلام کو مدد دے یا عمرؓ بن خطاب کے ہاتھ سے۔" یہ سُن کے عمرؓ بولے "تو اچھا مجھے اُن کے پاس لے چلو" خبابؓ نے کہا میرے چلنے کی ضرورت نہین۔ آپ کوہ صفا پر ارقم کے گھر مین ہین تم خود چلے جاؤ"۔ یہ سنتے ہی حضرت عمرؓ نے تلوار اُٹھا لی

عمر فاروقؓ آنحضرتؐ کے دروازے پر

اور کوہ صفا کی طرف چلے۔ وہان ارقم کے دروازے پر پہونچ کے دستک دی تو لوگون نے دروازے کی درزون سے جھانک کے دیکھا اور آنحضرتؐ کی خدمت مین جاکے عرض کیا "یارسول اللہ عمرؓ بن الخطاب آئے ہین اور تلوار باندھے ہوئے ہین"۔ مسلمانون پر اُن کی اتنی ہیبت تھی کہ کسی کو دروازہ کھولنے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ آپ کے تمام ہمراہیون مین حمزہؓ البتہ بڑے بہادر تھے۔ بولے "کیا مضائقہ ہے۔ آنے دو اگر اچھی نیت سے آئے ہین تو ہم اخلاق سے پیش آئین گے۔ ورنہ اُنھین کی تلوار سے اُن کی جان لین گے"۔ حمزہؓ کے اطمینان دلانے کے بعد دروازہ کھولا گیا۔ اور عمرؓ اندر داخل ہوے۔ سب انھین گھبرائے اور سہمی ہوئی نگاہون سے دیکھ رہے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُن سے ایک حجرے مین جاکے تنہا ملے۔ اور ملتے ہی اُن کی چادر کا کونا کھینچ کے کہا "اے عمرؓ سچ بتاؤ کس ارادے سے آئے ہو؟" عمرؓ نے کہا۔ "اس لیے کہ خدا اور اس کے

اُن کا ایمان لانا | رسولؐ پر ایمان لاؤں"۔ یہ خلاف امید جواب سنتے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی بے انتہا خوشی ہوئی کہ زور سے نعرۂ اللہ اکبر بلند کیا۔[عـ۱] بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اس موقع پر تمام مسلمانوں نے اس زور سے تکبیر کہی کہ مسجد حرم میں جو کفار بیٹھے تھے وہ بھی سُن کے چونک پڑے۔

اُن کی آزادی کا پہلا نمونہ | عمرؓ فاروق عجب مضبوط۔ بے ریا۔ اور نڈر طبیعت کے آدمی تھے۔ اُن کی فطرت کسی طرح اس امر کی متقاضی نہ ہوسکتی تھی کہ توحید اور دین حق کو اختیار کرنے کے بعد کسی سے چھپائیں۔ اپنی مضبوطی کی پہلی یہ شان دکھائی کہ ایمان لاتے ہی آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس سے نکلے تو راستے میں پوچھتے چلے کہ مکے میں سب سے زیادہ پیٹ کا ہلکا کون شخص ہے؟ کسی نے کہا "جمیل بن معمر"۔ سیدھے اُس کے پاس گئے اور کہا تم نے کچھ اور بھی سنا؟ میں مسلمان ہوگیا۔ اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پیروں میں ہوں"۔ حضرت عمرؓ یہ کہہ کے اچھی طرح پلٹے نہ ہوں گے کہ وہ کعبہ کی طرف روانہ ہوا۔ عمرؓ تو جانتے ہی تھے کہ وہ کہاں اور کس لیے جاتا ہے۔ خود بھی اُس کے پیچھے ہولیے۔ جمیل نے خاص مسجد حرم کے پاس آکے موذنوں کی شان سے پکارا "اے اہل قریش عمرؓ بن الخطاب صابی ہوگئے"۔ حضرت عمرؓ اُس کے پیچھے موجود تھے بولے جھوٹا ہے کم بخت۔ صابی کیسا؟ میں تو اس بات پر ایمان لایا ہوں کہ لا الہ اللہ ومحمد عبدہ ورسولہ"۔ اس خبر کا مشہور ہونا تھا کہ لوگ چاروں طرف سے جھپٹ پڑے

مشرکین کی یورش | اور حضرت عمرؓ پر ہر جانب سے مشرکین کے حملے ہونے لگے۔[عـ۲] آپ بہت دیر تک اُن سب کا جواب دیتے اور مقابلہ کرتے رہے۔ یہاں تک کہ آفتاب سر پر آگیا۔ اور دھوپ کی حدت بڑھ گئی۔ اُس وقت تھکن اور

عـ۱ سیرۃ ابن ہشام صفحہ ۲۲۴ تا ۲۲۷   عـ۲ تاریخ الخمیس جلد ۱۔ صفحہ ۳۳۴

اضمحلال سے آپ زمین پر بیٹھ گئے۔ مگر لوگ اُسی طرح چارون طرف سے گھیرے ہوئے تھے۔ اتنے مین عاص بن وائل بھی آگیا۔ اور بھیڑ دیکھ کے پوچھنے لگا کیا ہو؟" لوگون نے کہا "عمرؓ صابی ہو گئے" یہ سُن کے عاص بولا "ہو گئے تو ہو جانے دو۔ ہر شخص کو اختیار ہو کہ جس مذہب کی چاہے پیروی کرے۔ کیا تم جانتے ہو کہ بنی عدی عمرؓ کے خون کا انتقام نہ لین گے؟" اس جملے نے عجیب اثر کیا جتنے لوگ گھیرے کھڑے تھے سب اِدھر اُدھر غائب ہو گئے۔ اور آپ اُٹھ کے گھر آئے۔

عمر فاروق اور ابوجہل ابن ہشام کا سامنا

اسی زمانے مین ایک دفعہ یہ واقعہ بھی پیش آیا کہ عمرؓ بن الخطاب طواف کعبہ کر رہے تھے کہ ابوجہل بن ہشام کا سامنا ہو گیا اُس نے دیکھتے ہی کہا "مین نے سنا ہو تم صابی ہو گئے؟" عمرؓ نے اس کے جواب مین کلمۂ شہادت پڑھا کہ "اشہد ان لا الٰہ الا اللہ و اشہد ان محمداً عبدہ و رسولہ" یہ الفاظ سنتے ہی مشرکین نے دوبارہ یورش کی۔ عمرؓ نے اس کی بالکل پروا نہ کی۔ اور پوری دلاوری سے مقابلہ کرتے رہے۔ اور جب دیکھا کہ اکیلے سب کا جواب نہین دے سکتے تو حملہ آورون مین سے عتبہ بن ربیعہ کو پکڑ کے دے مارا اُس پر چڑھ بیٹھے۔ اور اس زور سے اُسکی آنکھون مین انگلیان گھسیڑ دین کہ وہ بیتاب ہو کے چیخنے لگا۔ اُس کی یہ حالت دیکھ کے سب علحدہ ہو گئے۔ تب آپ اُسکو چھوڑ کے اُٹھے

باب نہم

عہد اعلان تبلیغ تا وفات ابوطالب

آپ کعبے مین نماز پڑھتے ہین۔ بنی ہاشم سے تعلقات قطع کرنے پر قریش کا معاہدہ۔

عہ۵ ابن ہشام صفحہ ۲۲۹ عہ۵ تاریخ الخمیس جلد ۱ صفحہ ۳۳۵

یا دوٹ آف سنشیور - ابو طالب کا احاطہ - نگرانی اور روک ٹوک - اس محصوری مین بنی ہاشم کی مصیبت - مدد دینے والون پر سختی - اندنون آپ کی جان کا بھی اندیشہ تھا - اب بھی آپ تبلیغ سے غافل نہ تھے - اس زمانے مین ابوبکر صدیق کی حالت - وہ بھی ہجرت حبشہ کا سامان کرتے ہین - ابن دغنہ ان کی کفالت کرتا ہی - آپ وہ تلاوت قرآن سے روکے جاتے ہین - ابن دغنہ اپنی کفالت فسخ کرتا ہی - ابوبکر صدیق پھر آزار پاتے ہین - قریش کے معاہدے کو دیمک کھا گئی - ابو طالب اپنے احاطے سے نکلتے ہین - کفار سے گفتگو - مگر وہ اپنی قساوت نہین چھوڑتے - انھین مین لوگ عہد شکنی پر آمادہ ہوتے ہین - وہ معاہدہ کالعدم ہوتا ہی - بنی ہاشم کو آزادی حاصل ہوئی - طفیل بن عمرو کا ورود مکہ مین - قریش انھین آپ کی طرف سے بھڑکاتے ہین مگر وہ ایمان لاتے ہین - اراش کے ایک سوداگر پر ابوجہل کا ظلم - وہ آپ کے سامنے فریاد کرتا ہی - ابوجہل پر آپ کا معجزنما رعب - نصارائے نجران آکے ایمان لاتے ہین - ضماد نام ایک عامل مکے مین آتا ہی - وہ بھی ایمان لاتا ہی - ابو طالب کی وفات - کفار صلح کی کوشش کرتے ہین - مگر توحید کو کسی طرح نہین پسند کرتے - خود ابو طالب پر تبلیغ اسلام - اور اُن کا انکار مرتے وقت اُن کی کلمہ خوانی - ابو طالب کے ایمان مین اختلاف - اُن کے مسلمان ہونے کے ثبوت -

آپ کعبے مین نماز پڑھتے ہین

حضرت عمرؓ نے اسلام لانے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر مسلمانون کو جو اس وقت تک کونون مین چھپے اور مشرکین کے خوف سے دبے بیٹھے تھے اس امر پر آمادہ کیا کہ اسلام کو علانیہ ظاہر کرین اور خاص خانۂ کعبہ کے پاس جا کے بالاعلان نماز ادا کرین - چنانچہ آپ اپنے تمام رفقا کے ساتھ ارقم کے گھر سے نکل کے کعبے مین تشریف لے گئے اور مشرکین کے سامنے بآزادی نماز ادا کی - بس یہی وقت ہی جب سے اسلام کو

قوت حاصل ہوئی۔ اور آپ بھی خانۂ خدا کے گرد نماز پڑھنے لگے۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ سمجھنا چاہیے کہ اس دن سے تبلیغ کی آواز بھی قوی ہوگئی۔ اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حمزہؓ کے ایمان لانے سے بھی بڑی تقویت ہوگئی تھی۔ مگر یہ بات خدا نے حضرت عمرؓ ہی کے لیے مخصوص کر دی تھی کہ اُن کے قوت بازو سے اسلام ایک بند گھر سے نکل کے شان وشوکت کے ساتھ عرب مین پھیلنے لگے۔

جب مشرکین قریش نے یہ حالت دیکھی کہ اب آپ ارقم کے گھر سے نکل کے خاص شہر مکہ مین بآزادی رہنے لگے۔ حمزہؓ اور عمرؓ کے سے بہادر اور نبرد آزما جانباز آپ کے قوت بازو اور مدد ومعاون ہین۔ غریب اور کمزور مسلمانون کو بھی نجاشی کی قلمرو مین بہ امن وامان زندگی بسر کرنے کا موقع مل گیا ہے تو

بنی ہاشم سے تعلقات قطع کرنے پر قریش کا معاہدہ یا وورڈ آف سنشور

تو سبھون نے جمع ہو کے باہم ایک تحریری معاہدہ کیا کہ بنی ہاشم وبنی مطلب سے شادی بیاہ۔ بیع وشرا۔ ربط وضبط مجالست وموانست یک قلم موقوف کردین۔ اس معاہدے کو منصور بن عکرمہ نے جو بنی عبد الدار مین سے تھا اپنے ہاتھ سے لکھا۔ اور بعد تکمیل وہ خانۂ کعبہ مین لٹکا دیا گیا۔ع یہ معاہدہ بعثت کے ساتوین برس محرم کے مہینے مین لکھا گیا تھا۔ تمام بنی ہاشم اس وقت تک باوجود اپنے قدیم مذہب پر قائم ہونے کے صرف تعلقات قرابت کی وجہ سے آپ کا ساتھ دے رہے تھے۔ قریش کا یہ رنگ دیکھ کے ابوطالب

ابوطالب کا احاطہ

کے پاس جمع ہو گئے۔ اور چونکہ سارا شہر خلاف نظر آتا تھا اور وہ کسی صحبت مین جانے کے قابل نہین رہے تھے لہذا سب کے سب ابوطالب کی گلی

ع ابن خلدون تتمہ جلد دوم صفحہ ۹ عس سیرۃ ابن ہشام صفحہ ۲۲۱ سٹ تاریخ الخمیس جلد ا صفحہ ۳۳۶

یا اُن کے مکانون کے احاطے مین آکے سکونت پذیر ہو گئے - ایک صرف ابولہب نے تو اِن لوگون کا ساتھ نہین دیا اس لیے کہ وہ دشمنون کے مشورے مین شریک تھا باقی سبھون نے خود ہی باہر کی آمد و رفت چھوڑ دی۔

نگرانی اور روک ٹوک

لیکن کفار باہر سے بڑی نگرانی رکھتے اور کوشش کرتے کہ حتی الامکان کسی کو ان لوگون سے ملنے نہ دین تاکہ یہ لوگ عاجز آکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ چھوڑ دین - اس امر مین ابوجہل کو سب سے زیادہ اہتمام تھا - چنانچہ ایک دن حکیم بن حزام اپنی پھوپھی حضرت خدیجہ کے پاس آئے تھے جو آنحضرتؐ کے ہمراہ ابوطالب کے احاطے مین تھین - اُن کے ساتھ ایک غلام تھا جو کچھ کھانا لیے آتا تھا - ابوجہل نے دیکھ کے ٹوکا کہ تم بنی ہاشم کے لیے کھانا لیے جاتے ہو؟ سارے مکے مین بدنام کر دون گا - اتفاقاً اسی وقت ابوالبختری آ گئے جو حضرت خدیجہ کے عزیزدارون مین تھے اور اصل ماجرا سُن کے ابوجہل سے کہا "تمھین کیا؟ وہ اپنی پھوپھی کے لیے کھانا لیے جاتے ہین - جس کے روکنے کا کسی کو حق نہین" ابوجہل اس پر بگڑا - اور ابوالبختری اور اُس مین یہان تک مخالفت ہوئی کہ ابوالبختری نے اونٹ کے جبڑے کی ایک ہڈی اُٹھا کے اس زور سے ماری کہ ابوجہل کے خون جاری ہو گیا۔[عہ]

اس محصوری مین بنی ہاشم کی مصیبت

یہ تو خیر ایک معمولی واقعہ تھا - سچ یہ ہے کہ بنی ہاشم نے ابوطالب کے محلے مین محصور ہو کے آپ کے ساتھ بڑی بڑی مصیبتین اٹھائین آپ نے کفار کا ایسا نرغہ دیکھ کے تمام مسلمانان مکہ کو ارض حبشہ مین چلے جانے کا حکم دیا اور خود درۂ مذکور مین چھپا اور ہمدرد اہل خاندان کی حمایت مین بیٹھ رہے تمام محصورین کو کھانے پینے اور ہر قسم کی تکلیفین تھین - کھانے کو کبھی صرف

عہ سیرۃ ابن ہشام صفحہ ۲۳۱ و ۲۳۲ -

درختون کے پتے ہی ملتے اور صبر و شکر سے کھائے جاتے۔ مکے مین جو غلہ لانے والے تاجرون کا قافلہ آتا تو بنی ہاشم مین سے کوئی شخص خریدنے کو چلا جاتا۔ اور اُسے بھی یہ مصیبت پیش آتی کہ ابولہب سوداگرون کو بہکا کے بھاؤ بڑھوا دیتا۔ اکثر دونی جمع دینی پڑتی۔ بلکہ کبھی اس پر بھی کچھ نہ ملتا۔ اور وہ خالی ہاتھ گھر مین آ کے بچون کو بھوکون مرتے دیکھتا۔ اور اُن کا بلکنا دیکھ کے کلیجا شق ہو جاتا۔ ہاشم بن عمرو بن حرث نے جو بعد مین مسلمان ہو گئے ایک رات کو موقع پا کے غلہ کے تین اونٹ پہونچا دیے تھے۔ قریش کو خبر ہوئی تو صبح ہی کو جا کے دھمکایا۔ اُنھون نے کہا اچھا پھر ایسا نہ ہوگا۔ مگر بنی ہاشم کی مصیبت پر ترس کھا کے ایک بار اُنھون نے ایک اور اونٹ پہونچا دیا۔ اتفاقاً پھر قریش کو پتہ لگ گیا۔ اب کی سب اُن بیچارے کی آبروریزی کے درپے ہو گئے تھے کہ خدا نے ابوسفیان کے دل مین کچھ نیکی ڈال دی۔ اور اُن کے بچانے سے بچ گئے۔

مدد دینے والون پر سختی

ان دنون آپ کی جان کا بھی اندیشہ تھا

یہ محصوری کا زمانہ تین سال تک رہا۔ اور اس پورے زمانے مین صرف یہی نہ تھا کہ بنی ہاشم کو کھانے کی تکلیف تھی بلکہ ہمیشہ آپ کی جان کا بھی اندیشہ لگا رہتا۔ ابوطالب کا معمول تھا کہ ابتدائے شب مین آپ کو ایک بچھونے پر سُلاتے مگر جب زیادہ رات آ لیتی اور سب سو چکتے تو اُٹھا کے کہین اور لٹا دیتے اور اُس بچھونے پر اپنے کسی لڑکے یا کسی اور عزیز کو سُلا دیتے تاکہ اگر دشمن رات کو یورش کر کے آئین بھی تو آپ کو نہ پا سکین۔ تاہم آپ اپنے فرض تبلیغ سے غافل نہ تھے۔ وہ مہینے جو جاہلیت مین متبرک سمجھے جاتے تھے اور جن مین خون ریزی حرام تھی اُن کے شروع ہوتے ہی آپ ابوطالب کے احاطہ سے باہر نکل آتے۔ اور لوگون کو خدا کی

عـــہ السیرۃ الحلبیہ جلد ا صفحہ ۳۵۸ عـــہ السیرۃ الحلبیہ جلد ا صفحہ ۳۶۴

کی طرف بلانے لگتے۔ مگر ابولہب اکثر ساتھ ساتھ رہتا اور جس کے سامنے آپ

اس زمانے مین ابوبکر صدیق کی حالت

توحید کی آواز بلند کرتے وہ کہتا "یہ جھوٹا اور صابئی ہی"
ظاہر ہی کہ اِن دنون جب خود حضرت سرور کائنات کی یہ حالت
تھی تو دیگر مسلمانون پر کیا کچھ سختیان نہ ہوتی ہونگی۔ سب لوگ جان بچا بچا کے یوہی
سے حبشہ کی طرف بھاگے جاتے۔ آخر یہان تک نوبت پہونچی کہ ابوبکر صدیقؓ جو
اپنی قوم والون کی حمایت کی امید پر اس وقت تک آپ کا ساتھ دیتے رہے
تھے اُن کا قدم بھی مکے مین نہ ٹک سکا۔ مجبوراً آنحضرتؐ سے اجازت لے کے

وہ بھی ہجرت حبشہ کا سامان کرتے ہین

نجاشی کی قلمرو مین جانے کے لیے مکے سے روانہ ہو گئے۔
دو ہی تین منزلین قطع کی تھین کہ ابن دغنہ نام ایک معزز
شخص ملا۔ پوچھا "کہان جاتے ہو؟" ابوبکر نے جواب دیا "قوم والون نے مجھے نکال دیا" ابن دغنہ نے

ابن دغنہ اُن کی کفالت کرتا ہی

یہ سن کے تعجب کیا اور کہا "تم سے نیک نفس فیاض اور رحمدل شخص کے
ساتھ تو ایسا سلوک نہ ہونا چاہیئے تم اُن کی پروا نہ کرو اور چلو مین تمھاری کفالت کیے لیتا ہون"
یہ کہہ کے ابن دغنہ ابوبکر کو مکے مین پلٹا لایا۔ اور سب سے کہہ دیا کہ "یہ میری ضمانت پر
یہان رہین گے۔ خبردار کوئی اِن سے متعرض نہ ہو" اس طرح انھون نے پھر مکے
کی سکونت اختیار کی۔ مگر اب اُن بیچارے کے لیے ایک نئی دشواری پیش آئی
وہ بنی جمح کے محلے مین رہتے تھے۔ اور اپنے مکان کے دروازے پر ایک چھوٹی
سی مسجد بنالی تھی جس مین عبادت کرتے۔ اور اکثر اوقات نہایت ہی خضوع و خشوع
اور رقت قلب سے تلاوت قرآن کیا کرتے تھے۔ اُن کی آواز مین کچھ ایسا اثر اور
ایسی دلکشی تھی کہ قرآن پڑھتے وقت اُن کے گرد عورتون اور بچون کی بھیڑ لگ جاتی

ابوبکر تلاوت قرآن سے روکے جاتے ہین

اور اُن کی آواز جس کے کان تک پہونچتی اُس کے دل پر پورا
اثر کر جاتی۔ یہ حالت دیکھ کے مشرکین ڈرے کہ کہین ہماری عورتین اور ہمارے بچے

ان کے معتقد نہ ہو جائین۔ سب کے سب دوڑے ہوئے ابن دغنہ کے پاس گئے۔ اور کہا "تمھاری وجہ سے ہم نے ابُوبکر سے کبھی تعرض نہین کیا۔ لیکن اُنھون نے ایسی وضع اختیار کر رکھی ہو کہ ہمین اپنے بال بچون کی نسبت مسلمان ہو جانے کا اندیشہ ہو۔ اگر تم نے اپنی کفالت مین لیا ہو تو اُنھین اس بات سے روکو۔" ابن دغنہ یہ سُن کے ابُوبکر کے پاس آیا۔ اور کہا "مین نے اس لیے تمھاری کفالت نہین کی تھی کہ اپنی قوم کو ستاؤ۔ تمھاری یہ وضع اُنھین ناگوار ہو۔ قرآن پڑھنا ہو تو گھر کے اندر بیٹھ کے پڑھا کرو۔" ابُوبکر کو یہ امر ناگوار ہوا۔ بولے "مین تمھاری کفالت ہی سے باز آیا۔ تمھاری ذمے داری نکال کے مین اپنے تئین خدا کی ذمے داری مین دیتا ہون۔"[۱] ابن دغنہ نے کہا "بہتر" اور جا کے قریش مین پکار دیا کہ اب ابن ابی قحافہ (یعنی ابُوبکر) میری کفالت مین نہین۔ آیندہ تمھارا جو جی چاہے کرو۔" پھر کیا تھا بیچارے ہر جگہ اور ہر شخص کے ہاتھ سے آزار پانے لگے۔ ایک دن کعبے کو جاتے تھے کسی نے سر پر خاک ڈال دی۔ اُدھر سے ولید بن مغیرہ گذرا اُس کی طرف دیکھ کے اُنھون نے کہا "دیکھتے نہین کہ اس کمبخت نے کیا کیا؟" ولید بولا "اُس کی خطا نہین۔ جو کچھ کیا خود تم نے کیا ہو۔" سوا اس کے کیا علاج تھا کہ بیچارے نے آسمان کی طرف دیکھ کے کہا "خداوندا تو کتنا بڑا حلیم ہو!" اور خاموش ہو رہے۔

ابن دغنہ اپنی کفالت فسخ کرتا ہو

ابوبکر صدیق پھر آزار پاتے ہین

اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تمام بنی ہاشم کو ابی طالب کے احاطے مین محصور ہوے پورے تین سال گذر گئے تھے۔ یا یون کہنا چاہیے کہ خداوند جل و علا اپنے پیغمبر کا پورا امتحان کر چکا۔ اور وقت آ گیا تھا کہ آپ پھر گھر سے نکل کے مکے کی گلیون مین

قریش کے معاہدے کو دیمک کھا گئی

[۱] سیرۃ ابن ہشام صفحہ ۲۴۵ و ۲۴۶۔

دین برحق کی تبلیغ کرین جس کی ابتدا یون ہوئی کہ جبرئیل نے آپ کو آ کے بتایا کہ "قریش نے جس معاہدے کو خانۂ کعبہ مین لٹکایا تھا اُسے دیمک کھا گئی صرف خدا کا نام جہان لکھا تھا وہ تو باقی ہے باقی کوئی لفظ نہین بچا۔"

آپ نے خبر پاتے ہی ابوطالب کو مطلع کیا۔ ابوطالب نے اُسی وقت اپنے چند اور بھائی بندیون کو بلا کے خبر کی۔ اور کہا "تم سب پُرتکلف کپڑے پہن لو۔ اور چلو قریش سے مل کے کچھ گفتگو کرین۔" فوراً سب تیار ہو گئے۔ اور ابوطالب اُن کو لے کے کعبے کے پاس مسجد حرام مین پہونچے۔ قریش نے

ابوطالب اپنے احاطے سے نکلتے ہین

جیسے ہی دُور سے ان کی صورت دیکھی دل مین خیال کیا کہ معلوم ہوتا ہے اب یہ لوگ عاجز آ کے اس امر پر آمادہ ہو گئے ہین کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ہمارے حوالے کر دین۔ مگر یہ بات ہنوز اُن کے خیال مین تھی کہ ابوطالب نے اُن کی طرف متوجہ ہو کے کہا "ہم مین تم مین بہت کچھ جھگڑا ہو چکا۔ اچھا اپنا وہ معاہدہ لا کے پیش کرو شاید

کفار سے گفتگو

صلح کی کوئی صورت نکل آئے۔" اس پر وہ لوگ راضی ہوئے اور اُس معاہدے کو کعبے سے اُتار کے لے آئے۔ مگر ہنوز پیش کرنے اور کھولنے نہین پائے تھے کہ ابوطالب نے کہا "سنو میرے بھتیجے نے مجھے خبر دی ہے کہ اس معاہدے مین سوا خدا کے نام کے اور تمام الفاظ کو دیمک کھا گئی۔ بس اب اسی بات پر فیصلہ ہے۔ اسے کھول کے دیکھو۔ اگر محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا بیان صحیح نکلے تو اپنی ان بدگمانیون اور دشمنیون سے باز آ جاؤ۔ اور اگر غلط نکلے تو مین محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو لا کے تمھارے سپرد کر دون گا۔ جیسا سلوک چاہنا کرنا۔" سب نے کہا "بہتر ہم اس پر راضی ہین۔ لیکن اگر یہ بیان جھوٹ نکلا تو تمھین اپنا اقرار پورا کرنا پڑے گا۔"

اگر وہ اپنی تجارت نہین چھوڑتے

ابو طالب نے کہا بے شک" اب اس کے بعد اُس معاہدے کو جو کھول کے دیکھتے ہین تو وہی بات نظر آئی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بیان فرمائی تھی۔ سوا خدا کے نام کے کوئی لفظ نہین باقی تھا۔ یہ دیکھ کے قریش پہلے تو گھبرا اُٹھے۔ پھر طرح طرح کی تاویلین کرنے لگے اور بولے "تمھارے بھتیجے نے جادو کر دیا ہے" اس واقعے سے بجائے اس کے کہ مشرکین نرمی اختیار کرین اُلٹے اور سختی پر آمادہ ہو گئے۔ اور پہلے سے بھی زیادہ مخالفت اور دشمنی ظاہر کرنے لگے عہ

انھین مین لوگ عہد شکنی پر آمادہ ہوتے ہین

یہ واقعہ معاہدے کے غارت ہونے کا نبوت کے دسوین سال پیش آیا۔ مگر انھین دنون خدا وند جل و علا نے ایک اور طریقے سے بھی دشمنون کی جماعت توڑ دی۔ اور ہوا یہ کہ آپ کی اور تمام بنی ہاشم کی اسیری و مظلومی دیکھ کے بعض غیر متعصب اور رحم دل قریش کو ترس آیا۔ اور خود ہی آمادہ ہو گئے کہ جس طرح بنے اُس معاہدے کی پابندی چھوڑ دین۔ سب کے پہلے یہ خیال ہشام بن عمر کے دل مین آیا جنھین بعض مورخین ہاشم بن عمرو کے نام سے یاد کرتے ہین۔ یہی ہین جو اکثر راتون کو چھپا کے بنی ہاشم کے پاس غلہ پہونچا دیا کرتے۔ اور بعض اوقات و کچھ بھی لیے گئے جس پر لوگون نے یورشین کین۔ آخر

عہ السیرۃ الحلبیہ جلد ۱ صفحہ ۳۶۴ و ۳۶۵ عہ تاریخ الخمیس جلد ۱ صفحہ ۳۲۶۔ و ابیرٹ آف اسلام صفحہ ۱۱۱۔ عہ اس امر کا خیال رکھنا چاہیے کہ ایسے اختلاف عربی نامون مین بہت ہین جن کا زیادہ تر رسم خط کے نقصان سے پڑی ہے۔ قدیم تحریرون مین الف کے مقام پر اکثر کھڑا زبر دیا جاتا تھا۔ حرات لکھتے تھے اور حارث پڑھتے تھے۔ اسی طرح ہشام اور ہاشم مین بھی اکثر ت سے اشتباہ پڑ گیا ہے۔

جب اُنھون نے دیکھا کہ اب خفیہ مدد سے بھی کام نہین چل سکتا تو کوشش کرنے لگے کہ لوگون کو اس معاہدے کے توڑنے پر آمادہ کرین - اُٹھ کے زہیر بن ابی اُمیہ کے پاس پہونچے - اس سے زیادہ امید اس لیے تھی کہ عاتکہ بنت عبدالمطلب کا بیٹا - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پھوپھی زاد بھائی اور بنی ہاشم کا قریبی رشتے دار تھا - اسی خیال سے ہشام نے اس سے مل کے کہا " تمھین یہ پسند ہے کہ ہم تم کھائین پیئین مزے اڑائین اور بنی ہاشم یون ادنی ادنی چیزون کو ترسا کرین ؟ " زہیر نے کہا " یہ تو سب کچھ ہے - مگر مین اکیلا کیا کر سکتا ہون ؟ " ہشام بولے " اگر تم مستعد ہو تو مین تمھارا ساتھ دینے کو تیار ہون " تب زہیر نے سوچ کے کہا " اچھا کوئی تیسرا شخص بھی ساتھ لے لو " یہ سن کے ہشام مطعم بن عدی سے جا کے ملے اور اُن سے بھی یہی خواہش کی انھون نے بھی تنہائی کا عذر کیا تو اپنا اور زہیر کا نام لے دیا - مطعم نے کہا " کسی ایک شخص کو اور ملا لو " تب ابو البختری کے پاس گئے جنھون نے حضرت خدیجہ کے پاس کھانا لاتے وقت حکیم بن حزام کی مدد کی تھی - ابو البختری نے بھی اپنی مستعدی ظاہر کی مگر وہی تنہائی کا عذر کیا - اور جب تین اور آدمیون کے نام بتا دیے گئے تو کہا " ایک اور پانچوان شخص بھی ہونا چاہیے " یہ سن کے ہشام زمعہ ابن اسود کے پاس دوڑے گئے - اپنے سوا اور چار آدمیون کو آمادہ دیکھ کے وہ بھی ساتھ دینے پر راضی ہوا - الغرض اس طرح ہشام کی کوشش سے پانچ آدمی قریش کا معاہدہ توڑنے پر آمادہ ہوئے - اسی رات کو وہ سب ایک مقام مین ملے - باہم عہد و پیمان کیا کہ آخر تک ساتھ دین گے اور زہیر نے کہا " صبح کو قریش کے مجمع مین مین ہی اس معاملے کو چھیڑون گا - مگر تم سب کو بھی اسوقت موجود ہونا چاہیے - لیکن اتنا خیال رہے کہ ہم سب

اگر وہ اپنی قساوت نہین چھوڑتے

ابوطالب نے کہا "بے شک" اب اس کے بعد اُس معاہدے کو جو کھول کے دیکھتے ہین تو وہی بات نظر آئی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بیان فرمائی تھی۔ سوا خدا کے نام کے کوئی لفظ نہین باقی تھا۔ یہ دیکھ کے قریش پہلے تو گھبرا اُٹھے۔ پھر طرح طرح کی تاویلین کرنے لگے اور بولے "تمھارے بھتیجے نے جادو کر دیا ہے" اس واقعے سے بجاے اس کے کہ مشرکین نرمی اختیار کرین اُلٹے اور سختی پر آمادہ ہو گئے۔ اور پہلے سے بھی زیادہ مخالفت اور دشمنی ظاہر کرنے لگے۔ع

انھین مین لوگ عہد شکنی پر آمادہ ہوتے ہین

یہ واقعہ معاہدے کے غارت ہونے کا نبوت کے دسوین سال پیش آیا۔ مگر انھین دنون خداوند جل و علا نے ایک اور طریقہ سے بھی دشمنون کی جماعت توڑ دی۔ اور ہوا یہ کہ آپ کی اور تمام بنی ہاشم کی اسیری و مظلومی دیکھ کے بعض غیر متعصب اور رحم دل قریش کو ترس آیا۔ اور خود ہی آمادہ ہو گئے کہ جس طرح بنے اُس معاہدے کی پابندی چھوڑ دین۔ سب کے پہلے یہ خیال ہشام بن عمرو کے دل مین آیا جنھین بعض مورخین ہاشم بن عمرو کے نام سے یاد کرتے ہین۔ یہی ہین جو اکثر راتون کو چھپا کے بنی ہاشم کے پاس غلہ پہونچا دیا کرتے۔ اور بعض اوقات دیکھ بھی لئے گئے۔ جس پر لوگون نے یورشین کین۔ آخر

ع السیرۃ الحلبیہ جلد ا صفحہ ۳۶۴ و ۳۶۵ ع تاریخ الخمیس جلد ا صفحہ ۳۳۶ - واسپرٹ آف اسلام صفحہ ۱۱۴ - ع اس امر کا خیال رکھنا چاہیے کہ ایسے اختلاف عربی نامون مین بہت ہین۔ جس کی بنا زیادہ تر رسم خط کے نقصان سے پڑی ہے۔ قدیم تحریرون مین الف کے مقام پر اکثر کھڑا زبر دیا جاتا تھا۔ حرث لکھتے تھے اور حارث پڑھتے تھے۔ اسی طرح ہشام اور ہاشم مین بھی کثرت سے اشتباہ پڑ گیا ہے۔

جب اُنھون نے دیکھا کہ اب خفیہ مدد سے بھی کام نہین چل سکتا تو کوشش کرنے لگے کہ لوگون کو اس معاہدے کے توڑنے پر آمادہ کرین۔ اُٹھ کے زہیر بن ابی اُمیہ کے پاس پہونچے۔ اس سے زیادہ امید اس لیے تھی کہ عاتکہ بنت عبدالمطلب کا بیٹا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پھوپھی زاد بھائی۔ اور بنی ہاشم کا قریبی رشتے دار تھا۔ اسی خیال سے ہشام نے اس سے مل کے کہا "تمھین یہ پسند ہی کہ ہم تم کھائین پئین مزے اڑائین اور بنی ہاشم یون ادنی ادنی چیزون کو ترسا کرین؟" زہیر نے کہا "یہ تو سب کچھ ہی۔ مگر مین اکیلا کیا کر سکتا ہون؟" ہشام بولے "اگر تم مستعد ہو تو مین بھی تمھارا ساتھ دینے کو تیار ہون۔" تب زہیر نے سونچ کے کہا "اچھا کوئی تیسرا شخص بھی ساتھ لے لو" یہ سن کے ہشام مطعم بن عدی سے جا کے ملے اور اُن سے بھی یہی خواہش کی انھون نے بھی تنہائی کا عذر کیا تو اپنا اور زہیر کا نام لے دیا۔ مطعم نے کہا "کسی ایک شخص کو اور ملا لو۔" تب ابوالبختری کے پاس گئے جنھون نے حضرت خدیجہ کے پاس کھانا لاتے وقت حکیم بن حزام کی مدد کی تھی۔ ابوالبختری نے بھی اپنی مستعدی ظاہر کی مگر وہی تنہائی کا عذر کیا۔ اور جب تین اور آدمیون کے نام بتا دیے گئے تو کہا "ایک اور پانچوان شخص بھی ہونا چاہیے۔" یہ سن کے ہشام زمعہ ابن اسود کے پاس دوڑے گئے۔ اپنے سوا اور چار آدمیون کو آمادہ دیکھ کے وہ بھی ساتھ دینے پر راضی ہوا۔ الغرض اس طرح ہشام کی کوشش سے پانچ آدمی قریش کا معاہدہ توڑنے پر آمادہ ہوئے۔ اسی رات کو وہ سب ایک مقام مین ملے۔ باہم عہد و پیمان کیا کہ آخر تک ساتھ دین گے اور زہیر نے کہا "صبح کو قریش کے مجمع مین مین ہی اس معاملے کو چھیڑون گا۔ مگر تم سب کو بھی اسوقت موجود ہونا چاہیے۔ لیکن اتنا خیال رہے کہ ہم سب

ایک ساتھ نہ جائین - بلکہ ہر شخص جدا جدا جا کے وہان کھڑا ہو جائے۔" صبح کو اُس
تجویز کے مطابق زہیر پر تکلف لباس پہنے ہوئے خانہ کعبہ کے　　وہ معاہدہ کالعدم ہوتا ہے
گرد پہونچا - اور جب دیکھ لیا کہ سب ساتھی آ گئے تو قریش کی طرف مخاطب
ہو کے بولا "اے اہل قریش - اب یہ کب تک رہے گا کہ ہم سب تو کھائین
پئین اور پہنین اوڑھین اور ہمارے عزیز بنی ہاشم مصیبت و ہلاکت مین
مبتلا رہین؟ مین جب تک اس کمبخت معاہدے کو توڑ نہ لون گا دم نہ لون گا"
ابو جہل کسی طرف کھڑا سن رہا تھا لپک کے سامنے آیا - اور جھنجھلا کے بولا
"تم جھوٹے ہو - ہمارا عہد نامہ نہین ٹوٹ سکتا" زمعہ بن اسود پاس ہی کھڑا
تھا بولا "تو خود جھوٹا ہے - ہم اس معاہدے سے پہلے ہی ناراض تھے" اس
کے بعد ابو البختری نے بڑھ کے کہا "زمعہ سچ کہتے ہین سب مجھے بھی اِس
معاہدے سے اتفاق نہ تھا" یہ سن کے مطعم بن عدی نے کہا "بے شک
ایسا ہی ہے - اور جو اس کے خلاف کہے وہ خود بالکل جھوٹ کہتا ہے" اتنا
کہہ کے مطعم نے بڑھ کے اُس معاہدے کو کعبے سے اتار لیا - اور ارادہ کیا
کہ پھاڑ ڈالے - مگر دیکھا تو اسے دیمک بے کار کر چکی تھی - معلوم ہوتا ہے
کہ قریش نے ابو طالب سے شرط کرنے کے بعد جب معاہدے کو دیکھا ہے وہ
اس سے کسی قدر پیشتر تھا - اس لیے کہ اُس وقت تک عام مشرکین کو دیمک
کی خبر نہ تھی -

بنی ہاشم کو آزادی حاصل ہوئی　　اس گفتگو کے بعد ان پانچون آدمیون نے ہتھیار لگائے - اور
ابو طالب کے احاطے مین پہونچ کے بنی ہاشم اور بنی مطلب سے کہا "اُس قید کو
چھوڑ کے بے تکلف نکلو - اور اپنے گھرون مین چل کے آباد ہو" یہ سنتے ہی

ے سیرۃ ابن ہشام صفحہ ۲۴۷ و ۲۴۸ و ۲۴۹

آنحضرتؐ اور آپ کے خاندان والے ابوطالب کے احاطے سے نکل کے باہر آئے۔ اور پھر بہ آزادی و باعلان تبلیغ دین ہونے لگی۔

طفیل بن عمرو کا وارد مکے ہونا

اسی زمانے مین طفیل بن عمرو ایمان لائے جو اس عہد کے نامی گرامی شاعر۔ صاحب مرتبہ شریف۔ اور معزز و مشہور یمنی قبیلۂ دوس کے صاحب اثر رکن تھے۔ اس سے پیشتر اُنھین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حال بھی نہ معلوم تھا۔ اتفاقاً کسی ضرورت سے مکے مین آ گئے۔ مگر ہنوز کہین آنے جانے بھی نہ پائے تھے کہ چند معززین قریش نے مل کے کہا "یہان آئے ہو تو اتنا خیال رکھنا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نام ایک شخص سے نہ ملنا۔ جو بڑا جادوگر ہے۔ اور باپ بیٹے۔ بھائی۔ اور میان بیوی مین تفرقہ ڈال دیتا ہے"۔ طفیل نے اُن کے مشورے پر عمل کرنیکا وعدہ کیا۔ بلکہ کانون مین ٹھیٹھیان لگا لین کہ آنحضرتؐ کی آواز کبھی اتفاقاً بھی کان مین نہ جا سکے۔ مگر جو بات خدا کو منظور ہوتی ہی ہے۔ آپ کی قرأت کی معجزنما آواز کسی نہ کسی طرح اُن کے کان تک پہونچ ہی گئی۔ اور کچھ ایسی بھلی معلوم ہوئی کہ زیادہ شوق ہوا۔ دل مین کہا "یہ تو بالکل حماقت ہے کہ کسی کی آواز نہ سنون آخر خدا نے عقل دی ہے۔ اگر بُری بات ہوگی تو نہ مانون گا"۔ یہ خیال آتے ہی کانون سے روئی نکال لی۔ اور عجب ذوق و شوق سے آیات قرآنی کو اور خاص پیغمبرؐ کی زبان سے سُننے لگے۔ تھوڑی ہی دیر مین اس قدر متاثر ہوئے کہ جب رسول اللہؐ گھر کی طرف پلٹے تو پیچھے پیچھے یہ بھی ساتھ ہو لیے۔ اور گھر پر جا کے تنہائی مین ملے۔ اپنی ساری سرگذشت بیان کی۔ پھر آپ کے ہاتھ پر ایمان لا کے تبلیغ دین کی اجازت حاصل کی۔ اور اپنے وطن کو واپس گئے

قریش اُنھین آپ کی طرف سے بھڑکاتے ہین

مگر وہ ایمان لاتے ہین

۵ع السیرۃ الحلبیہ جلد ا صفحہ ۳۶۷

وہان پہونچتے ہی تمام عویزون سے کہہ دیا کہ "مین مسلمان ہوچکا ہون۔ لہذا جو اسلام قبول کرے وہ میرا ہے اور مین اُس کا ہون۔ اور جو نہ مانے اُس سے مجھ سے کوئی علاقہ نہین"۔ اس طریقے سے اپنے باپ اور بیوی کو دین حق کا پیرو بنایا۔ اور بڑی مستعدی سے ساری قوم کو اسلام کی طرف مدعو کرنے لگے۔

اراش کے ایک سوداگر پر ابوجہل کا ظلم | انھین دنون جبکہ آپ حصار سے نکل کے علانیہ دعوت اسلام کر رہے تھے ایک اور واقعہ پیش آیا جسے آپ کا معجزہ یا نبوت کا رعب وجلال جو کہیئے بجا اور زیبا ہے۔ اور ہوا یہ کہ مقام آراش کا کوئی سوداگر اپنے چند اُونٹ بیچنے کو مکے مین آیا تھا۔ ابوجہل نے اونٹ تو خریداری کے نام سے لے لیے مگر اُسے یکہ وتنہا اور بے حامی و مددگار دیکھ کے قیمت دینے سے انکار کر دیا وہ غریب ہر جگہ مارا مارا پھرتا تھا اور ایک ایک کے سامنے جا کے روتا تھا مگر ابوجہل کے تعلقات کے خیال سے کوئی مدد دینے کی حامی نہ بھرتا۔ اتفاقاً ایک دن کعبے کے گرد مسجد حرم مین آیا۔ جہان ایک طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے تھے۔ اور قریب ہی چند معزز مشرکین قریش بیٹھے باتین کر رہے تھے۔ وہ اُن لوگون کے سامنے گیا۔ اور کہنے لگا "صاحبو۔ مین غریب الوطن اور مسافر ہون۔ کوئی صاحب اتنا احسان کرین کہ مجھے ابوجہل کے ظلم سے بچا لین"۔ لوگون نے تمسخر اور مضحکہ کی راہ سے آپ کی طرف اشارہ کر کے کہا "ابوجہل کے ظلم سے تو تمھین وہی بچا سکتے ہین"۔ مطلب یہ تھا کہ ابوجہل سے بڑا آپ کا کوئی دشمن نہین

وہ آپ کے سامنے فریاد کرتا ہے | اُس سے آپ سے خوب نپٹے گی۔ مگر وہ بیچارہ مصیبت زدہ اس رمز کو کیا سمجھ سکتا تھا؟ سیدھا آپ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ اور عرض کیا کہ "لوگ کہتے ہین آپ ہی مجھے ابوجہل کے پنجۂ ستم سے

۵ سیرۃ ابن ہشام صفحہ ۲۵۲ و ۲۵۳ و ۲۵۴

نجات دلائین گے"۔ بظاہر لوگون کا خیال تھا کہ یہ درخواست سنتے ہی آپ نادم ہو کے سر جھکا لین گے۔ مگر اُن کی امید کے خلاف جلال نبوت جوش مین آیا آپ "اچھا چلو" کہہ کے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اور اُسے ساتھ لے جا کے ابوجہل کے دروازے پر دستک دی۔ اُس نے اندر سے پوچھا "کون ہی؟" آپ نے فرمایا "محمد ذرا باہر آؤ"۔ اس موقع پر بھی مشرکین کا خیال تھا کہ

ابوجہل پر آپ کا معجزنما رعب

ابوجہل باہر نکل کے آپ کی کچھ نہ کچھ توہین ضرور کرے گا۔ مگر سب نے نہایت ہی حیرت سے دیکھا کہ وہ سہما ہوا باہر نکلا۔ چہرہ بالکل اُترا ہوا تھا۔ اور سر سے پاؤن تک کانپ رہا تھا۔ ابوجہل اُس وقت تک اس قدر بدحواس تھا کہ کوئی لفظ زبان سے بھی نہ نکال سکا۔ آپ نے اُس کی صورت دیکھ کے فرمایا "اس شخص کے اونٹون کی قیمت ادا کرو"۔ اتنا سنتے ہی انتہا سے زیادہ بدحواسی سے بولا "بہت خوب" اور فوراً اندر جا کے قیمت لا دی۔ یہ ایسا واقعہ تھا کہ سب لوگ دیکھ کے سناٹے مین آ گئے بعضون نے ابوجہل سے پوچھا بھی کہ "یہ کیا تھا؟" اُس نے کہا "کیا بتاؤن کہ کیا تھا؟ محمد کا نام سنتے ہی جیسے میرا دل کانپ گیا۔ اور باہر آیا تو کیا دیکھتا ہون کہ اُن کے سر کے برابر ہی ایک ایسے مہیب اونٹ کا سر ہی کہ ڈرتا ہون مجھے کھا نہ جائے"۔ ایسی حالت مین سوا اس کے اور کیا کر سکتا تھا کہ چپکے سے جا کے دام لا دیے۔

نصاریٰ نجران آ کے ایمان لاتے ہین

اسی واقعے کے قریب کا تذکرہ ہی کہ شہر نجران سے جو مکے سے سات منزل یمن کے راستے پر ہی تقریباً ۲۰ نصرانی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ

---

۵۶ سیرۃ ابن ہشام صفحہ ۲۵۷ و ۲۵۸ ۵۷ اکثر اہل سیر لکھتے ہین کہ ان لوگون نے اُن مسلمانون سے آپ کا تذکرہ سنا تھا جنھون نے مکے سے بھاگ کے ارض حبشہ مین پناہ لی تھی۔ مگر یہ غلطی معلوم ہوتی ہی۔ اس لیے کہ نجران کو ارض حبشہ یا اُدھر کے راستے سے کوئی تعلق نہین۔ یہ دھوکا صرف اس وجہ سے ہوا ہی کہ اس سے پیشتر یمن پر حبشہ والون کا قبضہ ہو گیا تھا۔ اصل یہ معلوم ہوتا ہی کہ غالباً ان لوگون نے خود مکے کے تاجرون سے آپ کا تذکرہ سنا ہوگا۔

سُن کے مکے مین آئے - اور مسجد حرم مین آپ کی زیارت سے شرفیاب ہوئے
آپ نے حسب معمول آیات قرآنی سنائین جن پر اُن کے آنسو جاری ہوگئے
پھر آپ کی ہدایت کے مطابق اُنھون نے دین اسلام قبول کیا - اور رخصت
ہو کے چلے تھے کہ ابوجہل نے راستے مین ٹوک کے کہا "تم عجب بے وقوف لوگ
ہو! لوگون نے بھیجا کہ محمدؐ کا حال دریافت کرو - اور تم صورت دیکھتے ہی ایسے
دیوانے ہوئے کہ بلا تامل اپنا دین چھوڑ دیا" انھون نے کہا "تمھین اس سے کیا؟
تمھین جو مناسب معلوم ہو تم کرو - اور جو ہمین مناسب معلوم ہوگا ہم کرین گے"

ضماد نام ایک عامل کے مین آتا ہے | نجران والون کے آنے کے قریب ہی کا ذکر ہے کہ اتفاقاً
ضماد نام اہل ازدشنوءہ کا ایک شخص مکے مین آیا - یہ عامل تھا - اور جنون اور بھوتون
کے اُتارنے مین بڑا کامل خیال کیا جاتا تھا - مکے مین چند بد معاشون کی زبان
سے یہ سُن کے کہ آپ پر بھی کوئی جن آیا کرتا ہے آپ کی خدمت مین حاضر ہوا -
اور بولا "مین ایک عامل ہون اور بہتون کو اچھا کر چکا ہون - اگر آپ کو کوئی
اس قسم کی شکایت ہو تو بتائیے" آپ نے اِس کے جواب مین یہ مبارک اور
الہامی الفاظ فرمائے کہ "الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ من یہدی اللہ فلا مضل لہ ومن یضلل
اللہ فلا ہادی لہ واشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ وان محمداً عبدہ ورسولہ
(سب تعریفین خدا کے لیے ہین ہم اُس کی حمد کرتے ہین - اُس سے مدد مانگتے ہین - جسے اللہ ہدایت
دے اُسے کوئی گمراہ نہین کر سکتا - اور جسے گمراہ کرے اُسے کوئی ہدایت نہین کر سکتا - اور مین گواہی
دیتا ہون کہ اُس اکیلے اور لاشریک خدا کے سوا کوئی معبود نہین اور محمد اُس کا بندہ اور پیغمبر ہے)"
ضماد نے یہ کلمات حیرت سے سُنے - اور کہا "ذرا پھر تو فرمائیے" آپ نے پھر

وہ بھی ایمان لاتا ہے | فرمایا - مگر ابھی اُس کی سیری نہین ہوئی تھی - تیسری دفعہ
پھر سُنا - اور وجد مین آ کے بولا "مین نے کاہنون کا جادوگرون کا - اور شاعرون کا

غرض سب کا کلام سناہو مگریہ بات کسی مین نہین پائی - اپنا ہاتھ بڑھائیے کہ بیعت کر کے مسلمان ہون" جب وہ اسلام قبول کرچکا تو آپ نے فرمایا "اپنی قوم مین بھی تبلیغ کرنا - اُس نے اس کا اقرار کیا - اور رخصت ہو کے چلا گیا"

ابھی تک ہم نبوت کے دسوین ہی برس کے حالات بیان کر رہے ہین - جو واقعی آپ کے لیئے بڑی سخت اور روح فرسا مصیبتون کا زمانہ تھا - آپ اس سال کو "عام الحزن" کے نام سے یاد کیا کرتے تھے - اس سال ماہ ذی قعدہ کی ابتدا ہی مین مذکورۂ بالا محصوری سے

ابوطالب کی وفات

نجات پانے کے آٹھ مہینے اور اکیس دن بعد ابو طالب نے کچھ اوپر اسّی برس کی عمر پا کے اس دنیاے فانی کو رخصت کیا - اُن کی بیماری کی خبر جیسے ہی مشہور ہوئی - اور لوگون کو خیال ہوا کہ مرض موت مین مبتلا ہین تو عتبہ بن

کفار صلح کی کوشش کرتے ہین

ربیعہ - ابو جہل بن ہشام - امیہ بن خلف - اور ابو سفیان بن حرب اور دیگر عمائد قریش آ کے اُن کے گرد بیٹھے - اور کہا "ابو طالب بہتر ہو کہ اس وقت تم ہمارے اور اپنے بھتیجے کے معاملات کا تصفیہ کردو" ابو طالب نے اُن کی خواہش کے مطابق آپ کو بلوایا - اور کہا "یہ معززین قریش ہین - اور اب آمادہ ہین کہ باہم کوئی تصفیہ ہو جاے - ان کی شرطون کا تم لحاظ کرو - اور تمھاری شرطون کا یہ لحاظ کرین" آپ نے فرمایا "مین تو صرف ایک بات چاہتا ہون - باقی ان کی تمام باتون کے ماننے کو تیار ہین - لیکن اے اہل قریش - اگر میری اُس ایک بات کو مان لوگے تو سارے عرب کے مالک ہو جاؤ گے - اور اہل عجم تمھارے دین کی پیروی کرین گے" ابو جہل گویا نہایت صلاحیت پر آ کے بولا "تم ایک بات کہتے ہو ہم

مگر توحید کو کسی طرح نہین پسند کرتے

تمھاری دس باتین ماننے کو تیار ہین" اُس کو مستعد دیکھ کے آپ نے کہا "تو سنو - میری بس اتنا ہی سوال ہے کہ کہو لا الہ الا اللہ - اور اُس

عہ السیرۃ الحلبیہ جلد ا صفحہ ۲۶۷ و ۳۶۸ عہ تاریخ الخمیس جلد ا صفحہ ۳۲۰ و ۳۲۱

خداوند جل وعلا کے سوا جس کسی کو پوجتے ہو چھوڑ دو۔" آپ کی یہ درخواست سنتے ہی سب بدحواس سے ہو گئے - اور جیسے لاجواب ہو کے بولے۔ "محمدؐ کتنی بڑی غضب کی بات ہے کہ بہت سے خداؤں اور دیوتاؤں کو تم ایک ہی خدا بنائے دیتے ہوا" اور اُنھیں مین سے کسی نے کہا "بس جانے بھی دو - یہ کوئی بات نہ مانین گے" اس کے بعد بغیر اس کے کہ کوئی امر قرار پائے سب کے سب اُٹھ کے چلے گئے۔

جب وہ لوگ جا چکے تو ابوطالب نے آنحضرتؐ کی طرف دیکھ کے کہا "تم نے کسی ایسے بہت بڑے یا بعید از عقل امر کی درخواست نہین کی تھی"۔ یہ سُن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خیال گذرا کہ شاید ابوطالب دین اسلام کو قبول کر لین - اور فرمایا "چچا - اگر اُنھون نے نہین کہا تو آپ ہی اپنی زبان سے قبول کر لیجیے - تاکہ مین قیامت کے دن آپ کی شفاعت کرنے کا مجاز ہو جاؤن"۔ ابوطالب نے کہا "لوگ کہین گے کہ موت کے ڈر سے قبول کر لیا نہین ایسا نہین ہو سکتا - مین اپنے آبا و اجداد ہی کے دین پر مرون گا"۔ مگر تمام بنی ہاشم کو یہی نصیحت کی کہ "محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت کرنا - ان کی بات کو سچ جاننا - اِن کی پیروی سے تمھین نجات حاصل ہو گی - اور راہ راست پر رہو گے"۔ آنحضرتؐ نے فرمایا "چچا آپ دوسرون کو تو نصیحت کرتے ہین اور خود نہین مانتے"۔ جواب دیا "جانتا ہون کہ تم اپنے دعوے مین سچے ہو مگر مجھے یہی پسند ہے کہ آبا و اجداد کے دین پر دم نکلے - لیکن جب روح کے پرواز کرنے کا وقت آیا تو اُن کے ہونٹھ ہلے - حضرت عباسؓ نے جو اس وقت تک مسلمان نہین ہوئے تھے مگر آنحضرتؐ کی دوستی کا دم بھرتے تھے جھک کے سنا اور آنحضرتؐ سے کہا "اب تو یہ وہی کلمہ کہہ رہے ہین جس کے کہنے کی

خود ابوطالب پر تبلیغ اسلام

اور اُن کا انکار

مرتے وقت ان کی کلمہ خوانی

عہ سیرۃ ابن ہشام - صفحہ ۲۷۷

آپ نے درخواست کی تھی۔" آپ نے فرمایا۔ "مگر مین نے نہین سُنا۔"

ابوطالب کے ایمان مین اختلاف

ابوطالب کے ایمان مین اہل اسلام بہت مختلف ہین۔ ابن ہشام کے ظاہری بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایمان پر مرے۔ اور مرتے وقت کلمۂ شہادت زبان سے ادا کر دیا۔ علماے شیعہ بڑے زور کے ساتھ دعوی کرتے ہین کہ وہ مسلمان مرے۔ مگر اہل سنت مین سے قریب قریب کُل مورخین و اہل حدیث کی راے ہے کہ نہین انھون نے آخر وقت تک انکار کیا۔ جو آخری جملہ اُن کی زبان سے نکلا وہ یہی تھا کہ مین عبدالمطلب کے مذہب پر ہون۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اُن کے مسلمان کرنے کی تمنا رہ گئی۔ محدثین کثرت سے ایسی روایتین پیش کرتے ہین جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ آنحضرتؐ نے اُن کے دوزخ مین ہونے اور

اُنکے مسلمان ہونے کے ثبوت

مبتلاے عذاب ہونے کو بھی صاف الفاظ مین بیان کر دیا۔ مگر ابوطالب نے اپنے مختلف اشعار مین آپ کی اس قدر اور ایسے الفاظ مین تعریف کی ہے کہ آپ کی رسالت کے مقر و معترف معلوم ہوتے ہین۔ پھر اس کے بعد جب یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ حضرت عباسؓ نے اُنھین کلمہ پڑھتے سُن لیا تو ہمین اُن کے مومن تسلیم کرنے مین کوئی شک نہین باقی رہتا۔ اُن کے کلمہ پڑھنے کی ایک معتبر شہادت موجود ہونے کے بعد کسی کے انکار کی وقعت نہین باقی ہے۔ اس لیے کہ ممکن ہے سوا حضرت عباسؓ کے اور کسی نے اُن کو توحید کا اقرار کرتے نہ سُنا ہو۔ درحقیقت آنحضرتؐ پر بلکہ سارے اسلام پر ابوطالب کے اتنے بڑے حقوق ہین کہ اُن کا آتش دوزخ مین رہنا شاید کسی مسلمان کو گوارا نہ ہوگا۔ اسی وجہ سے ہمین امید ہے کہ خدا نے انھین اُس سے ضرور بچا دیا ہوگا۔ یہ کوئی ایسا مسئلہ نہین ہے جس پر دین کے کسی عقیدے کا دار و مدار ہو۔ لہٰذا اس کی بھی ضرورت نہین کہ اس پر زیادہ بحث کی جائے۔ یہ امر کہ حضرت عباسؓ نے اسلام لانے کے

۵۶ السیرۃ الحلبیہ جلد ۱ صفحہ ۳۷۲

بعد اس واقعے کو کسی کے سامنے نہین بیان کیا اِس سے یہ نہین ثابت کیا جاسکتا کہ انھون نے غلط سُنا تھا یا جھوٹ بیان کردیا۔

باب دہم

نہایت بیکسی کی حالت مین تبلیغ کی سخت ترین دشواریان

چچا کی وفات پر آپ کا صدمہ۔ جناب خدیجہ رضؓ کی وفات۔ ابوطالب کے بعد آپ کی مظلومی وبیکسی۔ کفار کا زغہ۔ ابولہب حمایت پر آمادہ ہوتا ہے۔ مگر پھر بگڑ گیا اور سخت دشمن ہے۔ آپ کے دوسرے نکاح۔ اُن کی ضرورت۔ حضرت اُم المومنین سودہ بنت زمعہ۔ اُم المومنین عایشہ صدّیقہ۔ اور ابوبکرؓ کے عذر۔ عذر رفع ہونے پر خود ابوبکرؓ درخواست کرتے ہین۔ نکاح کے وقت عایشہ صدّیقہ رضؓ کی عمر۔ آپ کے حامی وکفیل ہین مگر چھوٹے کے طائف تشریف لے جاتے ہین۔ تبلیغ وناکامی۔ طائف والون کی قساوت وسنگدلی۔ شریرون سے بچنے کے لیے آپ ایک باغ مین پناہ لیتے ہین۔ ارض نینوی کا عیسائی غلام عداس۔ وہ آپ کے ہاتھ پاؤن چومتا ہے۔ طائف سے واپسی۔ آخر مطعم بن عدی کی کفالت سے آپ مکے مین داخل ہوتے ہین۔ مطعم کی کفالت کی شان۔ مسلمانون کی کفالت نہین قبول کی جاتی تھی۔ آپ قبائل عرب پر اسلام پیش کرتے ہین۔ بنی کندہ بنی کلب۔ بنی حنیفہ۔ بنی عامر۔ آپ کی وراثت کا ایک آرزومند

چچا کی وفات پر آپ کا صدمہ ابوطالب کے انتقال کا آپ کو بے حد صدمہ ہوا جب حضرت علیؓ نے اُن کے مرنے کی خبر دی تو آپ روئے اور فرمایا "جاؤ نہلا کے اور کفن پنہا کے خاک مین دبا دو۔ خدا اُن کی مغفرت کرے اور اُن پر اپنی رحمت نازل کرے"

جناب خدیجہ کی وفات ابوطالب کی وفات کے تیسرے ہی دن ہنوز آپ کو

۵ع اس مین بھی بڑا اختلاف ہے کہ ابوطالب کی وفات کے کتنے دنون بعد (باقی صفحہ آیندہ مین)

چچا کی دائمی جدائی کا صدمہ کم نہ ہونے پایا تھا کہ پچیس برس کی رفیق اور عاشق و مہربان بی بی حضرت خدیجہؓ نے انتقال کیا۔ وہ جیسے ہی مرض موت مین مبتلا ہوئین آپ نے اُن کے سامنے جاکے کہا "خدیجہؓ تمھین معلوم ہی کہ خداوند جل و علا نے تمھارے ساتھ مجھے اور بیویان بھی دی ہین؟ - اور جنت مین مریم بنت عمران حضرت موسیٰؑ کی بہن کلثوم اور فرعون کی بیوی آسیہ کو میرے عقد نکاح مین دیا؟" حضرت خدیجہؓ نے پوچھا "واقعی؟" آپ نے فرمایا "ہان" تب انھون نے دعا دی اور بولین "آپ اپنی بیویون کے ساتھ پھلیے پھولیے"۔ اِن امور کے اس موقع پر بیان کرنے سے آپ کا یہ منشا تھا کہ حضرت خدیجہؓ سے آیندہ شادی کرنے کی اجازت حاصل کرین۔ مشیت ایزدی یہ تھی کہ آپ کی متعدد بیویان ہون تاکہ اخلاقی امور مین اُن کی تعلیم سے شریعت اسلامیہ کی تکمیل ہو۔ مگر حضرت خدیجہؓ کی زندگی تک آپ نے کوئی اور عقد نہین کیا تھا۔ اب اُن کے بعد ضرورت تھی کہ یہ منشاء قدرت پورا ہو۔ اسی وجہ سے آپ نے نہایت تہذیب کے ساتھ دوسرے عقدون کے لیے اُن سے اجازت حاصل کرلی۔

ابوطالب کے بعد آپ کی مظلومی و بیکسی

آپ اِن دو عظیم الشان اور سخت غمون مین مبتلا تھے کہ قریش اور مشرکین مکہ نے اور زیادہ ستانا شروع کردیا۔ اس سے پیشتر ابوطالب کا دباؤ تھا۔ ایک طرف تو اُن کے خوف سے کسی کو ستانے کی جرأت ہی کم ہوتی تھی۔ دوسری طرف وہ ہمیشہ آپ کی حفاظت کرتے۔ اور جہان تک امکان ہین

(بقیہ صفحہ سابق) حضرت خدیجہ نے انتقال کیا۔ لیکن سب مین قوی اور مستند یہی قول ہی کہ اُس نیک اور برگزیدہ خاتون نے ابوطالب کے مرنے کے تیسرے ہی دن دنیا کو رخصت کیا اور شوہر کے دل کو داغ دے گئین۔

ف تاریخ خمیس جلد ۱ - صفحہ ۳۰۴

ہوتا آپ کو ہر ضرر سے بچاتے۔ علاوہ بریں حضرت خدیجہ تھیں جو اس قدر مہربان تھیں کہ آپ باہر سے چاہے کیسی ہی مصیبت اُٹھا کے آئیں اپنی دلچسپ باتوں سے آپ کے دل کو تسلی دے دیتیں۔ اب نہ باہر کوئی بچانے والا تھا اور نہ اندر کوئی تسلی دینے والا دشمن آپ کو بے کس و تنہا دیکھ کے چاروں طرف سے دبانے لگے۔ چنانچہ آپ خود فرماتے ہیں کہ جب تک ابوطالب زندہ رہے کسی کو اتنی زیادتیاں کرنے کا موقع نہ ملا تھا جتنا کہ بعد میں مل گیا۔ آپ کعبے میں نماز پڑھتے ہوتے اور لوگ بھیڑوں کی اوجھڑیاں پھینک پھینک کے آپ کے کپڑے خراب کر دیتے۔ آخر عاجز آ کے آپ نے ایک بڑے پتھر کی آڑ میں نماز پڑھنا شروع کی کہ شاید اس طرح اُن کے شر سے بچیں۔ ایک دن کسی بدمعاش نے آپ کے سر پر خاک ڈال دی۔ آپ اُسی طرح خاک میں نہائے ہوئے گھر میں گئے۔ کسی صاحبزادی نے آپ کا جسم مبارک دھو کے صاف کیا۔ مگر دھوتی جاتی تھیں اور مظلوم باپ کی مصیبت پر روتی جاتی تھیں۔ آپ نے اُنھیں اس طرح زار و قطار روتے دیکھ کے فرمایا "بیٹی رو نہیں۔ خدا تمھارے باپ کو بچائے گا۔"

کفار کا نرغہ | ایک مرتبہ آپ راستے راستے چلے جاتے تھے کہ قریش نے چاروں طرف سے گھیر لیا۔ اور ہر جانب سے آپ کو پکڑ پکڑ کے کھینچنے لگے اور کہتے جاتے تھے کہ "تم نے بہت سے خداؤں کو ایک بنا دیا۔" اس وقت آپ پر مشرکین کی ایسی یورش تھی کہ کسی کو پاس جانے اور بچانے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ مگر ابوبکر صدیق جان پر کھیل کے گھستے پلتے ہوئے گئے اور لوگوں کو ڈھکیل ڈھکال کے آپ کو بچایا۔ آخر آپ نے کچھ تو اپنے دلی صدمات اور کچھ ان یورشوں سے

۵۵ السیرۃ الحلبیہ جلد ۱ صفحہ ۳۷۵۔ ۵۶ سیرۃ ابن ہشام صفحہ ۲۷۶ و ۲۷۷۔

۵۷ السیرۃ الحلبیہ جلد ۱ صفحہ ۳۷۶

پریشان ہوکے باہر کی آمد و رفت کم کردی تھی۔ اکثر گھر ہی مین بیٹھے رہتے۔ اور باہر نکلنے کو جی نہ چاہتا۔

ابولہب حمایت پر آمادہ ہوتا ہی | آپ کی یہ مایوسانہ حالت دیکھ کے آپ کے سب سے بڑے دشمن اور نامہربان چچا ابولہب کو بھی ایک دفعہ ترس آگیا۔ اُس نے آپ کے پاس آکے کہا "محمدؐ! اب تھین اختیار ہی جو چاہے کرو۔ جو باتین ابوطالب کی زندگی مین کرتے تھے اُسی طرح اب بھی عمل مین لاؤ۔ قسم ہی لات و عزیٰ کی جب تک مین زندہ ہون کسی کا دستِ ستم تم تک نہ پہونچ سکے گا۔" اتفاقاً ابولہب نے آپ سے یہ وعدہ کیا ہی تھا کہ ابن عیطلہ نام ایک شخص نے جو پیغمبر کی باتون کا تمسخر کیا کرتا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ سخت سُست کہا۔ ابولہب یہ حال سنتے ہی اُس کے سر پر جا پہونچا۔ اور گستاخی کی پوری سزا دی۔ ابن عیطلہ نے ابولہب کو خلاف امید آپ کا حامی دیکھ کے تمام قریش مین مشہور کردیا کہ ابولہب بھی صابی (مسلمان) ہوگیا۔ اس خبر کو سنتے ہی قریش نے ابولہب سے آکے پوچھا "کیا تم نے عبدالمطلب کا دین چھوڑ دیا؟" اُس نے کہا "نہین ایسا نہین ہی۔ مگر ہان اب مین نے اپنے بھتیجے کی حمایت اپنے ذمے لی ہی۔" اس پر سب نے اُس کی تعریف کی اور کہا "بہت اچھا کام کیا۔ صلۂ رحم یعنی تعلقات قرابت مضبوط کرنے یا حقوق قرابت ادا کرنے سے زیادہ نیک کام کون ہوسکتا ہی؟" اُس کی توجہ سے آپ کے چند روز آرام سے گذر گئے۔ ابولہب کے خوف سے کسی کو آپ کے چھیڑنے کی جرأت نہ ہوتی۔ آخر

مگر پھر بگڑ گیا اور سخت دشمن ہی | لوگون نے اُسے بہکا کے پھر آپ کا دشمن بنایا۔ اور بات یہ ہوئی کہ ابوجہل اور عقبہ بن معیط نے ایک دن اُس سے آکے پوچھا "بھلا تمھارے بھتیجے نے یہ بھی بتایا کہ تمھارے والد (عبدالمطلب) کہان ہون گے؟" ہم نے

عہ تاریخ الخمیس جلد ۱ صفحہ ۳۰۴

تنا ہی وہ اُنھین بھی دوزخ مین بتاتے ہین۔" ابولہب نے آ کے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ "کیا عبد المطلب دوزخ مین ہون گے؟"
آپ نے فرمایا "بے شک - اور اُن پر کیا منحصر ہے جو اُس طریقے اور اُس حالت پر
مرے گا اُس کا یہی حشر ہو گا۔" اتنا سننا تھا کہ ابولہب پھر بگڑ گیا اور بولا "جبکہ تم
عبد المطلب کو دوزخ مین بتاتے ہو تو مین ہمیشہ تمھارا دشمن ہی رہون گا۔" بس
اس وقت سے وہ پھر آپ پر سختیان کرنے لگا - اور تمام قریش اُس کے ساتھ ہو گئے
اور یکایک ایسا انقلاب ہوا کہ آپ کو مکے مین رہنا دشوار نظر آتا تھا -

آپ کے دوسرے نکاح | اور اسی عام الحزن یعنی دسوین سال نبوت کے ماہ شوال
مین آپ نے سودہ بنت زمعہ اور ابوبکر صدیق کی بیٹی عائشہ صدیقہ سے نکاح کیا -

اُن کی ضرورت | اِن نکاحون پر آپ آمادہ یون اور اس لیے ہوے کہ اول تو آپ
ضرورت سمجھتے تھے کہ رہبانیت کی زندگی کو عملاً غیر مسنون ثابت کرین - دوسرے
شرفائے عرب مین جو خاندانی کثرت کو موجب عزت خیال کرتے تھے تجرد ایک
حد تک معیوب سمجھا جاتا تھا - لہذا حضرت خدیجہ کی وفات کے بعد ہی مسلمان
متوجہ ہوئے کہ آپ کے لیے کسی نیک بیوی اور ہمدرد انیس زندگی کو فراہم کرین
اسی خیال سے اور نیز متواتر صدمات کے باعث آپ کو زیادہ ملول واندوہگین
دیکھ کے عثمان بن مظعون کی بیوی خولہ بنت حکیم آپ کی خدمت مین حاضر ہوئین
اور عرض کیا "آپ نکاح کیون نہین کر لیتے؟" آپ نے فرمایا "کس سے نکاح
کرون؟" خولہ نے کہا "اس کی کیا کمی ہے؟ کنواری لڑکی چاہتے ہون تو کنواری
موجود ہے - اور اگر بیوہ عورت پسند ہو تو وہ بھی حاضر ہے۔" آپ نے پوچھا "کون
حضرت ام المومنین سودہ بنت زمعہ | کون؟" خولہ نے ایک تو حضرت ابوبکر صدیق کی

---

۵ السیرۃ الحلبیہ جلد ۱ صفحہ ۳۷۵ و ۳۷۶ -

بیٹی عائشہؓ کا نام لیا جو کنواری کیا معنی ابھی بہت ہی کم سن تھین۔ اور دوسرا سودہ
بنت زمعہ کا نام لیا جو ابتداے زمانۂ بعثت مین اپنے چچازاد بھائی اور شوہر سکران
بن عمرو کے ساتھ ایمان لائی تھین۔ دونون میان بیوی مشرکین مکہ کی سختیون
سے تنگ آ کے ارض حبشہ مین چلے گئے تھے۔ سکران نے وہان پہونچ کے
انتقال کیا جس کے بعد جناب سودہ شوہر کی مفارقت کا داغ سینہ لے کے مکے
مین آئین۔ اور یہان اندوہگین رہتی تھین۔

خولہ نے جب یہ دو نام پیش کیے تو آپ نے ان دونون کو اپنے عقد
ام المومنین عائشہ صدیقہ　نکاح مین لانے کا ارادہ ظاہر کیا۔ سودہ تو بیوہ ہی تھین
اور ابوبکر کے عذر　اور بغیر کسی والی وارث کے بیکسی کی زندگی بسر کر رہی تھین
فوراً راضی ہو گئین۔ مگر عائشہؓ کا معاملہ اُن کے مان باپ کے ہاتھ مین تھا۔ ابوبکر
صدیق نے آپ کی درخواست سُن کے یہ شبہہ پیش کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم مجھے بھائی کہہ چکے ہین۔ اس رشتے سے تو عائشہ اُن کی بھتیجی ہوئی نکاح
کیونکر ہو سکے گا؟ اُن کے اس شبہہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یون رفع
کیا کہ اس قسم کے زبانی تعلقات اخوت سے رشتہ نہین قائم ہوتا۔ اور نہ ایسے
زبانی رشتون کا اثر احکام شرعی پر پڑتا ہے۔ اب ابوبکر کو اطمینان ہو گیا تھا مگر انھین
ایک اور بات یاد آئی۔ وہ یہ کہ عائشہؓ کی نسبت مطعم بن عدی کے بیٹے کے ساتھ
ٹھہر چکی تھی۔ اور ابوبکر ان سے وعدہ کر چکے تھے یہ عذر پیش کرتے وقت
حضرت عائشہ کی والدہ اُم رومان نے یہ الفاظ بھی زبان سے نکالے کہ ابوبکر
نے آج تک کبھی بدعہدی اور خلاف وعدگی نہین کی ہے مگر یہ ایسی بات تھی کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاموش ہو جانا پڑا۔ مگر معلوم ہوتا ہے اس مبارک
تعلق سے محروم رہ جانے کا خود ابوبکر کو بڑا صدمہ تھا۔ مگر خدا کو منظور تھا کہ عائشہ

آپ کی سب سے زیادہ عزیز بیوی اور سارے مسلمانوں کی مقدس و واجب التعظیم ماں ہیں۔ آنحضرتؐ کی خدمت میں یہ عذر پیش کرنیکے بعد جب وہ مطعم بن عدی سے ملے تو اُن کی بیوی اُم الفتی نے کہا "ہو ابن ابی قحافہ اگر تمھاری لڑکی کا نکاح اُنکے (مطعم کے) بیٹے سے ہو گیا تو تم اُنھیں بھی صابی بنا لوگے"۔ ابو بکرؓ نے مطعم سے پوچھا کیا تم بھی یہ کہتے ہو؟ وہ بولا "ہاں یہ کہتی ہی ہیں"۔ اتنا سنتے ہی ابو بکرؓ کو اطمینان ہو گیا۔ دل میں کہا کہ یہ خود ہی

عذر رفع ہونے پر خود ابو بکر درخواست کرتے ہیں

نسبت چھڑاتے ہیں تو مجھے کون الزام دے سکے گا۔ فوراً اُنؓ سے نسبت چھڑالی! اور آنحضرت صلعم کی خدمت میں خود ہی درخواست پیش کرکے عائشہؓ کو آپ کے عقد میں دے دیا۔ ابو بکر کے دوسرے عذر کا یہ نہایت معقول جواب ہو سکتا تھا کہ مومنہ لڑکی مشرک کے عقد میں نہیں دی جا سکتی۔ جو مسئلہ کہ چند روز بعد وحی ربانی کے ذریعے سے آپ کو بتایا گیا مگر اس وقت تک چونکہ یہ مسئلہ خدا نے نہیں منظور کیا تھا لہٰذا آپ نے بھی اپنے ذاتی فائدے کے لیے اُسے نہیں پیش کیا جس سے زیادہ ثبوت آپ کی نیک نفسی اور پاکبازی کا کیا ہو سکتا ہے؟

نکاح کے وقت عائشہؓ صدیقہ کی عمر

جناب عائشہؓ کی عمر اور تاریخ نکاح و رخصت میں عجب پیچیدگیاں پڑ گئی ہیں۔ یہ عام روایت قریب قریب ہر مورخ کی زبان پر ہے کہ نکاح کے وقت آپ چھ سات برس کی اور رخصت کے وقت نو دس برس کی تھیں۔ لیکن یہ امور جس زمانے میں واقع ہوئے ہیں۔ اُسکے حساب سے دیکھا جائے تو بہت فرق پڑتا ہے۔ اکثر اور مسلّم روایت ہے کہ ہجرت سے تین سال پہلے آپ کا عقد ہوا۔ اور یہ بھی غالب روایت ہے کہ اُس وقت آپ سات برس کی تھیں اب اس کے بعد رخصت کا زمانہ یہ بتایا جاتا ہے کہ بعض کہتے ہیں ہجرت کے ایک سال بعد اور بعض کہتے ہیں دو سال بعد۔ ان روایتوں کا اگر اعتبار کیا جائے تو تسلیم کرنا پڑے گا کہ آپ گیارہ یا بارہ برس کی عمر میں رخصت ہوئیں۔ اور یہی صحیح معلوم ہوتا ہے۔

عہ تاریخ الخمیس جلد ۱ صفحہ ۴۴۳ و ۴۴۵ عہ تاریخ الخمیس جلد ۱ صفحہ ۴۴۳ عہ سیرۃ ابن ہشام صفحہ ۱۰۰۱ و السیرۃ الحلبیہ جلد ۱ صفحہ ۳۴۰
للعہ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۱۴۱ - عہ تاریخ الخمیس جلد ۱ صفحہ ۴۴۴

آپ بے حامی وکفیل ہین

ابو طالب کی وفات اور ابو لہب کے دوبارہ دشمن ہو جانے کے بعد آپ اس قدر ستائے جانے لگے کہ اب مکے کی سکونت قریب قریب غیر ممکن نظر آتی تھی نہ کوئی تسلی ودلدہی کرنے والا باقی رہا تھا اور نہ کوئی زبردست حامی اور دشمنون کے دست ستم سے بچانے والا۔ عرب مین کسی کی جان کے بچنے کا اطمینان صرف اسی طریقے سے ہو سکتا تھا کہ یا تو اُس کا قبیلہ اتنا زبردست ہو کہ اُسکے خون کا انتقام لے سکے۔ یا کوئی شجاع اور صاحب اثر شخص اُس کا کفیل ہو جاے۔ ابو طالب کے مرتے ہی بنی ہاشم کی قوت ٹوٹ گئی تھی اور اس خاندان مین اب سب سے بڑا شخص ابو لہب تھا جو خود ہی بلکہ اورون سے زیادہ آپ کے خون کا پیاسا تھا۔ ایسی حالت مین آپ کو ضرورت ہوئی کہ کسی نامی گرامی سردار عرب کو اپنا کفیل بنا کے تبلیغ دین کے لیے آزادی حاصل کرین۔ مگر ایسا کوئی شخص نہ ملتا تھا۔ جب خاص مکے والون سے اس امر مین مایوسی ہو گئی تو آپ بھرے گھر سے نکل کھڑے ہوے۔ اور ارادہ کیا کہ طائف مین جا کے توحید کی آواز بھی بلند کرین اور کسی رئیس کو اپنا کفیل بنانے کی بھی کوشش کرین۔

مکہ چھوڑ کے طائف تشریف لے جاتے ہین

شہر طائف قبیلۂ ثقیف والون سے آباد تھا۔ اور اُن دنون اس قبیلے کے سردار تین شخص عبد یالیل، مسعود، اور حبیب تھے۔ جو بھائی بھائی اور سردار قوم عمرو بن عمیر کے بیٹے تھے۔ اس زرخیز شہر مین پہونچتے ہی آپ اُن تینون بھائیون سے ملے۔ دین

تبلیغ وناکامی

اسلام کی تبلیغ کی۔ اور آخر مین یہ بھی خواہش کی کہ آپ مین سے کوئی مجھے اپنی کفالت مین لے لے۔ اسکے جواب مین تینون بھائیون نے نہایت ہی بے رحمی و کج ادائی ظاہر کی۔ ایک بولا "مین غلاف کعبہ کو نوچون اگر تم پیغمبر ہو" (یعنی تم ہرگز سچے پیغمبر نہین) دوسرا بولا "اللہ کو پیغمبر بنانے کے لیے تمھارے سوا اور کوئی نہ ملا؟" تیسرے نے گویا زیادہ متانت وتہذیب کو کام مین لا کے جواب دیا "اگر آپ واقعی رسول اللہ ہین تو آپ سے ہم کلام ہونا بھی اتنی بڑی بے ادبی ہے کہ اندیشہ سے خالی نہین۔ اور اگر آپ بنے ہوے پیغمبر ہین تو مجھے آپکی بات کا جواب ہی نہ دینا چاہیے۔"

ع سیرۃ ابن ہشام کی ظاہر عبارت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ طائف مین آپ تنہا تشریف لے گئے تھے۔ مگر دیگر اہل سیر کہتے ہین کہ زید بن حارثہ بھی ہمراہ رکاب تھے۔

یہ ایسی باتین تھین کہ آپنے دل شکستہ ہوکے کہا "اچھا جانے دو۔ مگر اور کسی سے اسکا تذکرہ نکرنا"۔

طائف والون کی قساوت وسنگدلی

پھر اُٹھ کے واپس روانہ ہوئے۔ مگر اُن سنگدل اور طفلانہ مزاج رئیس زادون نے بجاے اس کے کہ آپ کی خواہش کے موافق سکوت اختیار کرین طائف کے بدمعاشون اور اپنے شریر غلامون کو اُبھار دیا جو شور وغل مچاتے گالیان دیتے اور ڈھیلے مارتے ہوئے آپ کے پیچھے ہولیے۔ ان بازاری اور عام لوگون نے اتنے ڈھیلے ملے کہ آپ کے پاؤن سے خون جاری ہوگیا۔ اور جوتے خون سے تر ہوگئے۔ جب پتھر پاؤن مین لگتا آپ درد کی شدت سے زمین پر بیٹھ جاتے۔ آپ کو بیٹھا دیکھ کے لوگ فوراً دونون شانے پکڑ کے آپ کو کھڑا کر دیتے اور پھر ڈھیلے مارنے لگتے۔ اس جسمانی درد والم کے ساتھ یہ روحانی تکلیف بھی آپ کو پہونچ رہی تھی کہ ان مصیبت چارون طرف سے قہقہے اُڑتے اور کوئی نہ تھا جسے ذرا ترس بھی آتا ہو۔ آخر اُن لوگون سے بچنے کے لیے آپنے قریب کے ایک باغ مین پناہ لی جس کے گرد احاطہ کھنچا ہوا تھا۔ آپنے باغ کے اندر جا کے دیکھا تو انگور کی بیلین پھیلی ہوئی تھین۔ اُنکا سایہ بھلا معلوم ہوا اور آپ ایک تاک انگور کے سایے مین جا کے بیٹھ گئے کہ ذرا دم لے لین یہان بیٹھ کے حضرت باری کی درگاہ مین دعا کرنا شروع کی کہ خداوندا مجھ پر رحم کر۔ اور ان مصیبتون کی فریاد تیری ہی درگاہ مین ہے دعا فرما رہے تھے کہ ربیعہ نام ایک رئیس طائف کے بیٹون عتبہ اور شیبہ کی نظر پڑ گئی جو اس باغ کے مالک تھے۔ اور اپنے باغ کے مکان مین بیٹھے سیر کر رہے تھے۔ اُنھین آپ کی بیکسی پر ترس آ گیا۔ فوراً ایک تشتری مین تھوڑے سے انگور رکھکے اپنے ایک

ارض نینوی کا عیسائی غلام عداس

عیسائی غلام عداس کو دیے کہ "جا یہ اس مصیبت زدہ شخص کو لیجا کے کھلا دے"۔ عداس نے وہ تشتری لا کے آپ کے سامنے رکھی۔ اور کھانے کو کہا تو آپنے بسم اللہ کر کے ہاتھ بڑھایا "بسم اللہ" کے الفاظ سُن کے عداس چونکا۔ آپ کی صورت دیکھی اور پوچھا "اس سرزمین مین تو یہ الفاظ کسی کی زبان سے نہین سنے جاتے"۔ آپنے پوچھا "اور تم کس ملک کے رہنے والے ہو؟ اور کس دین کے پابند ہو؟" عداس نے کہا "ایک نصرانی شخص ہون اور ارض نینوی میرا وطن ہے" آپنے شہر نینوی کا نام سُن کے فرمایا "نینوی! ادہی جسکی خاک سے مرد نیک یونس بن متی پیدا ہوئے تھے" یہ جواب

۱۵ سیرۃ ابن ہشام صفحہ ۲۷۹ و ۱۸۰

سُن کے عداس سراپا حیرت بن گئے بولا "خود نینوی مین بھی مجھے ایسے آدمی نہین ملے جو یونس بن متی کو جانتے ہون۔ آپ کو باوجود اُمی اور بے پڑھے لکھے ہونیکے اُنکا حال کہان سے معلوم ہوگیا؟" آپنے جواب دیا "وہ میرے بھائی تھے۔ اس لیے کہ وہ بھی پیغمبر تھے اور خدا نے مجھے بھی پیغمبر بنایا ہے۔" اتنا سنتے ہی عداس ایسا گرویدہ ہوا کہ جھک جھک کے آپکے سر ہاتھون اور پاؤن کو چومنے لگا۔ اُسے اس حالت مین پا کے عتبہ اور شیبہ نے ایک دوسرے کی صورت دیکھی اور بولے "اس شخص نے تو ہمارے غلام ہی کو غارت کر دیا۔" پھر جب عداس واپس گیا تو پوچھنے لگے "یہ کیا تھا کہ تو اس اجنبی شخص کے ہاتھ پاؤن چوم رہا تھا؟" اُسنے کہا "حضور اس شخص نے مجھے وہ بات بتا دی جو سوا پیغمبر کے اور کسی کو معلوم نہین ہو سکتی۔" غلام کے اس جواب پر آقا بولے "مگر یہ خوب سمجھ لے کہ تیرا دین اُس کے دین سے اچھا ہے۔ کہین اپنے مذہب سے نہ پھر جانا۔"

وہ آپکے ہاتھ پاؤن چومتا ہے

طائف سے واپسی

بعثت ۱۰

ہجرت کے دسوین سال شوال کے آخر مہینے مین آپ طائف تشریف لے گئے تھے مگر وہان والے خلاف امید کچھ ایسی بدسلوکی سے پیش آئے کہ چند ہی روز بعد واپس آئے۔ مگر ابھی تک کفالت کا کوئی انتظام نہین ہوا تھا اور بغیر اسکے مکے مین داخل ہونا جان سے ہاتھ دھونا تھا۔ مجبوراً راستے مین نخلہ نام ایک مقام مین ٹھہر گئے جہان قرآنی بیان کے مطابق چند جنون نے آپکی قرأت سُنی ایمان لائے۔ اور اور جنون کو بھی دین اسلام مین شامل کرنے لگے۔ نخلہ مین چند روز قیام کر کے آپنے مکے کا رُخ کیا۔ وہان پہونچ کے باہر ہی کوہ حرا پر ٹھہر گئے۔ اور کوشش فرمانے لگے کہ کسی کو اپنا کفیل و حامی بنا لین تو سواد وطن مین داخل ہون۔ اتفاقاً یہان آپ کو عبداللہ بن اریقط مل گئے۔ جنھین آپنے اخنس بن شریق کے پاس بھیجا اور کفالت کی درخواست کی۔ اخنس اس وقت تک ایمان نہین لائے تھے۔ جواب مین کہلا بھیجا "مین اہل مکہ کا حلیف ہون۔ اور حلیف کو کفالت کا حق نہین ہوتا۔" ناچار آپنے سہیل بن عمرو کی طرف رجوع کیا۔ انھون نے یہ عذر پیش کیا کہ مین بنی عامر سے ہون۔ اور بنی عامر بنی کعب (یعنی آپکے

عہ السیرۃ الحلبیہ جلد ۱ صفحہ ۳۷۷ و ۳۷۸ و ۳۷۹ عہ تاریخ الخمیس جلد ۱ صفحہ ۳۴۱ عہ السیرۃ النبویہ ۳۹۸

قبیلے والوں کے خلاف کسی کو اپنی پناہ مین نہین لے سکتے" ادھر سے بھی مایوسی ہوئی

آخر مطعم بن عدی کی کفالت سے آپ مکے مین داخل ہوتے ہین

تو مجبوراً آپ نے مطعم بن عدی کے پاس پیام بھیجا۔ مطعم اگرچہ کافرون مین تھے مگر آپ کے ساتھ تھوڑی بہت ہمدردی ضرور رکھتے تھے جن لوگون نے آپ سے ملنا جلنا چھوڑنے کے متعلق قریش کا معاہدہ توڑا تھا اُن مین ایک یہ بھی تھے۔ انھون نے پہلے بھی ہمدردی کی تھی اور اس موقع پر بھی کام آئے۔ فوراً کھلا بھیجا کہ آپ بلا تامل مکے مین داخل ہو جیے مین کفالت کو حاضر ہون"۔ الغرض اس طرح بعثت کے دسوین سال ذی قعدہ کی ۲۳ تاریخ آپ مکے مین داخل ہوئے۔

مطعم کی کفالت کی شان

اُس روز آپ مطعم ہی کے گھر مین رہے۔ دوسرے دن مطعم نے اور اُن کے چند اور عزیزون نے ہتھیار لگائے۔ اور گھر سے باہر نکلتے ہی مطعم نے پکار کے کہہ دیا "ای اہل قریش مین نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اپنی پناہ مین لیا ہی خبردار کوئی اُنھین نہ ستانے" اس طریقے سے اپنی کفالت کا اعلان کر کے آپ کو بلوا بھیجا۔ اور جب آپ تشریف لے گئے تو وہ آپ کو خانۂ کعبہ مین لے گئے۔ جہان آپ نے طواف کیا۔ اللہ جل شانہ کی نماز ادا کی اور وہ سب اُسی طرح ہتھیار بند چارون طرف سے گھیرے کھڑے رہے۔ آپ نماز پڑھ رہے تھے کہ ابو سفیان بن حرب آ گئے۔ یہان یہ رنگ دیکھا تو مطعم پر حیرت کی ایک نظر ڈال کے پوچھا "پناہ دی ہی یا اطاعت قبول کر لی؟" مطعم نے کہا "نہین پناہ دی ہی" یہ سن کے ابو سفیان نے گویا کمال اطمینان سے کہا "تو تمھاری کفالت نہین توڑی جا سکتی"

مسلمانون کی کفالت نہین قبول کی جاتی تھی

اس سے پتہ چلتا ہی کہ جو لوگ آپ پر ایمان لا چکے تھے اُن کی کفالت کا اعتبار نہین کیا جاتا تھا۔ اور یہی سبب تھا کہ سید الشہدا حمزہؓ۔ ابوبکر صدیقؓ عمر فاروقؓ۔ اور عثمانؓ بن عفان وغیرہ باوجودیکہ جاہلیت مین بڑے صاحب اثر لوگ تھے اور حیثیت رکھتے تھے کہ جسے چاہتے اپنی کفالت مین لے لیتے۔ مگر اسلام لانے کے بعد ایسے

عــه البدایہ جلد ۱ صفحہ ۲۸۳ عــه تاریخ الخمیس جلد ۱ صفحہ ۳۴۲ عــه السیرۃ الحلبیہ جلد ۱ صفحہ ۳۸۳ و ۳۸۴

بے دست و پا ہو گئے تھے کہ دوسرون کی کفالت کرنا درکنار خود اپنے لیے کفیل ڈھونڈتے پھرتے تھے۔ اور مجبور ہوتے جاتے تھے کہ بجاے آپ کا ساتھ دینے کے مکہ چھوڑ کے کسی طرف نکل جائین اور خود اپنی جان بچانے کی تدبیر کرین۔

مطعم بن عدی کی کفالت حاصل کرنے کے بعد آپ کو پھر موقع ملا کہ تبلیغ دین مین آزادی و سرگرمی دکھائین۔ اگرچہ کفالت آپ کو توہین آمیز کلمات۔ کفار کی مزاحمتون اور مشرکین کی ایذا رسانیون سے نہین بچا سکتی تھی۔ مگر ہان اتنا اطمینان البتہ ہوگیا تھا کہ قومی خونریزی کے خوف سے کوئی جان نہ لے گا۔ اور صرف اتنی ہی امید پر موسم حج کے آتے ہی آپ ہر گروہ اور ہر قبیلہ کے سامنے جا کے اپنے آپ کو پیش کرتے اور چلا چلا کے اور جوش و خروش سے

آپ قبائل عرب پر اسلام پیش کرتے ہین

پکارتے توحید اختیار کرو۔ اور شرک سے بچو مگر افسوس بہت کم تھے جو سننے کی بھی زحمت گوارا کرتے ہون۔ اِن اوقات مین اکثر ابولہب ساتھ ساتھ رہتا اور جیسے آپ توحید کی طرف بلاتے اُسے بھکاتا کہ خبردار انکا کہنا نہ ماننا۔ لیکن آپ نے کبھی اسکی بھی پروا نہ کی اور اپنا فرض تبلیغ اُسی مستعدی و جوش سے ادا کرتے رہے کہتے ہین کہ عرب کا کوئی

بنی کندہ

قبیلہ نہ تھا جس کے سامنے آپ نہ گئے ہون اور اپنا فرض رسالت نہ ادا کر دیا ہو۔ بنی کندہ مین گئے۔ اور دین کی طرف بلایا۔ مگر صاف الفاظ مین جواب انکاری ملا۔ بنی کلب کے

بنی کلب

خیمون مین تشریف لے گئے۔ مگر حق کی آواز پر اُن مین سے بھی کسی کا دل نہ پسیجا۔

بنی حنیفہ

بنی حنیفہ مین جا کے توحید کی آواز بلند کی لیکن افسوس کہ انھون نے سب سے زیادہ تمرد ظاہر کیا۔ بنی عامر مین جا کے دین الٰہی کی برکتین بیان کین۔ مگر اُنکے دل

بنی عامر

بھی دیگر قبائل عرب سے کچھ کم سنگدل نہ ثابت ہوئے۔ بلکہ اُن مین سے بیحرہ نام ایک شخص آپ کی وضع و حالت دیکھ کے اپنے ہم قومون سے کہنے لگا "اگر اس قریشی نوجوان کو اپنے ساتھ لے لون تو خدا کی قسم سارے عرب کو ہضم کر جاؤن" یعنی پورے جزیرہ نما کو اپنا تابع فرمان بنا لون۔ پھر آپ کی طرف متوجہ ہو کے بولا "اچھا اگر ہم

تمھارے ہاتھ پر بیعت کریں - تمھارا دین مان لیں - اور پھر یہ تمھارا مذہب غالب آجائے تو وعدہ کرتے ہو کہ اپنے بعد ہمیں اپنا وارث بناؤ گے؟ آپ کی وراثت کا ایک آرزومند آپ نے فرمایا اُس بارے میں میں کیا کہہ سکتا ہوں؟ یہ تو خدا کے اختیار میں ہے، یہ سن کے اُس نے کہا "خوب - عربوں کے مقابلے میں اپنا سینہ سپر تو ہم کریں - اور جب کامیابی کا وقت آئے تو حکومت دوسروں کے ہاتھ میں جائے - جاؤ - ہمیں اس دین کی ضرورت نہیں ہے"۔ الغرض اس ساری دوڑ دھوپ اور محنت و مشقت کا نتیجہ ناکامی ہی ناکامی ثابت ہوا- نہ کسی نے آپ کی بات مانی اور نہ کوئی آپ کی مدد پر آمادہ ہوا - بلکہ جس کے پاس گئے بہت بُری طرح پیش آیا - اور اُلٹے ذلیل کرنے کی کوشش کرنے لگا - اکثر قبائل سے آپ کو یہی جواب ملتا کہ "تمھیں تمھاری قوم سے زیادہ کون جان سکتا ہے"؟

باب یازدہم

عقبۂ اولیٰ و عقبۂ ثانیہ

وہی دُھن اور وہی جوش تبلیغ - سوید بن صامت کا ایمان لانا - خوش نصیب ارض یثرب - اوس و خزرج - انھیں یہودیوں کی دھمکی - اہل یثرب پر آپکا پہلا اثر - اُنکا ایمان لانا جس زمانے میں آپ قبائل کو توحید کیطرف بلاتے اُس میں اختلاف - معراج - عقبۂ اولیٰ - اُسکی بیعت - اہل یثرب کے ساتھ معلم دین مصعب بن عمیر مدینے میں - ایک مدنی بزرگ آپ ہی کے پاس رہ گئے - مدینے میں تبلیغ اسلام - اُسید بن حضیر ایمان لاتے ہیں سعد بن معاذ بھی ایمان لاتے ہیں ان دونوں کے اثر سے دو بہت بڑے خاندانوں کا اسلام لانا - بنی خزرج کا کوئی گھر مسلمانوں سے خالی نہیں - فرضیت جمعہ یوم جمعہ کا تقرر جاہلیت میں جمعے کا کچھ اور نام تھا پھر اہل مدینہ مکے میں - براء بن معرور - وہ کعبہ چھوڑ کے بیت المقدس کیطرف نماز نہیں پڑھتے - کعب و براء دربار رسالت میں - کعبے ہی کیطرف نماز پڑھنے پر آپ کا فیصلہ - عقبۂ ثانیہ - اہل مدینہ کا شمار - آپکا تشریف لانا حضرت عباس کی تقریر خود آپکے کلمات ہدایت - بیعت - اہل مدینہ آپ سے بھی اقرار لیتے ہیں

عہ سیرۃ ابن ہشام صفحہ ۲۸۲ ۲ ۲۸۳ عہ تاریخ الخمیس جلد ۱ صفحہ ۳۴۵

یہ معاہدہ دینی اور دنیاوی دونوں زندگیوں پر حاوی تھا۔ بیعت کی شان۔ بارہ نقیبون کا انتخاب۔ اُنکے فضائل
مشرکین کو خبر ہوگئی۔ مشرکین یثرب کی لاعلمی کام آئی۔ سعد بن عبادہ پر قریش کا ظلم۔ بیعۃ النساء اور بیعۃ الحرب کا فرق
اہل مدینہ کا جوش توحید۔ معاذ بن عمرو۔ اُن کے والد کا چوبی بت مناۃ۔ اُس بُت کے ساتھ معاذ کا برتاؤ۔
اُن کے والد عمرو بن جموح اسلام قبول کرتے ہین۔

وہی دُھن اور وہی جوش تبلیغ | مگر باوجود ان تمام مزاحمتون کے آپ ہی کی پیمبرانہ اور نہ تھکنے والی ہمت تھی جس نے اُسی جوش سے آپ کو تبلیغ پر آمادہ رکھا۔ اور آخر تک یہ حالت تھی کہ جہان آپ کسی سردار قوم یا معزز شخص کے آنے کا حال سُنتے بے تکلف اُٹھ کھڑے ہوتے۔ اور سامنے جا کے اتمام حجت کر دیتے۔ اتفاقاً سوید بن صامت نام مدینے کے ایک بڑے رئیس حج کرنے کو آئے۔ آپ خبر سنتے ہی حسب معمول تشریف لے گئے اسلام پیش کیا | سوید بن صامت کا ایمان لانا اور قرآن کا ذکر فرمایا۔ سوید نے کہا غالباً تمھارے پاس کوئی ویسی ہی چیز ہوگی جیسی کہ میرے پاس ہے؟" آپنے دریافت فرمایا "تمھارے پاس کیا ہے؟" سوید نے فخر ومباہات کے ساتھ کہا "لقمان کی حکمتین"۔ آپنے فرمایا "اچھا مجھے سناؤ تو۔ دیکھون کیسی ہین"۔ سوید نے آپکی خواہش کے موافق جب وہ نصیحتین سنائین تو آپنے تعریف کی۔ اور فرمایا بیشک یہ اچھی نصیحتین ہین۔ مگر میرے پاس جو کچھ ہے وہ اس سے افضل و اعلی ہے۔ اور خداوند جل و علا کا کلام ہے۔ بلکہ اُسے کلام نہ کہنا چاہیئے اس لیے کہ سراسر ہدایت و نور ہے" پھر چند آیات قرآنی پڑھ کے سُنا بھی دین۔ سوید نے اُنکو بہت پسند کیا۔ متاثر ہو اور آپکے دعواے نبوت کی مخالفت نہین کی۔ بلکہ یون کہنا چاہیئے کہ دین الٰہی کا شوق دل مین لیے ہوے مدینے واپس گئے۔ شاید دوسرے سال آپ کی زیارت سے شرفیاب ہوکے ایمان لاتے۔ مگر اُسکی نوبت نہین آنے پائی تھی کہ قبائل اوس و خزرج مین لڑائی ہوئی اور وہ اپنی قوم کی رفاقت مین بنی خزرج کے ہاتھ سے مارے گئے۔

خوش نصیب ارض یثرب | یثرب جس شہر سے کہ سوید آئے تھے یہ خوش نصیبی اُسی کی قسمت مین تھی کہ آنحضرت صلعم کا مرکز نبوت اور بعد کی اسلامی خلافت راشدہ کا مستقر و دار السلطنت قرار پاکے جس کا ابتدائی

ظہور یہ تھا کہ وہان کا جو سب سے پہلا شخص ملا اگر آپ پر ایمان نہین لایا تو آپ سے دشمنی و مخالفت بھی نہین کی۔ یثرب کے قبائل آوس وخزرج کا حال ہم کتاب عرب قبل از اسلام مین بیان کر چکے ہین اور وہین یہ بھی بتا دیا ہے کہ اُن کے قرب و جوار مین کثرت سے یہودی آباد تھے۔ جو بہت قدیم زمانے سے یہان آ کے سکونت پذیر ہو گئے تھے۔ اور جن سے آوس وخزرج سے پُرانی رقابت چلی آتی تھی۔ اوس وخزرج والون کا مذہب عموماً بُت پرستی تھا۔ یہودی اُن کے مذہب کو ذلیل سمجھتے تھے اور باوجود اپنے قومی ضعف کے تعصب وعناد سے پیش آتے تھے۔ اُن کے اُنھین معمولی تعصبات کا ایک نمونہ یہ بھی تھا کہ اپنی کتابون اور قدیم پیشین گوئیون سے مدد لے کے بت پرست شرفاے اوس وخزرج کو دھمکی دی کہ ”ان دنون ایک پیغمبر مبعوث ہونے والا ہے۔ ہم فوراً اس کی پیروی اختیار کرین گے اور اسے ساتھ لے کے تمھارا قلع وقمع کر دین گے“ یہود کی اس پیشین گوئی کی اوس وخزرج مین شہرت ہوئی۔ اور سب اس فکر مین تھے کہ اگر یہود کا کہنا سچ ہو گیا تو ہم کیا کرین گے۔؟[۵۶]

اوس وخزرج

اُنھین یہودیون کی دھمکی

اہل یثرب پر آپ کا پہلا اثر

اب گیارھوان سال نبوت تھا۔ اور آپ اپنی عادت کے موافق قبائل عرب کے مجمعون مین جا جا کے دین اسلام کو پیش کرتے پھرتے تھے کہ اتفاقاً مقام عقبہ مین اُس مقام سے متصل ہی جہان حاجی لوگ رمی جمار کیا کرتے ہین اور جہان ایک مسجد بنی ہوئی ہے جو اسی واقعے کی یادگار مین مسجد بیعت کہلاتی ہے[۵۷] آپ کو چھ آدمی ملے۔[۵۸]

۵۶ سیرۃ ابن ہشام صفحہ ۲۸۶ و ۲۸۷ ۵۷ تاریخ الخمیس جلد ا صفحہ ۳۲۵۔

۵۸ السیرۃ النبویہ مصنفہ سید احمد دحلان بحاشیہ السیرۃ الحلبیہ جلد ا صفحہ ۳۱۲

اُن لوگون کی صورت دیکھ کے آپ نے پوچھا تم کون لوگ ہو؟ انھون نے کہا ہم بنی خزرج مین سے ہین - اور ارض یثرب سے آتے ہین " اُن کو متوجہ پاکے آپ نے فرمایا "اچھا یہان آئے ہو تو بیٹھ کے میری دو باتین بھی سُن لو" وہ بے تکلف بیٹھ گئے - اور آپ نے قرآن کی آیات بینات سُنا کے اُنھین دین اسلام کی طرف بُلایا - کلام ربانی سُنتے ہی اُن لوگون نے ایک دوسرے کی طرف دیکھ کے کہا "کہین یہ وہی پیغمبر تو نہین جن کے بھروسے پر یہود ہمین دھمکی دیا کرتے ہین؟ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اُن سے پہلے ہم ہی ایمان لاکے اِن کو اپنا دوست بنالین" یہ بات سب کے دل مین جم گئی - فوراً ایمان لے آئے - اور آپ کی نبوت تسلیم کر لی - پھر وعدہ کیا کہ ہم اپنی قوم کو بھی اس دین کی طرف بلائین گے - اس کے بعد کہا "ہماری قوم مین جھگڑا پڑا ہوا ہے [عـــہ] - اگر آپ کی برکت سے اُن مین اتفاق ہوگیا اور دونون گروہ آپ کی تائید پر آمادہ ہوگئے تو آپ کو اپنے اغراض نبوت مین پوری کامیابی ہوگی" یہ وعدہ کرکے وہ لوگ اپنے وطن کو واپس گئے - اور آپ کا حال بیان کرکے ساری قوم کو اس قدر مشتاق بنا دیا کہ اوس و خزرج کا کوئی گھر نہ تھا جس مین آپ کا تذکرہ نہ ہو رہا ہو [عـــہ] - یہی صحبتین جن مین اہل یثرب آپ سے ملے اور ایمان لائے مورخین اسلام کی اصطلاح مین عقبہ کے نام سے یاد کی جاتی ہین - اور بعض نے اس مذکورہ صحبت کو عقبۂ اولی لکھ دیا ہے - حالانکہ دراصل عقبہ اولی اُس صحبت کا نام ہے جو اس کے بعد دوسرے سال واقع ہوئی تھی -

اُن کا ایمان لانا

عـــہ اوس و خزرج مین کہتے ہین ایک سو بیس برس سے نزاع چلی آتی تھی - اور بڑی بڑی خونریزیان ہو چکی تھین - آپ ہی کی برکت سے اُن مین صلح ہوئی - اور وہ پُرانا جھگڑا موقوف ہوا -

عـــہ سیرۃ ابن ہشام صفحہ ۲۸۷ و ۲۸۸ عـــہ السیرۃ الحلبیہ جلد ۲ صفحہ ۸ و ۱۰

اس امر مین بھی بڑا اختلاف ہے کہ آپ کس مہینے مین قبائل عرب کے سامنے جا جا کے دین اسلام کو پیش کرتے تھے اور اکثر محققین کہتے ہین کہ یہ واقعات ہر سال رجب کے مہینے مین پیش آتے تھے۔ مگر یہ بالکل خلاف قیاس معلوم ہوتا ہے۔ رجب اگرچہ جاہلیت کے محترم مہینون مین شمار کیا جاتا تھا مگر قبائل عرب سے ملنے کا موقع سوا ذی الحجہ کے اور کسی مہینے مین نہین مل سکتا تھا۔ اس لیے کہ مکے مین عام قبیلون کا مجمع صرف حج کی غرض سے ہوا کرتا تھا اور حج کی مذہبی رسم ذی الحجہ ہی کے مہینے مین ادا ہوتی تھی۔ ہمارے خیال مین یہ تمام واقعات لازمی طور پر ہر سال کے خاتمے پر اور ذی الحجہ ہی کے مہینے مین واقع ہوئے ہون گے۔

جس زمانے مین آپ قبائل کو توحید کی طرف بلاتے اس مین اختلاف

دوسرے سال یعنی بعثت کے بارھوین برس رجب کے مہینے مین آپ کو معراج ہوئی۔ پہلے حضرت جبریل براق پر سوار کرا کے آپ کو مسجد اقصی یعنی بیت المقدس مین لے گئے۔ جہان آپ نے تمام پیمبرون کی امامت کی۔ اور نماز پڑھائی۔ پھر وہان سے آپ کو آسمانون اور جنت و دوزخ کی سیر کرائی گئی۔ اور وہ مرتبہ نصیب ہوا جو قرآن مین "دنی فتدلی" و "قاب قوسین او ادنی" کے مبارک الفاظ مین بیان کیا گیا ہے۔ معراج کے بارے مین بڑا اختلاف ہے کہ روحانی تھی یا جسمانی۔ یعنی آپ کا جسم بھی گیا تھا یا فقط روح کو یہ سیر لاہوتی نصیب ہوئی تھی۔ خود صحابہؓ مین سے متعدد صاحب اثر لوگ اور جناب عائشہ صدیقہؓ تک معراج کے روحانی ہونے کے قائل ہین۔ مگر تمام علماے متاخرین کا معراج کے جسمانی ہونے پر اتفاق ہے۔

معراج

۵۷ تاریخ الخمیس جلد ۱ صفحہ ۳۴۶

وہ اُم المومنین عایشہؓ اور دیگر صحابہؓ کے بیان کا یہ جواب دیتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہت سی معراجین ہوئین جن مین سے ایک جسمانی تھی اور سب روحانی - لہذا حضرت عایشہؓ اور دیگر صحابیؓ جو معراج کو صرف روحانی بتاتے ہین اُن کا بیان بھی صحیح ہی اس لیے کہ ایک نہین بہت سی روحانی معراجین ہوئی تھین - مگر ظاہر ہی کہ یہ جواب ایک تاویل سے زیادہ وقعت نہین رکھتا

عقبۂ اولی

اسی بارھوین سال نبوت کے آخر مین پھر قبائل عرب حسب معمول مکے مین جمع ہوے - اِس مرتبہ ارض یثرب کے بارہ آدمی خاص آپ کی زیارت سے شرفیاب ہونے کے لیے آئے جن مین پانچ یا چھ تو وہی تھے جو گذشتہ سال ایمان لا چکے تھے اور باقی اور لوگ تھے - دس آدمی تو قبیلۂ خزرج کے تھے اور دو قبیلۂ اوسؓ کے - یہ لوگ خاص اُسی مقام عقبہ مین آپ سے ملے

اسلام اُن کی بیعت

لائے - اور آپ کے ہاتھ مین ہاتھ دے کے اقرار کیا کہ ہم کسی شخص یا کسی چیز کو خدا کی خدائی مین نہ شریک کرین گے - چوری اور زناکاری سے بازرہین گے - لڑکیوںؓ کی جانین نہ لین گے - کسی پر بہتان نہ لگائین گے - اور احکام الٰہی سے کبھی کسی امر مین سرتابی نہ کرین گے - اِن باتون پر بیعت لے کے آپ نے اُن لوگون سے فرمایا "اگر تم اِن باتون کی پابندی کروگے تو تمھارے لیے جنت ہی - اور اگر مخالفت کی تو حد شرع جاری ہوگی جو اِن گناہون کا کفارہ قرار دی گئی ہی - لیکن اگر گناہ کو چھپایا اور حد شرع کا عمل درآمد نہ ہوسکا تو تمھارا معاملہ خدا کے ہاتھ ہی چاہے عذاب کرے اور چاہے معاف کردےؓ

یہی صحبت عقبۂ اولی کے نام سے یاد کی جاتی ہی - جس مین اہل یثرب خاص ایمان لانے کی غرض سے آئے تھے

لـه تاریخ الخمیس جلد ۱ صفحہ ۳۰۷ ملـه عرب مین غیرت یا افلاس کی وجہ لڑکیون کے زندہ دفن کر دینے کا رواج تھا جسکی اسلام نے بیخ کنی کی اور قوم عرب بڑے زور و شور سے اور بہت کچھ حجت ولا کے رد کی گئی سه سیرۃ ابن ہشام صفحہ ۲۵۸ و ۲۸۹ -

اہل یثرب کے ساتھ آپکا معلم دین

یہ لوگ جب واپس جانے لگے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہؓ مرحومہ کے ماموں زاد بھائی ابن اُم مکتوم کو اُن کے ہمراہ کردیا تاکہ آپ کے نائب کی حیثیت سے اہل مدینہ یعنی یثرب والون کو دین کی باتین سکھائین۔ پھر ان لوگون نے مدینے مین پہونچ کے آپ کو لکھا کہ کسی اور مسلمان کو بھی بھیجئے جو ہمین قرآن سکھائے۔ اور ہم پر اسلام کی خوبیان ظاہر کرے ‘‘

مصعب بن عمیر مدینے مین

اُن کی اس درخواست پر آپ نے مصعب بن عمیر کو روانہ کردیا۔ جن سے اسلام کو اہل مدینہ کے خداشناس بنانے مین بڑی مددلی

ایک مدنی بزرگ آپ ہی کے پاس رہ گئے

اہل یثرب کو آپ کی آواز توحید ایسی بھلی معلوم ہوئی تھی کہ اس عقبۂ اولی والون مین سے عباس بن نضلہ نام ایک صاحب نے وطن جانا بھی نہ پسند کیا اور آپ ہی کی خدمت مین رہ گئے اور انھین دوھری اسلامی فضیلت حاصل ہوئی۔ اس لیے کہ اُن کا شمار مہاجرین مین بھی ہے اور انصار مین بھی۔

مدینے مین تبلیغ اسلام

مصعب بن عمیر کے پہونچتے ہی مدینے مین اسلام کو ترقی ہونے لگی۔ یہ وہان جاکے اسعد بن زرارہ کے مکان پر ٹھہرے اور قرآن کی آیتین سُنا سُنا کے لوگون کو دین اسلام کی طرف بلانے لگے۔ اسعد بن زرارہ مصعب کے ورود کے ابتدائی ہی زمانے مین ایک دن انھین لیے ہوئے عبدالاشہل اور بنی ظفر کے گھرانون مین گئے جو مدینے کے بہت معزز خاندان تھے۔ اور بنی ظفر کے ایک باغ مین ٹھہر کے لوگون کو توحید کی طرف بلانے لگے عبدالاشہل مین سب سے معزز اور سردار قوم سعد بن معاذ اور اُسید بن حضیر تھے

ع٥ السیرۃ الحلبیہ جلد ۲ - صفحہ ۹ ع٥ السیرۃ النبویہ - برحاشیہ السیرۃ الحلبیہ جلد ۱ صفحہ ۳۱۴ - ع٥ السیرۃ الحلبیہ جلد ۲ صفحہ ۱۰

اور دونون ابھی تک مشرک تھے۔ جب اُنھین اِن نئے دین کے منادیون کی کی خبر ہوئی تو سعد نے اُسید کی طرف دیکھ کے کہا "تم ذرا جا کے اِن دونون آدمیون کو ڈانٹو تو جو ہمارے دونون گھرانون مین آ کے ٹھہرے ہین۔ اور کم عقلون کو بہکا رہے ہین۔ مین خود جاتا مگر اسعد بن زرارہ میرے خالہ زاد بھائی ہین۔ اور مروت کی وجہ سے مین اُنسے دو بدو جھگڑا کرنا نہین پسند کرتا" اُسید نے کہا "بہتر"۔ اس کے بعد اپنا گرز اُٹھا کے کندھے پر رکھا۔ اور بنی ظفر کے باغ مین پہونچے۔ ان کو دور سے آتے دیکھ کے اسعد نے کہا "دیکھو یہ جو آتے ہین سردار قوم ہین۔ اِن کے راہ راست پر لانے کی کوشش کرو"۔ اتنے مین اُسید سر پر آ پہونچے اور کھڑے ہی کھڑے سخت و سست کہنے لگے۔ مصعب نے نہایت نرمی سے کہا "آپ ذرا تشریف تو رکھیے۔ میرے دو کلمے سُن لیجیے۔ پسند آئین تو مانیے گا ورنہ نہ سہی"۔ اُسید نے کہا "کیا مضائقہ ہے" یہ کہہ کے گرز زمین پر ٹیکا اور بیٹھ گئے۔ اب مصعب کو کافی موقع ملا۔ فوراً پند و نصائح کا دروازہ کھول دیا۔ بہت ہی نرمی و شایستگی کے الفاظ مین توحید کی خوبیان بیان کر کے قرآن پاک کی چند آیتین سنائین۔ مصعب کی تھوڑی ہی باتون نے اُسید پر کچھ ایسا معجز نما اثر ڈال دیا کہ بے اختیار ہو کے بولے "اچھا اگر کوئی تمھارے اس دین مین داخل ہونا چاہے تو کیونکر داخل ہو سکتا ہے؟"۔ جواب ملا "غسل کیجیے۔ پاک و صاف کپڑے پہنیے۔ کلمۂ شہادت پڑھیے۔ اور نماز ادا کیجیے"۔ اُسید نے بلا تامل اِن باتون کی تعمیل کی۔ اور ایک پُرجوش مسلمان بن کے واپس چلے۔ مگر جاتے وقت کہتے گئے "یہان ایک اور شخص ہین۔ اگر اُنھون نے تمھارا دین قبول کر لیا تو یقین کر لو کہ اِن دونون خاندانون مین پھر کوئی شخص پُرانے دین پر نہین باقی رہے گا۔ اور ٹھہرو مین خود اُنھین بھیجے دیتا ہون"۔ اُسید کو یہ مناسب نہین معلوم ہوا کہ اپنے مسلمان ہو جانے کا حال بے تکلف ظاہر کر دین

اُسید بن حضیر ایمان لاتے ہین

چنانچہ جب سعد بن معاذ کے پاس پہونچے اور انھون نے پوچھا کہ کیا کر آئے؟ اُن لوگون کو منع کیا یا نہین؟ تو جواب دیا ہان اُن لوگون سے گفتگو کی تھی۔ مجھے تو اُن مین کوئی اندیشے کی بات نہین نظر آئی۔ تاہم مین نے منع کیا۔ اور وہ بولے کہ "ہم تو اس دین کے پابند ہو چکے تمھارا جو جی چاہے کرو" اتنے مین مین نے سنا کہ بنی حارثہ اس ارادے سے نکلے ہین کہ اسعد بن زرارہ کو قتل کر ڈالین۔ اور جُرم بس اتنا کہ تمھاری خالہ کے لڑکے ہین" اس قومی نزاع کا حال سُن کے سعد کو کہان تاب رہ سکتی تھی؟ فوراً تیورون پر بل آگیا۔ ایسا گرز لے کے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اور غصے مین بھرے ہوئے بنی ظفر کے باغ کی طرف چلے۔ وہان جب دُور سے دیکھا کہ اسعد اور مصعب اطمینان سے بیٹھے ہین تو دل مین کہا معلوم ہوتا ہے اُسید نے نرا فقرہ دیا۔ اور ان کی غرض یہ معلوم ہوتی ہے کہ مین بھی ان لوگون کی زبان سے کچھ سنون۔ اچھا یون ہی سہی" یہ کہہ کے آگے بڑھے۔ ان کے جانے پر بھی بعینہ وہی اُسید کا سا واقعہ پیش آیا۔ یعنی سر پر کھڑے ہو کے بُرا بھلا کہا۔ مصعب کے اصرار سے بیٹھے۔ توحید و حق پرستی کی آواز اور نیکوکاری کی نصیحتین سُنین اور مسلمان ہو گئے۔

سعد بن معاذ بھی ایمان لاتے ہین

سعد کا ایمان لانا تھا کہ گویا اسلام نے مدینے کا ایک حصہ فتح کر لیا۔ دین اسلام قبول کرتے ہی اُنھون نے دونون خاندان والون کے تمام لوگون کو جمع کیا۔ اور پوچھا "تُم لوگ مجھے کیا اور کیسا سمجھتے ہو؟" سب نے بالاتفاق جواب دیا "اپنا سردار اور سب سے افضل" یہ جواب پا کے کہا "تو سنو تم مین سے ہر شخص مرد ہو یا عورت جب تک خدا اور اُس کے رسول پر ایمان نہ لائے گا اُس وقت تک مجھے اُس سے بات کرنا حرام ہے" سعد بن معاذ کے اس عہد کا یہ فوری نتیجہ ظاہر ہوا کہ شام

اُن دونون کے اثر سے دو بہت بڑے خاندانون کا اسلام لانا

ہونے سے پیشتر ہی ان دونون گھرانون کے تمام مرد و زن دین اسلام قبول کر چکے تھے - اب اتنی جماعت کثیر نے جب مسلمان ہو کے تبلیغ اسلام شروع کی تو چند ہی روز مین پیغمبر آخر الزمان علیہ التحیۃ والثنا کا مبارک دین مدینے مین کثرت سے پھیلنے لگا - اور بنی خزرج مین کوئی گھرانہ نہ تھا جس مین مسلمان مرد اور مسلمان عورتین نہ موجود ہون - لیکن ہان ابھی قبائل اوس مین اسلام کو کامیابی نہین ہوئی تھی -

بنی خزرج کا کوئی گھر مسلمانون سے خالی نہین

فرضیت جمعہ

اب نبوت کا تیرھوان سال شروع ہوا جس مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مدینہ کو نماز جمعہ ادا کرنے کا حکم دیا - اور وجہ یہ ہوئی کہ یہودی یوم السبت یعنی ہفتے کے دن کی بہت وقعت کرتے تھے - اُس روز عبادت کرتے اور اُسے نہایت ہی مقدس و محترم سمجھتے - وہان کے مسلمانون کو بھی اُن کی یہ رسم بھلی معلوم ہوئی - اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین کہلا بھیجا کہ "ہمارے لیے بھی کوئی دن مقرر فرمائیے تاکہ اُس روز باہم مل کے خدا کی عبادت کیا کرین" - اُن کی اس درخواست کو منشاے نبوت و اغراض خدا پرستی کے موافق پا کے آپ نے مصعب بن عمیر کو لکھ بھیجا "اُس دن کا خیال کرو جس روز یہود یوم السبت کی رسوم ادا کرنے کے لیے اپنے صحیفۂ آسمانی کو باہر نکالا کرتے ہین - بس اُسی دن کو تم اپنا روز عبادت سمجھو اور مسلمانون سے کہہ دو کہ اُس روز اپنی عورتون اور بچون کو جمع کرین اور جب آفتاب کو زوال شروع ہو جائے درگاہ الٰہی مین دو رکعت نماز ادا کرین" - اس تحریر مین آپ کی مراد اس دن سے تھی جو ہفتے سے ایک دن پیشتر ہوتا ہے اور جس روز یہود یوم السبت کے استقبال کی تیاری کرتے تھے - مصعب نے آپ کے حکم کے مطابق تمام

یوم جمعہ کا تقرر

ع۵ سیرۃ ابن ہشام صفحہ ۲۹۰ تا ۲۹۲

لوگون کو جمع کرکے نماز جمعہ ادا کی اور اُس کے بعد برابر ادا کرتے رہے۔ اور واقعی مدینے کا یہ بہت بڑا شرف ہو کہ نماز جمعہ پہلے پہل اُسی مین ادا کی گئی۔ اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکے مین معذور تھے۔ اور قریش کے خوف سے کوئی ایسی دینی رسم نہین بجا لاسکتے تھے جو یون علانیہ ادا کی جاتی ہو۔ اس مبارک اسلامی دن کو جاہلیت مین یوم عروبہ کہتے تھے۔ جمعے کا لفظ اس نماز کے فرض ہونے کے بعد اور خاصتہً اہل مدینہ سے شروع ہوکے ساری دنیا مین پھیلا۔

جاہلیت مین جمعے کا کچھ اور نام تھا

اس سال کے آخر مین جب قبائل عرب پھر ارض بطحا یعنی مکے مین جمع ہوئے تو اب کی مصعب بن عُمیر کے ساتھ اہل مدینہ کی ایک بہت بڑی جماعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لیے مکۂ معظمہ مین حاضر ہوئی۔ جس مین سب سے زیادہ نامی گرامی ایک تو کعب احبار تھے جو عرب کے مشہور وگران پایہ شاعر تھے اور دوسرے بَراء بن مَعرور جو تمام ہمراہیون مین یعنی معزز سربرآوردہ اور سردار قوم تھے۔ اس وقت تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیت المقدس کی طرف رُخ کرکے نماز پڑھتے تھے مگر براء نے راستے مین ہمراہیون سے کہا ”مین سب باتین مانتا ہون مگر یہ نہین گوارا ہوتا کہ یہ گھر (کعبہ) چھوڑ دیا جائے“ اور اسی وجہ سے وہ پورے سفر مین کعبے ہی کی طرف نماز پڑھتے رہے۔ مکۂ معظمہ مین داخل ہوکے براء نے کعب سے کہا ”چلو مجھے ذرا حضرت رسالت سے ملاؤ تو دیکھون یہ جو مین نے سفر مین کعبے کی طرف نماز پڑھی ہو اس کے بارے مین کیا فرماتے ہین“ اُن کی خواہش کے مطابق کعب اُنھین

پھر اہل مدینہ مکے مین

براء ابن معرور

وہ کعبہ چھوڑ کے بیت المقدس کی طرف نماز نہین پڑھتے تھے

ﮯ السیرۃ الحلبیہ جلد ۲ صفحہ ۱۳۔

لے کے آپکی تلاش مین نکلے۔ راستے مین کسی شخص سے آپکا پتہ پوچھا اُسنے کہا تم اُنھین پہچانتے بھی ہو؟ کعب نے جواب دیا "نہین ہم مین کوئی نہین پہچانتا" تب وہ بولے اچھا۔ عباسؓ بن عبدالمطلب کو پہچانتے ہو؟ کعب نے کہا ہان اُنھین پہچانتے ہین" اور اس شناسائی کی وجہ یہ تھی کہ عباسؓ اکثر تجارت کے سفرون مین مدینے سے ہوکے گذرا کرتے تھے۔ کعب کا یہ جواب سُن کے اُس شخص نے کہا "بس تو مسجد کعبہ مین چلے جاؤ۔ وہان عباسؓ کے برابر جو شخص بیٹھا ہو وہی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہین" اس پتے کے مطابق دونون رسول اللہ کی خدمت مین حاضر ہوئے۔

کعب اور براء دربار رسالت مین

اور آپ کو سلام کیا۔ آپ نے عباسؓ کی طرف دیکھ کے پوچھا "آپ اُن لوگون کو پہچانتے ہین؟ یہ دونون کون صاحب ہین؟" عباسؓ نے کہا "ہان! مین خوب جانتا ہون۔ یہ تو براء بن معرور اپنی قوم کے سردار ہین اور یہ کعب بن مالک ہین" آپ نے پوچھا "کعب کون؟ شاعر؟" عباسؓ نے جواب دیا "ہان ہان وہی"

کعبے ہی کی طرف نماز پڑھنے پر آپ کا فیصلہ

اس تعارف کے بعد براء نے کہا "یا رسول اللہ مجھے یہ نہین پسند کہ کعبہ چھوڑ دیا جائے۔ لہذا مین نے تو اب تک بیت المقدس کی طرف رُخ کرکے نماز نہین پڑھی ہے" آپ نے اس کی چندان مخالفت نہین کی۔ اور آپ کے ہمراہ براء نے شام ہی کی طرف نماز پڑھی۔

عقبۂ ثانیہ

اس ملاقات کے بعد انصار نے حج کیا۔ اور آپ سے باضابطہ طور پر ملنے اور باہم عہد و پیمان کرنے پر آمادہ ہوئے۔ اس صحبت کے لیے آپ کے ارشاد کے موافق ایام تشریق کا درمیانی روز یعنی ذی الحجہ کی ۱۲۔ تاریخ اور ہفتے کا مبارک دن قرار پایا۔ مگر مشرکین مکہ سے مخفی رکھنے اور ان کی بیہودہ خلل اندازیون سے بچنے کے لیے رات کا وقت قرار دیا گیا۔ یعنہ شب یعنی ہفتے کی رات کے

ابتدائی حصہ مین توسب لوگ خاموش اور اپنی اپنی فرودگاہون مین ٹھہرے رہے
جب ایک تہائی رات گذری یعنی دس بج گئے تو حسب قرارداد اہل مدینہ پوشیدہ
پوشیدہ اور لوگون کی نظرون سے بچتے ہوے اُسی مقام عقبہ کے قریب ایک گھاٹی
مین آکے ٹھہرے جہان گذشتہ سال اُن کے چند ہم وطنون نے آپ کا دین
قبول کیا تھا اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی - یہ کل تہتر مرد تھے جن کے ساتھ
اہل مدینہ کا شمار | دو خوش نصیب عورتین بھی تھین - ایک تو کعب کی بیٹی نسیبہ جن کی
کنیت اُم عمارہ تھی اور دوسری آسما بنت عمرو بن عدی -
آپ کا تشریف لانا | جب یہ سب لوگ وادی عقبہ مین جمع ہو چکے تو آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم اپنے ہمدرد مگر غیر مسلم چچا عباس کو ساتھ لیے ہوے تشریف لائے - اور
سب سے ملاقات کی - ظاہر ہے کہ انصار مین یہ کس قدر جوش وخروش کا وقت
ہو گا جن مین سے ہر ایک آپ کا مشتاق اور آپ کی تعلیمون پر عمل کرنے کو تیار
تھا - سب کے پہلے جناب عباس ہی نے گفتگو شروع کی - اور نہایت پُرجوش
حضرت عباس کی تقریر | اور متانت کے الفاظ مین کہا "اے بنی نجار! (اس لیے کہ
ان لوگون مین زیادہ لوگ بنی نجار ہی کے تھے جو قبیلۂ خزرج سے تعلق رکھتے
تھے) تم جانتے ہو کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم مین سے ہین - اور ہم حتی الامکان
اِن کی حمایت کو تیار رہین - مگر یہ تمھارا ساتھ دینا پسند کرتے ہین - تاہم اس موقع پر
مین اتنا کہہ دینا ضروری سمجھتا ہون کہ تم لوگ ابھی سے بخوبی سوچ سمجھ لو کہ پوری
طرح اور آخر تک ساتھ دے سکو گے - اور دشمنون سے بچا سکو گے یا نہین؟
اپنی حالت اپنی طبیعت - اور اپنی قوت کا خوب اندازہ کر لو - ایسا نہ ہو کہ آخر تک
نہ نبا سکو - اور تمھارے ملنے اور تم پر بھروسہ کرنے کا یہ نتیجہ ہو کہ بے وفائی کر کے
انھین ان کے دشمنون کے سپرد کر دو - اگر اس کا ذرا بھی اندیشہ ہو تو مین صاف

خود آپ کے کلمات ہدایت

کہے دیتا ہون کہ انھین اسی حال پر رہنے دو۔ ہم انھین اپنے پاس عزت سے رکھین گے۔ اور ہمیشہ دشمنون سے بچائین گے۔" جب عم رسول اللہ عباسؓ گفتگو کر چکے تو خود آپ نے زبان فیض ترجمان کھولی۔ چند آیات قرآنی پڑھ کے سنائین۔ اللہ جل شانہ کی طرف انھین بلایا۔ اسلام کا شوق دلایا۔ اور فرمایا "مین تم سے صرف اتنی بات پر بیعت لیتا ہون کہ جن مصیبتون سے تم اپنی عورتون اور اپنی اولاد کو بچاتے ہو انھین مصیبتون سے مجھے بھی بچاؤ۔"

بیعت

یہ جملہ سُن کے براؔ ابن معرور نے جوش مین آکے آپ کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا "قسم ہے اُس خداوند جل وعلا کی جس نے آپ کو پیغمبر برحق بنایا جن آفتون کو ہم اپنے سر سے ٹالین گے آپ کے سر سے بھی ٹالین گے۔ اور جان لیجیے کہ ہم سب لوگ جنگ جو بہرہ آزما ہین۔ اور ہماری جماعت مین پورا جتھا ہے۔" براؔ کی بات

اہل مدینہ آپ سے بھی اقرار لیتے ہین

پوری نہین ہونے پائی تھی کہ ابو الہیثم نام ایک مدنی شخص نے بات کاٹ کے کہا "یا رسول اللہ! ہمارے وہان بہت سے یہودی رہتے ہین جن سے ہم سے تعلقات چلے آتے ہین۔ مگر اب ہم آپ کی وجہ سے اُن کے تعلقات کو قطع کر دین گے۔ ایسا تو نہ ہو گا کہ اِس وقت ہم آپ کا ساتھ دین۔ مگر جب اللہ جل شانہ آپ کو غالب کر دے آپ ہمین چھوڑ کے پھر اپنی قوم والون سے آملین۔ اور مکے مین واپس آئین؟" اس کے جواب مین آنحضرتؐ نے مسکرا کے ایک مثل فرمائی جس کا مطلب یہ تھا کہ "میرا خون تمھارے خون کے ساتھ ہے اور میری تباہی تمھاری تباہی کے ساتھ۔ تم مجھ سے ہو اور مین تم سے۔ جس سے تم لڑو گے اُس سے مین لڑون گا اور جس سے تم سے صلح ہو گی مجھ سے صلح ہو گی۔"

اِن باتون سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اہل مدینہ کے ساتھ آپ کا معاہدہ

عہ سیرۃ ابن ہشام۔ صفحہ ۲۹۳ تا ۲۹۷

یہ معاہدہ دینی اور دنیاوی دونون زندگیون پر حاوی تھا

دینی تعلقات اور تعلیمات نبوت ہی تک محدود نہ تھا بلکہ دنیاوی معاشرت مین بھی آپ نے اُن کی شرکت اختیار کی تھی - بلکہ یون کہنا چاہیے کہ اپنی قوم سے نکل کے آپ اہل مدینہ کی قوم مین شامل ہو گئے تھے - جاہلیت عرب مین محالفہ کے ذریعے سے جو یکجہتی اور ہمدردی کے تعلقات پیدا کیے جاتے تھے اُنسے بھی آپ کے اور اہل یثرب کے یہ تعلقات جو اس عقبۂ ثانیہ کی صحبت مین قائم ہوئے زیادہ مضبوط اور زیادہ یگانگت کے تھے

بیعت کی شان

اس عقبۂ ثانیہ مین سب کے پہلے براؔ بن معرور نے بیعت کی اُنکے بعد باقی ستر آدمیون نے پھر دونون عورتون نے جن کی بیعت بغیر ہاتھ ملائے عمل مین آئی - بیعت کرتے وقت ہر شخص نہایت ہی جوش اور عقیدت کے کلمات ظاہر کرتا تھا اور وعدہ کرتا تھا کہ مین آپکی اور دین کی حمایت مین ہر شخص اور ہر چیز کے تعلقات کو چھوڑ دوُن گا - اس کارروائی کے بعد آپ نے اُن مین سے بارہ آدمی منتخب کیے جن مین سے نو مندرجہ ذیل آدمی قبیلۂ خزرج کے تھے - اسعد بن زرارہ - رافع بن مالک - عبادہ بن صامت

بارہ نقیبون کا انتخاب

سعد بن ربیع - عبداللہ بن رواحہ - براؔ بن معرور - عبداللہ بن عمرو بن حرام - سعد بن عبادہ - منذر بن عمرو - اور یہ تین آدمی اُسید بن حضیر - سعد بن خیثمہ اور ابوالہیثم بن تیہان بنی اوس کے پھر فرمایا یہ میرے نقیب ہین جو حضرت مسیحؑ کے حوارین کی طرح میرے وکیل بن کے اپنی قوم مین جائین اور دین اسلام کو پھیلائینؑ - ان منتخب معززین اور سرداران اوس وخزرج کی شان مین آپ نے یہ کلمات بھی فرمائے تھے کہ موسیٰ بن عمران نے بنی اسرائیل مین سے بارہ نقیب منتخب کیے تھے - اُسی طرح یہ لوگ میرے

اُن کے فضائل

ع السیرۃ الحلبیہ جلد ۲ صفحہ ۱۹ ع ابن خلدون جلد ۲ حصہ ۲ صفحہ ۱۳

نقیب ہین۔ اور جن لوگون کو یہ عزت حاصل ہوئی تھی ہو چکی۔ اس لیے کہ یہ انتخاب جبریلؑ نے کیا ہے۔

مشرکین کو خبر ہو گئی

اس بیعت کی کارروائی ختم ہوتے ہی آپ واپس تشریف لائے اور اُنھین بھی اپنی اپنی فرودگاہ کی طرف واپس جانے کا حکم دیا۔ مگر اتفاقاً تھوڑی ہی دیر بعد مشرکین مکہ کو خبر ہو گئی۔ صبح ہوتے ہی یورش کر کے اہل یثرب پر جا پہونچے۔ اور کہا ہم نے سنا ہے کہ تم اس شخص (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) سے ملے تھے تاکہ اُسے ہم مین سے نکال لے جاؤ۔ اور ہمارے مقابلے کے لیے اُسکے ہاتھ پر بیعت کرو۔ اگر تمھاری ذات سے یہ جھگڑا پیدا ہوا تو خدا کی قسم بہت بُرا ہوگا۔

مشرکین یثرب کی لاعلمی کام آئی

اہل یثرب مین سے جو لوگ مشرک تھے اور رات کے واقعے کو نہ جانتے تھے قسمین کھانے لگے کہ تم سے کسی نے غلط کہہ دیا۔ خصوصاً عبداللہ بن اُبی بن سلول جو آخر عمر تک منافقین کے زمرے مین شامل رہا اور خود حکومت یثرب کا دعوے دار تھا بولا "نہین میری قوم ہرگز ایسا فعل نہین کر سکتی۔ اور یہ لوگ بغیر مجھ سے مشورہ لیے کوئی کام نہین کرتے"۔ یہ اطمینان دلانے والا جواب سُن کے قریش خاموش ہو کے واپس چلے گئے۔ع مگر اُن کے جاتے ہی مدینے والون نے اپنے شہر کی طرف کوچ کر دیا۔ اُن کے جا چکنے کے بعد جب قریش کو تحقیق طور پر معلوم ہوا کہ اہل یثرب کے آپ سے ملنے اور بیعت کرنے کی خبر بے اصل نہ تھی تو برہم ہو کے اور گھبرا کے تعاقب مین روانہ ہوئے اس تعاقب مین صرف سعد بن عبادہ اُن کے ہاتھ لگے جنھین پکڑ کے مکے مین

سعد بن عبادہ پر قریش کا ظلم

لائے اور طرح طرح کی تکلیفین دینے لگے۔ مارتے پیٹتے تھے اور بال پکڑ پکڑ کے کھینچتے تھے۔ سعد کا جب اور کوئی زور نہ چلا تو جبیر بن مطعم اور

ع السیرۃ الحلبیہ جلد ۲ صفحہ ۱۹ و ۲۱

حرث بن امیہ کا نام لے لے کے فریاد کرنے لگے یہ دونون معززین قریش مین سے تھے اور یثرب مین اکثر اہل مدینہ کے ہاتھ سے اُن کی جان سعد ہی کی کفالت سے بچا کرتی تھی۔ غرضکہ سعد کی فریاد کے مطابق جبیر و حرث نے آ کے اُنھین اہل مکہ کے ظلم سے بچایا۔ اور اُن کی کفالت مین اُن غریب کو گھر جانے کا موقع ملا

بیعۃ النساء اور بیعۃ الحرب کا فرق

جاہلیت عرب مین دو قسم کی بیعتین ہوا کرتی تھین۔ ایک تو بیعت النساء یعنی عورتون کی بیعت اور دوسری بیعۃ الحرب۔ یعنی لڑائی کی بیعت جس بیعت مین کہ صرف اخلاقی امور اور گناہون سے بچنے کا معاہدہ کیا جائے وہ تو بیعت النساء کہلاتی تھی۔ اور جس مین لڑنے مرنے بعد ایک دوسرے کی حمایت مین جان بازی کا اقرار کیا جائے وہ بیعت الحرب کے نام سے یاد کی جاتی تھی۔ اس اصطلاح کے مطابق عقبۂ اولی کی بیعت بیعۃ النساء تھی۔ اور عقبۂ ثانیہ کی بیعت بیعۃ الحرب۔ چنانچہ اس بیعت کے ساتھ ہی آپ کو اللہ جل شانہ کی طرف سے لڑنے اور اسلحۂ جنگ سے کام لے کے اپنے دین کی حمایت وحفاظت کرنے کا حکم مل گیا۔[۲]

اہل مدینہ کا جوش توحید

اہل مدینہ اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صرف چند گھڑیون کے لیے ملے تھے۔ اور اُنھین دربار رسالت مین حاضری کی بہت ہی کم عزت حاصل ہوئی تھی مگر باوجود اس کے اُن مین توحید کا کچھ ایسا جوش پیدا ہو گیا تھا کہ بت پرستی کو نہایت ہی حقارت کی نظر سے دیکھنے لگے۔ یہان تک کہ بعض لوگ خود اپنے بتون کی توہین پر آمادہ ہو جاتے۔ چنانچہ

معاذ بن عمر

معاذ بن عمرو نام بنی سلمہ کے ایک نوجوان رئیس زادے عقبۂ ثانیہ مین ایمان لائے۔ اور اُنکے والد عمرو بن جموح ہنوز مشرک تھے۔ عمرو نے مناۃ نام

انکے والد کا چوبی بُت مناۃ

[۱] ابن خلدون جلد ۲ صفحہ ۱۴　[۲] سیرۃ ابن ہشام صفحہ ۳۰۴

لکڑی کا ایک بت بنا کے اپنے گھر مین رکھا تھا۔ روز اُسے پاک وصاف کرتے۔ نہلاتے دُھلاتے۔ اور اُس کے سامنے جانورون کو ذبح کرتے۔ معاذ نے کیا کیا کہ رات کے وقت چپکے سے گھر مین گئے۔ باپ کی نظر بچا کے اُس بُت کو اُٹھا لائے۔ اور ایک گڑھے مین جس مین نجاستین ڈالی جاتی تھین لے جا کے پھینک دیا۔ دوسرے دن صبح کو عمرو ڈھونڈتے ہوئے نکلے۔ اور اپنے چوبی معبود کو اُس ناپاک گڑھے مین پا کے نہایت متحیر ہوئے۔ آخر اُسے اُٹھا کے گھر مین لائے۔ اور دھو دُھلا کے پھر اُس کے معینہ مقام پر رکھ دیا خدا پرست بیٹے نے دوسری رات کو پھر یہی دل لگی کی۔ اور پھر عمرو بن جموح نے صبح کو اُسے لا کے اور دھو کے اپنی عبادت گاہ مین رکھا۔ اب بیٹے نے روز یہی کارروائی شروع کر دی۔ اور اس حالت کو متواتر کئی دن گذر گئے کہ رات کو وہ بُت نجاستون مین پھینکا جاتا اور صبح کو پاک وصاف کر کے پُوجا جاتا۔ آخر ایک دن عمرو بن جموح نے کچھ تو عاجز آ کے اور کچھ اپنی حماقت پر نادم ہو کے اپنی تلوار اُس بُت کے گلے مین ڈال دی اور کہا "مجھے تو نہین پتہ چلتا کہ یہ کس کی شرارت ہو اب اگر خود تم مین کچھ قوت ہے تو اپنی حفاظت کرو" لکڑی کی مورت مین بھلا کیا قوت ہو سکتی تھی؟ حسب معمول رات کو وہ بُت پھر نجاست کے گڑھے مین ڈالا گیا۔ اور صبح کو جب عمرو بن جموح ڈھونڈھنے کو نکلے تو اِس شان سے ملا کہ تلوار غائب تھی۔ اور اُس کی جگہ ایک مرا ہوا کتا اُس کے گلے مین بندھا ہوا تھا۔ یہ حالت دیکھ کے عمرو کو تنبہ ہوا۔ اُسی وقت بت پرستی سے توبہ کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو اختیار کر کے موحدون مین شامل ہو گئے۔

اُس بُت کے ساتھ معاذ کا برتاؤ

اُن کے والد عمرو بن جموح اسلام قبول کرتے ہین۔

---

۵۷ السیرۃ الحلبیہ جلد ۲ صفحہ ۲۱ و ۲۲

باب دوازدہم

ہجرت مدینہ

عقبۂ ثانیہ کے بعد کفار کی یورش - مسلمان آپ سے ہجرت کی درخواست کرتے ہین
ارض یثرب دارالہجرت قرار پائی - مسلمان مدینے جاتے ہین - پہلے مہاجر -
ابو سلمہ کی ہجرت کا دردناک واقعہ - ام سلمہ کے شوہر بھی چھوٹے اور بچہ بھی چھوٹا - ان کی
مصیبت اور بیٹھ بیٹھ کے رونا - بچھڑے ملتے ہین - عثمان بن طلحہ کی شریف النفسی
عمر فاروق رض بھی وطن چھوڑتے ہین - ان کے جانے کی شان - حضرت عمر رض کے ہم سفر
عیاش بن ربیعہ - عیاش بن ربیعہ فریب مین آکے مکے کا قصد کرتے ہین - حضرت عمر رض کا
سمجھانا - عیاش کا سفر واپسی - ان کی گرفتاری - اور مصیبت - عیاش کے چھڑانے کو
ولید بن ولید کے جاتے ہین - ان کی رہائی - مدینے والون کی اعلی مہمانداری -
قریش آپ کے نکلنے کے مزاحم ہین - زمانۂ ہجرت - صرف تین مسلمان مکے مین
باقی رہ گئے - آپ حکم خداوندی کے منتظر ہین - آپ کے متعلق مشرکین کا مشورہ
آپ کے قتل کرنے کی تجویز - آپ کا مکان گھیرا گیا - علی رض مرتضی کی جان نثاری
آپ دشمنون ہی مین ہو کے نکل جاتے ہین - مشرکین کو معلوم ہوا کہ آپ چلے گئے -
حضرت علی رض سے کفار کا سلوک - ابو بکر صدیق رض کی رفاقت - جناب اسما پر مشرکین کا ظلم -

عقبۂ ثانیہ کے بعد کفار کی یورش بیعۃ عقبۂ ثانیہ کے بعد جب قریش کو بخوبی معلوم ہوگیا کہ اہل مدینہ آپ کی مدد پر تیار ہین - ایک زبردست اور جنگ جو قوم نئے دین مین داخل ہوتی جاتی ہے - اور بہت سے لوگ حمایت پر آمادہ ہین تو دل مین ڈرے کہ کہین آپ کی قوت بہت بڑھ نہ جائے - اور آپ ان کی گرفت سے باہر نہ ہو جائین - ان خیالات نے ان کو اس قدر خائف و پریشان کیا کہ اور

زیادہ دشمنی پر آمادہ ہو گئے۔ اور خاصتہً مکے کے مسلمانون پر تو گویا ایک بڑی بھاری بلا نازل ہو گئی۔ گھر مین بیٹھے اطمینان نہ تھا۔ اور باہر نکلتے تو طرح طرح کی تکلیفون اور ایذاؤن سے سابقہ پڑتا۔ سب نے آنحضرتؐ سے درخواست کرنی شروع

مسلمان آپ سے ہجرت کی درخواست کرتے ہین

کی کہ اجازت ہو تو ہم کسی طرف بھاگ جائین۔ اور کہین اور ہی جا کے جان بچائین۔ آپ کو مسلمانون کے جانے مین تو اختلاف نہ تھا مگر کسی ایسے مقام کا خیال نہ آتا تھا جہان جانے کی اجازت دین۔ اسی وجہ سے ابتداءً آپ خاموش تھے اور مسلمانون کی ان درخواستون کا کچھ جواب نہ دیتے تھے۔ آخر آپ نے خداوند

ارض یثرب دار الہجرت قرار پائی

جل و علا کے حکم سے ارض یثرب کو منتخب کیا۔ جہان مسلمانون کی جماعت بڑھتی جاتی تھی۔ اور بڑے بڑے معزز لوگ آپ پر جان فدا کرنے کو تیار تھے۔ چنانچہ اپنے وطنی پیروون اور مصیبت زدہ مومنون کی طرف متوجہ ہو کے فرمایا "وہان (یثرب مین) خدا نے تمھارے بھائی پیدا کیے ہین اور تمھارا گھر قرار دیا ہے۔ جاؤ بس وہین تمھین پناہ ملے گی"

مسلمان مدینے جاتے ہین

بارگاہ نبوت کا اشارہ پاتے ہی تمام مسلمانون نے ادھر کا رخ کر دیا۔ مگر دشمن ہم وطنون کے خوف سے کسی کو علانیہ اور مجمع کے ساتھ جانے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ سب الگ الگ ٹوٹ ٹوٹ۔ اور لوگون سے

پہلے مہاجر

چھپا چھپا کے مکے سے نکلتے اور آبادی سے دور جاتے ہی مدینے کا رخ کرتے۔ چند لوگ عقبۂ ثانیہ سے پیشتر ہی جا چکے تھے جن مین سب سے پہلے مہاجر حضرت ام المومنین ام سلمہ کے پہلے شوہر ابو سلمہ اور ابن ام مکتوم عمار بن یاسر۔ بلال۔ اور سعد بن ابی وقاصؓ تھے۔

۵۹ سیرۃ ابن ہشام صفحہ ۳۱۴ ۶۰ تاریخ الخمیس جلد ۱ صفحہ ۳۶۱

ابوسلمہ کی ہجرت کا دردناک واقعہ

ابوسلمہ اور اُم سلمہ کی ہجرت کا واقعہ اس قدر افسوسناک ہے کہ بیان کرنے سے آج بھی دل کو صدمہ ہوتا ہے۔ اونٹ کی مہار ابوسلمہ کے ہاتھ مین تھی۔ اور اُم سلمہ اپنے چھوٹے بچے سلمہ کو گود مین لیے محمل مین بیٹھی ہوئی

ام سلمہ کا شوہر بھی چھوٹا اور بچہ بھی چھوٹا

مدینے کی طرف جا رہی تھین کہ اُم سلمہ کی قوم کے چند لوگ یعنی بنی مغیرہ کے گھرانے والے مل گئے۔ اور روک کے کہا "ہماری قوم کی لڑکی کو کہان لے چلے؟ ہم تو تمھین نہ لے جانے دین گے"۔ یہ کہہ کے اونٹ کی مہار ابوسلمہ کے ہاتھ سے چھین لی۔ جب لوگون نے بیوی کو شوہر سے جدا کر دیا تو ابوسلمہ کے خاندان والے یعنی بنی اسد بگڑے اور کہا "واہ! اچھا اپنے قبیلے کی عورت کو تم لے جاؤ۔ مگر یہ ہماری قوم کا بچہ تو نہین لے جا سکتے"۔ یہ

ان کی مصیبت اور بچہ چھٹنے کا رونا

کہہ کے اُنھون نے ننھے بچہ سلمہ کو چھین لیا۔ اس طرح حضرت اُم سلمہ بالکل تنہا رہ گئین۔ ایک طرف تو بیچاری شوہر سے چھوٹین دوسری طرف بچہ آغوش سے نکال کے چھینا گیا۔ اور خود بنی مغیرہ کے ہاتھ مین گرفتار ہوئین۔ وہ خود فرماتی ہین کہ اس غم واندوہ اور مصیبت کے زمانے مین مین روز مکے کے باہر آکے اُس میدان مین بیٹھتی تھی جس مین چارون طرف سنگریزون کا فرش ہے۵ اور رویا کرتی تھی"۔ اس غم واندوہ کی حالت کو ایک سال کے قریب زمانہ گذر گیا۔ ایک دن حسب معمول وہین بیٹھی

---

۵ ایسی زمین کو جس مین سنگریزے پھیلے ہون لغت عرب مین بطحا کہتے ہین۔ چونکہ مکے کے گرد اکثر ایسی ہی زمین ہے لہذا خود شہر مکہ کو بھی لوگ تغلیباً کبھی ارض بطحا کہہ دیا کرتے ہین۔ مگر اصل یہ ہے کہ مکے کی آبادی کے باہر ایک مقام یا میدان جس مین سنگریزے پھیلے ہوئے تھے بطحا کہلاتا تھا۔ فی الحال بعض لوگون سے اس لفظ کے متعلق بڑی غلط فہمیان ہوئی ہین۔ اور جو اصل حقیقت ہے اُس کو نہین سمجھ سکے

رو رہی تھین کہ کوئی ہم قوم گذرا جس نے ترس کھا کے بنی مغیرہ سے سفارش کی اور شوہر کے پاس جانے کی اجازت دلوادی۔ اب دن پھرے تو بنی اسد کو بھی رحم آگیا جنھون نے بچہ بھی لا کے حوالے کر دیا۔ اُسے پاتے ہی بغیر اس کے کہ کسی ہمراہی کا انتظار کرین اپنی اسی اُونٹنی پر سوار ہو کے تن تنہا چل کھڑی ہوئین۔ راستے مین تنعیم نام ایک مقام تک پہونچی تھین کہ عثمان بن طلحہ ملے جو قریش مین بنی عبدالدار کے ایک معزز شخص تھے۔ انھین تنہا دیکھ کے قریب آئے اور پوچھا "کہان جاتی ہو؟" جواب دیا "مدینے مین اپنے شوہر کے پاس" عثمان نے حیرت سے کہا "اور کوئی ساتھ نہین؟" بولین "سوا خدا کے اور اس معصوم بچے کے کوئی نہین" یہ سُن کے اُن کے دل پر کچھ ایسا اثر پڑا کہ فوراً مُہار اپنے ہاتھ مین لے لی۔ اور کمال شرافت و نیک نفسی سے ساتھ مدینے مین لا کے پہونچا دیا۔ ابو سلمہ مدینے کے باہر مقام قبا مین قریۂ بنی عمرو بن عوف مین مقیم تھے۔ عثمان بن طلحہ جناب اُم سلمہ کو وہین لے گئے۔ اُن کے شوہر کے سپرد کیا۔ اور مکے کو واپس گئے

بچھڑے ملتے ہین

عثمان بن طلحہ کی شریف النفسی

عمر فاروق بھی وطن چھوڑتے ہین

یہ تو عقبۂ ثانیہ کے پیشتر کا واقعہ تھا مگر اس کے بعد جب مسلمانان مکہ پر عام مصیبت نازل ہو گئی تو آپ کی اجازت پا کے ہر ایک نے ارض یثرب جانے کی تیاریان کردین۔ یہان تک کہ عمر فاروق رض نے بھی ادھر کا قصد کیا۔ حضرت عمر بہ خلاف اور لوگون کے اپنی آزاد و ضدی طبیعت کے موافق علانیہ گئے۔ اور سب کو جتا کے مکے سے نکلے۔ جب وہ سفر کے لیے کمر باندھ چکے تو تلوار گلے مین حمائل کی۔ چھوٹا نیزہ کمر مین باندھا۔ کمان کندھے پر رکھی اور تیر ہاتھون مین لیے اس طرح گھر سے نکل کے کعبے کے پاس آئے۔ جہان

ان کے جانے کی شان

ع۵ سیرۃ ابن ہشام صفحہ ۳۱۵

مشرکین قریش کا مجمع تھا۔ کعبے کے قریب آکے سات بار طواف کیا۔ پھر مقام ابراہیم پر کھڑے ہو کے دو رکعتین پڑھین۔ اور سب کی طرف متوجہ ہو کے کہا "جس کو دعوی ہو آئے اور مجھے روکے۔ اس لیے کہ مین مکے سے جاتا ہون۔ مگر کسی کو مزاحمت کی جرأت نہ ہوئی۔ اور وہ بے تکلف مکے سے نکلے چلے گئے۔

حضرت عمر کے ہم سفر عیاش بن ربیعہ

حضرت عمرؓ کے ہمراہ عیاش بن ربیعہ نے بھی ارض مکہ کو چھوڑا تھا۔ پیشتر کی قرارداد کے مطابق شہر کے باہر ایک مقررہ مقام پر وہ جناب فاروقؓ سے ملے اور اطمینان کے ساتھ مدینے مین پہونچ کے قبا مین بنی عمرو بن عوف کے

عیاش بن ربیعہ فریب مین آکے سکے کا قصد کرتے ہین

مہمان ہوئے۔ یہان ٹھہرے ابھی چند ہی روز ہوئے تھے کہ ابو جہل اور حارث بن ہشام جو عیاش بن ابی ربیعہ کے چچا زاد اور خالہ زاد بھائی تھے مدینے مین آئے اور اُن سے کہا "تمھاری ماں بہت حیران ہین۔ کہتی ہین کہ جب تک تمھین نہ دیکھین گی نہ بالون مین کنگھی کرین گی اور نہ دھوپ سے ہٹ کے سایے مین بیٹھین گی"۔ ماں کی یہ حالت سُن کے عیاش

حضرت عمر کا سمجھانا

بہت پریشان ہوئے اور واپسی کا ارادہ کر دیا۔ حضرت عمرؓ نے سمجھایا کہ دیکھو غلطی کرتے ہو۔ یہ لوگ دھوکا دیتے ہین۔ اور جہان تک بنے دل پر جبر کر کے ان کے فریب سے بچو۔ تمھاری ماں کی نسبت جو کچھ کہا جاتا ہے سب لغو ہے۔ جب جوئین کاٹین گی خواہ مخواہ کنگھی کرین گی۔ اور جب مکے کی تپش ستائے گی تو ممکن نہین کہ سایے مین نہ جائین"۔ عیاش نے جواب دیا "نہین مجھے جانے دو۔ اپنی ماں کی قسم بھی پوری کر دون گا اور میرا وہان کچھ مال و اسباب ہے وہ بھی لیتا آؤن گا"۔ عمر فاروقؓ نے پھر منع کیا۔ بلکہ یہان تک کہا "تم جانتے ہو کہ میرا شمار قریش کے دولت مندون مین ہے۔ اپنی پوری آدھی دولت دینے کا وعدہ کرتا ہون۔ مگر دیکھو

ع۵ السیرۃ الحلبیہ جلد ۲ صفحہ ۲۴

سنبھلو۔ اور اُن کے فریب مین آ کے مکے نہ جاؤ۔" عیاش کے ارادے مین اب بھی فرق نہ آیا۔ تب حضرت عمرؓ نے مجبور ہو کے اُنھین اپنی ایک نہایت ہی تیز رو اونٹنی دی اور کہا "خبردار اس اونٹنی کو ہاتھ سے نہ کھونا۔ اگر تم سے بے وفائی کی جائے تو اسی پر سوار ہو کے بھاگنا۔ کوئی تمھاری گرد کو بھی نہ پائے گا۔" عیاش نے وہ اونٹنی

عیاش کا سفر واپسی

لے لی اور ابوجہل و حارث کے ساتھ مکے روانہ ہوئے۔ راستے مین چلتے چلتے ابوجہل نے ایک مقام پر ٹھہر کے کہا "ہزار مارتا ہون مگر میری اونٹنی پیچھے ہی رہی جاتی ہے۔ تم مجھے اپنے پیچھے نہ بٹھا لو۔" عیاش نے کمال سادگی سے کہا "آؤ۔" یہ کہہ کے اونٹنی کو بٹھایا اور ابوجہل کو اپنے پیچھے سوار کر لیا۔ اس کے بعد

اُن کی گرفتاری

کیا تھا تھوڑی ہی دور آگے بڑھے تھے کہ دونون نے مل کے عیاش کی مشکین باندھ لین۔ اور انھین نہایت ذلت کے ساتھ لے کے مکے مین داخل ہوئے وہان پہونچ کے لوگون سے کہا "ہم مین سے جو لوگ نالائقی کرین اُن کے ساتھ

اور مصیبت

یہ سلوک کرنا چاہیے۔" مکے مین لا کے عیاش قید کیے گئے روز سو کوڑے پڑتے۔ دھوپ مین بٹھائے جاتے۔ اور ہر طرح کی سختیان کی جاتین تاکہ دین اسلام سے پھر جائین۔ مگر وہ آخر تک مستقل رہے۔ اور توحید کو نہ چھوڑنا تھا نہ چھوڑا۔ یہ مصیبت عیاش نے مدت دراز تک جھیلی۔ عیاش دشمنون کے ہاتھ سے کسی طرح نجات عہ نہ پاتے تھے یہان تک کہ ہجرت کے بعد خود آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے درگاہ خداوندی مین اُن کی نجات کے لیے دعا مانگنا شروع کی اور ایک دن مایوس ہو کے آپ نے فرمایا "میرا یہ کام کون کر دے گا کہ عیاش بن ابی ربیعہ اور ہشام بن عاص کو مشرکین کے ہاتھ سے چھڑا لائے؟" ولید بن ولید نے کہا "اس خدمت کے لیے مین حاضر ہون۔" یہ کہہ کے سب سے

عہ سیرۃ ابن ہشام صفحہ ۳۱۹ - ۳۲۰ عہ السیرۃ الحلبیہ جلد ۲ صفحہ ۲۵

عیاش کے چھڑانے کو ولید بن ولید کے جاتے ہین

پوشیدہ مکے مین گئے۔ پہونچتے ہی اتفاقاً ایک عورت ملی جوکسی کے لیے کھانا لیئے جاتی تھی۔ پوچھا کہان جاتی ہو؟ بولی "اِن دونون قیدیون کو کھلانے جاتی ہون" یہ سُن کے ولید اس کے پیچھے پیچھے گئے اور وہ گھر دیکھ لیا جس مین دونون مسلمان خدا پرستی کے جرم مین گرفتار بلا تھے۔ اُس وقت تو ولید صرف مکان دیکھ کے پلٹ آئے۔ مگر جب رات ہوئی تو تاریکی مین وہان پہونچے۔ خوش نصیبی سے اُس کی چھت نہین پٹی تھی۔ دیوارین پھاند کے اندر گئے۔ اور دیکھا تو دونون کے پیرون مین بیڑیان پڑی ہوئی تھین

اُن کی رہائی

فوراً ایک پتھر نیچے رکھ رکھ کے تلوار سے بیڑیان کاٹ ڈالین۔ پھر اُنھین محبس سے باہر نکال کے اپنے اونٹ پر بٹھایا۔ اور ہنوز کسی کو خبر نہین ہونے پائی تھی کہ مدینے کا راستہ لیا[ھ]۔

اس طرح تمام مسلمان مکے سے نکل نکل کے ارض یثرب (سرمدینہ) مین آ گئے۔

مدینے والون کی اعلی مہانداری

اور یہان والون نے جنھین گرم جوشی ہمدردی اور فیاضی کے ساتھ حق مہمانی ادا کرنے کے صلے مین انصار کا معزز و محترم خطاب دیا گیا ہے ایسی خاطر مدارات کی اور اس خلوص و مروت کے ساتھ پیش آئے کہ اسلام ہمیشہ اہل مدینہ کا ممنون احسان رہے گا۔ العرض تمام مسلمان مکے کو چھوڑ کے

قریش آپ کے نکلنے کے مزاحم ہین

نکل آئے۔ اب وہان صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے دو ایک رفیقون کے ساتھ باقی تھے۔ اور قریش کی یہ حالت تھی کہ گویا کوئی چیز اُن کے ہاتھ سے نکلی جاتی تھی۔ اس حالت کو دیکھ کے وہ زیادہ سرگرمی سے کوشش کرنے لگے کہ آپ کو کسی طرح اپنے شہر سے نہ نکلنے دین۔ اس لیے کہ اگر آپ بھی صحیح و سالم نکل گئے اور مدینے مین پہونچ سکے دین اسلام کو

ھ سیرۃ ابن ہشام صفحہ ۳۲۰

آزادی سے پھیلانے کا آپ کو موقع مل گیا تو بہت ہی جلد ہمین ذلت سے سر جھکانا پڑے گا۔

زمانۂ ہجرت

اب ماہتاب نبوت پورے عروج کو پہونچ گیا ہے یعنی بعثت کا چودھوان سال ہے۔ خسرو پرویز کو تاج کیانی سر پر رکھے چونتیس برس گذر گئے ہین۔ قسطنطینیہ کے یونانی یا رومی شہنشاہ ہرقل کی سلطنت ابھی نوہی برس کی ہے۔ اور وہ زمانہ آ گیا ہے جس وقت سے کہ خدا نے ایک نیا اور ہمیشہ باقی رکھنے والا سنہ دنیا مین قائم کیا یعنی سنہ ہجری جاری ہوا۔ اس برس کو شروع ہوئے ابھی پورے دو مہینے بھی نہین گذرے تھے اور صفر کی ۲۸ تاریخ تھی کہ خود سرور کائنات نے بھی ناقدر وطن اور بے حیست اہل وطن کو چھوڑ کے ہجرت کا ارادہ کر دیا۔

صرف تین مسلمان مکے مین باقی رہ گئے

تمام مسلمان مدینے جا چکے تھے۔ اور مکے مین آپ کے ہمراہ ایسے صرف تین ہی مسلمان رہ گئے تھے جو آپ کی خدمت مین آتے جاتے ہون اور اُن کا اثر ہو۔ ایک تو ابوبکر صدیق۔ دوسرے علیؓ بن ابی طالب۔ تیسرے صہیب۔ ان کے علاوہ جو لوگ تھے وہ یا تو مشرکین کے ہاتھ مین گرفتار تھے۔ یا معذور تھے۔ یا وہ جو مذکورہ لوگون کے لواحق مین ہون۔ مثلاً ابوبکر صدیقؓ کے بیٹے وغیرہ۔ کفار کی یورش اور چیرہ دستی کی یہ حالت تھی کہ یہ گنتی کے آدمی جو رہ گئے تھے وہ بھی پابرکاب نظر آتے تھے۔ اب ابوبکر صدیقؓ نے بھی تنگ آ کے روانگی کی اجازت مانگنی شروع کی۔ مگر اُن کی درخواست سن کے آپ نے ہمیشہ یہی فرمایا کہ "ذرا صبر کرو شاید تمھین کوئی رفیق سفر مل جائے۔" ظاہر ہے کہ سوا آپ کے اب کون باقی تھا جو رفیق سفر ہوتا۔ ابوبکرؓ دل مین سمجھے کہ شاید خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہجرت کا قصد رکھتے ہین۔ اسی خیال سے انھون نے چپکے

۵۸ تاریخ الخمیس جلد ۱ صفحہ ۳۶۳ و ۳۶۴

چپکے سامان سفر درست کر لیا۔ اور آٹھ سو درہم صرف کر کے دو تیز رو اونٹنیاں بھی خرید لین

آپ حکم خداوندی کے منتظر ہین

اور واقعی آپ کے دل مین یہی تھا کہ مکہ چھوڑ کے ارض یثرب کو چلے جائین مگر ابھی تک حکم خداوندی نہین ملا تھا۔ اور آپ زبان سے نہ نکالتے تھے۔ اس مین کوئی شک نہین کہ بغیر خدا کی مرضی پائے اُس مقام اور اُس قوم کو چھوڑ کے چلا جانا جس پر مبعوث ہوئے اور جس کی طرف پیغمبر بنا کے بھیجے گئے شان نبوت و رسالت کے بالکل خلاف تھا۔ اسی خیال اور انھین مجبوریون سے آپ کا قدم نہ اُٹھتا تھا۔ مگر ابوبکر صدیقؓ دشمنون کی حالت اور زمانے کا رنگ دیکھ دیکھ کے گھبراتے تھے اور روز اجازت کے پہلو سے آپ کے ارادے کو دریافت کر لیتے تھے۔

آپ کے متعلق مشرکین کا مشورہ

ابوبکر صدیقؓ کے تقاضون کو آپ ٹال ہی رہے تھے کہ مشرکین مکہ مین ایک نئی کھچڑی پکنا شروع ہوئی۔ جب انھون نے اہل مدینہ کے ایمان لانے ۔مسلمانون کے وہان جا جا کے پناہ پانے۔ اور دیندارون کی جماعت کے روز بروز بڑھنے کے حالات سُنے تو گھبرائے۔ اور ڈرے کہ کہین معاملہ اُلٹ نہ جائے۔ اور آپ انصار کی مدد سے خاص مکے پر قبضہ نہ کر لین۔ اسی دشواری کے دفع کرنے اور اپنے مفید تدابیر سوچنے کے لیے تمام مشرک عائد مکہ دارالندوہ مین جمع ہوئے۔ جیسے ہم بیان کر آئے ہین کہ جاہلیت مین قریش کا ہوس آف کامنز تھا۔ وہان سب لوگ جمع ہو چکے تھے اور ہنوز کوئی مسئلہ نہین چھڑنے پایا تھا کہ دیکھا دروازے پر ایک اجنبی شخص کھڑا ہے جو بہ ظاہر صاحب وقار و متین معلوم ہوتا ہے۔ پوچھا آپ کون ہین؟" اُس نے کہا "مین نجد کا ایک شیخ یعنی معزز شخص ہون تمھاری صورتین اور وضعین بھلی معلوم ہوئین یہان آ کے کھڑا ہو گیا کہ تمھاری کچھ باتین بھی سنون۔" جاہلیت کے مروجہ قواعد کے مطابق اجنبی کیا معنی کسی

غیر قوم والے کو بھی دارالندوہ مین آنے کی اجازت نہ دی جاتی تھی - مگر اس وقت قریش کچھ ایسے تردد مین مبتلا تھے کہ ایک نے دوسرے سے کہا "آنے بھی دو - کوئی مکے والا تو ہے نہین جس کی شرکت سے بدنامی کا اندیشہ ہو" سب نے اس رائے کو پسند کیا - اور وہ شیخ نجدی نہایت وقار و تمکنت کے ساتھ اندر آکے بیٹھا - اب یہ مسئلہ چھڑا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اہل یثرب کے تعلقات سے جو اندیشہ پیدا ہو گیا ہے اُس کا کیا علاج کیا جائے - ایک بولا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو زنجیرون مین جکڑ کے رکھو - اور کسی طرح اور کسی حال مین نہ چھوڑو یہان تک کہ ہماری قید ہی مین زندگی ختم ہو جائے" اس رائے پر وہ شیخ نجدی بولا "یہ تو کچھ بھی نہین - اہل مدینہ یورش کر کے آئین اور چھڑا لے جائین تو کیا کرو گے؟ کوئی اور بات سوچو" کوئی اور شخص بولا "میرے نزدیک تو انھین (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو خارج البلد کر دو - اور جب یہان سے چلے جائین گے تو پھر ہمین کیا غرض - جہان چاہین جائین اور جس جگہ پسند کرین رہین" شیخ نجدی بولا "یہ تو اُس سے بھی زیادہ لغو رائے ہے - اُن کے بیان کی خوبی - لہجے کی شیرینی و دلکشی تم سب جانتے ہو - یہان سے نکلے اور کسی قبیلے کو اپنی باتون سے فریفتہ کر کے تم پر لا کے کھڑا کر دیا - تو کیا کرو گے؟ پھر

آپ کے قتل کرنے کی تجویز

اُس وقت تمھارے بنائے کچھ نہ بنے گی" ابو جہل بن ہشام جو آنحضرت کے حق مین سب سے زیادہ سنگدل تھا اس وقت تک خاموش بیٹھا تھا اب سر اٹھا کے بولا "ایک بات میرے دل مین آئی ہے جسے غالباً تم سب پسند کرو گے" لوگون نے پوچھا "وہ کیا؟" کہا - ایک کام کرو - اپنے ہر قبیلے اور ہر خاندان مین سے ایک زبردست نوجوان کو منتخب کرو - جو نسب مین اچھا اور صاحب عزت و اثر ہو - پھر اُن مین سے ہر ایک کے ہاتھ مین ایک ایک سیف بران دو - یون تلوارین باندھ کے وہ سب جائین - اور محمد (صلعم) کو

اس طرح ماریں کہ ہر شخص کا وار برابر اور ایک ہی وقت میں پڑے۔ اس طریقے سے قتل کرنے میں یہ مصلحت ہے کہ خون تمام قبائل میں بٹ جائے گا۔ اور بنی عبدمناف کو یہ جرأت نہ ہوگی کہ خون کے انتقام میں جان لینے کی کوشش کریں کیونکہ تمام قبائل سے لڑائی مول لینی پڑے گی۔ اور مجبور ہوں گے کہ خون بہا لینے پر راضی ہو جائیں جو فوراً ادا کر دی جائے گی یہ رائے سب کو پسند آئی اور شیخ نجدی سُن کے بولا "یہ البتہ رائے ہے"

بہرحال اُسی رات کو سو آدمی منتخب ہوئے جنھوں نے آکے آپ کا مکان گھیر لیا۔ اور منتظر ہوئے کہ آپ بچھونے پر لیٹ کے آرام فرمائیں تو یورش کر کے اپنی غرض حاصل کریں۔ مگر خداوند جل و علا کی تو کچھ اور ہی مرضی تھی۔ فوراً جبرئیل امین اللہ جل شانہ کا یہ حکم لے کے پہونچے کہ جس بچھونے پر آپ روز سوتے ہیں آج نہ سوئیے گا۔" یہ خبر پاتے ہی آپ نے دروازے کی درزوں سے جھانک کے دیکھا تو دشمنوں اور کافروں کا ہجوم نظر آیا جو تلواریں باندھے کھڑے تھے اور جان لینے کو تیار نظر آتے تھے۔ یہ حالت دیکھ کے اور حکم ربانی کی مصلحت سمجھ کے آپ نے حضرت علیؓ مرتضیٰ کو اپنے بچھونے پر سُلا دیا۔ اپنی شب خوابی کی سبز چادر انھیں اُڑھائی۔ اور یہ تسلی آمیز کلمات فرمائے "تم کسی بات کا اندیشہ نہ کرنا۔ یہ لوگ تمھارے خون کے پیاسے نہیں ہیں۔ اور تمھیں اِن کے ہاتھ سے ضرر نہیں پہونچے گا۔"

آپ کا مکان گھیر لیا گیا

علیؓ مرتضیٰ کی جان نثاری

اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ بہت بڑی جان نثاری اور جرأت و دلیری کا کام تھا جو اس موقع پر حضرت علیؓ مرتضیٰ سے ظاہر ہوا۔ جس بچھونے پر

عــہ سیرۃ ابن ہشام صفحہ ۳۲۳ و ۳۲۴ و ۳۲۵ عــہ السیرۃ الحلبیہ جلد ۲ صفحہ ۳۰

عــہ سیرۃ ابن ہشام صفحہ ۱۲۵

لپٹنا صد ہا تلواروں کی زد پر آنا اور گویا چورنگ بننا تھا اُس پر بغیر کسی قسم کا تامل کیے بے عذر وحجت لیٹ جانا اور حضرت سرور کائناتؐ کے کلمات تشفی پر یقین کر لینا جیسی شجاعت وجان بازی کو ظاہر کرتا ہے ویسی ہی راسخ الاعتقادی کو بھی۔ واقعی یہ امیر المومنین علیؓ ابن ابی طالب ہی کا حصہ تھا۔ اور آپ کے بہت اعلیٰ فضائل میں ہے۔

آپ دشمنوں ہی میں ہو کے نکل جاتے ہیں

حضرت علیؓ کو اپنے بچھونے پر لٹا کے آپ چلے تو دروازے کے پاس پہونچ کے سُنا ابو جہل اپنے ہم خیال و ہم ارادہ رفقا سے کہہ رہا ہے" محمدؐ کا خیال ہے کہ اگر تم اُن کی پیروی کروگے تو عرب وعجم کے بادشاہ ہو جاؤ گے۔ پھر مرنے کے بعد زندہ ہو گے اور وہاں شہر اُردن[ع۵] کے سے باغ رہنے کو ملیں گے۔ اور اگر اُن کی اطاعت نہ کروگے تو قتل ہوگے۔ اور مرنے کے بعد جب اُٹھو گے تو آگ میں جلوگے" یہ جملہ اُس کی زبان سے ختم ہی ہوا تھا کہ آپ یہ کہتے ہوئے دروازے سے نکلے" ہاں ہاں بے شک میں یہ کہتا ہوں" پھر ہاتھ میں تھوڑی سی خاک اُٹھا لی۔ اور سورۂ یٰس پڑھنا شروع کی یہاں تک کہ اس آیت تک پہونچے" فاغشینا ھم فھم لا یبصرون" (ہم نے ان کی آنکھوں پر پردے ڈال دیے اور وہ نہیں دیکھتے ہیں) واقعی اس موقع پر اس آیت کے مضمون کے مطابق اللہ جل شانہ نے ان سب کی آنکھوں پر پردے ڈال دیے۔ اور آپ کو اتنا موقع مل گیا کہ اُن میں سے ہر ایک کے سر پر تھوڑی تھوڑی مٹی ڈال دی اور انھیں کے مجمع میں سے ہوتے ہوئے نکلے چلے گئے۔

مشرکین کو معلوم ہوا کہ آپ چلے گئے

تھوڑی دیر کے بعد کسی نے آ کے پوچھا" تم لوگ یہاں کیا کر رہے ہو؟" کہا" محمدؐ کے سونے کا انتظار ہے"۔ اُس نے

ع۵ اُردن بیت المقدس کے قریب ارض شام کا ایک شہر ہے جہاں کے باغ اپنی نزہت وشادابی کے اعتبار سے اُن دنوں مشہور تھے

کہا بس یونہین انتظار کرتے رہو۔ وہ تو تمھارے سرون پر خاک ڈال کے چلے گئے۔"
سب نے گھبرا گھبرا کے اپنے سرون پر ہاتھ پھیرے تو ہر ہاتھ مین مٹی آگئی۔ حیران
رہ گئے۔ اور دروازے سے جھانک جھانک کے دیکھنے لگے۔ بستر مبارک پر حضرت
علی مرتضیٰ رضہ آرام فرما رہے تھے۔ اُنھین دیکھ کے کہنے لگے لیٹے تو ہوے ہین"
حضرت علی سے کفار کا سلوک۔ مگر ہر ایک کے دل مین کچھ ایسا شبہہ پیدا ہو گیا تھا۔
کہ رات بھر مکان کو گھیرے رہے۔ اندر قدم رکھنے کی جرأت نہ ہوئی۔ صبح کو جب
حضرت علی رضہ بچھونے سے اُٹھے تو سب کو اپنی ناکامی کا یقین ہوا۔ غصے مین بھرے
ہوے اندر گھسے۔ اور جھنجھلا کے پوچھا "محمد کہان گئے ہین؟" جناب امیر رضہ نے کہا
"مجھے کیا معلوم؟ تم لوگون نے اُن سے نکل جانے کو کہا تھا کسی طرف چلے گئے
ہون گے؟" یہ جواب سُن کے اشرار قریش کو بڑا غصہ آیا۔ حضرت علی رضہ کو مارا
پیٹا۔ نکال کے مسجد کعبہ مین لے گئے۔ کچھ دیر تک قید رکھا۔ اور جب یقین ہو گیا
کہ اِن سے پتہ نہین چل سکتا تو مجبور ہو کے چھوڑ دیا۔ اور ابو بکر کے مکان کی راہ لی۔
ابو بکر صدیق کی رفاقت۔ ابو بکر صدیق رضہ کو آپ نے آج دن کو شام سے پہلے ہی
اپنے ارادۂ ہجرت سے مطلع کر دیا تھا۔ رات کو جب آپ مشرکین کے نرغے سے
نکلے تو ابو بکر کے مکان پر گئے انھین ساتھ لیا پچھواڑے کی کھڑکی سے نکل کے
روانہ ہوے۔ اور ایک غار مین جو غار ثور کہلاتا تھا اور مکے سے ذرا ہٹ کے
دامن کوہ مین واقع تھا چھپ رہے۔ مشرکین حضرت علی رضہ کو ستا چکے تو سیدھے
ابو بکر کے مکان پر پہونچے۔ اور پکارا تو ابو بکر صدیق رضہ کی صاحبزادی جناب اسما ر
باہر نکلین مشرکین نے پوچھا "تمھارے باپ کہان ہین؟" اسما نے کہا
"خدا کی قسم مین نہین جانتی کہان گئے ہین" اس پر ابو جہل نے انتہا سے زیادہ

عہ سیرۃ ابن ہشام صفحہ ۳۲۶ عہ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۳۹

جناب اسماء پر مشرکین کا ظلم | طیش کھا کے اسماء کے گال پر اس زور سے تھپڑ مارا کہ اُنکا گوشوارہ کان سے نکل کے دور جا گرا۔ لیکن اس ظلم وجور سے آنحضرت کا پتہ نہ لگ سکتا تھا یہاں سے بھی نامراد پھرے۔ اور اعلان کر دیا کہ جو کوئی محمد کا پتہ لگا دے گا اُسے سو اونٹنیاں انعام میں ملیں گی۔

باب سیزدہم

ورود مدینہ اور مسجد نبوی کی تعمیر

غار میں رہنے کیلئے ابوبکرؓ نے کیا انتظام کیا تھا غار ثور میں آپ کی زندگی۔ سفر مدینہ کی تیاری۔ جناب اسماء کی ہمدردی اور فضیلت۔ روانگی۔ سراقہ بن مالک۔ وہ آپ سے ایک سند لے کے واپس جاتا ہے۔ راستے کی منزلیں۔ مدینے میں جوش استقبال۔ یہود کی دشمنی اور اُس کی وجہ۔ آپ مدینے کے قریب پہونچتے ہیں۔ قبا۔ علی مرتضیٰؓ مکے سے کیونکر آئے۔ مسجد قبا۔ پہلی نماز جمعہ۔ مدینے میں آپ کا ورود انصار کا شوق میزبانی۔ آپ کے ٹھہرنے کی جگہ۔ اُس کی تاریخ۔ ابوبکر صدیقؓ کے روپیے سے وہ جگہ لی گئی۔ آپ ابو ایوب انصاری کے مہمان ہیں مسجد نبوی کی پہلی تعمیر اور وضع۔ ازواج رسول اللہ کے حجرے۔ صفہ۔ اُس مسجد کی وقعت و فضیلت۔ تعمیر فاروقیؓ۔ تعمیر عثمانیؓ۔ ولید بن عبدالملک کے عہد کی تعمیر خلیفہ مہدی عباسی کی تعمیر۔ مامون رشید کی تعمیر۔ آپ مسجد کے حجروں میں سکونت اختیار کرتے ہیں۔

غار میں رہنے کے لیے ابوبکر نے کیا انتظام کیا تھا | حضرت صدیقؓ چلتے وقت یہ انتظام کر گئے تھے اپنے بیٹے عبداللہ کو حکم دیا تھا کہ مشرکین میں جو کچھ ہو اُسکی

؎ ابن ہشام صفحہ ۳۲۹۔

اور اُن کا جو کچھ خیال اور ارادہ ہو اُس سے رات کو آکے خبر کر دینا۔ اپنے غلام عامر بن فہیرہ کو ہدایت کی کہ میری بھیڑون وغیرہ کو لے جاکے دن بھر مکے کے باہر چرانا اور جب رات ہو تو اُن کو لے کے غار پر آجانا۔ اور اپنی بیٹی اسماء کو اس خدمت پر مامور کیا کہ روز شام کو کھانا پہونچا جایا کرین۔ اور عبداللہ ابن اریقط کو اُجرت ٹھراکے رہبر مقرر کیا کہ جب غار سے آگے بڑھین تو بہ آسانی منزل مقصود پر پہونچا دے۔ یہ شخص اگرچہ مشرک تھا مگر اُس کی وفاداری پر اطمینان کر لیا گیا۔

غار ثور مین آپ کی زندگی غار ثور پر پہونچ کے پہلے ابوبکر صدیق اندر گئے۔ خوب دیکھ لیا کہ اندر کوئی درندہ یا سانپ وغیرہ تو نہین ہے۔ اور جب بخوبی اطمینان ہو گیا تو آپ کو اندر بلایا۔ اور چھپکے بیٹھ کے قسمت اور خدا کی مرضی کا انتظار کرنے لگے۔ آپ تین شبانہ روز اس غار مین رہے۔ اور روزانہ معمول تھا کہ عبداللہ بن ابی بکرؓ دن بھر مشرکین مکہ مین رہتے۔ اُن کے مشورے اور اُن کی تجویزین سنتے اور شام کو آکے آپ کو اہل مکہ کے حالات سے مطلع کر جاتے۔ عامر بن فہیرہ گلہ لے کے آتا۔ بکریون کا دودھ پلاتا۔ اُن مین سے ایک آدھ ذبح کی جاتی۔ اور اگرچہ یون خداوند جل و علا رزق پہونچائے جاتا تھا مگر اسماء بھی بلاناغہ کھانا لے کے آتین اور آپ کو بخیریت دیکھ کے خوش خوش واپس جاتین۔

سفر مدینہ کی تیاری تیسرے دن جب مشرکون کے جوش مین گونہ سکون ہوا اور دیگر کاروبار مین مشغول ہوئے تو عبداللہ بن اریقط شام کے وقت دو اونٹ لیے ہوئے غار پر پہونچا۔ یہ دونون اونٹ ابوبکرؓ کے تھے اور اگرچہ ابوبکرؓ یونہین نذر کرنے پر اصرار کر رہے تھے مگر آنحضرتؐ نے جب تک ادائے قیمت کا وعدہ کر کے ایک اونٹ کو مول نہ لے لیا سوار نہین ہوئے۔

عہ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۲۹

جناب اسماء کی ہمدردی اور فضیلت

جناب اسماء بھی اس وقت زاد راہ لیے ہوئے حاضر تھین - مگر جب دسترخوان کو کجاوے مین باندھنے کا ارادہ کیا تو کوئی چیز نہ تھی جس سے اُس کا دہانہ باندھین - فوراً اپنی پیٹی جسے تہمت پر باندھے ہوئے تھین کھول کے بیچ سے پھاڑ لی - ایک حصہ کمر مین باندھا اور دوسرے حصے سے دسترخوان کو کسا۔ بعض مستند اہل حدیث کی روایتون سے معلوم ہوتا ہے کہ اس موقع پر مشکیزے کا دہانہ باندھنے کے لیے بھی کچھ نہ تھا چنانچہ جناب اسماء نے اُس ایک حصے کی بھی دو دھجیان کین - ایک دسترخوان کے لیے اور ایک مشکیزے کے لیے - بہرحال جو کچھ ہو اور جے حصے کیے ہون حضرت رسالتؐ کو اسماء کی یہ مستعدی و ہمدردی بہت پسند آئی - فرمایا اے اسماء خدا تمھین جنت مین دو پیٹیان مرحمت کرے گا پیٹی کو عربی نطاق کہتے ہین - چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسی ارشاد فیض بنیاد کے بعد اسماء کا لقب ذات النطاقین - (دو پٹیون والی) ہوگیا - جو لقب کہ ہزار ہا شاہی خطابون سے زیادہ مقبول و باوقعت ہے -

روانگی

اس طرح جب سب سامان درست ہوگیا اور کوئی حالت منتظرہ نہ باقی رہی تو آپ اپنے اونٹ پر سوار ہوئے - ابوبکر صدیقؓ اپنے اونٹ پر گئے - اُن کا غلام عامر بن فہیرہ اُن کے پیچھے بیٹھا - اور عبداللہ ابن اریقط اس چھوٹے خائف و خانمان برباد قافلے کو لے کے مدینے کی طرف روانہ ہوا -

رات کو غار ثور سے کوچ کیا تو دوسرے دن ظہر کے وقت تک برابر منزل مارتے چلے گئے - اُس وقت جو گرمی کی شدت ہوئی اور نظر آیا کہ اہل عرب کے مذاق کے مطابق قافلون کے ٹھہرنے کا بھی وقت آگیا تو آپ نے ارادہ کیا کہ تھوڑی دیر ٹھہر کے ستا لین - ابوبکرؓ فوراً اونٹ سے اُترے ایک لمبی سی

عہ ابن ہشام صفحہ ۳۲۹ عہ صحیح بخاری ‍ عہ السیرۃ الحلبیہ جلد ۲ صفحہ ۴

چٹان جو درختون کے سایے مین تھی جھاڑکے درست کی۔ آپ اُس پرجا کے لیٹے اور آرام فرمانے لگے۔ اور ابو بکرؓ نے پاس بیٹھ کے نگہبانی شروع کی۔ جب آفتاب زیادہ لٹک آیا تو آپ بیدار ہو کے پھر سوار ہوئے۔ اور یہ قافلۂ نبوت اُسی پہلی شان سے آگے بڑھا

سراقہ بن مالک

چلے ہی جاتے تھے کہ پیچھے سے کسی کے پکارنے کی آواز آئی۔ ابو بکر صدیقؓ نے پلٹ کے دیکھا تو سراقہ بن مالک مدلجی تھا اور گھوڑا روکے کھڑا آواز دے رہا تھا۔ سراقہ مشرکین مین سے تھا اور ایک بہادر سپاہی تھا۔ کسی نووارد مسافر سے اُسے آپ کا پتہ لگ گیا تھا۔ اور اس لالچ مین کہ سو اونٹ ملین گے بغیر کسی سے کہے سنے گھر سے روانہ ہوا تھا کہ تن تنہا آپ کو واپس لائے۔ اگرچہ چلتے وقت بہت سے آثار نحس نظر آئے تھے۔ ہُبل کے سامنے جاکے استخارہ کیا تھا اور وہ بھی منع آیا تھا۔ راستے مین کئی بار گھوڑے نے ایسی ٹھوکر لی تھی کہ پیٹھ سے جدا ہو گیا تھا مگر طمع و حرص کے جذبات ان تمام بدشگونیون پر غالب آئے۔ اور آخر آپ کے قریب پہونچ ہی گیا۔ آپ کے اونٹون کو دیکھ کے گھوڑا بڑھایا تھا کہ یکایک پھر گھوڑے نے ٹھوکر لی۔ اور اس کے اگلے پاؤن گھٹنون گھٹنون زمین مین دھنس گئے دل مین سمجھ گیا کہ خدا ہی محمدؐ کی حفاظت کر رہا ہے۔ بے اختیار چلا چلا کے پکارنے لگا۔ ابو بکر صدیقؓ نے پلٹ کے اُس کی صورت دیکھی تو گھبرا گئے اور کہا "یا رسول اللہ کفار کو ہمارا سراغ لگ گیا"۔ آپ نے اُنھین تسلی دی۔ اور فرمایا "گھبراؤ نہین خدا وند جل و علا ہمارے ساتھ ہے"۔ اب سراقہ کی طرف متوجہ

وہ آپ سے ایک سندلے کے واپس جاتا ہے

ہوئے تو سنا وہ کہہ رہا ہے "مین آپ سے بات کرنا چاہتا ہون۔ اور خدا کی قسم آپ کے خلاف کوئی کارروائی

عـه ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۳۹

نہ کرون گا۔ حضرت رسولؐ کے اشارے سے ابوبکرؓ نے پوچھا "تم ہم سے کیا چاہتے ہو؟" سراقہ نے کہا "صرف اس قدر کہ آپ مجھے ایک تحریر دے دیجیے جو آیندہ کے لیے میرے پاس سند رہے گی۔" آنحضرتؐ نے ابوبکرؓ سے فرمایا "کوئی مضائقہ نہین لکھ دو۔" چنانچہ انھون نے ایک تحریر لکھ کے اُس کی طرف پھینک دی اور آگے روانہ ہوئے۔ اس تحریر کو بعض لوگ کہتے ہین کہ ہڈی پر تھی۔ بعض چمڑے پر بتلاتے ہین۔ اور بعض کا دعوی ہے کہ کانسے پر تھی۔

سراقہ نے یہ تحریر اٹھا کے اپنے ترکش مین رکھ لی۔ اور مکے کی طرف واپس روانہ ہوا۔ فتح مکہ کے بعد جب آپ طائف سے واپس آر ہے تھے تو سراقہ نے حاضر ہو کے یہ تحریر آپ کی خدمت مین پیش کی اور آپ نہایت لطف وکرم سے پیش آئے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس تحریر مین کسی خاص چیز کا وعدہ نہ تھا بلکہ صرف یہ اقرار کیا گیا تھا کہ جب موقع ہوگا اُس کی رعایت کی جائے گی۔

راستے کی منزلین

سراقہ کے واپس آنے کے بعد پھر آپ کو راستے مین کوئی مزاحمت نہین پیش آئی۔ غالباً اُن دنون جو راستہ مکے سے مدینے کو گیا تھا سیدھا نہ تھا بلکہ یون تھا کہ مکے سے مغرب کی طرف جا کے سمندر کے ساحل پر ہو لیتے اور پھر ساحل ہی ساحل شمال کی طرف چلے جاتے یہان تک کہ موجودہ بندرگاہ ینبوع کے قریب کسی مقام پر پہونچ کے مدینے جانے کے لیے مشرق کی طرف مڑ جاتے۔ اسی راستے سے ابرہہ مکے پر حملہ کرنے کے لیے آیا تھا۔ اسی راستے سے غالباً اکثر مہاجرین گئے ہون گے۔ اور اسی راستے سے آپ نے بھی مدینے کا سفر کیا۔ آپ شہر عسفان سے آگے بڑھ کے بحر قلزم کے ساحل پر ہو لیے اسفل امج (قدید کے قریب ایک مقام جہان اس سڑک نے ایک دوسری سڑک کو قطع کیا تھا)۔ خرار۔ ثنیۃ المرۃ۔ لقف۔ مدلجۃ لقف۔ مدلجۃ مجاج۔ مرج مجاج

مرج ذی العضوین - بطن ذی کشد - جد اجد - اجرو - ذی سلم - عبابید - فاجہ - عرج ثنیۃ العائر - بطن رم - قبا، جو مدینہ طیبہ کی آبادی سے باہر اور قریب ہی تھا - یہ وہ مقدس اور خوش نصیب منازل ہین جن کو آپ کے ورود وقیام سے شرف حاصل ہوا

مدینے مین جوش استقبال | آپ کے پہونچنے سے پیشتر اہل مدینہ کو آپ کی روانگی کی خبر ہو چکی تھی - اور تمام انصار مین ایسا جوش وخروش تھا کہ پانچ پانچ سو آدمی روزانہ استقبال کے لیے باہر آتے اور قبا کے قریب صبح سے دوپہر تک انتظار کرتے رہتے - مگر گرمیون کا موسم تھا جب دھوپ برداشت کے قابل نہ رہتی تو اپنے گھرون کو واپس جاتے - اہل مدینہ کے اس غیر معمولی جوش نے یہود مین بھی ایک خاص برہمی پیدا کر دی تھی - مشرکین مدینہ دل مین دین موسوی کی وقعت کے معترف ہو چکے تھے

یہود کی دشمنی اور اُس کی وجہ | - اور یہود کو خیال پیدا ہو چلا تھا کہ عنقریب مدینے مین انھین کا مذہب ہوگا اور انھین کے ہاتھ مین وہان کی حکومت ہوگی - اب اہل مدینہ کو حضرت رسول آخر الزمان کے جدید دین کا پیرو اور آپ کا اس قدر گرویدہ پایا تو حسد کرنے لگے - یہودیون کی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص عداوت تھی - اور جس کی وجہ سے انھون نے منافقت تک کی ذلیل ودنی شان اختیار کی اس کا اصلی سبب یہی تھا کہ وہ آپ کو اپنا رقیب اور اپنے حقوق کا چھیننے والا خیال کرتے تھے - اور یقین کرتے تھے کہ مدینے والون سے جو فائدہ وہ اٹھانا چاہتے تھے انھین محروم کر کے حضرت رسول نے اُٹھا لیا -

آپ مدینے کے قریب پہونچتے ہین | دوشنبہ کا روز اور ربیع الاول کی بارھوین تھی کہ حضرت سرور کائنات کی سواری مدینے کے قریب نمودار ہوئی - اس وقت دوپہر ڈھل چکی تھی اور استقبال کرنے والے دھوپ کی شدت سے بیتاب

؎ سیرۃ ابن ہشام صفحہ ۳۳۳ -

ہو کے واپس جا چکے تھے ۔اتفاقاً کوئی یہودی میدان میں کھڑا تھا۔ شتر مبارک کو دور سے دیکھتے ہی پہچان گیا۔ اور چلایا ٫٫ اے اہل مدینہ تو تمہارا دادا آ گیا،، اُس نے تو یہ جملہ تعریضاً کہا تھا مگر لوگ سنتے ہی ہر طرف سے دوڑے۔ اور تھوڑی ہی دیر میں تقریباً پانچ سو آدمیوں نے شتر مبارک کو چارون طرف سے گھیر لیا اور آپ کو راستے سے داہنی جانب موڑ کے قباء کی طرف لے چلے۔ اکثر نوجوان انصار جو ایمان لا چکے تھے اور ہنوز آپ کی صورت نہیں دیکھی تھی اپنے دل مین ابوبکر صدیق‌ؓ کو رسول اللہ خیال کرتے تھے۔ مگر جب راستے سے مڑتے ہی دھوپ کا رُخ پلٹا۔ اور آپ پر آفتاب کی تیز شعاعیں پڑتے دیکھ کے ابوبکرؓ دھوپ کے رُخ پر ہو لیے اور اپنی چادر سے آپ پر سایہ کرنے لگے تو تمام لوگون نے آپکو پہچانا۔ اور ادب سے سامنے آ آکے سلام کرنے لگے ۔

قباء — الغرض اس شان سے اور اہل مدینہ کے اس جلوس کے ساتھ آپ قباء مین داخل ہوئے ۔ یہاں بنی عمرو بن عوف مین سے کلثوم بن ہدم کے مکان پر آپ فروکش ہوئے ۔ اور آپ سے قریب ہی محلہ سنح بنی حبیب بن اساف کے گھر پر ابوبکر صدیقؓ ٹھہرے۔ اس امر مین بڑا اختلاف ہے کہ قباء مین حضرت رسالتؐ کا کتنے دنون قیام رہا۔ ابن ہشام کا بیان ہے کہ دوشنبے کے روز فروکش ہوئے تھے ۔ منگل ۔ بدھ ۔ اور جمعرات تین دن وہان مقیم رہے ۔ اور چوتھے دن جمعے کو مدینۂ منورہ مین داخل ہوئے ۔ لیکن بخاری و مسلم اور دیگر مستند اہل حدیث کی روایتون سے ثابت ہوتا ہے کہ مسلسل چودہ دن تک آپ یہین مقیم رہے ۔ اور یہی امر قابل وثوق معلوم ہوتا ہے

علی مرتضی کے ستے کیونکر آئے — حضرت علیؓ کو آپ نے حکم دیا تھا کہ میرے پاس جو چیزین لوگون کی امانت ہین انھین واپس کر کے اور جن لوگون کا قرض ہو اُسے

ع۴ تاریخ الخمیس جلد ا صفحہ ۳۸۰ ع۵ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۴۰

ادا کر کے مدینے کی راہ لین۔ ان خدمات کو جب وہ بجا لا چکے تو سب سے چھپ کے مکے سے نکلے۔ اور دشمنون کا اس قدر خوف تھا کہ دن بھر کسی پوشیدہ مقام مین چھپے رہتے اور رات کو پاپیادہ سفر کرتے۔ پیادہ پائی کا یہ نتیجہ تھا کہ جب قبا مین آپ سے آکے ملے تو پاؤن جا بجا سے پھٹ پھٹ گئے تھے۔ اور زمین پر پاؤن نہ رکھا جاتا تھا۔ آنحضرت صلعم نے جیسے ہی اُن کے آنے کی خبر سُنی اپنے پاس بلایا لوگون نے عرض کیا یا رسول اللہ اُن مین چلنے کی طاقت ہی نہین آئین تو کیونکر؟ آپ خود چلے گئے گلے سے لگایا۔ اور زار زار و قطار رونے لگے۔ پھر اپنا لعاب دہن ہاتھ مین لے کے اُن کے پاؤن پر لگایا۔ خدا نے فوراً صحت دی۔ اور ایسی صحت کہ کہتے ہین پھر کبھی زندگی بھر آپ کو پاؤن کے متعلق کوئی شکایت نہین ہوئی۔

مسجد قبا　حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبا کے قیام کے زمانے مین وہان ایک مسجد بنوائی۔ جو نہایت ہی مقبول ہوئی۔ آج تک زیارت گاہ خلائق ہو اور خداوند جل و علا نے اُس کی شان مین فرمایا اُسّس علی التقوی یعنی اتقا و پرہیزگاری سے اُس کی بنیاد پڑی ہے۔ اور بے شک اسلام مین اولیت کا فخر اسی مقدس مسجد کو حاصل ہو قبا مین چودہ دنون ٹھہرنا تھا ٹھہر کے آپ نے خاص مدینے مین داخل ہونے کا

پہلی نماز جمعہ　ارادہ کیا۔ اور ایک جمعہ کو اہل قبا سے رخصت ہو کے چلے۔ بنی سالم کی زمین مین پہونچے تھے کہ نماز جمعہ کا وقت آگیا۔ وہان ٹھہر کے نماز جمعہ ادا کی اور تمام مورخین کا اتفاق ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی پہلی نماز جمعہ پڑھی۔ اور یہی پہلا خطبہ تھا جو اس موقع پر دوگانۂ جمعہ سے پیشتر آپ کی زبان فیض ترجمان سے ادا ہوا۔

مدینے مین آپ کا ورود　جمعے کی نماز پڑھ کے آپ بنی سالم سے بھی رخصت ہوئے۔

ع۵ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۸۰　ع۶ ابن ہشام صفحہ ۳۳۵

اور خاص مدینۂ طیبہ کی آبادی مین داخل ہوئے۔ آپ کا یہ داخلہ عجیب جوش و خروش اور انصار کے حیرت ناک جوش ایمانی کو ظاہر کر رہا تھا۔ ایک خلقت ہمراہ کاب تھی۔ شتر مبارک اہل مدینہ یعنی انصار کے دروازون پر سے گزر رہا تھا۔ خوش عقیدہ مہماندار قسمت پر نظر لگائے ہوئے تھے۔ اور ہر شخص اس امر کے ظہور کا منتظر تھا کہ وہ کون خوش نصیب شخص ہے جسے آپ کی میزبانی کی عزت حاصل ہوگی۔ آپ نے اونٹ کی مُہار چھوڑ دی تھی۔ اور اُسی کی مرضی پر چلے جاتے تھے جس دروازے سے گذرتے صاحب مکان آ کے درخواست کرتا "یا رسول اللہ آپ میرے مہمان ہون" آپ فرما دیتے ہین اس امر مین دخل نہ دون گا۔ مین نے اونٹ کو خدا پر چھوڑ دیا جہان ٹھہرے گا وہین سمجھ لون گا کہ مجھے قیام کرنا چاہیے۔

انصار کا شوق میزبانی

آخر آپ کا اونٹ جاتے جاتے ایک افتادہ زمین پر پہونچا اور وہان پہونچتے ہی بیٹھ گیا۔ آپ اب بھی اُسی طرح اُس کی پیٹھ پر سوار رہے اور اس کی مُہار بھی چھوٹی رہی۔ آخر وہ اُٹھا چند قدم چلا اور پلٹ کے پھر اسی جگہ آ کے بیٹھ گیا۔ یہ حالت دیکھ کے آپ اُتر پڑے اور اس زمین کا حال دریافت کیا۔ اس مین مشرکون کی کچھ قبرین تھین۔ اور محلے والون نے کوڑا ڈال ڈال کے اُسے گھورا بنا دیا تھا۔ آپ کے دریافت کرنے پر معاذ بن عفرا نام ایک شخص جو بنی نجار مین سے تھے آگے بڑھے اور عرض کیا "یا رسول اللہ یہ زمین دو یتیم و نابالغ لڑکون کی ہے جن کا نام سہل بن عمرو اور سہیل بن عمرو ہے۔ یہ دونون بچے بنی نجار مین سے ہین۔ اور میری تولیت مین ہین۔ اگر آپ فرمائین تو مین اُنھین اس قطعۂ زمین کے بیچنے پر راضی کر سکتا ہون"۔

آپ کے ٹھہرنے کی جگہ

اُس کی تاریخ

جب اُن لڑکون کو خبر ہوئی کہ اُن کی اس افتادہ زمین کو جناب

ع۵ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۱۱۱

ابوبکر صدیق کے روپئے سے وہ جگہ لی گئی

رسالتؐ آب نے پسند فرمایا ہو تو بڑی خوشی سے یونہیں نذر کر دینے پر راضی ہو گئے۔ مگر آنحضرتؐ نے انکار کیا۔ آخر ابوبکر صدیقؓ نے اپنے پاس سے دس دینار دے کے یہ زمین مول لی۔ اور آنحضرتؐ نے اس پر مسجد بنانے کا ارادہ کیا۔

آپ ابو ایوب انصاری کے مہمان ہیں

اب یہ امر تو قرار پا گیا کہ مدینۂ طیبہ میں حضرت رسالتؐ کا قیام اس زمین پر ہوگا۔ لیکن چند روز کے لیے جب تک مسجد بنے۔ اور رہنے کے قابل جگہ ہو آپ ابو ایوب انصاری کے مہمان ہوئے جن کی تربت پاک پر اس وقت قسطنطنیہ فخر کر رہا ہی۔ آپ کے قیام پذیر ہونے

مسجد نبوی کی پہلی تعمیر اور وضع

کے ساتھ ہی یہ زمین مسطح کی جانے لگی۔ خود آپ اور مہاجرین وانصار صدق دل اور جوش ایمان سے متوجہ ہوئے۔ درخت کاٹے گئے۔ قبریں کھود کے برابر کی گئیں۔ برسات کا پانی اسی زمین پر ہو کے گذرتا تھا اُس کا نکاس دوسری طرف سے کیا گیا۔ اور مسجد کی نیو دیگئی۔ مسجد سو ہاتھ لمبی اور سو ہاتھ چوڑی رکھی گئی۔ زمین سے اوپر تین ہاتھ تک گارے اور پتھر کی جڑائی تھی پھر اس کے اوپر کچی اینٹوں کی دیوار۔ قبلہ بیت المقدس کی طرف یعنی شمال کی جانب قائم کیا گیا۔ اس لیے کہ اُس وقت تک کعبہ مسلمانوں کا قبلہ نہیں قرار پایا تھا۔ چاروں طرف کی دیواریں صرف ایک قد آدم اونچی کی گئیں۔ پھر جب دھوپ کی تکلیف ہوئی اور سایے کی ضرورت ثابت ہوئی تو دیوار کسی قدر اور اونچی کی گئی کھجوروں کے تنے کاٹ کاٹ کے ستون قائم کئے گئے اور اُنھیں پر کھجوروں کی ٹہنیاں ڈال ڈال کے سایہ کیا گیا۔ یہ چھت اتنی بلند تھی کہ انسان کھڑا ہو کے ہاتھ اُٹھاتا تو چھت میں لگ جاتے۔ اور بعض روایات سے معلوم ہوتا ہی کہ زمین سے سات ہاتھ

عہ تاریخ الخمیس جلد ۱ صفحہ ۳۸۶ عہ ابن ہشام صفحہ ۳۳۷

اونچی تھی۔ چند روز بعد جب پانی برسا مسجد مین کیچڑ ہوئی اور نمازیون کے کپڑے بھیگے تو تھوڑی تھوڑی مٹی ڈال کے چھت پاٹ دی گئی۔ اس مسجد مین تین جانب تین دروازے رکھے گئے۔ شمال کی طرف تو قبلہ تھا لہٰذا اُدہر کوئی راستہ نہ تھا۔ باقی ہر طرف ایک ایک دروازہ رکھا گیا شرقی و غربی دروازون سے ایک تو وہ تھا جو اب باب الرحمۃ کہلاتا ہے اور ایک وہ جسے باب جبریل کہتے ہین۔ تحویل قبلہ یعنی کعبے کے قبلہ قرار دیے جانے کے بعد مسجد کا رُخ بالکل بدل گیا۔ اس لیے کہ پہلے شام یعنی شمال کی طرف نماز پڑھتے تھے اور اب جنوب کی طرف پڑہنے لگے جدہر مکۂ معظمہ واقع ہے۔ لہٰذا اس وقت سے وہ جنوبی دروازہ بند کر کے اُس کے محاذی شمال کی جانب جدید دروازہ کھولا گیا۔

ازواج رسول اللہ کے حجرے

مسجد کی تعمیر کے ساتھ ہی مشرقی دیوار کے برابر اُم المومنین عائشہ صدیقہ اور اُم المومنین سودہ کے لیے دو حجرے بنائے گئے جن کا راستہ مسجد کے اندر تھا۔ اس کے بعد جب آپ نے اور نکاح کیے تو اور بی بیون کے لیے بھی اُسی ذیل مین برابر حجرے بنتے چلے گئے۔ یہان تک کہ آپ کے آخر عمر مین مسجد کے پہلو مین ازواج مطہرات کے شمار کے مطابق نو حجرون کی ایک قطار قائم تھی۔

صُفہ

یہ سب حجرے مشرقی دیوار سے ملے ہوئے تھے۔ اور شمالی دیوار کی طرف جدہر پہلے قبلہ تھا تحویل قبلہ کے بعد وہ عام مکان بن گیا جسے صُفّہ کہتے ہین یہ غریبون اور مفلوک الحال و بے خانمان مسلمانون کا مہمان خانہ تھا جن کی تعداد گھٹتی بڑہتی رہتی تھی۔ مشہور صحابی ابوہریرہ کی زیادہ زندگی اسی مکان مین گذری تھی۔ مسجد اُمہات مومنین کے حجرون اور صُفّے کی چھتین برابر اور ایک ہی قسم کی تھین

اس مسجد کی وقعت و فضیلت

الغرض یہ شان تھی اُس مسجد کی جو مسجد قبا کے بعد سب سے پہلی مسجد۔ حضرت رسول کی تعلیمات کا سرچشمہ۔ اور ابتدائی خلافت راشدہ کی مرکز

ع۵ تاریخ الخمیس جلد۔ صفحہ ۳۸۷

و مرجع تھی اور جس کا مرتبہ اہل اسلام مین خانۂ کعبہ اور مسجد اقصیٰ کے بعد رکھا گیا ہی اس کی تعمیر کے وقت اپنے جان نثار صحابیون کے ساتھ خود حضرت رسالتؐ کا تپھر اور اینٹین ڈھونا اور اشعار رجز پڑھ پڑھکے محنت[۵] کرنا ایسی یادگار چیزین ہین جن کو مسلمان ہمیشہ ذوق وشوق اور عبرت وحسرت کے ساتھ یاد کرتے ہین۔

تعمیر فاروقی | مسجد نبوی کی سب سے پہلی تعمیر تو یہی تھی جس سے کہ سنہ ہجری کا آغاز ہوا ہی۔ پھر ۱۷ھ مین جبکہ خلافت فاروقی کا زمانہ تھا مدینے مین مسلمانون کا اس قدر اژدحام ہوا کہ مسجد نمازیون کے لیے کافی نہ ہوسکتی تھی۔ حضرت عمرؓ نے از سر نو تعمیر کیا۔ اور اگرچہ زمین بڑھالی مگر اتباع سنت کا یہان تک خیال تھا کہ باوجود ہر طرح کی استطاعت کے عمارت اُسی قدیم وضع کی رکھی یعنی وہی کچی اینٹین تھین وہی تنۂ کھجور کے ستون تھے۔ اور وہی کھجور کی ٹہنیون پر پٹی ہوئی چھت تھی۔ بس جدت تھی تو اتنی کہ دروازے تین کی جگہ چھ رکھے گئے۔ یہ وقت بھی گذر گیا۔ اور

تعمیر عثمانی | جناب ذوی النورینؓ کی خلافت کا زمانہ آیا۔ مسجد کے وسیع کرنے کی ضرورت پھر پیش آئی۔ انھون نے ۲۹ھ مین اپنے مذاق کے موافق نہایت شان وشوکت سے تعمیر کیا۔ اس تعمیر مین مسجد نبوی ایک سو ساٹھ ہاتھ لمبی اور ایک سو پچاس ہاتھ چوڑی قائم کی گئی۔ گچ کی پختہ دیوارین بنین۔ منقش تپھر دیوارون مین لگائے گئے۔ کھجور کے تنون کے عوض سنگی ستون قائم ہوئے ساگون کی لکڑی جو اُن ممالک مین سب سے عمدہ اور قیمتی لکڑی ہی اُس کے ہڑون پر چھت پاٹی گئی۔ اور گویا یہ کوئی اور ہی مسجد تھی۔ اب خلافت راشدہ کا دور بھی گذر گیا۔ اور بنی

ولید بن عبد الملک کے عہد کی تعمیر | امیہ مین سے ولید بن عبد الملک کا زمانہ آیا۔ اُس کی طرف سے عمر بن عبد العزیز جس نے اپنی نیکوکاری و دینداری کی بدولت فقہا و محدثین اسلام سے

---

[۵] ابن ہشام صفحہ ۳۳۷

بہت اچھا سرٹیفکٹ حاصل کیا ہے۔ اور جسے مورخین اسلام نے نہایت ہی وقعت دی ہے سنہ ۹۱ھ مین جبکہ وہ مدینہ طیبہ کا والی یا گورنر تھا مسجد نبوی کے از سر نو اور بڑی شان وشوکت سے بنانے پر آمادہ ہوا۔ اب اور زیادہ وسیع بنیاد ڈالی گئی۔ طول پورے دو سو ہاتھ کو پہونچ گیا اور عرض قبلہ رخ دیوار کی طرف تو اتنا ہی یعنی دو سو ہاتھ تھا مگر دوسری جانب ایک سو اسی ہاتھ اس تعمیر کے وقت ازواج رسول اللہ کے تمام حجرے بھی مسجد مین شامل کر لیے گئے۔ اور تعمیر عثمانی کی طرح اب بھی منقش پتھر دیوارون مین لگائے گئے تھے۔ اس طرح تین سال مین مسجد نبوی بن کے تیار ہوئی۔

خلیفہ مہدی عباسی کی تعمیر

پھر سنہ ۱۶۱ھ مین خلفائے بنی عباس مین سے مہدی نے شمال کی جانب سو ہاتھ زمین اور داخل کر دی۔ مہدی کے بعد پھر مامون رشید نے

مامون رشید کی تعمیر

سنہ ۲۰۲ھ مین اس مقدس عبادت گاہ کی طرف توجہ کی۔ از سر نو تعمیر کرایا۔ اور کہتے ہین کہ اگرچہ ترمیم وغیرہ کی حیثیت سے بہت سے امرا وسلاطین کا ہاتھ لگا ہوگا مگر اصل مین آج تک دنیا مین وہی مامون کی بنائی ہوئی مسجد نبوی قائم ہے۔

آپ مسجد کے حجرون مین سکونت اختیار کرتے ہین

مدینے مین پہونچ کے آنحضرت کو زیادہ زمانے تک ابو ایوب انصاری کا مہمان نہین رہنا پڑا۔ اس لیے کہ مسجد نبوی اور ازواج مطہرات کے حجرے اس سادگی سے بنائے گئے کہ بہت ہی جلد بن کے تیار ہو گئے۔ آپ ربیع الاول کے مہینے مین رونق افروز مدینہ ہوئے تھے اور صفر مین مسجد نبوی تیار تھی جس وقت آپ نے مسجد کے حجرون مین رہنا شروع کیا ہے اُس وقت تک تمام صاحب اثر قبائل مدینہ دین اسلام مین داخل ہو چکے تھے۔ بجز خاندان ہائے خطمہ و واقف۔ و وائل اور اوس کے

ع۵ تاریخ الخمیس جلد ۱ صفحہ ۳۹۱ و ۳۹۲

جو بدستور اپنے مذہب شرک پر قائم تھے

باب چہاردہم

ہجرت کے پہلے دو سال

اب آپ کو اطمینان حاصل ہے۔ آپ کے ساتھ انصار کا جوش محبت۔ آپ بنی نجار کے نقیب بنتے ہین۔ باقی ماندہ مسلمان بھی مکے سے چلے آئے۔ یہود کی عداوت۔ یہود اور مسلمانون مین معاہدہ۔ مہاجرین و انصار مین بھائی چارہ۔ کون کس کا بھائی بنا۔ اس دینی اخوت کا جوش۔ اذان اور اُس کی ابتدا۔ مدینے کی آب وہوا خراب تھی خصوص مہاجرین کے لیے۔ آپ کی دعا سے مدینے کی آب وہوا اچھی ہوگئی۔ یہود کی فتنہ پردازی۔ آپ اصلاح فرماتے ہین۔ جنگ وپیکار کی ابتدا۔ اور اُس کی ضرورت قریش کے قافلے پر آپ کا پہلا حملہ۔ سریۂ حمزہ۔ سریۂ عبیدہ ابن حارث۔ سریۂ سعد ابن ابی وقاص۔ بنا ر عائشۂ صدیقہ رضی۔ ولادت عبداللہ بن زبیر ۲ سنہ ہجری۔ غزوہ ابوا۔ غزوہ بواط۔ غزوۂ عشیرہ۔ غزوہ بدر اولی۔ سریۂ عبداللہ بن جحش۔ آنحضرتؐ کی عبداللہ سے ناراضی۔ اللہ جل شانہ بذریعہ وحی ان کی خطا معاف کرتا ہے۔

اب آپ کو اطمینان حاصل ہے واقعی اب خداوند جل وعلا آپ کے حال پر بہت ہی مہربان تھا۔ یا تو یہ حالت تھی کہ ہدایت خلق اللہ کے متعلق ایک جملہ بھی زبان سے نکالنا اندیشے سے خالی نہ تھا۔ ہر طرف سے کفار کا نرغہ تھا۔ باہر نکلنا کیسا گھر بیٹھے بھی جان کا خوف تھا۔ یا خدا نے ایک ایسے امن وامان کے مقام مین پہونچا دیا جہان آپ جس طرف جاتے لوگ قدمون کے نیچے آنکھین بچھانے کو موجود تھے۔ گھر گھر مین آپ کی رونق افروزی پر خوشی کے چرچے تھے۔ بنی نجار یعنی

عے ابن ہشام صفحہ ۳۳۹ و ۳۴۰

آپکے ساتھ انصار کا جوش محبت | خاص ہماندار قبیلے کی لڑکیان خوشی مین آآکے اور دف بجابجا کے گاتین

نحن بنات من بنی النجار یا حبذا محمد من جار

(ہم بنی نجار کی لڑکیان ہین۔ اور ہین محمد (صلعم) کا سا کیا اچھا پڑوسی ملا ہی)

بعض گھرون سے یہ نغمہ سنا جاتا کہ

طلع البدر علینا من ثنیات الوداع وجب الشکر علینا ما دعا للہ داع

(ثنیات وداع (مدینے سے باہر چند پہاڑیان) کی طرف سے ہم پر چودھوین کے چاند نے طلوع کیا اور جب تک دنیا مین کوئی خدا کا پکارنے والا موجود رہی ہمین اس بات کا شکر کرنا چاہیئے)

آپ بنی نجار کے نقیب بنتے ہین | آپ کے ورود کے چند ہی روز بعد اسعد بن زرارہ نے انتقال کیا۔ جو بنی نجار کے سردار اور نقیب تھے۔ اور جن کے ایمان لانے کا حال ہم گذشتہ باب مین بیان کر چکے ہین۔ اُن کی وفات کے بعد تمام بنی نجار آپ کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ اسعد کا انتقال ہو گیا۔ اور اب ہمارا کوئی نقیب نہین۔ اس خدمت کے لیے آپ ہم مین سے کسی کو منتخب فرما دیجیے آپ نے کمال شفقت سے فرمایا "تم سب میرے بھائی بند ہو اور مین خود تمھارا نقیب بننے کو موجود ہون" اس کو سب نے خوشی سے قبول کیا۔ اور یہ ایسا فخر تھا جس پر بنی نجار ہمیشہ ناز کرتے رہے۔

باقی ماندہ مسلمان بھی مکے سے چلے آئے | چند روز بعد مکے مین جتنے مسلمان باقی تھے وہ بھی ہجرت کر کر کے اور ہم وطن دشمنون سے چھپ چھپ کے مدینے مین آئے۔ اور آپ کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ ابوبکر صدیق کا خاندان بھی آیا جن کے ہمراہ مع عورتون کے مین بجز حضرت زینبؓ کے آپ کی تمام صاحبزادیان بھی وارد مدینہ ہوئین۔ ام المومنین سودہؓ بنت زمعہ بھی موقع پاکے اپنے مقدس محترم

عـ۵ تاریخ الخمیس جلد ۱ صفحہ ۳۸۵

شوہر سے آملین اور حضرت صدیقؓ کے صاحبزادے عبداللہ کے ہمراہ جناب عائشہ صدیقہؓ کے قدوم سے بھی خاک مدینہ کو عزت حاصل ہوئیؓ

یہود کی عداوت

لیکن یہان اب یہود کی عداوت شورش پکڑتی جاتی تھی - وہ لوگ ہر طرح آپ کی قوت توڑنے اور آپ کا اثر مٹانے کی کوشش کرتے رہتے تھے - ان اسرائیلی لوگون پر تقریبًا پانچ سو برس سے ایسی ذلت طاری تھی کہ دنائت اور خفیف الحرکات ہونا قریب قریب اُن کی فطرت مین داخل ہوگیا تھا - اور اسی کا نتیجہ تھا کہ مخالفت و عداوت کی کوئی ذلیل سے ذلیل حرکت ❤ تھی جو اُنھون نے اُٹھا رکھی ہو - اس امر کو آپ پیشتر ہی سے سمجھ چکے تھے - چنانچہ مدینے مین آنے کے بعد جب مہاجرین و انصار کے جوش و استقبال کا آپ نے اندازہ کرلیا

یہود اور مسلمانون مین معاہدہ

اور دینداروں کی ایک کافی جماعت گرد جمع ہوگئی تو آپ نے یہود اور مسلمانون کے فی مابین ایک اقرارنامہ لکھوایا جس مین اول تو یہ امر کھول کے ظاہر کردیا گیا تھا کہ مسلمان چاہے مکے کے ہون یا مدینے کے یا کسی اور شہر کے سب ایک قوم ہین - پھر اس قوم کا ایک دستور العمل بنایا گیا تھا کہ ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان سے کیسا برتاؤ کرنا کیونکر ملنا جلنا اور اُس کے کیا حقوق سمجھنا چاہیے - اس کے بعد اس امر پر زور دیا گیا تھا کہ یہود جب تک خلاف و عدگی نہ کرین امن و امان اور آزادی کے ساتھ رہین گے جس طرح مسلمانون کے حقوق ہین بجاے خود اُن کے بھی حقوق ہون گے - غیر حملہ آورون کے مقابلے مین یہود کو مسلمانون کا ساتھ دینا ہوگا - اور اسی طرح کے اور بھی بہت سے امور تھے -

اس اقرارنامے کے بعد ہی آنحضرتؐ کو ایک دوسری دشواری پیش آئی

ھ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۴۱

مہاجرین و انصار مین بھائی چارہ

وہ یہ کہ مہاجرین کا ایک گروہ کا گروہ مدینے مین چلا آتا تھا جن مین سے اکثر اپنے وطن مین نہایت ہی معزز حیثیت رکھتے تھے اور یہان اپنے آپ کو خانمان برباد اور غیر لوگون مین پاتے۔ اہل مدینہ اگرچہ نہایت ہی خلوص دل سے اور اپنے بچون کو بھوکا رکھ کے اُنھین کھلاتے تھے۔ مگر اندیشہ تھا کہ کوئی بے لطفی نہ پیدا ہو جائے۔ ایک طرف اہل مکہ اور خاصۃً قریش کو اپنے نسب اور اپنی شرافت پر فخر تھا۔ دوسری طرف اہل مدینہ اپنے وطن اور اپنی زمین کے مالک اور گھر بار والے ہونے پر نازان تھے۔ یہود کوشش کر رہے تھے کہ جس طرح بنے مسلمانون مین کوئی جھگڑا پیدا کرین الغرض یہ دشواریان دیکھ کے آپ نے ارادہ کیا کہ دونون گروہون مین ایک خاص قسم کا بھائی چارہ قائم کرین اس کی ابتدا یون ہوئی کہ آپ نے حضرت علیؑ کا ہاتھ اپنے ہاتھ مین لیا۔ اور فرمایا "یہ میرے بھائی ہین" یہ ایسا فخر تھا جس پر حضرت علیؑ کو جس قدر ناز ہوتا زیبا تھا۔ پھر اپنے چچا سید الشہدا حمزہؓ اور اپنے غلام زید بن حارثہ کو بھائی بھائی قرار دیا۔ اس سے ظاہر ہے کہ اس جدید قسم کے بھائی چارے مین یہ غرض بھی ملحوظ رکھی گئی تھی کہ عربون کا جاہلیت کا غرور اور نسبی فخر ٹوٹے۔ اور ہر شریف سے شریف مسلمان ادنی سے ادنی مومن کو اپنا کفو سمجھ سکے۔ اس کے بعد جعفر طیارؓ کو جو ابھی ارض حبشہ سے واپس نہین آئے تھے معاذ بن جبل کا بھائی بنایا۔ پھر ابو بکر صدیقؓ اور خارجہ ابن زید۔ عمرؓ بن الخطاب اور عتبان بن مالک۔ ابو عبیدۃ بن الجراح اور سعد بن معاذ۔ عبد الرحمن بن عوف اور سعد بن ربیع۔ زبیر بن عوام اور سلمۃ بن سلامۃ۔ عثمان بن عفان اور اوس بن ثابت۔ طلحۃ بن عبید اللہ اور کعب بن مالک۔ سعید بن زید اور ابی بن کعب۔ عمار بن یاسر اور حذیفۃ بن الیمان۔ ابو ذر غفاری اور منذر بن عمرو۔ سلمان فارسی اور ابو الدرداء اور اسی طرح اور بہت سے مہاجر و انصار باہم بھائی بھائی قرار دیے گئے

کون کس کا بھائی تھا

اس دینی اخوت کا جوش | اور یہ امر حضرت رسول اللہ آخر الزمان کا معجزہ نہ کہا جائے تو کیا کہا جائے کہ ان لوگون نے جس خلوص و جوش سے اس ایمانی اخوت کو نباہا ہو کبھی حقیقی اور ماں جائے بھائی بھائیون مین بھی کم دیکھا گیا ہوگا۔

اذان اور اس کی ابتدا | اب مسجد نبوی کی جماعت بڑھتی جاتی تھی۔ اور ضرورت تھی کہ لوگون کے بلانے کا کوئی ذریعہ قرار دیا جائے۔ اور تجویز ہو رہی تھی کہ یا تو کوئی تُرہی لا کے رکھی جائے یا گھنٹہ بنوایا جائے۔ اتفاقاً عبداللہ بن زید بن حارثہ کو خواب مین ایک بشارت کے ذریعے سے اذان کا موجودہ طریقہ معلوم ہو گیا۔ آپ نے اس طریقے کو پسند فرمایا۔ اور بلالؓ نے حکم پاتے ہی عبداللہ بن زید سے سیکھ کے اذان دی۔ آواز سنتے ہی حضرت عمرؓ دوڑے آئے اور عرض کیا "اے نبی اللہ مین نے بھی یہی خواب دیکھا جو عبداللہ بن زید نے دیکھا ہے" الغرض اس وقت سے اسلام مین اذان کا دستور جاری ہوا۔

مدینے مین آ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور سب باتون کا

مدینے کی آب و ہوا خراب تھی | آرام اور جملہ امور مین اطمینان تھا مگر یہ بڑی مصیبت تھی کہ مدینے کی آب و ہوا نہایت ہی ناقص تھی۔ ہمیشہ امراض وبائی اور بخار کی شدت رہتی تھی اور جاہلیت مین سارے عرب مین مشہور تھا کہ مدینہ وبا کا گھر ہے۔ خصوص وہان کی

خصوص مہاجرین کے لیے | آب و ہوا مہاجرین کے تو بالکل خلاف تھی۔ غریب الوطن اہل مکہ دینداری کے جوش مین آنے کو تو چلے آئے مگر یہان آتے ہی قریب قریب سب بیمار پڑ گئے۔ اس بیماری نے مہاجرین کے دل مین یاد وطن کی جو بیقراری پیدا کر دی تھی اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ حضرت بلالؓ بخار کی شدت مین بار بار یہ اشعار پڑھا کرتے تھے۔

۵ع سیرۃ ابن ہشام صفحہ ۳۴۱ تا ۳۴۸۔

اَلَا لَیْتَ شِعْرِی ہَلْ اَبِیْتَنَّ لَیْلَۃً بِوَادٍ وَحَوْلِی اِذْخِرٌ وَجَلِیْلُ

اے کاش کبھی ایسی رات نصیب ہوتی کہ مین ایک وادی مین سوتا ہوتا اور چارون طرف اذخر اور جلیل اُگی ہوئی ہوتی - اذخر اور جلیل دو قسم کی گھاسین ہین جو خاص مکہ اور ارض بطحا مین اُگا کرتی ہین -

وَہَلْ اَرِدَنْ یَوْمًا مِیَاہَ مِجَنَّۃٍ وَہَلْ یَبْدُوَنْ لِی شَامَۃٌ وَطَفِیْلُ

اور مین کسی دن مجنہ کے تالاب پر اترتا اور وہان کی پہاڑیان شامہ اور طفیل نظر کے سامنے ہوتین

مجنہ مکے کے پاس ایک تالاب تھا جس کے کنارے بازار لگا کرتا تھا -

بلال ہی پر منحصر نہین تمام بیمار مہاجرون کی زبان پر حسرت کے کلمات جاری تھے جب آنحضرت کو خبر ہوئی تو آپ متردد ہوئے - فرمایا ان مشرکین مکہ سے خدا

آپ کی دعا سے مدینے کی آب وہوا اچھی ہوگئی

سمجھے جیسا کہ ہمین اُنھون نے ہمارے گھرون سے نکالا ہے - پھر آپ نے درگاہ رب العزت مین دعا مانگی کہ خداوندا یہان کی آب وہوا درست کر - بیماریون کو یہان سے دور کردے - اور ان لوگون کے دلون مین اس شہر کی محبت پیدا کر - آپ کی یہ دعا قبول ہوئی - مدینے کی آب وہوا اُس کے بعد سے بہت اچھی تھی - اور مہاجرین کا وہان ایسا دل لگ گیا کہ پھر کبھی مکے مین جا کے رہنے کا نام بھی نہ لیا[۹۵]-

یہود کی فتنہ پردازی

مہاجرین کو بیمار دیکھ دیکھ کے مدینے کے یہودی خوش ہوتے تھے لیکن اب آپ کی دعا سے جب سب اچھے ہوگئے - اور وہ آب وہوا کی شکایت بھی جاتی رہی تو اُن کے دلون مین آتش حسد نے اور جوش مارا اور درپے ہوئے کہ کوئی نیا فتنہ اٹھا کے کھڑا کرین - چنانچہ مدینے کے حریف قبائل اوس وخزرج کے لوگون کو باہم اُٹھتے بیٹھتے اور شیر وشکر دیکھ کے اُنھون نے تدبیر کی کہ ان مین خاندانی عداوت پھر تازہ کردی جائے - یہ دونون قبیلے مدت ہائے

[۹۵] تاریخ الخمیس جلد ۲ صفحہ ۲۹۵

دراز سے ایک دوسرے کے دشمن چلے آتے تھے اور ہمیشہ لڑتے بھڑتے رہے تھے۔
ان کی مختلف لڑائیون اور خاصتہً معرکۂ یوم بعاث کا حال ہم گذشتہ ابواب مین بیان
کر آئے ہین۔ یہ جدید فتنہ پیدا کرنے کے لیے یہود نے ایک نوعمر لڑکے کو منافقون
کی شان سے بھیجا کہ انصار کی صحبت مین بیٹھے اور اوس وخزرج والون کو اُن کی
قدیم عداوت یاد دلائے۔ یہ لڑکا آیا۔ اور موقع پا کے وہ پُرجوش اشعار رجز
اور مرثیے سنانے لگا جو یوم بعاث کے متعلق کہے گئے تھے۔ اور اپنی غرض مین
پورا کامیاب ہوا۔ اس لیے کہ پہلے تو اوس وخزرج کے نامورون نے اپنے
قومی وتاریخی اشعار کو نہایت دلچسپی سے سُنا۔ پھر دونون جانب دلون مین ایک
جوش پیدا ہوا۔ چند منٹ گذرے ہون گے کہ پیشانیون پر بل پڑ گئے۔ تھوڑی دیر
کے بعد۔ تیورون کے ساتھ آواز اور الفاظ مین بھی سختی نمایان ہوئی۔ اور اب جو
دیکھتے ہین تو تلوارین کھنچ رہی ہین۔ اور دونون فریق اپنے اپنے طرفدارون
آپ اصلاح فرماتے ہین | اور حامیون کو بلا رہے ہین۔ جب یہان تک نوبت پہنچ چکی
تو حضرت سرور کائنات علیہ السلام کو خبر ہوئی۔ آپ سنتے ہی چند رفقا
مہاجرین کو ساتھ لیے ہوئے آئے اور دونون متخاصم گروہون کی طرف دیکھ کے
نہایت ہی جوش کے الفاظ مین فرمایا "اے جماعت مسلمانان! اللہ! اللہ! ہدایت
پانے۔ تازہ بزرگی حاصل ہونے۔ امور جاہلیت کے منقطع ہو جانے۔ کفر سے
نجات ملنے۔ اور دلون مین رابطہ محبت کے مضبوط ہونے کے بعد اور خصوص
اُس حالت مین جبکہ مین خود تم مین موجود ہون یہ جاہلیت اور کفر کے زمانے کی
گھاتین"۔ آپ کے یہ الفاظ فیض ترجمان سننا تھا کہ سب خاموش ہو گئے۔ اور گویا
آگ پر پانی پڑ گیا۔ سب نے یقین کر لیا کہ بے شک اس وقت ہمارے دلون پر
شیطان غالب آ گیا تھا۔ سب کو ایک تنبہ ہوا۔ آنکھون سے آنسو جاری ہو گئے

اور بڑے جوش وخروش کے ساتھ ایک دوسرے سے گلے ملنے لگے

جنگ و پیکار کی ابتدا اور اسکی ضرورت

ہجرت کا سال اول ہنوز ختم نہین ہونے پایا تھا کہ مسلمانون اور اور اُن کی مخالف جماعتون سے لڑائیان شروع ہوگئیں اور واقعی اگر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پرجوش جان نثار اسلام کی حمایت اور اپنی جان ومال کی حفاظت کے لیے تلوار ہاتھ مین نہ لیتے اور خدا کے لیے لڑنے مرنے پر آمادہ نہ ہوجاتے تو بظاہر اسباب دین الٰہی کا دنیا مین باقی رہنا مشکل تھا۔ اسلیے کہ اول تو سرزمین عرب مین شجاعت ہی کا نام شرافت تھا۔ لہذا بغیر جوہر شجاعت ظاہر کیے اہل عرب کے دل پر کوئی اثر ڈالنا اور انھین موحد وحق پرست بنانا غیر ممکن تھا۔ دوسرے اپنا دین اور اپنی جان بچانے کے لیے اگر وہ خود اپنی قوت بازو سے کام نہ لیتے تو ایک طرف سے مشرکین مکہ یورش کرتے دوسری طرف سے یہود مدینہ سر اُٹھاتے۔ اور اسلام کی آواز چند روز مین خاص مدینے کے اندر بھی فنا ہوجاتی۔ بہرتقدیر خدا نے اجازت دی اور مسلمان اُس کی راہ مین جانین فدا کرنے پر آمادہ ہوگئے۔

قریش کے قافلے پر آپ کا پہلا حملہ

آپ کو وارد مدینہ ہوئے سات ہی مہینے گذرے تھے کہ آپ کو خبر ملی تین سو قریش کا ایک قافلہ قریب سے گذر رہا ہے۔ اور ابوجہل ابن ہشام اُن پر سردار ہے۔ اُن لوگون نے آپ کو اور آپ کے ہمراہیون کو طرح طرح کے آزار دے کے وطن سے نکالا تھا۔ سب کے مکانون اور جائدادون پر قابض ہوگئے تھے۔ اور سب سے زیادہ ظلم یہ تھا کہ بعض غریب و بیکس مسلمانون کو اب تک قید کیے ہوے تھے اور کسی طرح رہائی نہین دیتے تھے۔ لہذا جب تک اُن پر سختی نہ کی جاتی ممکن نہ تھا کہ مسلمان اُن کے دست ستم سے نجات پاسکتے۔

عہ سیرۃ ابن ہشام صفحہ ۴۰۵ و ۴۰۶

سریۂ حمزہ | چنانچہ آپ نے اپنے بہادر چچا حمزہؓ کو ایک سفید جھنڈا بنا کے دیا۔ تیس جان باز مہاجرین ہمراہ کیے اور حکم دیا کہ اس قافلے والون پر حملہ کرکے انھین شکست دو۔ اور جو کچھ اُن کے پاس ہو چھین لو۔ حمزہؓ یہ پہلا علم اسلام لے کے سمندر کے ساحل پر پہونچے۔ اور قریش پر حملہ کرنے کو تھے کہ مجدی بن عمرو جہنی جو دونون حریفون کا حلیف تھا درمیان مین آ گیا۔ اور لڑائی موقوف رہی۔

سریۂ عبیدہ ابن حارث | اس کے ایک ہی مہینے بعد ماہ شوال مین آپ نے عبیدہ ابن حارث ابن مطلب کو ایک اور جھنڈا بنا کے دیا۔ ساٹھ مہاجرین ہمراہ کیے اور بطن رابغ کی طرف روانہ کیا جو مقام ودان کے نام سے مشہور تھا۔ اس موقع پر بھی قریش ہی کی ایک جماعت عظیم سے مقابلہ منظور تھا۔ جن پر ابو سفیان بن حرب سردار تھا۔ یہ بہادر حملہ آور دشمنون پر جا پہونچے۔ اور سامنا ہوتے ہی تیراندازی شروع ہو گئی مسلمانون کی طرف سے سب سے پہلا تیر سعد بن ابی وقاص کی کمان سے چھوٹا۔ لیکن تلوار تک نوبت نہین پہونچنے پائی تھی بلکہ اچھی طرح تیراندازی بھی نہین ہوئی تھی کہ قریش سے کسی نے کہہ دیا مسلمانون کی اور کمک آتی ہے۔ یہ سنتے ہی گھبرا کے بھاگے اور مسلمانون نے بھی تعاقب کرنا ضروری نہین سمجھا۔

سریۂ سعد ابن ابی وقاص | چند روز بعد قریش کے ایک اور تاجرانہ قافلے کی خبر آئی۔ آپ نے فوراً سعد بن ابی وقاص کو بیس آدمیون کے ساتھ روانہ کیا اور حساب یہ لگایا گیا تھا کہ وہ قافلہ روانگی کے پانچوین دن مقام ضرار مین ملے گا۔ سعد دن کو چھپ چھپ کے اور راتون کو کوچ کرتے ہوئے۔ ضرار مین پہونچے تو معلوم ہوا کہ قریش کا قافلہ ایک دن پیشتر نکل جا چکا تھا۔ مجبوراً ناکام واپس آئے۔

بناء عائشہ صدیقہ | اسی سنہ اول ہجری کے اہم واقعات مین ایک یہ بھی ہے کہ

ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۱۱ — تاریخ الخمیس جلد ۱ صفحہ ۴۰۲ و ۴۰۳

حضرت عائشہ صدیقہؓ جن کا عقد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت سے تین سال پیشتر مکے مین ہو چکا تھا اپنے ماں باپ کے گھر سے رخصت ہوئین۔ اور مسجد نبوی کے اُس حجرے مین آ کے مقیم ہوئین۔ جو انھین کے لیے بنایا گیا تھا۔ اور

ولادت عبداللہ بن زبیر

اسی سال اُن کی بڑی بہن جناب اسماء ذات النطاقین کے بطن سے عبداللہ بن زبیرؓ پیدا ہوئے۔ اور یہ واقعہ صحابہ اور خاصۃً مہاجرین مین اس لیے زیادہ باوقعت خیال کیا گیا کہ اشرار یہود نے مشہور کر رکھا تھا ہم نے مسلمانون پر جادو کر دیا ہو۔ اب ان مین سے کسی کے اولاد نہ ہوگی۔ یہ خبر مشہور کی جا رہی تھی کہ عبداللہ پیدا ہوے۔ اور تمام مسلمانون کو ایسی خوشی ہوئی کہ سب نے زور و شور سے نعرۂ اللہ اکبر بلند کیا۔

سنہ ۲ ہجری

اب ہجرت کا دوسرا سال ہو۔ یعنی جس سال مین واقعہ ہجرت پیش آیا تھا ختم ہوا۔ اور دوسرے سال قمری کا آغاز ہو۔ اس لیے کہ اصل مین آپ کو مدینے مین تشریف لائے ابھی پورا برس نہین ہوا۔ آپ ۱۲۔ ربیع الاول کو وارد مدینہ

غزوۂ ابواء

ہوئے تھے۔ اور اب محرم کا مہینہ شروع ہوا ہو۔ جس حساب سے ہجرت کو ابھی فقط ساڑھے سات مہینے گذرے ہین۔ اس سال کے اہم واقعات مین پہلا تو یہی ہو کہ صفر کے مہینے مین غزوۂ ابواء پیش آیا۔ اس سے پیشتر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب ضرورت پیش آتی کسی معزز صحابی کو کچھ آدمی ہمراہ کر کے روانہ فرما دیتے۔ لیکن اب ابتدا سے سنہ ۲ ہجری سے آپ خود سفر جہاد کے لیے مدینے سے باہر قدم نکالتے ہین۔ ساٹھ جان نثار مسلمان ہمراہ رکاب ہین۔ اور ارادہ یہ ہو کہ قریش اور بنی ضمرہ پر حملہ کیا جاے۔ مقام ابواء مین پہونچے تھے کہ بنی ضمرہ کے سردار مخشی بن عمرو نے حاضر ہو کے ان شرائط پر صلح

عہ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۴۰ عہ السیرۃ الحلبیہ جلد ۲ صفحہ

کر لی کہ بنی ضمرہ آپ کے خلاف کبھی ہتھیار نہ اٹھائین گے۔ آپ کے خلاف فوج نہ جمع کرین گے۔ الغرض اس سفر کا خاتمہ صلح پر ہوا۔ اور آپ باامن و اطمینان کامل مدینۂ طیبہ مین واپس تشریف لائے۔

غزوۂ بواط — اس سفر جہاد کو ایک ہی مہینہ گذرا تھا کہ ربیع الاول مین آپ کو دوبارہ فوج کشی کی ضرورت پیش آئی۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ قریش کے دوسو آدمیون کا ایک قافلہ گذر رہا تھا جو ڈھائی ہزار اونٹ مال تجارت سے لدے ہوئے لیے جاتے تھے۔ یہ خبر پاتے ہی آپ دوسو جان نثار صحابیون کو لے کے چل کھڑے ہوئے۔ مقام بواط مین پہونچ کے معلوم ہوا کہ قافلہ جاچکا اور اب بھی آپ بغیر مقابلے کے مدینے مین واپس آئے۔

غزوۂ عشیرہ — دو مہینے بعد جمادی الاول مین پھر اپنے جان نثارون کو ساتھ لے کے آپ نے سفر جہاد کیا۔ اور کئی منزلین قطع کر کے مقام عشیرہ مین پہونچ کے پڑاؤ ڈال دیا۔ جمادی الاول مین پہونچے تھے وہ پورا مہینہ اور چند روز جمادی الآخر کے یہین مقیم رہے۔ اور بنی مدلج اور بنی ضمرہ سے ایک تازہ صلح کر کے واپس تشریف لائے۔ اس غزوے کی ضرورت بھی یہی تھی کہ معلوم ہوا قریش کا ایک قافلۂ تجارت ارض شام کو جا رہا ہے۔ آپ کے ہمراہ ڈیڑھ سو مسلمانون کا گروہ تھا۔ جن کے لیے کل تیس اونٹ تھے۔ اور لوگ باری باری اُن پر سوار ہوتے ہوئے جا رہے تھے اور آپ کا سفید علم اسلام سید الشہدا حمزہؓ کے ہاتھ مین تھا۔

غزوۂ بدر اولی — غزوۂ عشیرہ سے واپس آکے آپ دس ہی روز مدینے مین ٹھہرے ہون گے کہ معلوم ہوا کرز بن جابر فہری نے حوالی مدینہ مین حملہ کر کے مویشی وغیرہ جو چر رہے تھے لوٹ لیے۔ آپ یہ سنتے ہی اُس کے مقابلے کے لیے مدینے سے

سے تاریخ الخمیس جلد ۱ صفحہ ۴۰۹ سے ابن ہشام صفحہ ۴۲۱ سے ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۴۲

نکلے۔ اور بدر کے قریب وادی سفوان مین پہونچ کے معلوم ہوا کہ کرز لوٹ مار کے چلا گیا۔ اور اب اس کا ملنا دشوار ہی۔ مجبوراً بے نیل مرام واپس ہوے۔ یہ واقعہ غزوۂ بدر اولی کے نام سے مشہور ہی۔ اس واقعے کے بعد تین مہینے تک آپ بالالتزام مدینے ہی مین مقیم رہے۔

سریۂ عبد اللہ بن جحش | لیکن رجب کے آخر مین آپ نے عبد اللہ بن جحش کو بلا کے تقریباً اسّی مہاجرین اُن کے ہمراہ کیے۔ اور ایک خط دے کے فرمایا ارض حجاز کی طرف جاؤ۔ دو منزلین قطع کرنے کے بعد اس خط کو کھول کے پڑھنا۔ اور جو لکھا ہو اُس پر عمل کرنا۔ عبد اللہ نے اُسی حکم پر عمل کیا۔ اور دوسری منزل کے بعد جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان کھول کے پڑھا تو لکھا تھا "تم سیدھے بڑھتے چلے جاؤ یہان تک کہ مقام نخلہ مین جو مکے اور طائف کے درمیان ہی پہونچ کے اُترپڑو وہان ٹھہر کے قریش کے حالات دریافت کرو۔ اور جو کچھ معلوم ہو مجھے اُس سے اطلاع دو"۔ اس مضمون سے عبد اللہ نے تمام ہمراہیون کو مطلع کر دیا۔ اور کہا مین تو حضرت رسالتؐ کے حکم کی پیروی کرون گا لیکن تم مین سے کسی کو مجبور نہین کرتا جسے اپنی جان عزیز ہو یہین سے واپس چلا جاے"۔ اور واقعی مقام نخلہ دشمنون کے علاقے مین تھا۔ اور مکے سے قریب۔ اُن دنون کسی مسلمان کے لیے وہان ٹھہرنے مین صدہا اندیشے ہو سکتے تھے۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم مین کسے عذر ہو سکتا تھا۔ سب کے سب برابر آگے بڑھتے چلے گئے۔ راستے مین سعد بن ابی وقاص اور عتبہ بن غزوان کے اونٹ گم ہو گئے۔ جس کی وجہ سے ان دونون صاحبون کو دیگر ہمراہیون سے پیچھے رہ جانا پڑا۔ اور عبد اللہ نے نخلہ مین جا کے پڑاؤ ڈال دیا۔ اتفاقاً یہ وہان ٹھہرے ہوے تھے کہ قریش کا ایک قافلۂ تجارت اُدھر سے گذرا جو کشمش کھی اور اور قسم کا مال تجارت مکے کو لیے آتا تھا۔

عبد اللہ نے ارادہ کیا کہ قریش کا یہ سامان تجارت لوٹ لین مگر خرابی یہ تھی کہ رجب کی پچھلی تاریخ تھی جس مہینے مین لوٹ مار اور قتل و غارت کی کارروائیان بالکل ممنوع تھین۔ مگر دوسری طرف یہ بھی خیال تھا کہ آج رات کو حملہ نہ کیا گیا تو صبح کو قافلہ مکے مین داخل ہو جائے گا اور پھر کچھ زور نہ چلے گا۔ تھوڑی دیر کے پس و پیش کے بعد آخر عبد اللہ نے تاخت ہی کا فیصلہ کر لیا۔ فوراً لڑائی شروع ہو گئی۔ قریش کا قافلہ سالار عمرو بن حضرمی مارا گیا۔ اور دو نامی سردار حکم بن کیسان اور عثمان بن عبد اللہ مسلمانون نے گرفتار کر لیے باقی مشرکین نقصان اٹھا کے بھاگے۔ الغرض عبد اللہ سارا مال و اسباب اپنے قبضے مین کر کے مدینے کو پلٹے اور آنحضرتؐ کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ آنحضرتؐ کو جب اصل ماجرا معلوم ہوا تو

آنحضرتؐ کی عبد اللہ سے ناراضی

عبد اللہ سے ناراض ہوئے۔ اور فرمایا مین نے تمھین یہ اجازت نہین دی تھی کہ ماہ حرام مین قریش کے قافلے کو لوٹو۔ اس وقت تک جاہلیت کا وہ قدیم عقیدہ کہ سال مین چار مہینے ذی قعدہ ذی الحج محرم اور رجب حرام مین اور اُن مین قتل و غارت ناجایز ہو مسلمانون مین بھی باقی تھا۔ اور نہ بھی ہوتا تو جب تک مشرکین کو عام طور پر اطلاع نہ دے دی جاتی کہ ہم ان مہینون کی حرمت کا لحاظ نہین کرتے اُن پر حملہ کر دینا ایک قسم کی بدعہدی کی حیثیت رکھتا تھا۔ بہر تقدیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عبد اللہ وغیرہ سے ناراض ہوئے عبد اللہ اور اُن کے ہمراہیون کی پریشانی و خوف کی کوئی انتہا نہ تھی۔ ڈرے ہوئے تھے کہ دیکھیے خدا کیا غضب نازل کرتا ہو۔ دوسری طرف قریش نے کہنا شروع کیا کہ "محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ان مقدس مہینون مین لوٹ مار اور قتل و خون ریزی جائز کر دی"! آپ اور خلق سے آئے ہوئے مسلمان انھین پریشانیون مین تھے کہ

اللہ جل شانہ بذریعہ وحی انکی خلاف کرتا ہو

خداوند جل و علا نے وحی کے ذریعے سے اس امر کو

صاف کر دیا۔ اور بتایا کہ بے شک ماہ ہاے حرام مین خونریزی گناہ عظیم ہے۔ مگر لوگون کو مسجد حرام یعنی حرم کعبے سے نکالنا اُس سے بھی بڑا گناہ ہے۔ اور فتنہ قتل سے بھی زیادہ بُرا ہے۔ یعنی مشرکین جو غریب مسلمانون پر ظلم کر رہے تھے ۔ اور اُنھین مار مار کے مجبور کرتے تھے کہ توحید چھوڑ کے شرک اختیار کرین یہ سب سے بدتر ہے اس حکم کا ماحصل یہ ہوا کہ بے شک مسلمانون کو ماہ ہاے حرام مین قتل نہ کرنا چاہیئے تھا مگر جو کچھ مشرکین اُن کے ساتھ کر رہے ہین وہ اس سے بھی زیادہ بڑا گناہ ہے اور اگر ان مظالم کے انتقام مین مسلمانون نے ایسا کیا تو کیا بُرا کیا۔ اس آیت کے نازل ہوتے ہی غازیان نخلہ بہت خوش ہوئے۔ مال غنیمت کا پانچوان حصہ جو وہ لوٹ کے لائے تھے اُسے رسول اللہ نے قبول کیا[۵]۔

باب پانزدہم

جنگ بدر

غزوۂ بدر کبریٰ۔ عاتکہ بنت عبد المطلب کا خواب ۔ آپ کی تاریخ روانگی اور مسلمانون کی قوت ۔ آپ کو مشرکین کی قوت کا حال معلوم ہوتا ہے۔ صحابہؓ کی مستعدی۔ مشرکین واپس جاتے تھے مگر ابو جہل نے نہ مانا۔ بنی زہرہ واپس جاتے ہین ۔ دو لشکر آمنے سامنے اُترتے ہین۔ آپ کے بیٹھنے کے لیے منڈھ ۔ قریش لشکر اسلام کا اندازہ کرتے ہین ۔ اس لڑائی کی نازک حالت۔ عتبہ لڑائی کے روکنے کی کوشش کرتا ہو مگر ابو جہل نہین مانتا۔ معرکہ آرائی کی ابتدا ۔ عبیدہ کی شہادت۔ جنگ مغلوبہ خود آپ مسلمانون کو جوش دلاتے ہین۔ اس کا اثر۔ مشرکین کی شکست اور آپکا معجزہ۔ ابو جہل مارا گیا۔ اُمیہ بن خلف کا مارا جانا۔ بنی ہاشم کے ساتھ رعایت

عٰ ۵ ابن ہشام صفحہ ۴۲۳ و ۴۲۴ و ۴۲۵ و ۴۲۶

اور اُس کا سبب - ابوالبختری کے ساتھ رعایت - اُس کا مارا جانا - عباسؓ عم رسول اللہ کی گرفتاری - اُن کے ساتھ آپ کی ہمدردی - مشرکین کی لاشین اور آپ کا اُن کی طرف خطاب فرمانا - مکے مین شکست کی خبر پہونچی - حضرت عباسؓ کا غلام اور ابولہب اُم الفضل کا جوش اور ان کی شجاعت - رسول اللہ کی صاحبزادی جناب رقیہؓ کی وفات -

غزوۂ بدر کبریٰ

مذکورہ واقعہ کو ڈیڑھ ہی مہینہ گذرا تھا کہ ایک دوسری اور بہت بڑی مہم پیش آئی - اور در اصل یہی مہم تھی جس نے مشرکین مکہ کے حوصلے پست کر دیے اور قبائل عرب مین اسلامی قوت کی دہاک بیٹھ گئی - اور واقعہ یہ ہوا کہ اول تو مقام نخلہ کے میدان مین عمرو بن حضرمی کے مارے جانے کی خبر سُن کے قریش نہایت برہم ہوئے - اور انتقام کا موقع ڈھونڈھ رہے تھے - اسی اثنا مین اتفاقاً قریش کا ایک بہت بڑا قافلہ ابوسفیان کی سرگردہی مین ارض شام سے مکے کو جا رہا تھا - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اُس کی خبر ہوئی تو آپ نے مسلمانون کو آمادہ کیا کہ اس قافلے پر حملہ کر کے سارا مال تجارت لوٹ لین - کیونکہ مکے کے غریب بیکس مسلمانون کو ستا ستا کے اُن پر طرح طرح کے ظلم کر کے اور مہاجرین کے گھر بار پر قبضہ کر کے قریش نے مسلمانون کو پورا موقع دے دیا تھا کہ جس طرح بنے اور جس طریقے سے ممکن ہو اپنے بھائیون کی مظلومی اور اپنے گھر بار کے لٹ جانے کا انتقام لے لین آپ نے ہنوز آمادگی ہی ظاہر کی تھی کہ اس کی خبر ابوسفیان کو ہو گئی - اُس نے فوراً اہل مکہ کے پاس پیغام بھیجا جلدی مدد کو آؤ - ورنہ اصحاب محمدؐ قافلے کو لوٹ لین گے -

عاتکہ بنت عبد المطلب کا خواب

اتفاقاً اسی زمانے مین آپ کی پھوپھی عاتکہ بنت عبد المطلب نے جو ہنوز ایمان نہین لائی تھین - اور مکے ہی مین تھین ایک مہیب خواب دیکھا

جس سے قریب قریب تمام اہل مکہ کی ہلاکت و تباہی کا نتیجہ حاصل کیا جا سکتا تھا۔ یہ خواب اُنھون نے اپنے بھائی عباسؓ سے بیان کیا۔ عباسؓ نے اپنے دوست ولید بن عتبہ سے اُس کا تذکرہ کیا۔ اُس نے کسی اور سے کہا۔ الغرض ہوتے ہوتے وہ خواب تمام مکے مین مشہور ہوگیا۔ اور یہان تک نوبت پہونچی کہ خانۂ کعبہ کے پاس ابوجہل نے جناب عم رسول اللہ سے مل کے نہایت ہی طعن و تشنیع کے لہجے مین کہا "اس نبیہ (حضرت عاتکہ) نے یہ خواب کب بیان کیا تھا؟" پھر بولا مردون کا نبی ہونا کیا تمھارے لیے کافی نہین ہو کہ اب تمھاری عورتین بھی نبی ہونے لگین! اچھا اب ان باتون کے ظہور کا مین انتظار دیکھتا ہون۔ اگر سچ ثابت ہوئین تو خیر ورنہ تمھاری شان مین لکھ رکھون گا کہ تم سے زیادہ جھوٹا کوئی خاندان سارے عرب مین نہین ہو۔" جناب عباسؓ یہ گفتگو سُن کے اس وقت تو خاموش ہو رہے۔ مگر جب گھر مین آئے اور ہاشمیہ عورتون نے غیرت دلائی تو آمادہ ہوئے کہ ابوجہل سے اس سخت کلامی کا بدلہ لین۔ صبح کو حرم کعبہ مین کھڑے تھے۔ ابوجہل سامنے تھا۔ اور منتظر تھے کہ پاس آئے تو چھیڑین۔ ناگہان وہ گھبرا کے مسجد کعبہ کے دروازے کی طرف لپکا۔ اُس وقت تو یہ پریشان ہوگئے۔ تھوڑی دیر کے بعد معلوم ہوا کہ ضمضم بن عمرو وادی مکہ کے درمیان مین اپنے اونٹ پر سوار۔ اس کا کجاوہ پھیرے اور گریبان چاک کیے ہوئے چلا رہا ہو "اے گروہ قریش! مصیبت! مصیبت! تمھارا مال و اسباب ابوسفیان کے ہمراہ ہو۔ اور محمدؐ و اصحاب محمدؐ اُس پر تاخت کیا چاہتے ہین۔ کیا عجب کہ جب تک مین یہان آؤن اُنھون نے حملہ کر دیا ہو۔ جلدی دوڑو! جلدی دوڑو!" یہ سنتے ہی تمام اہل مکہ اُٹھ کھڑے

عہ عرب مین رواج تھا کہ جب کوئی وحشتناک خبر سنانی ہوتی۔ اور کسی قبیلے کو مدد پر آمادہ کرنا ہوتا تو خبر پہونچانے والا اونٹ کے کجاوے کا رُخ پلٹ دیتا اپنے کپڑے پھاڑ ڈالتا۔ اور چلاّتا

ہوئے۔ اور اسی روز نو سو پچاس عائد قریش کا ایک گروہ جن کے ہمراہ ایک سو گھوڑے اور سات سو اونٹ تھے شام کے راستے پر روانہ ہوگیا۔

آپ کی تاریخ روانگی اور مسلمانوں کی قوت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس جدید کمک اور یورش کی خبر نہ تھی۔ آپ اُسی قافلے پر تاخت کرنے کی غرض سے تیسری ماہ مبارک رمضان کو مدینے سے روانہ ہوئے تین سو تیرہ حق شناس مہاجرین و انصار کا گروہ ہمراہ رکاب تھا۔ جن میں سے صرف دو شخص تو گھوڑوں کی پیٹھ پر تھے باقی اونٹوں پر باری باری چڑھتے ہوئے منازل کر رہے تھے۔ اس لیے کہ اسلام کے اس پہلے لشکر کے لیے کل ستر اونٹ فراہم ہو سکے تھے۔ سفید علم اسلام مصعب بن عمیر کے ہاتھ میں تھا۔ اور خود جناب رسالت مآبؐ کے آگے آگے دو سیاہ بیرقین تھیں جن میں سے ایک جو "رایۃ العقاب" کہلاتی تھی حضرت علی مرتضیٰؑ کے ہاتھ میں تھی۔ اور دوسری ایک انصاری بزرگ کے ہاتھ میں۔ چونکہ آپؐ کی فوج مہاجرین و انصار کے دو گروہوں پر بٹی ہوئی تھی لہذا دونوں کے لیے دو جدا جدا بیرقین بھی رکھی گئی تھیں۔ بہرحال اس شان سے روانہ ہو کے آپ مقام صفرا میں پہونچے

آپ کو مشرکین کی قوت کا حال معلوم ہوتا ہے

اور دو شخصوں کو بھیجا کہ ابوسفیان کی خبر لائیں۔ اور خود صفرائے سے داہنی جانب روانہ ہوئے۔ تھوڑی دور گئے ہوں گے کہ اُن دونوں نے آکے اطلاع دی قریش کا قافلہ بدر کے قریب پہونچا چاہتا ہے آپ نے جناب علی مرتضیٰؑ زبیر بن عوام اور سعد بن ابی وقاص کو روانہ کیا کہ بدر سے جا کے خبر لائیں۔ یہ تینوں صاحب بجائے اس کے کہ خبر لائیں قریش کے دو مخبروں کو پکڑ لائے۔ اُن سے معلوم ہوا کہ قریش جو مکے سے قافلے کی حمایت کو آئے ہیں مقام عدوۃ القصوی کے ٹیلے کے اُس طرف ہیں۔ اور اُن کی تعداد بہت زیادہ ہے

عہ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۴۴۴ و ۴۴۷۔ عہ ابن ہشام صفحہ ۴۳۲ و ۴۳۳

آپ نے پوچھا وہ لوگ اپنے کھانے کیلیے ایک اونٹ روز ذبح کرتے ہین اسیر شدہ جاسوسون نے بتایا ایک دن نو اونٹ اور ایک دن دس اونٹ۔ اس سے آپنے اندازہ کیا کہ دشمنون کی تعداد نوسو اور ہزار کے درمیان مین ہو پھر اُن سے دریافت کیا گیا کہ اشراف و عمائد قریش مین سے کون کون لوگ ہین اُن لوگون نے سب کے نام بتاسے تب آنحضرتؐ نے ہمراہیون کی طرف متوجہ ہوکے فرمایا مکے نے اپنے جگر کے تمام ٹکڑے یعنی کل معزز و صاحب اثر لوگ تمھارے سامنے نکال کے پھینک دیے ہین۔

صحابہ کی مستعدی | پھر آپ نے مشورہ کیا کہ ایسی زبردست اور قوی جماعت سے لڑنا چاہیے یا واپس جانا مناسب ہو۔ ابوبکرؓ و عمرؓ اور تمام مہاجرین نے لڑائی کی راے دی۔ اور آخر تک رفاقت و جان نثاری کا وعدہ کیا۔ بلکہ مقداد بن عمرو نے جوش و خروش سے کہا یا رسول اللہ آپ خدا کی مرضی پر عمل کیجیے ہم ہمراہ رکاب اور تابع فرمان ہین۔ ہم مین آپ بنی اسرائیل کی شان نہ پائین گے جنھون نے حضرت موسیٰ سے کہا تھا کہ اذہب انت وربک فقاتل انا ہٰہنا قاعدون (یعنی تم اور تمھارا پروردگار جاکے لڑو ہم یہان بیٹھے ہوے ہین) تب آپ انصار کی طرف متوجہ ہوے اور اُن کی راے پوچھی سعد بن معاذ نے کہا یا رسول اللہ ہم آپ پر ایمان لاے ہین۔ اور آپ کی اطاعت کا عہد کر چکے ہین۔ ہمین آپ کسی موقع پر کسی سے پیچھے نہ پائین گے۔ اگر آپ فرمائین تو ہم سمندر مین پھاند پڑنے کو بھی حاضر ہین۔ صحابۂ مہاجرین و انصار کی یہ مستعدی دیکھ کے آپ خوش ہوے۔ آگے کوچ کیا۔ اور بدر کے قریب جاکے اُتر پڑے۔

عہ یہ واقعہ بنی اسرائیل کی سرکشی کا ہو کہ خدا نے قوم عاد کے مقابلے کا حکم دیا تو حضرت موسیٰ سے کہنے لگے تم اور تمھارا خدا جاکے لڑو ہم تو لڑنے نہ جائین گے۔ یہ واقعہ قرآن پاک مین مذکور ہو۔

شرکین واپس جاتے تھے مگر ابوجہل نے نہ مانا

ابوسفیان نے یہ چالاکی کی تھی کہ اپنے قافلے کو بدر کے بائین جانب بڑھالے گیا تھا۔ اور سمجھتا تھا کہ اب مسلمانون کے حملے کا اندیشہ نہین ہے۔ اسی خیال سے اُس نے قریش کے پاس جس وقت وہ مقام جحفہ مین پڑاؤ ڈالے ہوئے تھے کہلا بھیجا تھا "اب تم سب لوگ مکے کو واپس جاؤ۔ اور مین قافلے کو اصحاب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی زد سے بچاکے نکال لایا" ابوجہل زورون مین بھرا ہوا تھا۔ اور اپنی کثرت کے زعم مین تھا بولا "ہم تو جب تک بدر کے کنارے اُترکے تین دن تک لطف نہ اٹھالین گے واپس نہ جائین گے۔ یہان ٹھہرکے ہم اونٹ ذبح کرین گے۔ کھائین پئین گے۔ اور شراب و کباب کے مزے اوڑائین گے تاکہ اہل عرب مین ہمارے اس اتفاق اور ہماری بہادری و شجاعت کی شہرت ہو۔ اور سب ہماری ہیبت ماننے لگین" اور سب لوگون نے تو ابوجہل کی اس رائے کو تسلیم کر لیا۔ مگر اخنس بن شریق ثقفی نے جو بنی

بنی زہرہ واپس جاتے ہین

زہرہ کا حلیف تھا زہری گھرانے کے قریش سے کہا "اے بنی زہرہ۔ اللہ نے تمھارا مال بھی محفوظ رکھا اور تمھارے سردار بھی صحیح و سالم ہین لہذا تم تو پلٹو" یہ اشارہ پاتے ہی بنی زہرہ اور بنی عدی واپس چلے گئے۔ اور یہی سبب تھا کہ بدر کی لڑائی مین ابوسفیان کے جھنڈے کے نیچے قریش کے تمام گھرانے موجود تھے سوا زہریون اور عدیون کے جن مین کا ایک شخص بھی نہ تھا۔

دو لشکر آمنے سامنے اُترتے ہین

جمعے کا دن اور ماہ مبارک رمضان کی سترھوین تاریخ تھی کہ مشرکین قریش آ کے عساکر صحابہ کے سامنے اُترے۔ اور آپ بدر کے کنارے دونون فوجین ایک دوسرے کے مقابل صف آرا ہوئین۔ اس وقت سعد بن معاذ نے بارگاہ رسالت مین حاضر ہو کے عرض کیا "یا رسول اللہ اگر اجازت ہو

ع ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۴۳ و ۴۴ و ۴۵ و ۴۶ ع ابن ہشام صفحہ ۴۴۴

آپکے بیٹھنے کیلیے منڈف

تو ہم آپ کیلیے کھجور کی ٹہنیوں کا ایک سایہ دار منڈف بنا دین جہان سے بیٹھ کے آپ لڑائی کا رنگ دیکھین اور ہماری جان بازیون کو ملاحظہ فرمائین۔ اگر ہم دشمنون پر غالب آئین تو خیر۔ اسی کی تو ہم سب کو آرزو ہی ہے۔ لیکن اگر کوئی اور صورت پیش آئے تو آپ سوار ہو کے واپس تشریف لے جائین اور ہماری قوم کے اُن لوگون سے جا ملین جو پیچھے رہ گئے ہین۔ اُن لوگون کو ہم سے زیادہ آپ کی محبت ہے اور اگر اُنھین معلوم ہوتا کہ ایسی مہم پیش آئے گی تو ضرور ساتھ آتے۔ اگر ہم نہ رہے تو کوئی مضائقہ نہین۔ اس لیے کہ ہمارے بعد وہ آپ کے حامی ہون گے اور ہمیشہ آپ کے جھنڈے کے نیچے لڑنے کو آمادہ رہین گے؟" آپ نے سعد بن معاذ کو دعائے خیر دی اور اُن کی راے پسند کی۔ چنانچہ وہ سایہ دار منڈف بن کے تیار ہو گیا۔ آپ اُس مین رونق افروز ہوئے۔ اور معتبر روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس کھجور کی ٹہنیون کے منڈف مین سوا آپ کے اور ابو بکر صدیق رض کے جنھین خود آپ نے اپنے برابر بٹھا لیا تھا اور کوئی نہ تھا جب میدان کارزار کے گرم ہونے کا وقت قریب آ گیا تو آپ اُس منڈف سے نکل کے باہر آئے۔ ایک تیر ہاتھ مین لے کے مسلمانون کی صفین درست کین ع۔

قریش لشکر اسلام کا اندازہ کرتے ہین

قریش جب آپ کے مقابل مین اچھی طرح قائم ہو چکے تو عمرو بن وہب جمحی کو بھیجا کہ مسلمانون کی فوج کا اندازہ کرے۔ اُس نے گھوڑے پر سوار ہو کے عساکر اسلام کے گرد ایک چکر لگایا۔ اور واپس جا کے کہا تقریباً تین سو آدمی ہین۔

اس لڑائی کی نازک حالت

درحقیقت یہ نہایت ہی نازک وقت تھا۔ اور لڑائی بھی بہت ہی نازک

ع ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۱۴ عہ ابن ہشام صفحہ ۴۴۴

قسم کی تھی - دونون جانب ہر شخص اپنے مقابل مین اپنے بھائی بندون اور عزیزون
کو پاتا تھا - اِسی خیال سے متاثر ہوکے مشرکین مین سے حکیم بن حزام نے عتبہ بن
ربیعہ کے پاس آکے کہا "اے عتبہ تم سب قریش مین بڑے اور سردار قوم ہو - اگر اپنے حلیف عمرو بن حضرمی کے انتقام سے

عتبہ لڑائی کے روکنے کی کوشش کرتا ہے

دست بردار ہو جاؤ اور ہم سب تمہارے سبب سے بغیر قتل و خون ریزی کے
واپس چلین تو تمہارا نام رہتی دنیا تک نیکی سے یاد کیا جائے" عمرو بن حضرمی
سریۂ عبداللہ جحش مین مسلمانون کے ہاتھ سے مارا گیا تھا - جس کا حال ہم بیان
کر چکے ہین - اور اسی واقعے سے پتہ چلتا ہے کہ واقعۂ بدر کی اصلی بنیاد یہی تھی کہ قریش
عمرو بن حضرمی کے خون کے دعویدار تھے - اور آنحضرت کی حیثیت حملے آور کی نہ تھی
بلکہ آپ قریش کے حملے سے اپنے آپ کو بچا رہے تھے -

حکیم بن حزام کی گفتگو سن کے عتبہ نے کہا مین عمرو بن حضرمی کے خون سے
اور اس کے مال و اسباب سے بخوشی دست بردار ہوتا ہون لیکن ابوجہل
صلح نہ ہونے دے گا - اور یہی ہوا - عتبہ نے قریش مین کھڑے ہوکے کہا "لوگو!
محمدؐ اور اصحاب محمدؐ کے مقابل میدان جنگ گرم کرکے کیا فائدہ اٹھاؤ گے؟
مانا کہ تم کامیاب ہو گئے - لیکن کامیابی کے بعد یہی ہوگا کہ ہر شخص کو ہمیشہ اپنے
ہر دوست کے چہرے پر بدنامی کے داغ نظر آئین گے - اس لیے کہ جو لڑے گا
اپنے کسی چچا کے بیٹے - ماموں کے بیٹے یا کسی اپنے ہی خاندان اور قبیلے
والے کا قاتل ثابت ہوگا - عتبہ کی یہ تقریر قریش کی آتش غضب پر پانی ڈال
دیتی - مگر ابوجہل نے کہا محمدؐ کی صورت دیکھ کے عتبہ کا پھیپھڑا پھول گیا ہے یعنی
وہ نامرد ہو گیا ہے - اور ہم خدا کی قسم جب تک اللہ ہمارے

مگر ابوجہل نہین مانتا

اور محمدؐ کے جھگڑون کا فیصلہ نہ کر دے یہان سے نہ پلٹین گے - عتبہ نے

یہ باتیں محض اس لیے کہیں کہ اپنے بیٹے ابوحذیفہ کو محمدؐ کے ساتھیوں میں دیکھتا ہے اور ڈرتا ہے کہ کہیں وہ مارا نہ ڈالا جائے"۔ پھر عمرو بن حضرمی کے بھائی عامر بن حضرمی کے پاس کہلا بھیجا "تمہارے حلیف عتبہ لڑکے کو پلٹے جاتے ہیں"۔ عامر یہ سُن کے دوڑا آیا۔ اور لوگوں کے درمیان میں کھڑے ہو کے چلایا "ہائے عمروا ہائے عمروا!"۔ یہ آواز سنتے ہی عرب کی محبت قومی کو ہیجان ہوا۔ اُن کا دعوائے انتقام جوش میں آگیا۔ اور سب کے سب لڑنے مرنے پر آمادہ ہو گئے۔

معرکہ آرائی کی ابتدا | لڑائی کی ابتدا یوں ہوئی کہ سب کے پہلے قریش کی طرف سے اسود بن عبدالاسد مخزومی میدان میں آیا۔ عم رسول اللہ حمزہؓ اُس کے مقابلے کو نکلے۔ اور تھوڑی ہی دیر کی معرکہ آرائی میں اُسے مار کے گرا دیا۔ عتبہ بن ربیعہ اگرچہ صلح پر آمادہ تھا لیکن جب قریش نہ راضی ہوئے تو وہ بھی اپنی قوم کی طرف سے جان دینے پر تیار ہو گیا۔ چنانچہ اسود کے مارے جانے کے بعد وہی میدان میں آیا۔ اور اُس کا بھائی شیبہ بن ربیعہ اور بیٹا ولید بن عتبہ بھی اس کے ساتھ نکلے۔ ان تینوں نے دونوں فوجوں کے درمیان میں کھڑے ہو کے مقابل کو طلب کیا۔ آنحضرتؐ کی جانب سے عفراء کے دو بیٹے عوف اور معوذ اور عبداللہ بن رواحہ ان کے مقابلے کو نکلے۔ یہ تینوں صحابی اہل مدینہ اور گروہ انصار میں سے تھے۔ ان کی صورت دیکھتے ہی مشرک پہلوانوں نے پوچھا "تم کون لوگ ہو؟" انھوں نے کہا "ہم انصار میں سے ہیں"۔ یہ سُن کے مکی جوان مرد بولے "اگرچہ تم معزز اور ہمارے ہم مرتبہ ہو مگر ہمیں تم سے سروکار نہیں خود ہماری قوم والوں کو سامنے آنے دو"۔ یہ سُن کے تینوں انصاری بہادر واپس گئے۔ اور آنحضرتؐ نے جناب حمزہؓ۔ عبیدۃ بن حارث بن عبدالمطلب اور علی مرتضیؓ کو نکلنے کا حکم دیا۔ یہ تینوں صاحب حکم رسالت پاتے ہی میدان میں آئے۔ اور یوں نبرد آزمائی میں مصروف ہوئے کہ عبیدۃ بن حارث نے عتبہ پر حملہ کیا۔

عبیدہ کی شہادت

حمزہؓ نے شیبہ پر۔ اور حضرت علیؓ نے ولید پر۔ حمزہؓ اور علیؓ نے تو اپنے اپنے حریفون کو دم بھر مین قتل کر ڈالا۔ مگر عبیدہ اور عتبہ کی لڑائی اچھی نہین رہی۔ دونون نے اپنے حریف پر ایک ہی وقت مین وار کیا۔ دونون وار کاری پڑے۔ اور دونون پاس ہی پاس گر کے سسکنے لگے سسک ہی رہے تھے کہ حمزہؓ اور علیؓ اپنے حریفون کو قتل کر کے جا پہونچے۔ عتبہ کا کام تمام کر دیا۔ اور عبیدہ کو اٹھا کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے۔ عبیدہ نے آنحضرتؐ کی صورت دیکھتے ہی پوچھا یا رسول اللہ کیا مین شہید نہین ہوں؟" آپ نے فرمایا "بے شک تم شہید ہو" اور یہ ارشاد رسالت پورا ہوا اس لیے کہ تھوڑی ہی دیر کے بعد اُن کی روح پرواز کر گئی۔

جنگ مغلوبہ

اب جنگ مغلوبہ کا وقت آگیا تھا۔ مشرکین جوش وخروش سے بڑھے۔ دم بھر مین مسلمانون پر آپڑے۔ اور زور وشور کی لڑائی ہونے لگی۔ مگر واقعی یہ عجب وقت تھا۔ اور اسے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ نہین تو کیا کہین کہ بھائی بھائی کے۔ باپ بیٹے کے۔ اور عزیز عزیز کے خون سے ہاتھ رنگ رہا تھا۔ اور حکم رسالت کے سامنے کسی دنیاوی رشتے

خود آپ مسلمانون کو جوش دلاتے ہین

اور علاقے کی پروا نہ تھی۔ سعد بن معاذ اور چند اور بہادر انصار خاص آپ کے قیام گاہ یعنی اس کھجورون کی ٹہنیون کے منڈوے کے گرد تلوارین باندھے کھڑے تھے۔ تاکہ دشمنون مین سے کسی کو آپ کے قریب آنے کی جرأت نہ ہو۔ اب اس شدت کی لڑائی ہو رہی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جوش مین آکے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اُس سایہ دار مقام سے باہر نکلے۔ اور بآواز بلند فرمانے لگے۔ قسم ہے اُس ذات باری کی جس کے قبضۂ قدرت مین محمدؐ کی جان ہے جو شخص آج

اُس کا اثر | لڑے گا اور بغیر منھ پھیرے صبر اور نیت خیر سے لڑتا ہوا مارا جائے گا خدا اُسے جنت مین داخل کرے گا آپ کے اس ارشاد کا جو اثر نمایان ہوا اُس کا نمونہ یہ ہو کہ عمیر بن حمام انصاری کچھ خرمے ہاتھ مین لیے کھا رہے تھے یہ وعدہ رسالت سنتے ہی بولے "واہ! واہ! تو جنت مین اور مجھ مین اتنا ہی فاصلہ ہو کہ یہ لوگ مجھے قتل کر ڈالین!" یہ کہہ کے خرمے ہاتھ سے پھینک دیے۔ دشمنون پر حملہ کیا۔ اور لڑتے لڑتے شہید ہو گئے

مشرکین کی شکست اور آپ کا معجزہ | آپ نے منڈف سے نکل کے جب لڑائی کی بے انتہا شدت دیکھی تو ایک چنگل خاک زمین سے اُٹھائی اور قریش کی طرف دیکھ کے فرمایا "شاہت الوجوہ" (بگڑ گئے چہرے ان لوگون کے) وہ خاک مشرکین کی طرف پھینکی۔ اور مسلمانون کو ایک شدید حملے کا حکم دیا۔ بس اسی حملے نے لڑائی کا فیصلہ کر دیا۔ قریش کا قدم اکھڑ گیا۔ بدحواس بھاگے۔ اور مہاجرین و انصار نے تعاقب کیا۔ بھاگتے مین بہت سے مارے گئے اور بہت سے گرفتار ہوے۔

ابو جہل مارا گیا | ابو جہل زخمی ہو کے گر چکا تھا مگر کچھ جان باقی تھی کہ عبد اللہ بن مسعود سر پر جا پہونچے۔ اور وہ اس بات پر افسوس کرتا ہوا اُن کے ہاتھ سے مارا گیا کہ ایک ذلیل و کم حیثیت شخص کے ہاتھ سے قتل ہوتا ہون۔ اس لیے کہ ابن مسعود کی شرفاے قریش مین کوئی وقعت نہ تھی۔ عبد الرحمن بن عوف نے کچھ زرہین لوٹی تھین۔ اُنھین لیے ہوے جا رہے تھے کہ امیّہ بن خلف اور

اُمیّہ بن خلف کا مارا جانا | اُس کا بیٹا علی ملے۔ دونون نے عبد الرحمن کی صورت دیکھ کے کہا "زرہین کیا لیتے ہو؟ ہمین لوٹا کر زیادہ فائدہ اٹھاؤ" عبد الرحمن نے زرہین ڈال دین اور اُنھین لے کے چلے تھے کہ امیہ پر مؤذن رسول اللہ بلال کی نظر پڑ گئی۔ یہی شخص تھا جو مکے مین بلال پر طرح طرح کے ظلم کیا کرتا تھا

اور صرف مسلمان ہونے کے جرم پر اُنھین جلتی بھوبل پر لٹا کے تپتی ہوئی سلین چھاتی پر رکھ دیتا تھا۔ اس کی صورت دیکھتے ہی بلال رضؓ نے غل مچایا۔ "اے انصار رسول اللہ دیکھو یہ کافرون کا سب سے بڑا سردار جاتا ہو اگر یہ بچ گیا تو میری خیریت نہین ہو" بلالؓ کی آواز سنتے ہی انصار نے امیہ اور اُس کے بیٹے کو گھیر لیا۔ اور دم بھر مین دونون باپ بیٹے مار ڈالے گئے۔

بنی ہاشم کے ساتھ رعایت اور اس کا سبب

آپ نے لڑائی سے پیشتر ہی گروہ صحابہؓ سے فرما دیا تھا کہ بنی ہاشم مین سے بعض لوگ مجبور کر کے اور زبردستی لائے گئے ہین۔ جن مین سب سے زیادہ قابل لحاظ عباسؓ بن عبدالمطلب ہین۔ جس کسی کو مل جائین اُنھین قتل نہ کرے۔ اور جہان تک ہو سکے زندہ میرے پاس لے آئے۔

ابوالبختری کے ساتھ رعایت

اسی طرح آپ نے ابوالبختری کی بابت بھی لوگون کو ہدایت کر دی تھی کہ اس کی جان نہ لی جائے۔ اس لیے کہ اسی نے کوشش کر کے قریش کا وہ باہمی عہدنامہ منسوخ کرایا تھا جس کی رو سے تمام قریش بنی ہاشم سے اور خاصتہً آپ سے ملنے جلنے سے روکے گئے تھے۔ لیکن ابوالبختری کی زندگی پوری ہو چکی تھی۔ اس لیے کہ انصار کے ایک حلیف مجذر بن زیاد بلوی نے اُسے پکڑا اور کہدیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمھارے قتل سے ہمین منع کیا ہو۔ ابوالبختری کے ساتھ اس وقت اونٹ پر ایک اور شخص بھی سوار تھا بولا "اور میرے اس ساتھی کی جان نہین بچ سکتی؟" مجذر نے کہا

اس کا مارا جانا

"ہرگز نہین"۔ ابوالبختری نے کہا "اس رفیق سفر کو قتل کرا کے تو مین زندہ نہ رہون گا۔ قریشیہ عورتین کہین گی کہ اپنے نفس کی محبت مین ساتھی کو مروا ڈالا۔ مجذر نے دونون کو قتل کر ڈالا۔

عباس عم رسول اللہ کی گرفتاری

ابوالیسر نامی ایک صحابی جناب عباسؓ کو گرفتار

کرکے لائے۔ اگرچہ حضرت رسالتؐ کو اُن کی ذلت و تکلیف کسی طرح گوارا نہ تھی۔ اس لیے کہ صرف آپ کی ذات پر نہیں بلکہ دین اسلام پر بھی جناب عباسؓ کے احسانات تھے۔ عقبۂ ثانیہ مین اُنھون نے جس فصاحت کے ساتھ آپ کے لیے انصار سے عہد و پیمان لیا تھا بھولنے والی بات نہ تھی۔ مگر اس موقع پر کوئی خاص رعایت نہین کی جاسکتی تھی۔ معمولی قیدیون کی طرح وہ بھی رکھے گئے۔ مگر اُن کی تکلیف کے خیال سے کسی طرح آپ کی آنکھ نہ لگتی تھی۔

اُن کے ساتھ آپ کی ہمدردی

لوگون نے پوچھا یا رسول اللہ آپ آرام کیون نہین فرماتے؟" فرمایا "عباسؓ کی تکلیف مجھے سونے نہین دیتی"۔ لوگون نے فوراً جاکے عباسؓ کی مشکین کھول دین تب آپ کو چین پڑا

مشرکین کی لاشین اور آپ کا ان کی طرف خطاب فرمانا

لڑائی اور تعاقب سے فراغت ہوئی تو آپ نے مقتول مشرکین مکہ کی تمام لاشون کو یکجا کرکے ایک بڑے سے گڑھے مین ڈلوادیا۔ اور جب لاشین اُس مین پڑ چکین تو ان کی طرف خطاب کرکے فرمایا "اے اس گڑھے والو! تم اپنے نبیؐ کے نہایت ہی بُرے ہم قوم تھے۔ اور لوگون نے میری نبوت کی تصدیق کی مگر تم جھٹلاتے ہی رہے"۔ پھر ایک ایک کا نام لے کے یون فرمایا "اے عُتبہ۔ اے شیبہ۔ اے امیّۃ بن خلف اے ابوجہل ابن ہشام (اسی طرح اور بہت سے نام لے کے) تمھارے پروردگار نے تم سے جو وعدہ کیا تھا وہ سچ نکلا یا نہین؟ مین نے تو اپنے پروردگار کا وعدہ سچ پایا"۔ بعض لوگون نے حیرت سے پوچھا "یا رسول اللہ آپ مُردون سے باتین کرتے ہین"۔ ارشاد ہوا "جتنا تم سنتے ہو اتنا ہی یہ بھی سنتے ہین۔ بس فرق اتنا ہو کہ یہ جواب نہین دے سکتے"۔ اس کارروائی کے بعد لاشون پر مٹی اور پتھر ڈال دیے گئے۔ اور آپ نے مع تمام ہمراہیون کے مدینے کی راہ لی

عہ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۴۷ و ۴۸ و ۴۹۔

کے مین شکست کی خبر پہونچی	جو مشرک جان بچا کے بھاگے اُن مین سے حیسمان بن عبد اللہ

خزاعی سب کے پہلے مکے مین داخل ہوا۔ لوگون نے پوچھا لڑائی کا کیا انجام ہوا؟ وہ نہایت پریشانی کے ساتھ گھبرا گھبرا کے کہنے لگا "سب مارے گئے! عتبہ بن ربیعہ شیبہ بن ربیعہ۔ ابو الحکم بن ہشام (ابو جہل) اُمیہ بن خلف۔ زمعۃ بن اسود۔ نبیہ بن حجاج۔ منبہ بن حجاج۔ ابو البختری بن ہشام" مقتولین کے شمار مین ایسے ایسے اور تمام معززین قریش کے جو نام لیے تو صفوان بن اُمیہ نے گھبرا کے کہا "خدا کی قسم اس کی عقل نہین ٹھکانے ہے۔ بھلا میری نسبت تو پوچھو۔ دیکھو کیا کہتا ہے" لوگون نے پوچھا "اور صفوان؟" اُس نے اشارہ کر کے کہا "وہ یہ کیا سامنے بیٹھے ہوئے ہین" بہر تقدیر اہل مکہ کو اپنی فاش اور بہت ہی بڑی شکست کا حال معلوم ہوا۔ اور کوئی گھر نہ تھا جس مین کہرام نہ مچ گیا ہو۔

حضرت عباس کا غلام اور ابو لہب	آنحضرت کا غلام آبو رافع پہلے حضرت عباس کا غلام

تھا۔ واقعۂ بدر کے زمانے مین وہ مکے مین تھا۔ اور حجرۂ زمزم مین اکثر بیٹھا تیر بنایا کرتا تھا۔ مشرکین کی شکست کی خبر جب مکے مین آئی تو وہ حسب معمول حجرۂ زمزم مین بیٹھا تیر بنا رہا تھا اور حضرت عباسؓ کی زوجہ محترمہ ام الفضل پاس بیٹھی ہوئی تھین اتفاقاً ابو لہب جو واقعۂ بدر مین نہین شریک تھا آ کے حجرے کی دیوار کے پاس بیٹھ گیا۔ اور اسی وقت مغیرہ بن حارث ابن عبد المطلب کا اُدھر سے گذر ہوا جو بدر سے جان بچا کے بھاگا تھا۔ ابو لہب نے اُس کی صورت دیکھتے ہی پاس بلایا اور لڑائی کی کیفیت پوچھی۔ مغیرہ نے کہا "کیا خبر کہی جائے۔ بس یہ ہوا کہ لڑائی شروع ہوتے ہی ہم نے پیٹھ پھیر دی۔ اور اُن لوگون نے جس طرح جی چاہا مارنا اور گرفتار کرنا شروع کر دیا۔ اسی حالت مین ہمین کچھ گورے گورے لوگ نظر آئے جو ابلق گھوڑون پر سوار تھے اور آسمان سے زمین تک پھیلے ہوئے تھے"۔

ابورافع دل مین مسلمان تھا یہ سُن کے نہ رہ گیا حجرے کے اندر سے گردن نکال کے بولا خدا کی قسم یہ فرشتے ہون گے" اتنا سننا تھا کہ ابولہب جھنجھلا کے بڑھا اور اُس کے منھ پر ایک تھپڑ مارا۔ سینے پر چڑھ بیٹھا۔ اور پٹنے لگا۔ اپنے غلام کو اس بے رحمی سے

ام الفضل کا جوش اور ان کی شجاعت

پٹتے دیکھ کے ام الفضل کو غصہ آگیا۔ کہین قریب ہی سے پتھر کا ایک گرز اٹھا لائین۔ اور ابولہب کے سر پر اس زور سے مارا کہ اُس کا سر پھٹ گیا۔ پھر بولین "اس کے مالک جو یہان نہین موجود ہین تو تو نے اُسے ضعیف و ناتوان سمجھ لیا" ابولہب یہ چوٹ کھا کے چپکے اٹھا چلا گیا۔ اور ایسا دل شکستہ ہو کے گیا تھا کہ ایک ہی ہفتے کے اندر مرض طاعون مین مبتلا ہو کے مرگیا۔[۱]

رسول اللہ کی صاحبزادی جناب رقیہ کی وفات

مدینے مین جب فتح بدر کی خبر پہونچی ہے اس وقت وہان ایک بہت بڑا سانحہ ہو گیا تھا۔ اس لیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت رقیہؓ کو اللہ جل شانہ نے اپنے جوار عافیت مین لے لیا تھا۔ وہ دفن ہو رہی تھین۔ اور لوگ قبر پر مٹی برابر کر رہے تھے کہ فتح بدر کی خبر آئی۔ اور باوجود ایسے صدمۂ عظیم کے لوگ خوش ہو گئے۔ آنحضرتؐ کی روانگی سے پہلے ہی یہ صاحب جمال اور پاک دامن و معصوم صاحبزادی چیچک مین مبتلا ہو چکی تھین حالت بہت نازک ہو رہی تھی اور انہین کی تیمارداری کے لیے آپ نے اُن کے شوہر جناب عثمانؓ ذی النورین کو مدینے مین چھوڑ دیا تھا چونکہ وہ فرمان رسالتؐ کے مطابق شرکت جہاد سے محروم رہے تھے لہذا آپ نے انھین بھی مال غنیمت مین سے اتنا ہی حصہ دیا جتنا کہ کسی اور شریک ہونے والے کو دیا گیا تھا۔ یہی نہین غازیان بدر کے

[۱] ابن ہشام ۴۶۰ و ۴۶۱۔

ثواب مین بھی شریک کیے گئے۔

باب شانزدہم

غزوات بدر و اُحد کے درمیان کا زمانہ

مدینے کو مراجعت - سہیل بن عمرو کی گرفتاری - اُم المومنین سودہؓ کا جوش قرابت قیدیون سے آپ کا برتاؤ - قیدی فدیے لے کے چھوڑے جاتے ہین - جناب عباسؓ کا ایمان لانا - اور آپ کا ایک معجزہ - حضرت رسالت کا داماد ابوالعاص بن ربیع - اُن کی رہائی کیلیے حضرت زینبؓ کا بھیجا ہوا فدیہ - زینبؓ بنت رسول اللہ مدینے مین آتی ہین - اُن پر قریش کی یورش - ابوالعاص کا مسلمان ہونا - شہدائے بدر - غزوہ کدر - سریہ غالب بن عبداللہ لیثی - غزوہ بنی قینقاع کی ابتدا - اُس کا سبب - محاصرہ اور ان کا ہتھیار رکھنا - اُنکی جلا وطنی - غزوۃ السویق - بنائے فاطمہ - حضرت علیؓ کے اونٹون پر حمزہؓ کی دست برد - عم رسول اللہ حمزہؓ کی مے کشی - ۳ھ - غزوہ ذی القصہ - غزوہ بنی سلیم - کعب ابن اشرف کا قتل - یہود کے قتل کی عام اجازت - حضرت عثمانؓ کا عقد اُم کلثومؓ بنت رسول اللہ سے - سریہ زید بن حارثہ قریش کے مقابل مین - ابن ابی الحقیق کا قتل - اُم المومنین حفصہؓ آپ کے عقد مین - طلاق اور آپ کا پھر رجوع فرمانا - اُم المومنین زینب بنت جحش آپ کے عقد مین - حضرت امام حسنؓ کی ولادت -

مدینے کو مراجعت اب آپ قیدیون کو لے کے مدینے کی طرف روانہ ہوے۔ بعض کفار جن سے اسلام کو بے انتہا آزار پہونچا تھا اور بعد بھی پہونچنے کا اندیشہ تھا راستے مین قتل کیے گئے - ان مین سے نضر بن حارث بن عقبہ بن معیط کی جناب علیؓ نے گردن ماری - اور عقبہ بن معیط کو عاصم بن ثابت نے قتل کیا۔

ع۵ تاریخ الخمیس جلد ۱ - صفحہ ۳۱۱

سہیل بن عمرو کی گرفتاری

سہیلؓ بن عمرو بھی گرفتار ہوئے جو اہل مکہ کے بڑے فصیح البیان خطیب تھے اور آنحضرتؐ کے خلاف ہمیشہ لوگوں کو ابھارتے رہتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے کہا یا رسول اللہ اگر آپ کا حکم ہو تو میں اُن کے دانت توڑ دوں کہ پھر یہ شخص اس فصاحت سے اسپیچ نہ دے سکے۔ آپ نے فرمایا۔ رہنے بھی دو۔ کبھی یہ ایسا کام کریں گے جس سے تم خوش ہو گے۔ یعنی اُن کی زبان سے کبھی اسلام کو فائدہ پہونچےگا۔ اور بے شک ایسا ہی ہوا۔ آپ کی وفات کے بعد جب سارا عرب مرتد ہوا جاتا تھا اہل مکہ میں اسی جادو بیان مقرر کی فصاحت و بلاغت کے اثر سے ارتداد کی شورش نہیں پیدا ہونے پائی۔

ام المومنین سودہ کا جوش قرابت

سہیل جب مکے میں آئے تو زوجہ رسول اللہ (صلعم) ام المومنین سودہؓ نے ان کی صورت دیکھتے ہی کہا "عورتوں کی طرح ہاتھ پاؤں بندھوا لیے شریفوں کی طرح لڑکے مر کیوں نہ گئے؟" خود اپنی بی بی کی زبان سے یہ جملے سُن کے آنحضرتؐ کو حیرت ہوگئی۔ فرمایا "سودہؓ! خدا اور رسول کے خلاف" ایکایک حضرت سودہؓ کو تنبہ ہوا۔ عذر خواہی کے لہجے میں بولیں "یا رسول اللہ اِن کی صورت دیکھ کے مجھ سے ضبط نہ ہو سکا اور یہ کلمہ زبان سے نکل گیا" آپ اُن کو نادم دیکھ کے خاموش ہو رہے۔

قیدیوں سے آپ کا برتاؤ

اسی واقعے سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اس لڑائی میں لوگوں کو صرف بہادری ہی نہیں دکھانی پڑی تھی بلکہ بغیر اس کے کہ جوش خون کا ذرا بھی لحاظ کریں خود اپنے عزیزوں اور قریب کے رشتے داروں کو قتل کرنا یا اُن کے قتل کا تماشا دیکھنا پڑا تھا۔ اور واقعی رسول اللہ کی محبت اور دین کی فرمانبرداری کا اس سے زیادہ کامل نمونہ شاید اور کبھی نہ نظر آیا ہوگا۔ اور اس سے زیادہ حیرت کی یہ بات ہے کہ قیدی جب مدینے میں

پہونچے اور آپ نے لوگون کو حکم دیا کہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا جاے تو لوگون کی یہ حالت تھی کہ خود بھوکے رہ گئے مگر قیدیون کا پیٹ ضرور بھر دیا اور اُنھیں لوگون پر مہربان ہوگئے جن کے سخت دشمن تھے۔

اب فرمان نبوت جاری ہوا کہ اہل مکہ اپنے قیدیون کو فدیہ ادا کرکے

قیدی فدیہ لے کے چھوڑے جاتے ہین

چھڑا سکتے ہین۔ اس موقع پر اپنے چچا حضرت عباسؓ کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا برتاؤ عجب معجزنما اور غیر معمولی بے لوثی کو ثابت کرتا ہے۔ ہم بتا چکے ہین کہ آپ کو جناب عباسؓ سے اس قدر محبت تھی کہ جب تک اُن کے ہاتھ پاؤن نہ کھلوا دیے نیند نہین آئی۔ مگر جب فدیہ ادا ہونے کا وقت آیا تو آپ نے یہ خیال کرکے کہ تمام

جناب عباس کا ایمان لانا اور آپ کا ایک معجزہ

بنی ہاشم مین سب سے زیادہ مالدار عباسؓ بن عبدالمطلب ہی ہین اُنھین حکم دیا کہ اپنا۔ اپنے بھتیجے عقیل ابن ابی طالب کا۔ اور دوسرے بھتیجے نوفل بن حارث بن عبدالمطلب کا۔ اور اپنے حلیف عقبہ بن عمرو بن جحدم کا فدیہ وہی ادا کرین۔ جناب عباسؓ نے کہا "میرے پاس اتنا روپیہ نہین ہے" آپ نے پوچھا "اور وہ رقم کیا ہوئی جو آپ نے ام الفضل (اپنی بیوی) کے پاس رکھوائی تھی اور کہا تھا کہ اگر مین مارا جاؤن تو اس مین سے فضل کا اتنا ہے عبداللہ کا اتنا ہے اور عبیداللہ کا اتنا ہے" یہ سُن کے جناب عباسؓ کو حیرت ہوگئی۔ بولے "خدا کی قسم آپ پیغمبر ہین۔ اس رقم کا حال سوا میرے اور میری بیوی کے کوئی نہین جانتا تھا۔ مین تصدیق کرتا ہون کہ واقعی آپ رسول اللہ ہین" اور کلمہ پڑھ کے مسلمان ہوگئے۔ لیکن اب بھی اس شرکت کفار کے جرمانے سے بچنے کے لیے ایک دوسرا پہلو نکالا۔ اور بولے اچھا میں اوقیہ

ؔ عرب کا اُس زمانے مین ایک وزن تھا۔ جو ۴۰ درہم کے برابر ہوتا تھا سونا عموماً اسی وزن سے تولا جاتا تھا۔

سونا جو میرے پاس تھا اور گرفتار کرنے والون نے چھین لیا وہ اسی حساب مین محسوب کیا جائے۔ باوجودیکہ وہ سونا پیشتر ہی آپ کی خدمت مین حاضر کر دیا گیا تھا مگر آپ نے فرمایا "یہ نہین ہو سکتا۔ یہ سونا تو ایک جداگانہ چیز ہے جو خدا کی مہربانی سے ہمین ملی ہے" اس لیے کہ اُس کا شمار تو مال غنیمت مین تھا۔ بہر تقدیر مذکورہ بنی ہاشم کا فدیہ حضرت عباسؓ نے ادا کیا۔

حضرت عباسؓ کی گرفتاری سے بھی زیادہ نازک واقعہ ابوالعاص بن ربیع بن عبدالعزیٰ کی گرفتاری کا ہے جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت زینبؓ کے شوہر اور آپ کے داماد تھے۔ ابوالعاص کا شمار مکے کے سب سے زیادہ دولت مندون مین تھا اور وہ حضرت بیوی خدیجہؓ کی بہن ہالہ بنت خویلد کے بیٹے تھے۔ جناب زینبؓ کا عقد اُن کے ساتھ خود حضرت خدیجہؓ نے اپنی زندگی مین کیا تھا۔ بعثت کے بعد حضرت زینبؓ تو باپ کی پیغمبری پر ایمان لے آئین۔ مگر شوہر اُسی طرح مشرک بنے رہے۔ آنحضرتؐ چاہتے تھے کہ مسلمان بیٹی اور کافر داماد مین کسی طرح مفارقت کرا دین مگر کچھ زور نہ چلتا تھا۔ اب قریش جب میدان جنگ مین آئے تو ابوالعاص بھی مقابلے کو آئے۔ اور مسلمانون کے ہاتھ مین گرفتار ہو کے مدینے مین لائے گئے

حضرت رسالت کا داماد ابوالعاص بن ربیع

اہل مکہ نے جب اپنے اسیرون کی رہائی کے لیے رقم فدیہ بھیجی تو حضرت بیوی زینبؓ نے بھی اپنا ایک قیمتی ہار شوہر کے چھڑانے کے لیے روانہ کیا۔ یہ ہار اُنھین جناب خدیجہؓ نے جہیز مین دیا تھا اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھون دیا گیا تھا۔ دیکھتے ہی آپ پہچان گئے۔ دل پر ایک چوٹ سی لگی۔ بے اختیار جی بھر آیا۔ اور لوگون کی طرف دیکھ کے فرمانے لگے "اگر تمھین مناسب معلوم ہو تو اس کے

ان کی رہائی کے لیے حضرت زینب کا بھیجا ہوا فدیہ

(زینب کے) قیدی کو یونہین چھوڑ دو۔ اور اس کا یہ ہار واپس کر دو" کسی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد مین کیا عذر ہو سکتا تھا؟ ابو العاص کو آزادی دی گئی۔ جو اپنی مومنہ بیوی اور اس عفت مآب پیمبر زادی کا وہ ہار لے کے مکے کو روانہ ہوئے مگر جاتے وقت آنحضرت سے وعدہ کرتے گئے کہ مکے پہونچتے ہی حضرت زینبؓ کو مدینے مین بھیج دین گے" اُن کے وعدے کے مطابق آپ نے اپنے غلام زید بن حارثہ اور ایک انصاری بزرگ کو بھی ارض بطحا یعنی مکے کی طرف روانہ کیا کہ صاحبزادی کو بہ آرام وحفاظت مدینے لے آئین۔

زینب بنت رسول اللہ مدینے مین آتی ہین

ابو العاص نے اقرار کے مطابق گھر پہونچتے ہی حضرت زینبؓ کو مدینے جانے کی اجازت دی۔ اور جب معلوم ہوا کہ زید بن حارثہ لینے کو بھی آ گئے تو ابو العاص کے بھائی کنانہ بن ربیع نے دن دہاڑے سب کے سامنے عصمت پناہ صاحبزادی کو ایک اونٹ پر بٹھایا اپنی کمان شانے پر ڈالی اور مکے سے نکلے کہ لے جا کے زید کے سپرد کر دین۔ مگر اتفاقاً قریش کو خبر ہو گئی۔ تعاقب کیا۔ اور حضرت زینبؓ کی محمل مقام ذی طوی

اُن پر قریش کی یورش

تک پہونچنے پائی تھی کہ سب نے آ کے گھیر لیا۔ کنانہ نے لوگون کی یورش دیکھ کے تیر کمان سے جوڑا اور چلائے "جس کسی نے پاس آنے کا ارادہ کیا اُس کی زندگی کی خیر نہین" اُن کے خوف سے کسی کو قریب آنے کی تو جرأت نہ ہوئی۔ مگر دشمنون کی یورش سے وہ غریب معصومہ اس قدر سہم گئی تھین کہ حاملہ تھین اسقاط حمل ہو گیا۔ اتنے مین ابو سفیان بن حرب نے آ کے کنانہ سے کہا "ہمین اس عورت کے روکنے سے کوئی حاصل نہین مگر یہ تمھاری غلطی ہو کہ دن دوپہر کو علانیہ لے کے چلے ہو۔ اگر ہم یون نکل جانے دین تو لوگ کہین گے کہ اہل مکہ شکست کھا کے اس قدر ذلیل وضعیف ہو گئے ہین

کہ محمد کی بیٹی ان کے سامنے سے نکل کے دوپہر کو چلی گئی اور کسی کو روکنے کی جرأت نہ ہوئی۔ لہذا اس وقت مکے مین پلٹ چلو ہمارے لیے کہنے کو ہو جائے گا کہ راستے سے پھیر لائے گئے۔ اور تم جب رات ہو چکے سے لے جا کے زید بن حارثہ کے سپرد کر دینا۔ کنانہ کو یہی امر مناسب معلوم ہوا۔ مکے مین پلٹ آئے۔ اور رات کو لے جا کے زید بن حارثہ کے پاس پہونچا دیا۔ وہ لوگ لے کے مدینے مین آئے۔ اور اس وقت سے جناب زینبؓ آنحضرتؐ ہی کے پاس رہین۔

ابو العاص کا مسلمان ہونا

ابو العاص اس کے بعد فتح مکہ سے چند روز پیشتر اپنا اور چند قریش کا مال تجارت ارض شام کو لے گئے۔ وہان سے پلٹے ہوئے آ رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک سریہ نے تاخت کی اور سارا مال و اسباب لوٹ لیا۔ ابو العاص جیسے ہی حملہ ہوا قافلے کو چھوڑ کے بھاگے اور چپکے سے مدینے مین آ کے اپنی بیوی حضرت زینبؓ کے پاس پناہ لی۔ دوسری صبح کو جب رسول اللہ نماز کے لیے مسجد مین تشریف لائے اور آپ نے اور تمام مسلمانون نے تکبیر کہی اُس وقت جناب زینبؓ نے اُس حصہ مسجد سے جہان عورتین نماز پڑھا کرتی تھین پکار کے کہا "لوگو! مین نے ابو العاص کو اپنے یہان پناہ دی ہے"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سنتے ہی ارشاد فرمایا "خدا کی قسم مجھے اس کی خبر نہین ہے۔ اور اگرچہ ہر شخص کو پناہ دے سکتا ہے جو کوئی اس سے قریبی تعلق رکھتا ہو مگر اے زینبؓ دیکھو اس سے خلوت نہ ہو۔ اور اب تم اس پر حلال نہین ہو"۔ پھر آپ اس سریہ والون کی طرف متوجہ ہوئے جنھون نے قافلے کو لوٹا تھا اور فرمایا "اس شخص کا جو کچھ مال تم نے لوٹا ہے اگر واپس کر دو تو میرے نزدیک مناسب ہوگا۔ لیکن اگر تمھین واپس کرنے سے انکار ہے تو کوئی جبر نہین کر سکتا اس لیے کہ یہ مال غنیمت ہے جو خدا کی مہربانی سے تمھین ملا ہے اور تمھارا حق ہے۔ اُن لوگون نے

عرض کیا یا رسول اللہ ہم خوشی سے واپس کرنے کو تیار ہین - اور قافلے کا تمام مال و اسباب بے تکلف ابوالعاص کے حوالے کردیا - جسے لے کے وہ مکے ہین آئے - جو چیز جس کی تھی اُس کو دی - اور سب کی امانتین واپس کرنے کے بعد اُن کی طرف متوجہ ہو کے کہا اشھدان لاالہ الا اللہ واشھد ان محمداً رسول اللہ خدا کی قسم مدینے ہی مین جو مین نے اسلام نہین قبول کیا تو فقط اتنے خیال سے کہ تم کہو گے تمھارا مال کھا جانے کی نیت سے مسلمان ہو گیا - لیکن اب تمھاری امانتین پہونچا دینے کے بعد علانیہ مسلمان ہوتا ہون " یہ کہہ کے مدینۂ طیبہ کی راہ لی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوئے - اور اگرچہ بعض لوگ کہتے ہین کہ حضرت بیوی زینبؓ کے ساتھ از سر نو نکاح ہوا - مگر صحیح یہی روایت ہو کہ بغیر تجدید نکاح کے اپنی بیوی کے ساتھ رہتے اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دامادی کے شرف و فخر کے ساتھ زندگی بسر کرنے لگے[۱]۔

شہدائے بدر — میدان بدر مین ہمراہیان حضرت رسالتؐ مین سے کل چودہ آدمیون نے جام شہادت پیا - جن مین سے چھ مہاجر تھے اور آٹھ انصار - اس کے مقابل قریش کا بے انتہا نقصان ہوا تھا - اُن کے مقتولون کی تعداد بعض راوی تو ساٹھ بتاتے ہین اور بعض جن کی روایت زیادہ قابل وثوق ہے کہتے ہین کہ اُن کے ستر آدمی مارے گئے - مگر اس تعداد سے بدرجہا زیادہ صدمہ اُن کو اس بات کا تھا کہ تمام اکابر قریش اور قریب قریب کل معززین مکہ کی زندگی کا چراغ گل ہو گیا تھا[۲]۔

غزوۂ کدر — آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو میدان بدر سے واپس آکے سات ہی دن مدینے مین رہنے کا اتفاق ہوا تھا کہ خبر آئی کدر نام ایک تالاب کے

[۱] ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۴۹ - ۵۰ - ۵۱ - [۲] ابن ہشام صفحہ ۵۳۹ و ۵۴۰ -

کنارے بنی سلیم نے جماؤ کیا ہو اور فساد پر آمادہ ہین۔ رفع شر کے لیے آپ نے علم اسلام علی مرتضیٰؓ کے کندھے پر رکھوایا۔ حامی دین سپاہی ہمراہ لیے اور کوچ کر دیا۔ کدر کے کنارے پر پہونچ کے دیکھا تو اُن لوگون کا پتہ نہ تھا لہذا تین روز وہان قیام فرما کے مدینۂ طیبہ مین واپس آئے۔ واپسی کے بعد معلوم ہوا کہ ہنوز بنی سلیم کا فتنہ باقی ہو۔ اب آپ نے تھوڑے سے جوان مرد غالب بن عبد اللہ

سریۂ غالب بن عبد اللہ لیثی

لیثی کے ہمراہ کیے اور اُنھین حکم دیا کہ جا کے بنی سلیم اور بنی غطفان پر حملہ کرو۔ غالب جوش وخروش سے گئے۔ دشمنون پر غالب آئے اُن کے مویشی پکڑ لیے اور ان کو کافی سزا دے کے اور اپنی تین قیمتی جانین راہ خدا مین صرف کر کے شوال کا آدھا مہینہ گذرا تھا کہ وارد مدینہ ہو گئے[عه]

غزوہ بنی قینقاع کی ابتدا

اسی زمانے مین یعنی شوال ہی کے مہینے مین یہود بنی قینقاع کا محاصرہ کیا گیا۔ اور اس کا سبب یہ ہوا کہ آپ کو میدان بدر مین جب الٰہی تائید فتح حاصل ہوئی تو یہود کو حسد معلوم ہوا۔ آنحضرتؐ نے وارد مدینہ ہوتے ہی اُن سے ایک معاہدہ کر لیا تھا جس کا ذکر اوپر آ چکا۔ اب وہ اُس معاہدے کے توڑنے پر آمادہ ہوے۔ ظاہرا اُن کے دل مین خیال گذرا کہ اگر ہم صلح کیے بیٹھے رہے اور رسول اللہ کی قوت یونہین بڑھتی چلی گئی تو چند روز مین ہم کسی کام کے نہ رہین گے آپ نے یہ سن کے ایک دن انھین بازار قینقاع مین جمع کیا اور فرمایا اے گروہ یہود! خدا سے ڈرو۔ ایسا نہو کہ تمھارا بھی وہی حال ہو جو قریش کا ہوا۔ میری نبوت کا ثبوت خود تمھاری کتاب (توراۃ) مین موجود ہو۔ اور تم دل مین سمجھ بھی گئے ہو کہ مین ہی وہ موعود نبی ہون جس کی انبیائے سلف بشارت دیتے آئے ہین۔ یہود نے برہم ہو کے جواب دیا اہل مکہ کے شکست دینے پر غرہ نہ کرو

عه تاریخ الخمیس جلد ا صفحہ ۴۰۳ عمه ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۵۲

وہ لوگ فن جنگ سے ناواقف تھے۔ اور ہم واقف ہیں۔ اگر ہم سے لڑائی ہوئی تو بتادیں گے کہ سپاہی ایسے ہوتے ہیں۔" یہ خلاف امید جواب پاکے آپ چپکے ہو رہے۔ اور مدینے میں واپس آئے۔

اُس کا سبب — یہ لوگ سرکشی اور معاہدہ توڑنے کا ارادہ کر ہی رہے تھے کہ ایک جوان مسلمان عورت کچھ سودا بیچنے کو بازار قینقاع میں گئی۔ وہاں ایک یہودی سُنار کی دکان پر بیٹھی تھی کہ بعض یہود نے اُس کا چہرہ کھلوا کے دیکھنا چاہا۔ عورت نے انکار کیا تو خود سنار نے چپکے سے اس کی ازار کا نیچے کا کونہ چادر کے کونے میں اٹکا دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ عورت جانے کے لیے اُٹھی تو ازار اُلٹ کے اوپر آگئی اور اس نے آپ کو برہنہ دیکھ کے غل مچایا۔ اور اس کے ساتھ ہی یہودیوں نے قہقہہ لگایا۔ یہ دیکھ کے ایک مسلمان کو غصہ آگیا۔ ضبط کی تاب نہ رہی۔ لپک کے یہودی سُنار کو مار ڈالا۔ سُنار کا مارا جانا تھا کہ اور سب یہودیوں نے پکڑ کے اُس اکیلے مسلمان کو قتل کر دیا۔ اس مسلمان کے عزیزداروں کو اس واقعے کی خبر ہوئی تو انھوں نے اپنے اور ہم مذہبوں کو اُبھارا۔ الغرض اس طریقے سے یہود بنی قینقاع نے صلح کا معاہدہ توڑ دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس واقعے اور یہود بنی قینقاع کی عہد شکنی کی خبر ہوئی تو بڑھ کے اُن کے قلعے کا محاصرہ کر لیا۔[۵]

محاصرہ اور ان کا ہتھیار رکھنا — اور وہ قلعے کے دروازے بند کر کے اندر بیٹھ رہے۔ مگر اُن کے دلوں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایسا رعب بیٹھ گیا تھا کہ مقابلے کی جرأت نہ ہو سکی۔ پندرہ روز کی محصوری کے بعد غرہ ذی قعدہ ۲ھ کو ہتھیار رکھنے پر مجبور ہو گئے۔ اور فرمان نبوت کے مطابق قلعے سے اُتر آئے۔ منذر بن قدامہ سلمی نے اُن کی مشکیں باندھیں۔ اور یہ لوگ ایسے فتنہ جو سرکش اور

---

۵ ابن ہشام صفحہ ۵۶۵

ترقی اسلام کے مزاحم تھے کہ تمام لوگون کو یقین تھا آپ اُن سب کے قتل کا حکم دین گے۔ عبداللہ بن اُبی جو بظاہر مسلمان مگر اصل مین ایک بہت بڑا مشہور منافق تھا اُن لوگون کا حلیف تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا۔ اور اُن کی سفارش کی ابتدائً تو آپ خاموش رہے مگر اس کے

انکی جلاوطنی

اصرار پر آپ نے اُن کیلئے جلاوطنی کا حکم نافذ فرمایا۔ عبادہ بن صامت اس خدمت پر مامور ہوئے کہ انھین حدود مدینہ سے نکال دین۔ تیاری سفر کے لیے اُنھین تین دن کی اجازت دی گئی۔ اور اس زمانے کے گذرتے ہی وہ وطن چھوڑ کے روانہ ہوئے اور حدود شام مین جا کے آباد ہوئے[۵]۔

غزوۃ السویق

ابوسفیان جب میدان بدر سے بھاگ کے گیا تو اس نے منت مانی تھی کہ جب تک مدینے پر حملہ نہ کر لون گا غسل جنابت نہ کرون گا۔ لہذا یہ نذر پوری کرنے کے لیے دو سو آدمی ساتھ لے کے مدینے کے قریب آیا۔ اور رات کے وقت سب کی آنکھ بچا کے یہود بنی قریظہ کے سردار سلام بن مشکم کے دروازے پر دستک دی۔ اس نے اپنے مکان مین ٹھہرایا۔ کھلایا پلایا۔ اہل مدینہ کے حالات بتائے۔ اور ابھی رات باقی تھی کہ ابوسفیان اس کے گھر سے نکلا۔ اور اطراف مدینہ مین بعض قصبات پر لوٹ مار شروع کر دی۔ دو انصاری شخص مار ڈالے۔ کھجورون کے درختون مین آگ لگا دی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جیسی ہی یہ خبر سُنی اس کا تعاقب کیا۔ مگر آپ کے پہونچنے سے پیشتر ہی وہ بھاگ چکا تھا۔ اور بھاگنے مین اس قدر عجلت کی تھی کہ زاد راہ کو محض بوجھ کم کرنے کے لیے راستے مین پھینک گیا۔ اس زاد راہ مین زیادہ تر ستو تھے جنھین عربی مین سویق کہتے ہین۔ اور اسی وجہ سے اس غزوے کا نام غزوۃ السویق

[۵] تاریخ الخمیس جلد صفحہ ۴۶۰ و ۴۶۱ [۶] ابن ہشام صفحہ ۵۴۳

رکھا گیا۔ جو واقعۂ بدر کے دو مہینے بعد ماہ ذالحج مین پیش آیا تھا۔

بنا رفاطمہ

ذوالحج ہی کے مہینے مین جناب فاطمہ زہرا اپنے پدر بزرگوار کے گھر سے رخصت ہو کے حضرت علی مرتضیٰ کے گھر مین آئین۔ عقد نکاح اس سے پانچ مہینے پیشتر رجب مین ہوچکا تھا حضرت علیؑ کو ولیمہ کا سامان فراہم کرنے مین بہت کچھ دشواریان پیش آئین

حضرت علی کے اونٹون پر حمزہ کی دست برد

چنانچہ خود فرماتے ہین غنیمت بدر مین سے ایک اونٹ مجھے اپنے حصہ کا ملا تھا اور ایک اور اونٹ جناب رسالت آبؐ نے تفقت فرما کے دے دیا تھا۔ مین نے بنی قینقاع کے ایک یہودی سنار سے یہ معاملت کی کہ اسے ساتھ لے کے جاتا اور اپنے اپنے اذخر کھود کھود کے اور اُن اونٹون پر لاد لاد کے لاتا تاکہ اُسے سنارون کے ہاتھ فروخت کر کے بنا، فاطمہ کا سامان کرون۔ اتفاقاً ایک دن میرے وہ دونون اونٹ ایک انصاری شخص کے مکان کے سامنے بیٹھے ہوے تھے اور مین اذخر کی تلاش مین کہین ادہر اُدہر چلا گیا تھا تھوڑی دیر کے بعد جو آکے دیکھتا ہون تو دونون اونٹ مرے پڑے ہین۔ اُن کے کوہان کاٹ لئے گئے ہین اور پہلو چاک کر کے کلیجے بھی نکال لے گئے" اس کا سبب

عم رسول اللہ حمزہ کی مےکشی

یہ ہوا کہ سامنے والے مکان مین چند انصار کے ساتھ عم رسول اللہ حضرت حمزہؓ بیٹھے ہوئے شراب پی رہے تھے۔ اس وقت تک اسلام مین شراب حرام نہین ہوئی تھی۔ اور ایک گانے والی بے فکری کی صحبت مین جی بہلا رہی تھی۔ عین اُس وقت جبکہ سب لوگ نشے مین چور تھے یہ عورت حضرت علیؓ کے اونٹون کو دیکھ کے دلکش آواز اور دُھن مین یہ فی البدیہ اشعار گانے لگی۔

اَلَا یَا حَمزَ لِلشُّرُفِ النِّوَاء ، وَ ھُنَّ مُعَقَّلَاتٌ بِالفِنَاء ،

ـــــــــــــــــــــــــــــ

۵ ابن خلدون بقیہ جلد ثانی صفحہ ۲۲ عسہ تاریخ الخمیس جلد ۱ صفحہ ۴۶۲

اے حمزہ یہ موٹی موٹی اونٹنیان دیکھو اور دیکھو سامنے صحن مین بندھی ہوئی ہین

ضَعِ السِّكِّينَ فِي اللَّبَّاتِ مِنْهَا ... وَضَرِّجْهُنَّ حَمْزَةُ بِالدِّمَاءِ

ان کے گلون پر چھری پھیر دو اور اے حمزہ انہین خون مین لتھڑا دو

وَعَجِّلْ مِنْ أَطَايِبِهَا لِشَرْبٍ ... قَدِيراً مِنْ طَبِيخٍ أَوْ شِوَاءِ

اور انکے عمدہ حصہ گوشت کو جلدی لاکے یاران مے کش کیلئے تیار کر دو عام اس سے کہ پتیلی مین ابال کے پکادیا کو لون پر بھون لو۔

یہ اشعار سن کے حمزہؓ کو کب تاب رہ سکتی تھی فوراً ان اونٹنیون کو ذبح کر کے کوہان کاٹ لیے اور کلیجے نکال لیے۔ اور بھون کے مزے سے کھانے لگے۔ اپنے اونٹون کی یہ حالت دیکھ کے حضرت علیؓ کو سخت صدمہ ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور شکایت کی۔ آنحضرتؐ زید بن حارثہ کو لیے ہوئے اس مقام پر آئے۔ اور حمزہؓ سے خفا ہونے لگے۔ حمزہؓ نے بدمستی کی نظر اٹھا کے آپ کو دیکھا اور کہا اس سے زیادہ تمھاری وقعت نہین کہ ہمارے گھرانے کے لڑکے ہو۔ آپ ڈرے کہ حمزہؓ ایک پیغمبر کے حق مین کہین اس سے زیادہ گستاخی نہ کر بیٹھین لہٰذا الٹے پاؤن واپس چلے آئے۔

سنہ ۳ھ | اسی گذشتہ واقعات پر ہجرت کا دوسرا سال ختم ہو گیا۔ اور تیسرا برس شروع ہوا۔ اب یہ حالت تھی کہ قرب وجوار کے تمام قبائل عرب اسلام کی قوت سے خائف تھے۔ یہود کی قوت ٹوٹ گئی۔ اور وہ ذلیل قسم کے فتنہ وفساد سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو زک دینا چاہتے تھے۔ اسی طرح مشرک قبائل عرب چوری چھپے اور دھوکا دے کے مسلمانون کو پریشان کرنے کی کوشش کرتے تھے۔

غزوہ ذی القصہ | چنانچہ اس سال کی ابتدا ہی مین ہنوز محرم ہی کا مہینہ تھا کہ

عہ صحیح بخاری۔ جلد ا صفحہ ۳۲۰

خبر آئی بنی ثعلبہ - بنی سعد بن ذبیان - اور بنی محارب کا ایک گروہ مسلمانون کی آزار رسانی کے لیے مجتمع ہوا ہو - آپ نے فوراً ساڑھے چار سو جان نثارون کو اپنے ہمراہ لیا حضرت عثمان ذوی النورین کو اپنی جگہ مدینے مین چھوڑا - اور چل کھڑے ہوئے - مقام ذی القصہ مین پہونچ کے ایک ثعلبی شخص ملا جو آپ پر ایمان لے آیا - اور اسی کی زبانی معلوم ہوا کہ تمام سرکش لوگ آپ کی روانگی کی خبر سنتے ہی بھاگ کے پہاڑون مین ہو رہے - لہذا لڑائی کی تو نوبت نہین آئی مگر آپ ان لوگون کی تنبیہ و تادیب کے لیے پورے ماہ صفر بھر اسی مقام مین جو ارض نجد سے متعلق تھا ٹھرے رہے - پھر مدینے مین واپس تشریف لائے - اس مرتبہ ماہ ربیع الاول اپنے مقدس دار النبوت مین بسر کیا تھا - کہ بنی سلیم کے مقابلے

غزوۂ بنی سُلیم

کے لیے پھر سفر جہاد کرنا پڑا - مدینے سے روانہ ہو کے ارض حجاز کے مقام نجران مین پہونچے - اور ربیع الثانی و جمادی الاول کے مہینے اسی جگہ قیام پذیر رہ کے بغیر اس کے کہ جنگ و پیکار کی نوبت آئے مدینۂ طیبہ مین واپس آ گئے

کعب بن اشرف کا قتل

اسی سال ربیع الاول کی چودھوین تاریخ کعب بن اشرف مارا گیا - جو یہود مین نہایت ہی معزز حیثیت رکھتا تھا - اور مسلمانون کو انتہا سے زیادہ صدمے پہونچاتا تھا - اول تو اس نے مشرک مقتولین بدر کا حال سن کے کہہ دیا تھا کہ ان لوگون کے بعد میرے لیے زمین کے اوپر رہنے سے اس کے نیچے رہنا اچھا ہو - پھر قریش کو آپ کی دشمنی پر ابھارنے لگا - اس سے بھی زیادہ توہین کی یہ بات تھی کہ وہ عرب کا ایک مقبول شاعر تھا - اور اپنے اشعار مین ایک طرف تو آنحضرت کی ہجو ین کہا کرتا اور دوسری طرف مسلمانون کی عورتون کے ساتھ

---

۵ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۵۳ ۵ ابن ہشام صفحہ ۵۴۴

تشبیب کرتا یعنی بہت سی پاک دامن عورتون کے حسن وجمال کی تعریف کرکے اُن پر اپنا عشق ظاہر کیا کرتا۔ سب سے بڑھ کے یہ بات تھی جیسا کہ بعض روایتون سے ظاہر ہوتا ہو کہ اُس نے بعض لوگون کو آمادہ کیا کہ دعوت کے بہانے زہر دے کے جناب رسالت مآبؐ کی زندگی کا خاتمہ کردینؐ۔ بہرحال اس کی شرارتون نے یہان تک نوبت پہونچادی تھی کہ آپ کے حکم کے مطابق انصار کے قبیلۂ اوس مین سے پانچ صحابی اُس کی جان لینے کو آمادہ ہوگئے۔ ان مین سے ملکان بن سلامہ جو کعب بن اشرف کے رضاعی بھائی بھی ہوتے تھے اس کے پاس گئے۔ آنحضرتؐ سے اپنا منحرف ہوجانا ظاہر کیا۔ پھر اپنی فلاکت وفاقہ کشی بیان کرکے درخواست کی کہ ہمارے اسلحہ رہن رکھ کے کچھ کھانا دے دو۔ وہ راضی ہوا۔ تب ملکان اپنے سب ساتھیون کو ساتھ لے کے رات کے وقت اُس کے قلعے کے پاس پہونچے اُسے نیچے بلایا۔ باتین کرتے کرتے اُسے قلعے سے کسی قدر دور ہٹا لائے۔ اور جیسے ہی موقع پایا تلوارون سے کام تمام کردیا۔ اس واقعے کے بعد یہود کی شرارت عموماً اس درجے کو پہونچ گئی تھی کہ آپ نے مسلمانون کو اُن کے قتل کا حکم دے دیاؐ۔ اور صاف ظاہر کردیا گیا کہ اب مسلمانون اور یہودیون مین کوئی معاہدہ نہین باقی ہو۔

یہود کے قتل کی عام اجازت

حضرت عثمان کا عقد اُم کلثوم بنت رسول اللہ سے

اسی ماہ ربیع الاول مین حضرت عثمانؓ کو ذوالنورین ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری صاحبزادی جناب اُم کلثومؓ ان کے عقد نکاح مین آئین اور نکاح کے دو ماہ بعد جمادی الآخر کے مہینے مین رسالت کے گھر سے رخصت ہوکے اُس خوش نصیب شخص کے گھر مین آئین جسے خاندان نبوت کی

عـــہ تاریخ الخمیس جلد ۱ صفحہ ۴۶۴ و ۴۶۵ عـــہ ابن خلدون بقیہ جلد ثانی صفحہ ۲۳ و ۲۴ عـــہ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۵۴۔

اُس دامادی کے بعد خلافت کا اور پھر ایک بہت اعلیٰ درجے کی شہادت کا مرتبہ حاصل ہونے والا تھا۔

سریہ زید بن حارثہ قریش کے مقابل مین

جمادی الاخری ہی مین جس مہینے مین کہ رسول اللہ صلعم کی دوسری صاجزادی نے حضرت عثمانؓ کے گھر کو دوسرا شرف بخشا تھا سریہ زید بن حارثہ کا واقعہ پیش آیا جس کی بنیاد یہ تھی کہ قریش نے جب دیکھا کہ اُن کا جو قافلۂ تجارت ارض شام سے آتا یا اُدھر جاتا ہی مسلمانون کے دست برد سے نہین بچ سکتا تو انھون نے ارادہ کیا کہ پُرانا راستہ جو حوالی مدینہ سے ہوکے گذرا تھا چھوڑ دین اور اس راستے سے جائین جو مدینے سے مشرق جانب ہٹ کے نجد مین ہوتا ہوا عراق کی طرف جاتا تھا۔ اس تجویز کے مطابق اُن کا ایک بڑا قافلہ جس مین بہت سا اسباب تجارت اور خاصۃً چاندی کے برتن تھے صفوان بن امیہ اور ابوسفیان وغیرہ کی سرگروہی مین مذکورۂ بالا راستے سے روانہ ہوا۔ آپ نے خبر پاتے ہی زید بن حارثہ کو ایک کافی جماعت کے ساتھ روانہ کیا۔ جنھون نے جاتے ہی حملہ کر دیا۔ سارا مال لوٹ لیا۔ اور کامیاب اور غنیمت سے لدے ہوئے مدینے مین آئے۔ یہ غنیمت اتنی زیادہ تھی کہ پانچوان حصہ جو عام مصارف کے لیے حضرت رسالتؐ کے سپرد کیا گیا اُس کی تعداد بیس ہزار درہم تھی[عـه]۔

ابن ابی الحقیق کا قتل

اسی جمادی الآخر کے آخر مین خیبر کے ایک نہایت ہی معزز اور فخریہ یہودی ابورافع سلام بن ابی الحقیق کو اپنی سرکشیون اور فتنہ پردازیون کی سزا ملی۔ اور اس کا سبب یہ ہوا کہ انصار کے دونون قبائل اوس وخزرج جاہلیت سے ایک دوسرے کے رقیب وحریف چلے آتے تھے۔ اب اسلام کے قبول کرنے کے بعد وہ باہمی لڑائیان تو موقوف ہو گئی تھین مگر ایک دوسرے قسم کا مقابلہ

عـه ابن خلدون۔ بقیہ جلد ثانی صفحہ ۲۳ عـه تاریخ الخمیس جلد ۱ صفحہ ۴۶۸

شروع ہو گیا۔ وہ یہ کہ دونون رسول اللہ کی اطاعت و خدمتگذاری مین سرگرمی دکھاتے۔ اور ایک قبیلے کے ہاتھ سے کوئی کام ہوجاتا تو اس پر وہ فخر کرتا اور دوسرے قبیلے والون کو ندامت ہوتی۔ کعب بن اشرف کو اوس والون نے قتل کیا تو بنی خزرج کو ان پر حسد آیا۔ اور آنحضرتؐ کی خدمت مین حاضر ہو کے عرض کیا "جس طرح آپ نے بنی اوس کے ہاتھ سے ایک یہودی دشمن کو قتل کرایا اُسی طرح ہمین بھی اجازت دیجئے کہ ویسے ہی دشمن دین ابن ابی الحقیق کو قتل کرین جس سے آپ کو اور مسلمانون کو آزار پہونچ رہا ہے" اور واقعی ابن ابی الحقیق ہمیشہ اسی کوشش مین رہتا تھا کہ قبائل عرب کو بھڑکا کے آپ کے مقابلے مین کھڑا کرے۔ آپ نے انھین اجازت دی۔ اور تاکید فرمائی کہ خبردار کوئی بچہ یا عورت نہ ماری جاے۔ اجازت پاتے ہی بنی خزرج کے آٹھ آدمی جن پر حسب الحکم آپ کے عبد اللہ بن عقیل افسر مقرر ہوئے تھے مدینے سے نکل کے خیبر پہونچے اور جب وہ سو گیا۔ اور پہرے والون پر بھی نیند غالب ہوئی تو ایک کھڑکی کی راہ سے اس کے محل مین گھسے۔ اُسے پکارا اور آواز سے جب معلوم ہو گیا کہ فلان مقام پر ہے تو چارون طرف سے گھیر کے مار ڈالا۔ پھر باہر آ کے ٹھیرے رہے اور تھوڑی دیر کے بعد جب لوگون کو اس کے مارے جانے کی خبر دی جانے لگی تو اس امر سے مطمئن ہو گئے کہ اُسی کو مارا ہے آپ کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ کھڑکی سے کودتے وقت ایک صاحب کی ٹانگ ٹوٹ گئی تھی۔ آپ نے لعاب دہن لگا دیا۔ اور خدا نے ان کی ٹانگ فوراً اچھی کر دی۔

ام المومنین حفصہ آپ کے عقد مین | شعبان کے مہینے مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب عمر فاروقؓ کی صاحبزادی کو اپنے عقد نکاح مین لیا۔ اُن کے پہلے شوہر

؎ ابن خلدون بقیہ جلد ثانی صفحہ ۲۴۔

خنیس بن حذافہ سہمی کبار صحابہؓ مین تھے۔ غزوۂ بدر مین شریک ہوے تھے۔ اور اس کے چند ہی روز بعد انتقال کیا تھا۔ حضرت عمرؓ نے پہلے ابوبکر صدیقؓ سے درخواست کی کہ حفصہؓ کو اپنے عقد نکاح مین لے لین۔ انھون نے انکار کیا پھر جناب عثمانؓ کے سامنے بھی درخواست پیش کی۔ اُنھون نے بھی قبول نہ کیا۔ برخاستہ خاطر ہو کے آنحضرتؐ کی خدمت مین گئے۔ اور ابوبکر صدیقؓ و عثمانؓ بن عفان کی شکایت کی۔ آپ نے نہایت ہی تسلی و دلدہی کے لہجے مین فرمایا۔ "کوئی مضائقہ نہین۔ خدا نے عثمانؓ کو تمھاری بیٹی سے اچھی بیوی دی۔ اور تمھاری بیٹی کو عثمانؓ سے اچھا شوہر دیا۔" اور اسی ارشاد کے مطابق حضرت حفصہؓ کو خود اپنے عقد نکاح مین لے لیا۔ نکاح کے بعد آپ نے اُنھین طلاق دے دی تھی

طلاق اور آپ کا پھر رجوع فرمانا

مگر جب حضرت عمرؓ نے اپنی اس بدقسمتی پر انتہا سے زیادہ بیتابی کے ساتھ خاک اُڑانا شروع کی تو پھر اپنے عقد مین لیا۔ اور فرمایا "جبرئیلؑ نے آکے مجھے سمجھایا کہ عمرؓ بن خطاب پر شفقت کرنے کی غرض سے حفصہؓ کو جدا نہ کرو وہ بڑی روزہ دار اور نماز گذار ہین۔ اور جنت مین تمھاری بیوی ہون گی۔"

اُم المومنین زینب بنت جحش آپ کے عقد مین

اسی سال زینبؓ بنت جحش کو بھی آپ کی زوجہ محترمہ بننے کی عزت حاصل ہوئی۔ پہلے وہ طفیل بن حارث بن عبدالمطلب کی بیوی تھین۔ طفیل نے طلاق دے دی تو ان کے بھائی عبیدہ بن حارث نے اپنے عقد نکاح مین لیا۔ عبیدہ میدان بدر مین شہید ہوے اور حضرت زینبؓ کو ایسا صدمۂ عظیم ہوا جس کے لیے اس سے بہتر کوئی تسلی وتشفی نہ ہو سکتی تھی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیوی بنین۔

حضرت امام حسن کی ولادت

اسی سال ماہ مبارک رمضان کے وسط مین حضرت

سبط اکبر امام حسنؓ پیدا ہوئے۔

باب ہفتدہم

جنگ اُحد

غزوہ اُحد۔ اُس کا سبب۔ حبشی حضرت حمزہؓ کے قتل کرنے پر آمادہ ہوتا ہے۔ اُحد میں مشرکین کی عورتیں۔ مدینے کا ایک صاحب اثر شخص بھی قریش کے ساتھ ہے مدینے کے سامنے لشکر کفار کا ورود۔ محصور ہو کے لڑنے کی تجویز۔ جوانان انصار کا اس سے اختلاف۔ آپ دشمن کے مقابلے کو نکلتے ہیں۔ منافقین کی کارستانی۔ دشمنوں کی تعداد و قوت۔ لشکر اسلام انصار کے پاس ابوسفیان کا پیام۔ دونوں فوجوں کی ترتیب۔ ابو عامر راہب قبیلۂ اوس کے بہکانے کی کوشش کرتا ہے۔ لڑائی شروع ہوگئی۔ ابو دجانہ کو بارگاہ رسالتؐ سے تلوار ملتی ہے۔ لڑائی میں ہند وغیرہ نساء قریش کیا کر رہی تھیں۔ مشرکین کی شکست۔ گھاٹی سے مسلمان تیر اندازوں کا ہٹنا۔ خالد بن ولید کا حملہ پشت کی طرف سے۔ مسلمانوں کی شکست۔ خود آپ کے مارے جانے کی افواہ۔ اُس وقت آپ کی کیا حالت تھی۔ حضرت علیؓ کی شجاعت۔ جو لوگ آپ کی جان لینے کے درپے تھے۔ ایک مسلمان خاتون کی شجاعت۔ اُبی بن خلف خود آپ کے ہاتھ سے مارا گیا۔ جن جان نثاروں نے آپ کو کفار سے بچایا۔ آپ کے مارے جانے کی خبر سن کے مسلمانوں کی حالت۔ حضرت حمزہؓ کی شجاعت۔ اور شہادت۔ ہند حضرت حمزہؓ کا کلیجا چباتی ہے۔ حضرت حمزہؓ کی لاش کے ساتھ اُس کا برتاؤ۔ وحشی کی باقی سرگذشت۔ ایمان لانا۔ اور مسیلمۂ کذاب کو قتل کرنا۔ زخمیوں کے ساتھ جناب عایشہؓ اور ام سلیم کا

؁ تاریخ الخمیس جلد ا صفحہ ۴۶۹

برتاؤ - آپ کے زندہ موجود ہونے کا مژدہ مسلمانون کو - جناب علیؑ و فاطمہ زہراؓ آپ کے زخمون کا علاج کرتے ہین - ابوسفیان کو ایک جگہ مسلمان پسپا کرتے ہین کفار قریش کی عورتین میدان مین - ابوسفیان اور مسلمانون مین جواب و سوال پارسال لڑائی کا اقرار - صفیہ بنت عبدالمطلب کی مستقل مزاجی اور صادق الایمانی شہیدون کی تجہیز و تکفین -

غزوہ احد | رمضان مین آپ کو نواسے کے پیدا ہونے کی خوشی ہوئی تھی ابھی اچھی طرح مسرور بھی نہ ہونے پائے کہ شوال کے مہینے مین آپ کو ایک بہت بڑا صدمہ عظیم پہونچا جس کی وجہ سے اسلام کو بھی ایک بڑی بھاری مصیبت برداشت کرنی پڑی - اس لیے کہ غزوہ اُحد پیش آیا جو آپ کی زندگی کا سب سے زیادہ نازک واقعہ اور اسلام کے حق مین ایک فتنہ عظیم تھا -

اس کا سبب | واقعہ بدر مین اگرچہ مشرکین مکہ کو بہت بڑا صدمہ پہونچا تھا اور اکابر قریش مارے گئے تھے مگر ابوسفیان لڑائی کے شروع ہونے سے پیشتر ہی اپنے قافلہ تجارت کو بخیریت بچا کے نکال لے گیا تھا - جب وہ اس مال و اسباب کو لیے ہوئے پہونچا تو عبداللہ بن ابی ربیعہ اور عکرمہ بن ابی جہل کے سے لوگ جن کے باپ بیٹے اور اعزا و اقربا مسلمانون کے ہاتھ سے مارے گئے تھے اُس کے پاس آکے جمع ہوئے - اور کہا مناسب ہوگا کہ اس قافلۂ تجارت کا سرمایہ صرف اس کام مین خرچ کیا جائے کہ ہم اپنے مقتولین کے خون کا انتقام لین - ابوسفیان نے اس تجویز کو پسند کیا - اور اُسی وقت سے لڑائی کا سامان فراہم کیا جانے لگا - چار آدمی اطراف و جوانب اور قبائل عرب مین بھیجے گئے کہ دیگر مقامات کے عرب بھی قریش کے جھنڈے کے نیچے لا کے کھڑے کیے جائین -

چنانچہ بنی ثقیف و بنی کنانہ اور اور قبیلے بھی مشرکین کا ساتھ دینے کے لیے مکے مین آکے جمع ہوئے۔ الغرض قریش نے اپنے دوستون اور مختلف قبائل کے لوگون کا ایک بڑا لشکر مرتب کیا۔

وحشی حضرت حمزہ کے قتل کرنے پر آمادہ ہوتا ہے

جبیر بن مطعم کا چچا طعیمہ بن عدی بدر مین مارا گیا تھا اور جبیر کے پاس ایک حبشی غلام تھا جو وحشی کے نام سے مشہور تھا اور ایک خاص قسم کے حربے سے جو حبشیون مین عموماً مروج تھا بے خطا اور کاری وار لگایا کرتا تھا جُبیر نے اُسے بلا کے کہا آیندہ لڑائی مین اگر تو میرے چچا کے عوض محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے چچا حمزہؓ کا کام اپنے اس حربے سے تمام کر دے تو آزاد ہے۔ چنانچہ وحشی بھی آزادی کے شوق مین اس لشکر کے ہمراہ ہو لیا۔

احد مین مشرکین کی عورتین

اس لشکر مین یہ خاص بات تھی کہ سرداران قریش اپنی اپنی بیویون کو بھی میدان مین لائے تھے۔ تاکہ اُن کے خیال سے لوگ بھاگنے کا ارادہ نہ کرین۔ ہند بنت عتبہ ابوسفیان کی بیوی اُم حکیم عکرمہ بن ابی جہل کی بیوی۔ فاطمہ بنت ولید حارث بن مغیرہ کی بیوی۔ برزہ بنت مسعود ثقفیہ صفوان بن اُمیہ کی جورو۔ ریطہ بنت منبہ عمرو بن عاص کی جورو۔ سلافہ بنت سعد طلحہ بن ابوطلحہ کی جورو اور اور عورتین اہل مکہ کے اس لشکر کے ساتھ اس شان سے تھین کہ ہاتھون مین دف تھے جنھین بجا بجا کے مقتولین بدر کے مرثیے پڑھتی تھین۔ اور لوگون کو لڑائی کا جوش دلاتی تھین۔

مدینے کا ایک صاحب اثر شخص بھی قریش کے ساتھ ہے

سب سے زیادہ اندیشہ ناک یہ چیز تھی کہ مدینے کے قبیلہ اوس کا ایک معزز شخص جو ابو عامر راہب کہلاتا تھا پچاس جوانان اوس کو ورغلا کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے

منحرف کرکے مشرکین مکہ سے جا ملا۔ اور قریش سے وعدہ کرتا تھا کہ میری وجہ سے قبیلۂ اوس کے تمام لوگ محمدؐ کا ساتھ چھوڑ دینگے۔ اس وعدے سے مشرکین کی امیدین اور زیادہ وسیع ہوگئی تھین۔

مدینے کے سامنے لشکر کفار کا ورود

بہرحال یہ لشکر اس شان اور اس ٹھاٹ سے مکے سے روانہ ہوکے مدینے کے قریب پہونچا اور بدھ کے دن مدینے کے سامنے جو وادی ہے اس کے کنارے ایک پہاڑ پر اُتر پڑا۔ آپ کو مشرکین کے اس سازوسامان اور ایسے لشکر عظیم کی خبر پہونچی تو متردد ہوئے۔ اور تمام لوگون کو جمع کرکے فرمایا "بہتر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہم مدینے ہی مین ٹھہرے رہین۔ اگر دشمنون نے حملہ کیا تو ہم گلیون کے اندر اور محفوظ مقامات سے مقابلہ کرین گے۔ اور اگر دشمنون کو کھُلے میدان مین ہونے کی وجہ سے ہمیشہ تکلیف رہے گی"۔ عبداللہ بن ابی بن سلول نے جس کا شمار منافقین مین تھا آپکی اس رائے سے اتفاق کیا مگر اکثر جوانان انصار نے یہ رائے بالکل ناپسند کی اور مصر ہوئے کہ شہر سے نکل کے مقابلہ کرنا چاہیئے۔ چونکہ آپ وحی کے علاوہ اور جملہ امور مین ہمیشہ کثرت رائے پر عمل کیا کرتے تھے لہذا اس امر مین بھی آپ نے اختلافت سے کچھ برا نہین مانا۔ اپنی رائے ملتوی رکھی۔ اور مسلمانون کو ساتھ لے کے باہر نکلنے پر آمادہ ہوگئے[۵]۔

آپ دشمن کے مقابلے کو نکلتے ہین

بدھ کے دن مشرکین کا لشکر مدینے کے سامنے اُترا تھا اور جمعے کے دن آپ نے نماز جمعہ کے بعد پہلے ایک انصاری شخص کے جنازے کی نماز پڑھی۔ پھر عصر پڑھ کے ابوبکرؓ و عمرؓ کو ساتھ لیے ہوئے مکان مین گئے۔ اور ہتھیارون سے آراستہ ہوکے اس شان سے باہر تشریف

۵ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۵۶۔

لائے کہ زرہ جسد مبارک پر تھی - چمڑے کی پٹی کمر مین کسی ہوئی تھی - سر پر عمامہ تھا - گلے مین تلوار حمائل تھی - پیٹھ پر ڈھال پڑی ہوئی تھی اور ہاتھ مین نیزہ تھا - اب وہ لوگ جنھون نے آپ کی راے سے اختلاف کیا تھا دل مین نادم ہوئے حاضر ہو کے معذرت خواہ ہوسے اور عرض کیا یا رسول اللہ آپ کو جو امر مناسب معلوم ہو اُسی پر عمل فرمائین " آپ نے فرمایا یہ امر کسی پیغمبر کے شایان نہین کہ ہتھیار لگائے اور بغیر مقابلہ کیے کھول ڈالے "

الغرض ایک ہزار جان نثارون کو ہمراہ لے کے آپ مدینے سے نکلے

منافقین کی کارستانی

ابن اُم مکتوم کو اپنی جگہ چھوڑا - آدھی ہی دور جانے پائے ہون گے کہ عبد اللہ ابن اُبی نے اپنی منافقت کی شان دکھائی - بولا رسول اللہ نے ان لوگون کا کہنا مان لیا اور میرا کہنا نہ مانا یہ کہہ کے واپس روانہ ہوا - اور ایک تہائی فوج نے بھی اسی کا ساتھ دیا - آپ نے اس کی کچھ پروا نہ کی - اور سات سو سچے اطاعت کیشون کے ساتھ آگے بڑھے - اور مقام عدوۃ الوادی مین پہونچ کے جو کوہ اُحد کے دامن مین ہی پڑاؤ ڈال دیا - اور اس موضع سے فروکش ہوئے کہ کوہ اُحد کو اپنی پشت کی طرف کیا - اور مدینہ منورہ آپ کے سامنے تھا -

دشمنون کی تعداد و قوت

فوج دشمن کی تعداد بہت زیادہ تھی - کل تین ہزار جنگ جو تھے جن مین دو سو سوار تھے - اور سات سو آدمی زرہین پہنے ہوئے تھے - اور ان کے ساتھ ساتھ محملون مین پندرہ عورتین تھین - اس کے مقابل آپ

لشکر اسلام

کے ہمراہ صرف سات سو جان باز تھے جن مین سے ایک سو آدمی زرہ بند تھے - اور گھوڑے فقط دو تھے - ایک آپ کی سواری مین تھا اور

۵ تاریخ الخمیس جلد ا صفحہ ۴۷ ۴

ایک ابوہریرہ کے پاس جب دونون فوجین ایک دوسرے کے مقابل مین آکے ٹھہر گئین تو ابوسفیان نے انصار کے پاس پیغام بھیجا ہمین تم سے لڑنے کی کوئی ضرورت نہین ہے۔ لہذا ہمین اور ہمارے ابن عم (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو اس مین کچھ لینے دو اور تم علیحدہ ہو جاؤ۔" انصار نے اس کا سخت جواب دیا۔ اور آخر تک رسول اللہ صلعم کا ساتھ دینے پر آمادہ رہے۔ عہ

انصار کے پاس ابوسفیان کا پیام

جس دن آپ وادی احد مین اترے ہین اس روز لڑائی کی نوبت نہین آئی۔ شام ہوئی تو بلال نے زور وشور سے مغرب کی اذان دی۔ آپ نے جماعت سے نماز پڑھی پھر پچاس آدمی محمد بن مسلمہ کے سپرد کر کے انھین حکم دیا کہ فوج کی حفاظت کرین اور رات بھر عساکر اسلام کے گرد گشت لگاتے رہین۔ مشرکین کے لشکر کی حفاظت عکرمۃ بن ابی جہل کے سپرد تھی جو ایک کافی تعداد فوج کے ساتھ ادھر پہرہ دے رہا تھا۔ عہ

دونون فوجون کی ترتیب

صبح کو نماز سے فراغت ہوتے ہی دونون لشکرون نے ایک دوسرے کے مقابل صفین باندھین۔ مشرکین نے اپنے میمنہ پر خالد بن ولید کو مقرر کیا۔ اور میسرہ پر عکرمۃ بن ابی جہل کو۔ اس کے مقابل آپ نے علم اسلام مصعب بن عمیر کے ہاتھ مین دیا۔ عبداللہ بن جحش اسدی کو میمنہ پر ابو سلمۃ بن عبد الاسد کو میسرہ پر۔ ابو عبیدہ بن الجراح اور سعد ابن ابی وقاص کو مقدمہ پر اور مقداد بن عمرو کو ساقہ یعنی لشکر کے پچھلے حصے پر مامور فرمایا۔ آپ کے لشکر کا رخ مدینے کی طرف تھا۔ کوہ احد پشت پر واقع ہوا تھا۔ اور عینین نام ایک پہاڑ بائین جانب تھا۔ اسی پہاڑ مین ایک چھوٹی سی گھاٹی تھی جس سے اندیشہ تھا کہ دشمن

عہ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۵۶ و ۵۵۔ عہ تاریخ الخمیس جلد ۱ صفحہ ۴۷۵

سہ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۵۷۔

ناگہان نہ نکل آئین اور مسلمانون پر دو جانب سے حملہ نہ ہو جاسے - لہذا آپ نے عبد اللہ بن جبیر کو یہان مامور کیا - پچاس تیرانداز اُن کے ساتھ چھوڑے اور فرمایا کہ "ہم چاہین غالب آئین یا مغلوب ہون تم کسی حال مین اس جگہ سے نہ ہٹنا"

ابو عامر راہب قبیلہ اوس کے بہکانے کی کوشش کرتا ہے

سب کے پہلے ابو عامر راہب جو مدینے کے بنی اوس مین سے تھا - اور مشرکین سے وعدہ کر چکا تھا کہ تمام قبیلہ اوس کو محمدؐ کے خلاف کر دونگا اپنے [illegible] ہم قوم ساتھیون کو لیے ہوئے میدان مین آیا اور پکارا "اے جماعت بنی اوس مین ابو عامر ہون" انصار مین جتنے بنی اوس تھے سب نے اسے سخت جواب دیا - آخر جب اُسے یقین ہو گیا کہ جن دلون پر نور نبوت کی شعاعین پڑ چکی تھیں کسی طرح حق سے انحراف نہین کر سکتے تو لڑنے پر آمادہ ہوا - اور اُسی کے حملے سے لڑائی شروع ہو گئی۔

لڑائی شروع ہو گئی

اب مقابلے کے لیے خالد اور عکرمہ بڑھ کے آئے ادھر سے زبیر اور مقداد نے حملہ کر کے انھیں پسپا کر دیا - اس کے ساتھ ہی خود آنحضرتؐ نے مع باقی فوج کے ابو سفیان پر حملہ کر دیا جو اہل مکہ کی ساری فوج کا سردار تھا - ناگہان مشرکین کا علم بردار طلحۃ بن عثمان بڑھ کے آگے آیا اور پکارا "اے اصحاب محمدؐ تمھارا اعتقاد ہے کہ تمھاری تلوارین ہمین دوزخ مین اور ہماری تلوارین تمھین جنت مین پہونچا دیتی ہین - کون جنت کا مشتاق ہے کہ میری تلوار اُس کی آرزو پوری کر دے؟" حضرت علیؓ ابن ابی طالب عسکر اسلام سے نکلے - اور ایک ہی وار مین اس کی ٹانگ اُڑا دی - طلحہ گرا

---

۵۶ تاریخ الخمیس جلد ۱ صفحہ ۴۷۸

گرتے ہین برہنہ ہو گیا۔ اور خدا کی قسم دلانے لگا۔ علیؓ مرتضیٰ اُسے برہنہ دیکھ کے اور اس کی قسم سن کے بغیر اس کے کہ قتل کرین واپس چلے آئے۔ آنحضرتؐ نے اُسے گرتے دیکھ کے نعرہ اللہ اکبر بلند کیا تھا۔ مگر حضرت علیؓ جو بغیر قتل کیے چلے آئے تو سبب دریافت کیا۔ علی مرتضیٰؓ نے جواب دیا اُسے قسم دلاتے سن کے مجھے شرم معلوم ہوئی اور واپس چلا آیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مین ایک تلوار تھی جس کے ایک پہلو پر یہ شعر لکھا ہوا تھا۔

فِی الْجُبْنِ عَارٌ وَفِی الْاِقْبَالِ مَکْرُمَۃٌ　　وَالْمَرْءُ بِالْجُبْنِ لَا یَنْجُو مِنَ الْقَدَرِ

(نامردی موجب ننگ اور حملہ آوری موجب شرف ہے۔ حالانکہ نامردی مین بھی انسان کو تقدیر سے پناہ نہین مل سکتی)

ابو دجانہ کو بارگاہ رسالت سے تلوار ملتی ہے

اس تلوار کو دکھا کے آپ نے فرمایا "کون شخص اس تلوار کو لے کے اس کا حق ادا کرے گا؟" ابوبکرؓ صدیق عمرؓ فاروق علی مرتضیٰ۔ اور اور مختلف لوگون نے اس تلوار کو مانگا۔ مگر آپ نے کسی کو نہ دی ناگہان ابو دجانہؓ نام ایک جان نثار صحابی نے پوچھا "یا رسول اللہ اس کا حق کیا ہے؟"، فرمایا "جب تک یہ ٹیڑھی نہ ہو جائے برابر دشمنون کو قتل کرتا رہے"۔ ابو دجانہؓ نے عرض کیا "مین اس کا حق ادا کر دون گا"۔ آپ نے فوراً وہ تلوار انھین دے دی۔ ابو دجانہؓ شجاعان عرب مین مشہور تھے۔ اُن کے پاس ایک سُرخ پٹی تھی۔ اور معمول تھا کہ جب جان بازی کی لڑائی لڑنا ہوتی اُسی پٹی کو سر مین باندھ لیا کرتے۔ چنانچہ دربار نبوت سے تلوار پاتے ہی انھون نے وہ پٹی نکال کے سر مین باندھی اور اس جوش و خروش سے حملہ کیا کہ جو سامنے آیا مار ڈالا۔ یہانتک کہ مشرکین کی فوج کے آخری

۵۷ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۵۔

حصے تک پہونچ گئے۔ اور وہان ایک نامی شخص کو قتل کرکے ہندؔ بنت عتبہ کے سر پر وار کیا۔ مگر دل مین خیال آیا کہ عورت کو قتل کرنا حضرت رسالتؐ کی تلوار کی بے وقعتی ہو۔ فوراً تلوار پھیرلی۔ اور لوگون سے لڑنے لگے۔ یہان تک کہ وہ ٹوٹ کے ہاتھ سے گر گئی۔

لڑائی مین ہندو غیرہ نساء قریش کیا کر رہی تھین

عین جس وقت کہ معرکہ گیرودار زور وشور پر تھا ہندؔ وغیرہ قریشیہ عورتین جو مشرکین کے ساتھ آئی تھین فوج کے پیچھے کھڑی تھین اور لوگون کا دل بڑھانے کے لیے دف بجا بجا کے یہ اشعار گارہی تھین۔

نَحْنُ بَنَاتُ طَارِق	نَمْشِی عَلَے النَّمَارِق	مَشْیَ الْقَطَی الْبَوَارِق
وَالْمِسْکُ فِی الْمَفَارِق	وَالدُّرُّ فِی الْمَخَانِق	اِنْ تُقْبِلُوا نُعَانِق
وَنَفْرِشُ النَّمَارِق	اَوْتُدْبِرُوْا نُفَارِق	فِرَاقَ غَیْرِ وَامِق

(ہم خوبصورت لڑکیان ہین۔ نرم گدون پر چلتے ہین۔ جس طرح سفید سفید کبک چلتے ہون۔ مشک ہماری مانگون مین ہو۔ موتیون کے ہار گلے مین پڑے ہوئے ہین۔ اگر لڑائی کی طرف رُخ کروگے تو ہم گلے سے لگائین گے اور تمھارے لیے نرم بچھونے بچھائین گے۔ لیکن اگر منہ پھیرو تو ہم تم سے جدا ہوجائین گے۔ جس طرح کوئی نہ محبت کرنے والا جدا ہوتا ہو)

مشرکین کی شکست

اب لڑائی بڑے جوش وخروش سے ہو رہی تھی۔ عم رسول اللہ حمزہؓ۔ علی مرتضیٰؓ۔ اور ابو دجانہؓ وغیرہ عجب بے جگری سے دشمنون پر حملے کر رہے تھے۔ اور انھین کی شجاعت وہا مردی کی برکت سے یکایک مشرکین کو شکست ہوئی۔ وہ بدحواس ہو ہو کے بھاگنے لگے۔ اُن کے نامی دلیرون نے بھی زمین چھوڑ دی۔ عورتین میدان جنگ کا رنگ بدلتے دیکھ کے گانا بجانا

ھ تاریخ الخمیس جلد ۱۔ صفحہ ۴۲۸

بھول گیئن - اور بھاگ بھاگ کے پہاڑ کی چوٹی پر ہو رہین - سلمان طیش و غضب
مین بھرے ہوے اُن کے لشکر مین گھس پڑے - اور جب دیکھا کہ میدان
دشمنون سے خالی ہے تو لوٹ مار مین مشغول ہو گئے[۵]

گھاٹی سے مسلمان تیراندازونکا ہٹنا

وہ پچاس تیرانداز جنھین حضرت رسالتؐ نے عینین کی گھاٹی پر مقرر کیا تھا سمجھے
کہ اب بھی اگر ہم یہین ٹھہرے رہے تو ہمین کچھ نہ ملے گا - اور جو کچھ مال و اسباب
ہے اور لوگ لوٹ لین گے - اُن کے سردار عبداللہ بن جُبیر نے حضرت رسالتؐ کا
فرمان یاد دلایا اور بہت روکا - مگر انھون نے ایک نہ مانی - صرف نو دس آدمی تو
رہگئے - باقی سب نے اپنے مقررہ مقام چھوڑ کے دشمن کا مال و اسباب لوٹنا

خالد بن ولید کا حملہ پشت کی طرف سے

شروع کر دیا - گھاٹی مین تیراندازون کی قوت کم دیکھ کے خالد بن ولید نے جو
جاہلیت و اسلام دونون زمانون مین اصول جنگ کے بڑے ماہر اور زبردست
مرد میدان ثابت ہوئے ہین کافی فوج ساتھ لے کے حملہ کر دیا - عبداللہ اور
ان کے چند باقی ماندہ رفقا دشمنون کی یورش دیکھ کے لڑنے پر آمادہ ہوئے
اُس زبردست سیلاب کو جو گھاٹی سے نکل کے مسلمانون کو تباہ کرنا چاہتا
تھا روکنا تو اُن کے امکان سے باہر تھا - مگر ہان حق وفاداری یون ادا کر دیا کہ
جہان تھے وہین لڑتے لڑتے ڈھیر ہو گئے - اور جتنے تھے سب شہید ہوئے -
اُن کا کام تمام کر کے خالد نے مسلمانون پر حملہ کیا جو اپنے نزدیک اہل مکہ کو
شکست دے چکے تھے - اور مال و اسباب کے لوٹنے مین مشغول تھے[۶] -

مسلمانون کی شکست

مشرکین کو پشت کی طرف سے آتے دیکھ کے مسلمانون نے
ادھر کا رُخ کیا تھا کہ دوسری طرف سے بھی اہل مکہ نے یورش کی - اُن کا
جھنڈا زمین پر سرنگون پڑا ہوا تھا اور کسی کو اُس کے قریب آنے کی جرأت

[۵] ابن اثیر جلد ۲ - صفحہ ۵۸ - [۶] تاریخ الخمیس جلد ۱ صفحہ ۴۶۲ -

ہوتی یا یکایک ایسی ہوا بدلی کہ عمرۃ بنت علقمہ نام ایک حارثیہ عورت نے اُسے اٹھا کے بلند کیا - اور مسلمانون کو شکست ہو گئی - اب مسلمان سب طرف سے گھبرا گھبرا کے بھاگنے لگے - حضرت حمزہؓ ایک طرف لڑ رہے تھے - ابوبکرؓ و عمرؓ اور دیگر نامور مہاجرین کفار کی یورش کو کسی اور جانب روک رہے تھے الغرض ایک عام پریشانی طاری تھی کہ کسی نے پکار کے کہا "محمدؐ قتل کر ڈالے گئے" ظاہر ہی کہ اُس وحشتناک میدان جنگ مین اور ایسے نازک وقت اس ہولناک آواز نے مسلمانون کی کیا حالت کر دی ہو گی - رہے سہے حواس غائب ہو گئے -

خود آپ کے مارے جانے کی افواہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ زندہ و سلامت تھے - مگر آپ کی حالت اس گھڑی واقعی نہایت نازک ہو رہی تھی - اہل مکہ نے قطعی ارادہ کر لیا تھا کہ جس طرح بنے آج ہی چراغ نبوت کو گل کر دین - میدان خالی دیکھتے ہی انھون نے چارون طرف سے نرغہ کیا - آپ کے قریب صرف چند ہی مسلمان رہ گئے تھے - باقی سب یا تو بھاگ گئے تھے یا دوسری جانب دشمنون سے لڑ رہے تھے - جب پہلا غول بڑھا تو آپ نے علیؓ مرتضیٰ کو جو قریب کھڑے تھے روکنے کا حکم دیا - حضرت علیؓ نے بڑھ کے انھین منتشر کر دیا - پھر ایک دوسرا غول آتا نظر آیا اور اسے بھی حضرت علیؓ نے مار کے ہٹا دیا - مگر کہان تک مشرکین مکہ کا ایک سیلاب تھا کہ کسی کے روکے نہ رک سکتا تھا - عبداللہ بن شہاب زہری - عُتبہ ابن وقاص ابن قمئہ لیثی اُبی بن خلف جُمَحی اور عبداللہ بن حُمید اسدی جو اپنی شجاعت کی وجہ سے "اسد قریش" کہلاتا تھا ان سب کفار نے باہم معاہدہ کیا تھا کہ جس طرح بنے آج رسول اللہ کا کام تمام کر دین گے - ان مین سے ابن شہاب نے

اُسوقت آپ کی کیا حالت تھی

حضرت علی کی شجاعت

جو لوگ آپ کی جان لینے کے درپے تھے

آپ کی پیشانی خون آلود کردی عتبہ نے تابڑتوڑ چار پتھر کھینچ کھینچ کے مارے جن سے آپ کے سامنے کے نیچے والے دو دانتوں مین سے داہنی طرف کا ایک دانت ٹوٹ گیا اور نیچے کا ہونٹ پھٹ گیا۔ ابن قمئہ نے رخسار مبارک کو زخمی کیا۔ اور خود کی دو کڑیان اندر گھُس گئین۔ اس کے بعد اس نے تلوار اُٹھائی تھی لیکن خدا کو چونکہ آپ کو زندہ رکھنا منظور تھا وار نہ کر سکا۔ اور آپ ایک گڑھے مین گر پڑے جسے دشمنون نے اسی غرض کے لیے کھود رکھا تھا کہ مسلمانون کو گرا گرا کے کمزور کرین۔ حضرت علیؓ نے فوراً ہاتھ پکڑ کے اور طلحہ بن عبداللہ نے زور لگا کے آپ کو اس گڑھے سے باہر نکال کے کھڑا کیا۔ اسی حالت مین ابن قمئہ لیثی نے مصعب بن عمیر کو حملہ کر کے شہید کیا علم اسلام اُنھین کے ہاتھ مین تھا۔ ابن قمئہ انھین مار کے سمجھا کہ مین نے خود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کیا۔ اس لیے کہ زرہ پہننے کے بعد آپ کی صورت اُن سے بہت ملنے لگی تھی۔ بس غالباً اسی کے مشہور کرنے سے یکایک میدان جنگ مین یہ خبر اڑ گئی کہ جناب رسالتؐ شہید ہوئے۔

ایک مسلمان خاتون کی شجاعت جس وقت میدان مین خود آنحضرتؐ پر یورش ہوئی ہے اُس وقت ایک نیک اور جان نثار صحابیہ اُم عمارہ جن کا نام نسیبہ تھا لوگون کو پانی پلا رہی تھین۔ پیغمبرؑ کی ذات پر حملہ ہوتے دیکھ کے نہ رہا گیا بے تکلف درمیان مین آ کے لڑنے لگین اور زخمی ہوئین۔ تمام دشمن جو آپ پر یورش کر رہے تھے اُن مین سب سے زیادہ اُبی بن خلف نے آپ پر وار کرنے کی جرأت کی۔ مگر آپ نے ہتھیار اس کے ہاتھ سے

ابی بن خلف خود آپ کے ہاتھ سے مارا گیا چھین کے خود اُسی پر وار کیا۔ اور صرف اکیلا ایک یہی بدنصیب ہے جو خود حضرت

عــہ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۵۸۔ عــہ ابن ہشام صفحہ ۵۸۱ و ۵۸۲ و ۵۸۳

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے مارا گیا۔ آپ کی جان لینے کا عہد کرنے والون مین ایک عبداللہ بن حمید باقی تھا وہ آپ کے قریب پہونچا ہی تھا کہ ابودجانہ نے اس کا کام تمام کر دیا۔ اس موقع پر پانچ راسخ العقیدہ اور جان باز انصاریون نے ہی آپ کی حمایت مین دشمنون کے سیلاب عظیم کو روکتے روکتے جان دی۔ ابودجانہ نے جب دیکھا کہ کفار کا نرغہ کم ہونے ہی کو نہین آتا اور چارون طرف سے تیر برس رہے ہین تو آپ کے اوپر جھک گئے۔ اور ڈھال کی طرح اپنے آپ کو دشمنون کا نشانہ بنا دیا۔ ایمان و محبت کا ایسا جوش تھا کہ پیٹھ پر تیر پڑ رہے تھے۔ جسم مین پیوست ہوتے جاتے تھے اور ہٹنے کا نام نہ لیتے تھے۔ سعد بن ابی وقاص جن کا بھائی دشمنون کے ساتھ حضرت رسالتؐ پر وار کر رہا تھا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھڑے تھے دشمنون پر تیر برسائے جاتے تھے۔ اور آرزومند تھے کہ کسی طرح خود اپنے بھائی کو قتل کر کے رسول اللہ کے صدمات کا انتقام لے لین۔ آنحضرتؐ سعد کی اس کارروائی سے اس قدر خوش تھے کہ خود اپنے دست مبارک سے تیر اٹھا اٹھا کے دیتے جاتے تھے اور فرماتے تھے "میرے مان باپ تجھ پر فدا ہون۔ ہان یونہین تیر چلائے جا۔"

جن جان نثارون نے آپ کو کفار سے بچایا

الغرض ان جان نثارون نے جانین لڑا کے اور اپنی زندگی کو خطرے مین ڈال کے حضرت رسول صلعم کو کافرون کے ہاتھ سے بچا تو لیا مگر اس کا کیا علاج تھا کہ یکایک سارے میدان جنگ مین مشہور ہو چکا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے۔ دشمنون کا جوش دہ چند ہو گیا تھا۔ اور مسلمانون کی یہ حالت تھی کہ

آپ کے مارے جانے کی خبر سُن کے مسلمانون کی حالت

جو جہان کھڑا تھا ایک سکتہ کے عالم مین تھا - اور کچھ نہ سمجھ سکتا تھا کہ کیا کرے
انس بن مالک کے چچا انس بن نضر اسی نا امیدی کی گھڑی مین ابو بکرؓ و عمرؓ اور
طلحہؓ وغیرہ جان بازان اسلام کے پاس پہونچے - جن کی یہ حالت تھی کہ جیسے کوئی
چیز ہاتھ سے گر گئی ہو - پوچھا کیون خاموش کھڑے ہو؟" سب سے یہی جواب ملا
کہ "پیغمبر علیہ السلام شہید ہو گئے" بولے تو پھر اب اُن کے بعد زندہ رہ کے کیا
کروگے؟ اتنا کہا اہل مکہ پر حملہ کیا - اور لڑتے لڑتے شہید ہو گئے - ان کی لاش ملی تو
دیکھا کہ سر سے پاؤن تک ستر زخم تھے - اور اس قدر صورت بگڑ گئی تھی کہ کوئی
پہچان نہ سکتا تھا - صرف ان کی بہن اُنگلیون کو دیکھ کے پہچان سکین کہ بھائی کی
لاش ہے -

اس موقع پر جبکہ دشمنون نے اسلام پر پورا غلبہ حاصل کر لیا تھا حضرت
حضرت حمزہؓ کی شجاعت حمزہؓ بڑی بہادری سے لڑ رہے تھے دشمنون کی فوج مین
گھسے پڑتے تھے اور آتش حرب کے شعلون کی کچھ پروا نہ تھی - اور گویا آگ کے
دریا مین تیر رہے تھے - جو سامنے آتا مار کے گرا دیتے اور اس غلبے کی حالت
مین بھی دشمن ان سے خوف کھانے لگے تھے - کسی کو پاس آنے کی جرأت
اور شہادت نہ ہوتی تھی اتنے مین سباع بن عبد العزی کا سامنا ہو گیا - اور
حمزہؓ نے ایک ہی تلوار مین اس کا بھی کام تمام کر دیا - جبیر بن مطعم کا غلام وحشی
اپنی آزادی کے شوق مین حمزہؓ پر حملہ کرنے کا موقع ڈھونڈھ رہا تھا - سباع کو
جیسے ہی انھون نے مار کے گرایا ویسے ہی اس نے اپنا حبشی حربہ ہاتھ مین لے
کے تولا - ہلایا اور پوری قوت سے اُسے کھینچ مارا - یہ حربہ حمزہؓ کے پیڑو پر پڑا اور
دونون ٹانگون کے درمیان سے نکل گیا - لیکن چنانچہ حمزہؓ کو باوجودیکہ اپنی
موت کا یقین آچکا تھا - روح نے مفارقت شروع کر دی تھی مگر اس کاری وار کا

نشانہ بننے کے بعد بھی وحشی کی طرف جھپٹے کہ قاتل کو زندہ نہ چھوڑیں۔ وحشی بھاگا اور عم رسول اللہ تھوڑی ہی دور چلے تھے کہ گرے اور روح مفارقت کر گئی

ہند حضرت حمزہؓ کا کلیجا چباتی ہے

وحشی نے جب دیکھ لیا کہ بالکل ٹھنڈے ہو گئے ہیں پاس گیا۔ اُن کے جسم سے اپنا حربہ نکالا۔ پھر پیٹ پھاڑ کے کلیجا نکال لیا۔ اور اسے لے کے ہند بنت عتبہ کے پاس گیا۔ ہند نے کلیجے کو منھ میں لے کے چبایا۔ مگر نگل نہ سکی اور تھوک دیا۔ اس کے بعد اپنے کپڑے اور اپنا زیور وحشی کو انعام میں دیا۔ گھر پہونچ کے اس کے علاوہ اور دس دینار دینے کا وعدہ کیا۔ اور اسے ساتھ لے کے جناب حمزہؓ کی لاش پر آئی۔ اس کے

حضرت حمزہؓ کی لاش کے ساتھ اس کا برتاؤ

دل میں اس قدر عناد بھرا ہوا تھا کہ ناک کان اور اعضائے تناسل کاٹ لیے۔ اور انھیں اپنے ساتھ لے کے لے گئی۔ وحشی کو اسی وقت سے آزادی نصیب ہو گئی مگر چند ہی روز میں

وحشی کی باقی سرگذشت

کہیں پناہ نہ ملتی تھی۔ مکہ فتح ہوا تو بھاگ کے طائف میں ہو رہا مگر جب طائف والے بھی حضرت رسولؐ کی اطاعت قبول کرنے پر آمادہ ہوئے تو گھبرایا کہ اب کہاں جائے۔ لوگوں نے سمجھایا کہ دین اسلام قبول کر لے۔

ایمان لانا

حضرت رسولؐ توحید قبول کرنے والے کو قتل نہیں کرتے یہ سُن کے اُسے اپنی زندگی کی امید ہوئی۔ اور وکلائے طائف کے ساتھ مدینے میں حاضر ہو کے ایمان لایا۔ آپ نے پہچاننے کے بعد پوچھا "تُو نے حمزہؓ کو کیونکر قتل کیا تھا؟"۔ اس نے ساری سرگذشت بیان کی۔ اور آپ نے متاثر ہو کے فرمایا "وحشی تو میرے سامنے نہ آیا کر"۔ اور حتی الامکان آپ اس کا سامنا

اور مسیلمہ کذاب کو قتل کرنا

نہ کرتے تھے۔ اس کے بعد جب مسلمان مسیلمہ کذاب کے

۵۶ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۵۹

مقابلے کو روانہ ہوئے۔ تو وحشی بھی اپنا وہی حربہ لیے ہوئے ساتھ گیا۔ مسیلمہ کو
اس سے قتل کیا اور کہا کرتا تھا کہ مین نے جس طرح حضرت رسول کے علاوہ
سب سے بہتر شخص کو مارا تھا اُسی طرح سب سے بڑے شخص کو بھی قتل کیا ہے[۱]

زخمیون کے ساتھ جناب عائشہ اور ام سلیم کا برتاؤ

جبکہ اہل مکہ غالب آچکے تھے۔ مسلمانون کو شکست ہوگئی تھی۔ بہت سے مہاجرین و انصار کاری زخم
کھاتے ہوئے زمین پر لوٹ رہے تھے عین اُس وقت حضرت عائشہ صدیقہ
اور انس بن مالک کی والدہ اُم سلیم نے اپنے دامن اٹھالیے تھے۔ پنڈلیان
کھل گئی تھین اور گھونگرو نظر آرہے تھے مگر انھین اس کا خیال نہ تھا پانی کی
مشکین پیٹھ پر لاد لاد کے لاتی تھین اور پیاسے زخمیون کے موہنون مین ڈالتی
تھین[۲] اس گھڑی ہر طرف سے یہی خبر سُنی جاتی تھی کہ حضرت رسول (صلعم) کی زندگی کا چراغ
گُل ہوگیا ناگہان کعب بن مالک کی نظر آپ پر پڑگئی۔ اور اگرچہ آنحضرت نے

آپ کے زندہ موجود ہونے کا مژدہ مسلمانون کو

اشارے سے منع کیا کہ آپ کے صحیح و سالم موجود ہونے کی خبر ابھی مشہور نہ کرین مگر وہ جوش مسرت سے اس قدر
ازخود رفتہ ہوگئے تھے کہ پکار اُٹھے "اے گروہ اسلام تمھین خوش خبری ہو رسول اللہ
زندہ موجود ہین" یہ مژدہ سنتے ہی مسلمان چارون طرف سے دوڑے
اور آپ اُٹھ کے ایک گھاٹی کی طرف چلے۔ اس موقع پر آپ کے ہمراہ
علی مرتضیٰ۔ ابوبکر صدیق۔ عمر فاروق۔ طلحہ۔ زبیر۔ اور حارث بن صمّہ
وغیرہ تھے۔ اور غزوہ اُحد مین جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم خود
لڑے۔ اور برابر تیر اندازی کرتے رہے۔ یہان تک کہ ترکش خالی ہوگیا
اور کمان ٹوٹ گئی۔

[۱] تاریخ الخمیس جلد ۱ صفحہ ۴۲۱۔ [۲] صحیح بخاری جلد اول صفحہ ۴۰۳

جناب علی و فاطمہ زہرا آپکے زخموں کا علاج کرتے ہیں

جب آپ زخمی ہوئے تھے اور چہرے پر خون جاری تھا آپ اس خون کو دونوں ہاتھوں سے ملتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے افسوس اس قوم کو کیونکر نجات ملے گی جس نے خود اپنے پیغمبر کا چہرہ خون آلود کر دیا ہو؟،، اب ذرا اطمینان ہوا تو آپ کے زخم دھوئے جانے لگے - ایک اوکھلی میں پانی بھرا ہوا تھا جس میں سے اپنی ڈھال میں بھر بھر کے حضرت علیؑ لاتے تھے اور زخم کو دھوتے تھے - مگر خون کسی طرح نہ رکتا تھا - اتنے میں جناب سیدہؑ آگئیں زخمی باپ سے لپٹ کے روئیں - پھر چٹائی جلا کے زخم میں بھر دی جس سے خون کا بہنا موقوف ہوا -

ابوسفیان کو ایک جگہ مسلمان پسپا کرتے ہیں

اب ابوسفیان اور چند اور مشرکین پوری فتح حاصل کر کے ایک اونچی چٹان پر چڑھے - آپ نے فرمایا "ان لوگوں کی تو یہ شان نہ ہونی چاہیئے کہ ہم سے بلندی پر رہیں،، اشارہ پاتے ہی حضرت عمرؓ اور چند اور جان نثاروں نے حملہ کر دیا - انھیں اس چٹان پر سے مار کے ہٹایا - اور خود اُس بلندی پر قابض ہو گئے - آنحضرتؐ نے بھی اس بلندی پر چڑھنے کا ارادہ کیا - مگر دوہری زرہیں پہنے ہوئے تھے چڑھنے میں دشواری ہوئی تو طلحہؓ نیچے بیٹھ گئے - اور اُن کی پیٹھ پر پاؤں رکھ کے آپ اوپر چڑھ گئے -

کفار قریش کی عورتیں میدان میں

اس وقت ہند اور اُس کی ساتھ والیوں کی یہ حالت تھی کہ میدان میں ماری ماری پھرتی تھیں - شہدائے اُحد کی ناکوں اور کانوں کو کاٹ کاٹ کے ہار بناتی تھیں - اور اس طرح سے اپنے دل کا بغض نکال رہی تھیں - ناگہاں ابوسفیان پھر سامنے آیا اور تین دفعہ پکارا "کیا تم لوگوں میں محمدؐ ہیں؟،، آپ نے جواب دینے سے مسلمانوں کو منع فرمایا - تب وہ تین بار پکارا "کیا تم لوگوں میں ابوبکرؓ ہیں؟،، اس کا بھی جواب نہ ملا - تو

ابوسفیان اور مسلمانون مین جواب وسوال

تین دفعہ پوچھا "کیا تم لوگون مین عمرؓ بن الخطاب ہین؟" ان تینون سوالون کا کچھ جواب نہ ملا تو اپنے ساتھیون کی طرف دیکھ کے بولا "یہ سب لوگ مارے گئے" اب حضرت عمرؓ بین تاب نہ تھی جھنجھلا کے بولے "دشمن خدا تو جھوٹا ہی خدا نے اُن لوگون کو بچا لیا جو تجھے ذلیل کرین گے" ابوسفیان نے خوشی کے جوش مین یہ نعرہ کفر بلند کیا "اعل ہبل! اعل ہبل!" (اے ہُبل تو بلند ہو! اے ہبل تو بلند ہو!) حسب ارشاد رسالت مسلمانون نے جواب دیا "اللہ اعلیٰ واجل!" (یعنی اللہ سب سے برتر اور سب سے زیادہ صاحب جلال ہی) ابوسفیان نے کہا "لنا العزی ولا عزی لکم" (عزی ہمارا حامی ہی اور تمھارا حامی نہین) اس کا جواب آپ کی ہدایت سے مسلمانون نے یہ دیا کہ "اللہ مولٰنا ولا مولی لکم" (یعنی اللہ ہمارا دوست ہی اور تمھارا دوست نہین) اس کفر وایمان کی چھیڑ چھاڑ کے بعد ابوسفیان نے حضرت عمرؓ سے قسم دلا کے پوچھا "ہم نے محمدؐ کو قتل کیا یا نہین؟" جناب فاروقؓ نے فرمایا "تو قسم دلاتا ہی تو مین کہتا ہون کہ نہین آپ زندہ ہین۔ اور تیری سب باتین سن رہے ہین" آپ کے زندہ موجود ہونے کا حال سُن کے ابوسفیان بولا "آج کے دن بدر کا انتقام لے لیا۔ اور لڑائی کا تو یہ معمول ہی ہی کہ کبھی ہم غالب ہین اور کبھی تم۔ تم اپنے بعض مقتولون کی لاشون کو اس حال مین پاؤ گے کہ اُن کے ناک کان کاٹ لیے گئے ہین۔ لیکن یہ بات میری رضامندی سے نہین ہوئی۔ نہ مین نے اس کی اجازت دی اور نہ اس سے روکا"

پارسال لڑائی کا اقرار

اب لڑائی ختم ہو چکی۔ ابوسفیان نے پکار کے کہا "پارسال پھر ہم سے تم سے مقابلہ ہوگا" اور اپنے ہمراہیون کو لے کے واپس چلا گیا۔ آنحضرتؐ کو اندیشہ ہوا کہ یہان سے جا کے یہ لوگ مدینے پر نہ حملہ کرین جناب

علی مرتضیٰ کو اُن کے پیچھے دوڑایا کہ دیکھو یہ لوگ کدھر جاتے ہین۔ حضرت علیؓ تھوڑی دیر کے بعد واپس آئے اور بتایا کہ مدینے کو خدا نے ان کے ہاتھ سے بچا دیا۔ سیدھے مکے کو واپس گئے ہین۔

مشرکین مکہ جا لیے تو شہداے اسلام کی لاشون کے ڈھونڈنے اور تجہیز وتکفین کا سامان ہونے لگا۔ لاشین بڑی جستجو سے اور بہت ہی بگاڑی ہوئی ملتی تھین۔ آپ کی پھوپھی جناب صفیہ نے جو حضرت حمزہؓ کی سگی بہن تھین بھائی کا آخری دیدار دیکھنے کے لیے آنا چاہا۔ آپ نے زبیر بن عوام سے جو اُن کے صاحبزادے تھے فرمایا "اپنی والدہ کو کسی طرح ٹال دو۔ اس لیے کہ حمزہؓ کی لاش کے ساتھ جو ذلیل بے رحمیان کی گئی ہین انھین دیکھ کے اُن کو صدمہ ہوگا" جناب صفیہ نے رسول اللہ کا یہ ارشاد سنا تو نہایت ہی جوش ایمانی کے ساتھ بولین "مجھے معلوم ہے کہ بھائی کی لاش مُثلہ کی گئی ہے۔ خدا کی راہ مین یہ کوئی بڑی بات نہین۔ اس سے بڑھ کے ہماری رضامندی کس بات مین ہو سکتی ہے؟ مین صبر کرون گی۔ اور خدا سے امیدوار ثواب ہون گی" یہ سن کے آپ نے انھین آنے کی اجازت دے دی۔ اور حضرت صفیہ نے میدان مین آ کے حمزہؓ کے جنازے کی نماز پڑھی۔ اور لاش پر کھڑی ہو کے روئین۔[۵]

صفیہ بنت عبدالمطلب کی مستقل مزاجی اور صادق الایمانی

اس معرکے مین ستر مسلمانون نے جام شہادت پیا تھا جس کے مقابل اہل مکہ کے کل بائیس آدمی مارے گئے تھے مسلمانون کی لاشین جب فراہم ہو گئین تو آپ نے پہلے حضرت حمزہؓ کی لاش کو ایک چادر مین لپیٹ کے رکھا۔ اُس پر سات تکبیرون سے نماز جنازہ ادا کی۔ پھر اور لاشین لا لا کے

شہیدون کی تجہیز و تکفین

[۵] ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۶۰ و ۶۱

حضرت حمزہؓ کی لاش کے برابر رکھی جاتی تھین اور اُن کی نماز پڑھی جاتی تھی۔ اس طرح حمزہؓ کے جنازے پر ایک مرتبہ تنہا اور ایک ایک مرتبہ ہر شہید کی لاش کے ساتھ نماز جنازہ ادا ہوئی۔ آپ نے سب کی طرف دیکھ کے فرمایا "مین ان لوگون کی شہادت کا گواہ ہون۔ اور جانتا ہون کہ جو کوئی خدا کی راہ مین زخمی ہو گا خداوند جل وعلا قیامت کے دن اُسے اِس شان سے اٹھا کے کھڑا کرے گا کہ اُس کے زخم سے خون جاری ہو گا جس کی رنگت تو خون کی ہوگی مگر خوشبو مشک کی آتی ہوگی" اسکے بعد دو دو اور تین تین لاشین ایک ایک قبر مین دفن کی گئیںؔ۔ مصعبؓ بن عمیرؓ جو علم اسلام ہاتھ مین لیے شہید ہوئے تھے اور جن کی صورت پر قاتل کو رسول اللہ کا دھوکا ہوا تھا اُن کے کفن کے لیے جو چادر ملی اتنی چھوٹی تھی کہ سر کی طرف کھینچتے تو پاؤن کھل جاتے اور پاؤن کی طرف کھینچتے تو سر کھل جاتا۔ آخر سر اُڑھا دیا گیا۔ اور پاؤن پر بہت سی اذخر جو وہان کی ایک گھاس ہے ڈال دی گئی۔ اور دفن کر دیے گئے

باب ہیجدہم

زمانہ مابین غزوہ احد و غزوہ احزاب

دشمنون کا تعاقب۔ ایک مومنہ عورت۔ جو مسلمان احد مین بھاگ گئے تھے۔ مدینے مین عام ماتم۔ انصار کی ایک پُر لطف غلط فہمی۔ بین کی ممانعت۔ حرمت خمر۔ سنہ ۴ھ سریہ ابوسلمہ۔ سفیان بن خالد کا قتل۔ غزوہ رجیع۔ مشرکین کی دغابازی۔ خبیب کی شریف النفسی اور شہادت۔ ابن وشنہ کی شہادت۔ عاصم کی لاش کو خدا نے دشمنون سے محفوظ رکھا۔ سریۂ عمرو بن اُمیہ ضمری۔ سریۂ بیر معونہ۔ تمام سریہ والون کی شہادت عمرو بن امیہ کی سرگذشت۔ وہ دو ذمی کافرون کو قتل کرتے ہین۔ اور آپ اُنکا فدیہ

عہ ابن ہشام صفحہ ۵۸۶ عہ صحیح بخاری جلد اول صفحہ ۱۷۰

افنا کرتے ہین - یہود بنی نضیر کی دغابازی - غزوہ بنی نضیر اور اُن کا محاصرہ - وہ ہتھیار رکھتے - اور جلاوطن کیے جاتے ہین - غزوہ بنی نضیر کی غنیمت - غزوہ ذات الرقاع نماز خوف - آپ خدا کے سوا کسی سے نہین ڈرتے تھے آپ کے نواسے عبداللہ بن عثمانؓ کا انتقال - غزوہ بدر صغری - مسلمانون کے ڈرانے کی کوشش - ابوبکرؓ وعمرؓ کی مستقل مزاجی - ابو سفیان اہل مکہ کو بہلا کے میدان مین لاتا ہی - اور بے مقابلہ کی جرأت کیے واپس جاتا ہی - حضرت ام سلمہؓ اور زینبؓ بنت جحش آپ کے عقد مین زید بن حارث اور زینبؓ بنت جحش کا واقعہ - زینبؓ کا عقد صرف آسمان پر ہوا یا زمین پر بھی سنہ ۵ھ غزوہ دومۃ الجندل - قحط مین آپ مشرکین مکہ کی مدد کرتے ہین -

دشمنون کا تعاقب | ہفتے کے دن یہ واقعہ پیش آیا تھا - اُس کی صبح یعنی اتوار کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مشرکین کے تعاقب مین روانہ ہوے درحقیقت یہ تعاقب بظاہر بے موقع نظر آتا تھا - مگر آپ کو اس کی ضرورت معلوم ہوئی - تاکہ اہل مکہ یہ نہ سمجھ لین کہ مسلمانون کا حوصلہ پست ہو گیا - اُن پر ظاہر کر دیا جائے کہ اس تھوڑی دیر کی شکست اور اس نقصان نے ہماری ہمت و اولوالعزمی مین کوئی فرق نہین ڈالا ہی - چنانچہ آپ مقام حمراء الاسد تک مع تمام ہمراہیون کے تشریف لے گئے جو مدینے سے آٹھ میل کے فاصلے پہ ہی - وہان تین دن یعنی دوشنبہ منگل اور بدھ کو قیام فرما کے ہفتے کے دن مدینۂ طیبہ مین واپس آئے

ایک مومنہ عورت | اسلام نے تمام زن و مرد کے دل مین آپ پر جان فدا کرنے کا جو جوش و خروش پیدا کر دیا تھا اس کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہی کہ یوم اُحد کے بعد آپ عساکر اسلام کے ساتھ چلے جاتے تھے کہ بنی دینار کی ایک عورت ملی جس کے گھر کی تین لاشین خاک اُحد مین دبائی گئی تھین - اُس کے باپ بھائی اور شوہر مارے گئے تھے - اور ایسے تین عزیزون نے جام شہادت پیا تھا -

اس کی صورت دیکھتے ہی لوگون نے بتایا کہ تیرے یہ یہ عزیز میدان مین مارے گئے۔ اُس نے ایک بیتابی کے ساتھ پوچھا "اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا کیا حال ہوا۔؟" جواب دیا گیا "آپ الحمدللہ کہ زندہ وسلامت موجود ہین۔" اُس نے کہا "مجھے دکھا دو" لوگون نے آپ کی طرف اشارہ کیا۔ بس آپ کا جمال جہان آرا دیکھنا تھا کہ خوش ہو کے بولی "اگر آپ خیریت سے ہین تو سب مصیبتین معمولی ہین۔"

جو مسلمان احد مین بھاگ گئے تھے

میدان اُحد مین بہت سے لوگون نے پیٹھ پھیر دی تھی۔ اور ہمین یہ خیال کر کے سخت تکلیف ہوتی ہو کہ اُن کی فہرست مین حضرت عثمانؓ بن عفان کا نام بھی موجود ہو۔ یہ سب لوگ بھاگ کے اعوص نام ایک مقام مین پہونچے۔ تین دن تک وہین رہے۔ اور جب معلوم ہوا کہ آپ کی شہادت کی خبر غلط مشہور ہوئی تھی تو ندامت کے ساتھ واپس آئے۔ اور عذر خواہ ہوئے۔ ان لوگون کی خطا بہت بڑی تھی۔ مگر خداوند جل وعلا نے اپنے پاک کلام کو نازل فرما کے معاف کر دی۔ اور جب خدا نے ان کی لغزش کو معاف کر دیا تو ہمین بھی ان کی طرف سے اپنا دل صاف رکھنا چاہیئے۔

مدینے مین عام ماتم

ہم بیان کر چکے ہین کہ ہفتے کے دن ۷ شوال کو واقعہ احد پیش آیا تھا۔ اس کے بعد والے ہفتے کو یعنی ۱۴ شوال کو آپ حمراء الاسد سے پلٹ کے مدینۂ طیبہ مین داخل ہوئے۔ یہان جس وقت آپ پہونچے ہین انصار کے تمام گھرون مین ماتم بپا تھا۔ اس لیے کہ کوئی گھر نہ تھا جس کے کسی شخص نے میدان اُحد مین جان نہ دی ہو۔ آپ بنی عبدالاشہل اور ظفر کے دروازون پر سے گذر رہے تھے کہ عورتون کے رونے کی آواز آئی۔ آپ کی بھی

عہ ابن ہشام صفحہ ۵۸۸ و ۵۸۹ عہ ابن اثیر جلد ۲۔ صفحہ ۶۰

آنکھیں بھر آئیں اور فرمایا "خیر یہاں تو رونے والے ہیں لیکن حمزہؓ بیچارے پر کوئی رونے والا بھی نہیں" آپ تو یہ فرما کے چلے گئے مگر انصار نے جو ہر موقع پر

انصار کی ایک پرلطف غلط فہمی

آپ پر جان نثار کرنے کو تیار رہتے اور آپ کی ادنی دل شکنی کے بھی متحمل نہ ہو سکتے تھے بنی عبد الاشہل و ظفر کی عورتوں کو بھیج دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا پر بھی جا کے رو آئیں۔ وہ مسجد نبوی کے دروازے پر آ کے جمع ہوئیں اور رو رہی تھیں کہ آنحضرتؐ آواز سن کے باہر نکل آئے۔ اُن سے بہ شفقت پیش آئے اور فرمایا "بس اب واپس جاؤ خدا تم پر رحمت کرے"۔ اسی وقت اور اسی موقع پر آپ نے عورتوں کو بین کرنے کی

بین کی ممانعت

ممانعت فرمائی جس کا جاہلیت میں بہت رواج تھا۔ اصل یہ ہے کہ حمزہؓ کی شہادت سے آپ کو جو صدمہ ہوا تھا اسی کے جوش میں آپ نے فرما دیا کہ اُن پر کوئی رونے والا نہیں۔ مگر اس سے آپ کا یہ مقصود نہ تھا کہ عورتیں آئیں اور حمزہؓ کا نام لے لے کے روئیں۔ انصار غلطی سے ایسا ہی سمجھ گئے۔ لیکن جب وہ عورتیں آئیں تو آپ نے اُن کا شکریہ ادا کیا۔ اور آیندہ کے لیے اس لغو اور بیہودہ رسم کی ممانعت فرما دی۔

حرمت خمر

اسی سال معرکہ اُحد کے چند روز بعد شوال ہی کے مہینے میں اللہ جل شانہ نے حرمت شراب کا حکم نافذ کیا۔ جس نے دنیا کی آدھی برائیوں اور بداخلاقیوں سے انسان کو نجات دلا دی۔

سنہ ۴ھ

اب محرم کا مہینہ آیا۔ اور سنہ ۴ھ شروع ہوا۔ اسی مہینے میں آپ کو

سریۂ ابوسلمہ

خبر پہونچی کہ خویلد اسدی کے دونوں بیٹے طلیحہ اور سلمہ اپنی قوم اور اپنے دوستوں کو آپ کے خلاف اور آپ سے مقابلہ کرنے پر آمادہ کر رہے ہیں

ھ ابن ہشام صفحہ ۵۸۰۔

آپ نے یہ سنتے ہی ابوسلمہ کو بلا کے ایک جھنڈا اُن کے ہاتھ مین دیا۔ اور ڈیڑھ سو جانباز ہمراہ کیے جن مین بعض اکابر صحابہ بھی تھے۔

ابوسلمہ اپنی فوج کو لے کے بنی اسد کی سرزمین کی طرف روانہ ہوئے اور مقام قطن مین پہونچ کے اُن لوگون پر تاخت شروع کر دی۔ بنی اسد کو مقابلے کی جرأت ہی نہ ہوئی۔ بھاگ گئے۔ اور ابوسلمہ اُن کے مویشیون اور اونٹون کو اپنے قبضے مین کر کے مدینے مین واپس آئے۔

سفیان بن خالد کا قتل | اسی محرم کی ۵ تاریخ ایک یہ امر بھی پیش آیا کہ آنحضرت کے حکم سے عبد اللہ بن انیس انصاری نے تن تنہا جا کے سفیان بن خالد ہذلی کو قتل کر ڈالا۔ جو اسلام کے مٹانے اور آپ کے اغراض نبوت مین خلل انداز ہونے کے لیے فوجین جمع کر رہا تھا۔

اس کے بعد اس سال کوئی اہم واقعہ نہین پیش آیا۔ ذی قعدہ ذی الحجہ اور پھر چوتھے سال ہجری کا محرم آپ نے مدینے ہی مین بسر کیا۔ غزوۂ اُحد کے چار

غزوۂ رجیع | مہینے بعد صفر مین ایک نہایت ہی دل خراش اور جان گداز واقعہ ظاہر ہوا۔ جو تاریخ اسلام مین غزوۂ رجیع کے نام سے مشہور ہے۔ اس کی بنا یہ تھی کہ مقام عضل اور قارہ سے چند لوگ آپ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ہم لوگون مین بعض لوگ مسلمان ہین۔ چند دیندار آدمی ہمارے ہمراہ بھیجیے کہ ہم مین رہ کے دین کی باتین سکھائین اور قرآن کی تعلیم دین۔ آپ نے اُن کی خواہش کے مطابق چھ صحابی اُن کے ساتھ کر دیے۔ جن پر عاصم بن ثابت کو سردار مقرر کیا

مشرکین کی دغابازی | یہ لوگ اُن صحابیون کو ساتھ لے کے گئے۔ مگر مقام ہداہ مین پہونچ کے دغابازی کی۔ اور بنی لحیان کے سو آدمی بھی اُن کی کمک کو آ گئے۔

لہ السیرۃ النبویہ للسید احمد دحلان برحاشیہ سیرۃ الحلبیہ جلد ۲ صفحہ ۶۷ و ۶۸

اُن بے دست و پا چھ مسلمانون نے یہ حالت دیکھی تو ایک پہاڑی پر جا کے پناہ لی۔ مکار دشمنون نے چارون طرف سے گھیر لیا اور کہا "تم ہتھیار رکھ دو۔ ہم وعدہ کرتے ہین کہ تمھاری جان نہ لین گے۔" عاصمؓ نے کہا "مجھے تم لوگون کے عہد و پیمان کا اعتبار نہین"۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اُن چھ مین سے تین یعنی عاصمؓ مرثدؓ بن ابی مرثد اور خالدؓ بن بکیر نے آخر تک مقابلہ کیا۔ اور لڑتے لڑتے شہید ہوگئے باقی تین بزرگون نے اُن کا اعتبار کر کے ہتھیار رکھ دیے۔ جن مین سے ایک تو ابن دثنہ تھے ایک خبیبؓ بن عدی تھے اور ایک اور بزرگ تھے۔ ان لوگون نے جیسے ہی ہتھیار رکھے مشرکین نے ان کی مشکین باندھ لین۔ ان تیسرے نامعلوم صحابی نے یہ حال دیکھ کے کہا "تمھاری بدعہدی ابھی سے کھل گئی کہ ہماری مشکین باندھتے ہو۔ لہذا اچھا ہے جو ہو مین تمھارے ساتھ نہ جاؤنگا"

خبیب کی شریف النفسی اور شہادت

یہ سُن کے اُن ظالمون نے اس غریب کو وہین مار ڈالا۔ اور باقی ماندہ دونون صحابیون کو لے کے مکے مین گئے اور بیچ ڈالا حارث بن عامر کے بیٹون نے خبیبؓ کو مول لیا۔ اور صفوان بن امیہ نے ابن دثنہ کو۔ خبیب ہی کے ہاتھ سے حارث مذکور میدان احد مین مارا گیا تھا۔ اور اسی سبب سے اُس کے بیٹون نے باپ کے خون کا بدلہ لینے کے لیے خبیبؓ کو مول لیا تھا اُن کے گھر مین ایک دن خبیبؓ بیٹھے ہوئے تھے۔ کسی عورت سے ایک استرا مانگ لیا تھا۔ اور اسے تیز کر رہے تھے کہ اتفاقاً اُس عورت کا ایک بچہ خبیبؓ کی گود مین آ کے بیٹھ گیا۔ عورت نے یہ حالت دیکھ کے غل مچایا اور ڈری کہ کہین بچہ کا کام نہ تمام کر دین۔ خبیبؓ نے کہا "تم یہ سمجھتی ہو کہ مین اس بچہ کو مار ڈالونگا؟ ایسا نہین ہو سکتا۔ غدر و بے وفائی ہماری شان سے بعید ہے" عورت یہ جواب سن کے حیرت زدہ ہو گئی اور بولی مین نے خبیبؓ سے اچھا

کوئی اسیر نہین دیکھا"۔ لیکن اس شریفانہ فعل سے دشمنون کے دل نرم نہ ہوئے۔ بیچارے کو قتل کرنے کو لے چلے تو انھون نے اجازت لے کے دو رکعت نماز پڑھی۔ جس کے بعد اہل مکہ نے اُن غریب کو مصلوب کرکے مار ڈالا۔

ابن دثنہ کی شہادت

ابن دثنہ کو صفوان کا غلام نسطاس قتل کرنے کے لیے مقام تنعیم لے گیا۔ اور جب قتل کرنے کا وقت آیا تو پوچھا یہ تم کو پسند ہی کہ محمدؐ تمھاری جگہ ہمارے ہاتھ سے قتل ہوتے اور تم باطمینان اپنے اہل وعیال مین جاکے رہتے اُنھون نے کہا ہرگز نہین۔ اور انہین کا یہ قول سُن کے ابو سفیان نے کہا "مین نے کہین ایسی محبت دیکھی ہی نہین جیسی کہ اصحاب محمدؐ کو محمدؐ کے ساتھ ہی" غرض اس طرح ابن دثنہ کی زندگی بھی ختم ہوئی۔ وہ تینون صحابی ان لوگون سے مقابلہ

عاصم کی لاش کو خدا نے دشمنون سے محفوظ رکھا

کرکے شہید ہوئے ان مین سے عاصمؓ کی نسبت جنھین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سردار مقرر کیا تھا ان کینہ ور دشمنون نے ارادہ کیا کہ اُن کا سر کاٹ کے سلافہ بنت سعد کے ہاتھ بیچ ڈالین۔ اس لیے کہ اُس قسی القلب عورت نے منت مانی تھی کہ اِن کے کاسۂ سر مین شراب پیون گی جس کا سبب یہ تھا کہ اس کے دو بیٹون کو میدان اُحد مین عاصمؓ کی تلوار نے جام فنا پلایا تھا۔ مگر سر نہین کاٹنے پائے تھے کہ کسی طرف سے مکھی اُڑی اور انھون نے مجبوراً سر کاٹنے کو دوسرے دن پر ملتوی رکھا۔ صبح سے پیشتر ایک سیلاب عظیم آیا اور خدا جانے عاصمؓ کی لاش کو کدھر بہالے گیا۔ اور عاصمؓ کی یہ آرزو پوری ہوگئی کہ اُن کے جسم مین کسی مشرک کا ہاتھ نہ لگے۔

عاصمؓ اور ان کے ہمراہیون کے شہید کرنے مین اہل مکہ اور مشرکین نے ایسی قساوت وسنگدلی اور اس درجے کی ذلیل مکاری وبدعہدی ظاہر کی تھی کہ آپ کو نہایت ہی صدمہ ہوا۔ آپ نے ارادہ کیا کہ جیسا فریب انھون نے کیا ہی

ویسا ہی اُن کے ساتھ بھی کیا جائے۔ چنانچہ آپ نے عمرو بن امیہ ضمری کو ع
ایک انصاری شخص کے مکے روانہ کیا کہ جاکے ابوسفیان کو مار ڈالیں۔ یہ
عمرو بن اُمیہ وہی بزرگ ہین جن کے نام سے امیر حمزہ کی داستان مین عمرو
عیار کا لقب حاصل کیا ہے۔ اور جن کی جانب خدا جانے کیسے
کیسے کیادی و مکاری کے مزخرف واقعات منسوب کیے گئے ہین۔ اور کیا
عجب کہ اُن تمام کہانیون کا منشاء انتزاع یہی واقعہ ہو۔ اس لیے کہ اُن کو اس
مہم مین اگرچہ کامیابی نہین حاصل ہوئی لیکن اول سے آخر تک جو جو واقعات
پیش آئے ان مین ان کی مذاق آمیز چالاکی کو اس قدر دخل تھا کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی سرگذشت سن کے ہنسی آگئی۔

سریۂ عمرو بن امیہ ضمری

سریۂ بیر معونہ

اسی صفر کے مہینے مین بیر معونہ کا معاملہ پیش آیا جو واقعہ رجیع
سے بھی زیادہ دردناک تھا اور اس کی بنا یہ ہوئی کہ ابوبراء عامر بن مالک جو
شہسواران عرب مین تھا اور ملاعب الاسنہ کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا
مدینے مین حضرت رسالتؐ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ آپ نے اسے دین
اسلام کی طرف مدعو کیا۔ اس نے آپ کے دین کو قبول تو نہین کیا مگر
چندان مخالفت بھی نہین کی۔ اور بولا "آپ اپنے چند لوگون کو اہل نجد کے
پاس بھیجیے۔ مجھے امید ہے کہ وہ لوگ آپ کی دعوت کو قبول کرین گے۔" آپ نے
فرمایا "اور جو نجد والے میرے لوگون کو قتل کر ڈالین؟" ابوبراء نے عرض کیا
اُس کی مین ذمہ داری کرتا ہون۔" عرب مین شرفاے قوم کی ذمہ داریون
کا ہمیشہ لحاظ کیا جاتا تھا لہذا آپ کو اطمینان ہوگیا اور منذر بن عمرو کو چالیس
مسلمانون کے ساتھ ارض نجد کی طرف روانہ فرمادیا۔ اس جماعت مین بعضے

ع ابن اثیر جلد ۲۔ صفحہ ۶۳ و ۶۴

نہایت ہی لائق اور سچے جان نثاران دربار رسالت تھے۔ یہ لوگ مدینے سے روانہ ہوئے بنی عامر و بنی سلیم کے مسکنون کے قریب جاکے مقام بیر معونہ مین ٹھہرے۔ اور حرام بن ملحان کو آنحضرتؐ کا خط دے کے بنی عامر کے سردار عامر بن طفیل کے پاس بھیجا۔ اس نے بے اس کے کہ خط کو پڑھے بھی بیچارے حرام بن ملحان کو مار ڈالا۔ اور بنی عامر کو آمادہ کیا کہ باقی ماندہ اصحاب رسولؐ کو بھی بیر معونہ مین گھیر کے قتل کر ڈالین۔ بنی عامر نے جواب دیا کہ ہم ابو براء کی کفالت کو نہین توڑ سکتے۔ تب عامر بن طفیل نے قبائل بنی سلیم رعل اور ذکوان کو ابھارا۔ اور جب وہ ساتھ دینے پر راضی ہوئے تو انھین ساتھ لے کے اصحاب رسول اللہ کو گھیر لیا۔ اور سب بیچارون کو قتل کر ڈالا۔ اپنے مظلومون کا انتقام لینا دشوار تھا۔ اور ابو براء کو بڑی ندامت تھی کہ قبائل عرب نے ان کی کفالت وضمانت کی کچھ پروانہ کی۔ حسانؓ بن ثابت نے شہداء بیر معونہ کا ایک مرثیہ کہا جس مین ابو براء کی اولاد کو عامر بن طفیل کے اس فعل پر غیرت دلائی تھی۔ اور اس نظم کا یہ فوری نتیجہ ظاہر ہوا کہ ابو براء کے بیٹے ربیعہ نے باوجود مسلمان نہ ہونے کے عامر بن طفیل کو اپنے نیزہ کا نشانہ بنا کے دنیا سے ناپید کر دیا۔

(حاشیہ: تمام سریہ والون کی شہادت)

(حاشیہ: عمرو بن امیہ کی سرگذشت)

جس وقت شہداء بیر معونہ کی لاشین بے کفن اور غیر مدفون پڑی ہوئی تھین عمرو بن امیہ ضمری اور ایک انصاری شخص قریب کی چراگاہ مین تھے۔ طیور کو اڑتے دیکھ کے انھین اندیشہ ہوا۔ گھبرائے ہوئے آئے دیکھا تو کل مسلمان جام شہادت پی چکے تھے۔ انصاری بزرگ نے تو جوش مین آکے دشمنون پر حملہ کیا اور شہید ہو گئے۔ مگر عمرو جو اس تجویز مین تھے کہ بھاگ سکے

ے ابن خلدون۔ بقیہ جلد دوم۔ صفحہ ۲۷ و ۲۸ عے ابن ہشام صفحہ ۶۵۱

حضرت رسالت کو اس واقعے کی خبر دین دشمنون کے ہاتھ مین گرفتار ہو گئے۔ عامر بن طفیل کو جب معلوم ہوا کہ یہ مہاجرین مین سے اور سعد بن عدنان کی نسل سے ہین تو اُن کی پیشانی کے بال کاٹ لیے۔ اور اپنا غلام بنا کے آزاد کر دیا۔

دو ذمی کافرون کو قتل کرتے ہین

آزادی پا کے عمرو مقام قرقرہ مین پہونچے اور دو عامری دشمنون سے ملاقات ہوئی۔ بنی عامر سے حضرت رسول سے معاہدہ ہو چکا تھا اور عمرو کو اس کی اطلاع نہ تھی۔ جب وہ دونون عامری سوئے تو اُن کو قتل کر ڈالا اور جناب رسالت کی خدمت مین حاضر ہو کے اور سب واقعات کے ساتھ اپنی یہ بہادری بھی ظاہر کی۔ آپ نے سُن کے فرمایا بنی عامر سے تو ہم سے معاہدہ ہو چکا ہے۔ اِن دونون جانون کا ہمین فدیہ ادا کرنا پڑے گا۔

اور جیسا آپ نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا۔ عامر بن طفیل کی طرف سے

اور آپ اُنکا فدیہ ادا کرتے ہین

چند لوگ اُن عامریون کا خون بہا لینے کو آئے۔ اور آپ نے ارادہ کیا کہ اس زر فدیہ کا بار سب لوگون پر بانٹ دیا جائے۔ کیونکہ عمرو بن امیہ سے یہ فعل محض لاعلمی سے سرزد ہو گیا تھا۔ آپ نے اس رقم کے فراہم کرنے کے لیے جہان اور لوگون سے چندہ مانگا یہود بنی نضیر سے بھی مانگا۔ بلکہ اس رقم کے وصول کرنے کے لیے آپ کو اس قدر اہتمام تھا کہ ابو بکرؓ۔ عمرؓ

یہود بنی نضیر کی دغابازی

علیؓ اور چند اور اصحاب کو ہمراہ رکاب لے کے خود اُن کی بستی مین تشریف لے گئے۔ اُنھون نے چندہ دینے کا وعدہ کیا۔ اور آپ اپنے اصحاب کے ساتھ ایک دیوار کے نیچے بیٹھ گئے۔ اتنے مین اُن ذلیل و پُر دغا لوگون نے عمرو بن جحاش نام ایک یہودی کو اس بات پر آمادہ کیا کہ چھت پر جا کے ایک بڑا سا پتھر آپ کے سر پر لڑھکا دے۔ اور چراغ نبوت کو گُل کر دے۔ عمرو اس ارادے سے گیا۔ مگر خدا نے وحی کے ذریعے سے

آپ کو اس فریب کی خبر کر دی۔ آپ نے سب ساتھیون کو وہین چھوڑا۔ اور خود اُٹھ کے مدینے مین چلے آئے۔ صحابہؓ نے جب دیر تک آپ کو نہ پایا تو آپ کو ڈھونڈھتے ہوے وہ بھی واپس آئے۔ اور یہان آپ سے سُن کے معلوم ہوا کہ یہودی کیسے دغاباز ہین۔ اور آپ کے چلے آنے کا کیا سبب تھا اس بدعہدی کا حال معلوم ہوتے ہی سمجھ لیا گیا کہ ان کے ساتھ جو معاہدہ تھا فسخ ہو گیا۔ اور آپ نے مسلمانون کو تیاری کا حکم دے دیا۔

الغرض ہجرت کے اسی سال ربیع الاول کا مہینہ تھا کہ آپ نے مدینے مین اپنی جگہ ابن اُم مکتوم کو چھوڑا۔ اور اصحابؓ کبار کے ساتھ جا کے بنی نضیر کا محاصرہ کر لیا۔ اُن لوگون نے گھبرا کے اپنی گڑھیون مین پناہ لی۔ آپ نے حکم دے دیا کہ اُن کے باغات کاٹ ڈالے جائین اور آگ لگا دی جائے۔ مدینے والون مین سے عبداللہ بن ابی اور دیگر منافقین نے بنی نضیر کو پیام بھیجا "گھبرانا نہین خواہ مارے جاؤ یا نکالے جاؤ ہم ہر حال مین تمھارے ساتھ ہین" مگر چھ ہی روز کے محاصرے مین اُن کے حوصلے پست ہوگئے ہتھیار رکھ دینے پر مجبور ہوئے۔ اور پھاٹک کھول کھول کے عاجزی کے ساتھ آپ کے سامنے آ کے کھڑے ہو گئے۔ عبداللہ بن ابی نے جس کا باوجود منافق ہونے کے حضرت رسول علیہ السلام بہت کچھ پاس و لحاظ کیا کرتے تھے سفارش کی کہ ان کے خون سے درگذر کیا جائے۔ اور اجازت دی جائے کہ ہر شخص اسلحہ کے علاوہ جس قدر مال و اسباب ایک اونٹ پر لے جا سکے لے کے جدھر جی چاہے چلا جائے۔ آپ نے منظور کیا۔ چنانچہ اُن مین سے اکثر خیبر مین جا کے آباد ہوئے اور کچھ ارض شام کو

غزوۂ بنی نضیر اور اُنکا محاصرہ

وہ ہتھیار رکھتے

اور جلاوطن کیے جاتے ہین

ــــه ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۹۵

چلے گئے[1]

غزوۂ بنی نضیر کی غنیمت | یہان جو جائداد اور مال غنیمت وصول ہوا اُسکی نسبت حضرت رسول نے انصار سے کہا کہ "مہاجرین لوگ اس وقت تک بے خانمان ہین اور تمھاری فیاضیون پر بسر کر رہے ہین - اگر تم لوگ پسند کرو تو یہ سب مال و اسباب مہاجرین کو دے دیا جاے تاکہ اپنا الگ گھر بنائین" سعد بن عبادہ جو انصار کے سرگروہ تھے بولے "یا رسول اللہ یہ سب مال بھی انھین کو دیجیے اور اس کے بعد بھی وہ بدستور ہمارے مہان رہین" اور سب انصار بھی اس پر راضی ہوے - بنی نضیر کی جائداد غیر منقولہ پر خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قبضہ ہوا جس کی زراعت پیداوار سے آپ اپنی ازواج کی خبرگیری فرماتے تھے - اور جو بچتا تھا اُسے اسلحہ وغیرہ کی فراہمی مین صرف کرتے تھے[2] -

اس کے بعد ربیع الاول اور ربیع الثانی کے مہینے آپ نے مدینۂ طیبہ مین

غزوۂ ذات الرقاع | بسر کیے - جمادی الاول کے چند روز گذرنے پائے تھے کہ معلوم ہوا ارض نجد مین قبائل بنی محارب بنی ثعلبہ آپ پر حملہ کرنے اور اسلام کے دبانے کے لیے فوجین جمع کر رہے ہین - آپ نے فوراً سامان سفر کر دیا - حضرت عثمانؓ ذی النورین کو اپنی جگہ مدینے مین چھوڑا - اور چار سو جان بازون کو ہمراہ لے کے چل کھڑے ہوئے - اور خاص اُن لوگون کے علاقے مین مقام وادی الشقرہ مین پہونچ کے پڑاؤ ڈال دیا یہان سے آپ نے مختلف اطراف مین مختلف جماعتین روانہ کین - مگر سب لوگ رات کو واپس آئے - اور کسی کا پتہ نہ لگا - تب آپ آگے بڑھ کے مقام نخل مین اُترے - یہان صرف چند عورتین ملین جو گرفتار کر لی گئین - اور معلوم ہوا کہ قبیلے والے آپ کی خبر سنتے ہی بھاگ کھڑے ہوئے[3]

[1] ابن خلدون بقیہ جلد دوم صفحہ ۲۸ [2] السیرۃ النبویہ للسید احمد دحلان برحاشیہ جلد ۲ صفحہ ۱۹۰ [3] ابن اثیر جلد ۲ - صفحہ ۶۶

نماز خوف | مگر اس کے بعد دشمنون کا ایک گروہ مجتمع ہو کے مقابلے کو آیا۔ اور اس قدر قریب آ پہونچا کہ آپ نے اور مسلمانون نے نماز عصر اس طرح پڑھی جس طرح کہ خوف کے محل مین پڑھی جاتی ہی۔ لیکن باوجود اس کے لڑائی کی نوبت نہین آئی۔ خدا نے اُن کے دل مین آپ کی ہیبت ڈال دی اور منتشر ہو گئے۔

اسی سفر مین ایک مرتبہ آپ تنہا تھے کہ بنی محارب مین کا کوئی شخص قریب آیا اور بولا ذرا آپ کی تلوار تو دیکھون۔ آپ نے تلوار اس کے ہاتھ مین دے دی۔ تلوار لیتے ہی اُس نے کھینچ لی اور کہا ای محمدؐ تم مجھ سے ڈرتے نہین ہو؟" آپ نے فرمایا "نہین" بولا "اور میرے ہاتھ مین یہ تلوار دیکھ کے بھی نہین ڈرتے؟" آپ نے فرمایا کیون ڈرون؟ معلوم ہی کہ خدا مجھے تیرے ہاتھ سے بچائے گا" یہ جواب سُن کے اُس نے آپ کی تلوار پھیر دی[عـه] - اور چلا گیا۔ اس غزوہ کو غزوہ ذات الرقاع کہتے ہین۔ رقاع کے معنے عربی مین کپڑے کے ٹکڑون اور چیتھڑون کے ہین۔ چونکہ اس سفر جہاد مین مسلمانون کے پاس سواریان کم تھین برہنہ پا چلتے چلتے پاؤن زخمی ہو گئے تھے۔ اور لوگ پیرون مین چیتھڑے باندہ کے سفر کرتے تھے لہذا اس کا ذات الرقاع نام رکھ دیا گیا۔

آپ خدا کے سوا کسی سے نہین ڈرتے تھے

آپ کے نواسے عبداللہ بن عثمان کا انتقال | اسی سال جمادی الاول مین آپ کے نواسے عبداللہؓ بن عثمانؓ بن عفان نے جو جناب رقیہؓ کے بطن سے پیدا ہوے تھے چھ سال کی عمر مین اپنے نانا اور باپ کو داغ دے کے عالم آخرت کا سفر کیا۔ کھیلتے پھرتے تھے کہ اتفاقاً آنکھ مین مرغی نے چونچ مار دی بس اسی زخم سے اُس معصوم بچے نے جان دی۔ مگر اسی سال شعبان کی پانچوین تاریخ حضرت سبط اصغر اور شہید کربلا جناب امام حسینؑ

عـه السیرة النبویہ جلد ۲ صفحہ ۸۶ و ۸۷

عـه ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۶۶

علیہ السلام پیدا ہوئے۔ اور اللہ نے دوسرا نواسہ عطا کرکے آپ کا غم غلط کردیا۔

غزوۂ بدر صغریٰ

ابوسفیان نے معرکہ اُحد کے خاتمے پر آپ سے اقرار کیا تھا کہ پارسال ہم مین آپ مین پھر معرکہ آرائی ہوگی۔ اب اس کا وقت آگیا تھا۔ چنانچہ اسی ۴ھ ہجری کے ماہ شعبان مین آپ نے سفر جہاد کا سامان کردیا۔ عبداللہؓ بن رواحہ خزرجی کو اپنی جگہ مدینے مین چھوڑا۔ اور خود اس شان سے روانہ ہوئے کہ ڈیڑھ ہزار نبرد آزما ہمراہ رکاب تھے۔ جن مین سے صرف دس صاحبون کی ران کے نیچے گھوڑے تھے۔ علم اسلام حضرت علیؓ مرتضیٰ کے کندھے پر تھا۔ ابوسفیان نے اُحد مین کامیابی کے جوش سے ازخودرفتہ ہوکے وعدہ تو کرلیا تھا مگر اب پریشان تھا۔ اور کچھ بنائے نہ بنتی تھی۔ پہلی چالاکی یہ کی کہ نعیم بن مسعود اشجعی

مسلمانون کے ڈرانے کی کوشش

سے کہا مین تمھین دس اونٹ دون گا اگر مدینے والون کی ہمت پست کردو اور ایسی کوشش کرو کہ اس سال وہ لوگ میرے مقابلے کو نہ نکلین۔ اونٹون کے لالچ مین نعیم مدینے مین آیا۔ اور اہل مکہ کی فوج کی ایسی کثرت بیان کی۔ اور تمام باتین ایسی بڑھا بڑھا

ابوبکر و عمر کی مستقل مزاجی

کے ظاہر کین کہ بہت سے مسلمانون کے دل مین رعب بیٹھ گیا۔ اور یہ حالت ہوگئی کہ خود آنحضرتؐ کو تردد تھا کہ دیکھئے یہ لوگ مقابلے کی جرأت کرتے ہین یا نہین۔ یہ رنگ دیکھ کے ابوبکرؓ و عمرؓ نے نہایت زور و شور کے ساتھ کہا "اللہ جل شانہٗ خود ہی اپنے دین کو غالب اور اپنے پیغمبر کو کامیاب کرے گا۔" ہم جب کہ اُن سے وعدہ کرچکے ہین توضرور مقابلے کو نکلین گے

۵ تاریخ الخمیس جلد ۱ صفحہ ۵۲۲ ۔ ۵ ابن ہشام نے لکھا ہے کہ اس سفر مین آپ نے عبداللہ بن ابی منافق کے بیٹے عبداللہ کو اپنا جانشین کیا تھا۔ مگر اور تمام مورخین عبداللہ بن رواحہ کا نام بتاتے ہین۔ اور غالباً یہی صحیح معلوم ہوتا ہے اس لیے کہ عبداللہ بن ابی کے ایسے منافق کے بیٹے کو اپنا قائم مقام کرنا قیاس کے بھی خلاف معلوم ہوتا ہے۔

ورنہ وہ لوگ ہمین بزدل خیال کرین گے"۔ یہ سُن کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوش ہو گئے اور فرمایا "چاہے ایک شخص بھی ساتھ نہ جائے مگر مین خدا کی قسم اُن کے مقابلے کو ضرور جاؤن گا"۔ یہ فرما کے بے تکلف مدینے سے چل کھڑے ہوئے۔ اور بدر کے کنارے پہونچ کے فروکش ہو گئے۔

ابوسفیان اہل مکہ کو بہلا کے میدان مین لاتا ہے

ابوسفیان کو نعیم کی کارروائی پر بہت کچھ بھروسا تھا اہل مکہ سے کہا "تم گھبراؤ نہین ہم ایک یا دو منزل جا کے پلٹ آئین گے۔ اگر محمد کے ساتھیون نے آنے کی جرأت نہ کی اور ڈر گئے تو ہمارا نام ہو جائے گا اور انہین لوگون کو الزام دے کے پلٹ آئین گے اور اگر دیکھین گے کہ وہ لڑنے کو تیار ہین تو یہ کہدین گے کہ یہ سال قحط کا ہے اس لیے ہم نہین لڑ سکتے"۔ الغرض اس طرح سمجھا بجھا کے وہ دو ہزار کی جمعیت اور پچاس سوارون کے ساتھ مکے سے روانہ ہوا۔ اور مرالظہران کے پاس ایک گاؤن مین آکے ٹھہرا۔ اور وہان جب یہ خبر سنی کہ آنحضرتؐ مدینے سے

اور بے مقابلے کی جرأت کیے واپس جاتا ہے

روانہ ہو چکے تو یہی مشہور کر کے واپس گیا کہ قحط سالی کی وجہ سے لڑائی ملتوی کی گئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آٹھ دن تک مشرکین کا انتظار کرتے رہے۔ اور جب اُن کی واپسی کا حال معلوم ہو گیا تو مدینے مین واپس چلے آئے۔ اس سفر مین اگرچہ جنگ و پیکار کی نوبت نہین آئی۔ مگر تمام قبائل عرب پر آپ کی قوت و سطوت کا اثر پڑ گیا۔ اور ہر طرف اسلام کی دھاک بیٹھنے لگی۔ اس غزوہ کا نام چونکہ مقام بدر مین آپ نے قیام فرمایا تھا بدر اور بوجہ لڑائی نہ ہونے کے بدر صغری رکھا گیا۔ ؏

؏ السیرۃ النبویہ جلد ۲ صفحہ ۸۹ و ۹۰

اسی سال آپ نے جناب ام سلمہؓ اور زینبؓ بنت جحش کو اپنے عقد نکاح

حضرت ام سلمہ اور زینب بنت جحش آپ کے عقد مین

مین لیا۔ اور ان دونون خوش نصیب خاتونون کو مسلمانون کی واجب التعظیم مان بننے کی عزت حاصل ہوئی۔ زینبؓ بنت جحش کا عقد اس سے پیشتر آپ نے اپنے غلام زید بن حارثہ کے ساتھ کر دیا تھا۔ جنھین آپ نے حسب رسم جاہلیت اپنا متبنی بنایا تھا۔

زید بن حارثہ اور زینب بنت جحش کا واقعہ

بعد کو وہ تبنیت تو منسوخ ہو گئی مگر اکثر لوگ زید کو زید بن محمدؐ کہا کرتے تھے زید کے لیے جب آپ نے زینبؓ کو پیام دیا تو وہ سمجھین کہ خود اپنے عقد مین لین گے لیکن جب معلوم ہوا کہ زید کے ساتھ نکاح ہو گا تو انھون نے انکار کر دیا۔ اس پر ایک آیت عتاب نازل ہوئی۔ اور انھین راضی ہونا پڑا۔ نکاح تو ہو گیا مگر نبھتی نہ تھی۔ اس لیے کہ زینبؓ زید کی کچھ وقعت نہ سمجھتی تھین۔ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زید سے ملنے کو اُن کے گھر تشریف لے گئے۔ اتفاقاً ہوا سے پردہ اُڑ گیا۔ اور زینبؓ سامنے کسی قدر برہنہ بیٹھی تھین۔ چونکہ صاحب جمال تھین آپ کو بھلی معلوم ہوئین اور آپ کے دل مین ایک خیال پیدا ہو گیا۔ چند روز بعد زید باہمی نااتفاقی کی شکایت لیے ہوئے آنحضرتؐ کی خدمت مین حاضر ہوے اور طلاق کی اجازت چاہی آپ نے فرمایا کیا ان کی نسبت تمھین کسی قسم کا شبہہ ہے؟ عرض کیا خدا کی قسم نہین۔ آنحضرتؐ نے پھر سمجھایا کہ اپنی بیوی کو نہ جدا کرو۔ اور اس معاملے مین خدا سے ڈرو۔ مگر زید نے نہ مانا اور بیوی کو طلاق دے دی۔ اس کے بعد آپ نے انھین اپنے عقد نکاح مین لیا۔ اور وحی نازل ہوئی کہ خود خداوند جل و علا نے آپ کا نکاح زینبؓ کے ساتھ کر دیا۔ جس پر حضرت زینبؓ ہمیشہ فخر کیا کرتی تھینؑ۔ متاخرین اہل سیر بڑی کوششون سے

ع ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۹۶

ثابت کرنا چاہتے ہین کہ دنیا مین آنحضرتؐ کا نکاح حضرت زینبؓ کے ساتھ نہین ہوا اور آپ نے صرف یہ کہہ کے کہ میرا تمھارا نکاح خدا نے پڑھا دیا ہو انھین اپنی بیوی بنا لیا۔ معترضین اور خاصۃً عیسائی پادریون کو اس بے بنیاد بیان سے بہت کچھ چون و چرا کا موقع مل گیا ہو۔ لیکن قدیم اور مستند کتب کے دیکھنے سے صاف ظاہر ہو جاتا ہو کہ آپ نے جس طرح اور نکاح کیے زینبؓ کے ساتھ بھی کیا۔ اس مین اتنی فضیلت زیادہ تھی کہ اللہ جل شانہ نے بھی تجدید نکاح کر دی۔ ابن ہشام جو اہل سیر مین سب سے زیادہ مستند ہو صاف لکھتا ہو کہ زینبؓ کے بھائی ابو احمد بن جحش نے اُنھین آپ کے عقد مین دیا۔ چار سو درہم مہر قرار پایا۔ پھر دیگر روایات مین زمانۂ عدت کے گذرنے کا بھی ذکر ہو۔ دعوت ولیمہ بھی ہوئی تھی اور معمولی ولیمون سے زیادہ دھوم دھام کے ساتھ ہوئی تھی۔ یہ باتین دنیا مین نکاح نہ ہونے کی ہین؟ تعجب ہو کہ لوگ معجزہ و کرامت کے شوق مین ایک بڑا بھاری دھبہ رسول اللہؐ کے دامن پر لگاتے ہین اور متنبہ نہین ہوتے۔

زینب کا عقد صرف آسمان پر ہوا یا زمین پر بھی

سنہ ۵ھ

بدر صغریٰ کے بعد اس سال کوئی لڑائی نہین پیش آئی۔ آپ مدینے ہی مین فروکش رہے۔ اور سنہ ۵ھ شروع ہوا۔ جس مین دو مہینے بعد ربیع الاول مین آپ کو خبر پہونچی کہ مقام دومۃ الجندل مین دمشق سے پانچ منزل اس طرف اور مدینہ طیبہ سے پندرہ دن کے راستے پر ایک بڑا گروہ جمع ہوا ہو جس نے راستہ بند کر دیا ہو۔ ہر آنے جانے والے کو لوٹ لیتے ہین۔ اور خاص مدینہ طیبہ پر حملہ کرنے والے ہین۔ آپ نے سباع بن عرفطہ غفاری کو اپنا نائب بنا کے مدینے مین چھوڑا۔ اور خود ایک ہزار جان نثارون کی فوج لے کے اس طرح روانہ ہوئے۔ کہ دن بھر چھپے رہتے اور راتون کو چلتے۔ رہبر کے بتانے سے آپ نے اُن کے مویشیون وغیرہ پر حملہ کیا۔ جن مین سے کچھ ہاتھ سے نکل گئے اور کچھ قبضے مین آئے

غزوہ دومۃ الجندل

اور وہ لوگ یہ خبر سُن کے بھاگ کھڑے ہوئے۔ آپ خاص اُن کے مرکز مین جا کے فروکش ہوئے۔ ادہر اُدہر حملہ آوری کے لیے مختلف جماعتین روانہ کین۔ الغرض اس سفر مین بھی بغیر کسی مزاحمت و نبرد آزمائی کے آپ کامیاب واپس آئے۔ اور ۲۰ ربیع الآخر کو مدینۂ طیبہ مین داخل ہوئے[عہ]۔

قحط مین آپ مشرکین مکہ کی مدد کرتے ہین

اب قحط نے مشرکین قریش کو بہت ہی زیادہ پریشان کر رکھا تھا۔ اور غربا ے مکہ اپنی آسمانی آفت سے تباہ ہوئے جاتے تھے۔ اُن کی مصیبتین سُن کے آپ کو ترس آ گیا۔ اور محض ہمدردی کی غرض سے کچھ سونا اُن کے پاس بھیجا کہ اپنے کام مین لائین۔ اور جہان تک ہو سکے بھوک کی مصیبت سے بچین[عہ]۔

باب نوزدہم

غزوہ احزاب

غزوہ خندق یا احزاب۔ یہود کی بدعہدی۔ وہ بت پرستی کو توحید سے اچھا بتاتے ہین۔ آپ کے مقابلے کے لیے قبائل عرب جمع ہوتے ہین۔ اُن کی مجموعی تعداد۔ آپ کا تردد۔ کھائی یا خندق کھودنے کی تجویز۔ اُس کا اہتمام۔ سلمان فارسی کا شمار اہل بیت مین ہو۔ مہاجرین و انصار کا جوش اطاعت۔ فتوحات اسلام کا پہلے سے نظر آ جانا۔ دشمن مدینے کے گرد اترتے ہین۔ لشکر اسلام کا مقابلے کو نکلنا۔ یہود کی عہد شکنی۔ عورتون اور بچون کی حفاظت۔ ایک یہود آپ پر حملہ آور ہونے والے کا انجام۔ بنی غطفان سے صلح کی گفتگو۔ انصار اُسے نہین منظور کرتے نبوت نے اجتہاد کی کہان تک اجازت دی ہو۔ عمرو بن عبدوُد۔ حضرت علی کے ہاتھ سے اُسکا مارا جانا۔ سعد بن معاذ کا زخمی ہونا۔ اُن کی دعا و آرزو۔ صفیہ بنت عبدالمطلب کی

عہ السیرۃ النبویہ جلد ۲ صفحہ ۹۰ عہ تاریخ الخمیس جلد ۱ صفحہ ۵۲۸

بہادری۔ فتح کا سامان۔ نعیم بن مسعود کی کارگزاری۔ دشمنون مین پھوٹ۔ غضب آسمانی۔
حذیفہ بن الیمان دشمنون کا حال دریافت کرنے کو جاتے ہین دشمنون کا بھاگنا۔ دشمنون کا نقصان

غزوہ خندق یا احزاب

بدر صغری مین تو مشرکین مکہ کو آپ سے مقابلہ کرنے کی جرأت نہین ہوئی تھی۔ مگر اُس کے آٹھ مہینے بعد اُن کی طرف سے ایک ایسا سخت حملہ ہوا کہ اگر خداوند جل وعلا اپنے رسول اور مسلمانون کی مدد نہ کرتا تو شمع ہدایت کے گُل ہو جانے مین کوئی دقیقہ نہین اُٹھ رہا تھا۔ اور اُس کی بنا یہ ہوئی کہ اطراف مدینہ سے یہود بنی نضیر جلا وطن کیے گئے تو اُن مین سے سلام بن مشکم اور حیی بن اخطب وغیرہ چند معزز اور صاحب اثر یہودی جا کے خیبر مین مقیم ہوئے۔ اُن کے دلون مین آتش عناد بھڑک رہی تھی۔ اور باوجودیکہ حضرت رسولؐ سے عہد و پیمان ہو چکا تھا۔ اور مخالفت کی کوئی کارروائی کرنے کے مجاز نہ تھے۔ مگر چند ہی روز مین موقع پا کے اہل مکہ کے پاس گئے۔ اور اُن کو اُبھارا کہ آؤ ہم تم ل کے اس نئے مدعی نبوت کا خاتمہ کر دین۔ اور دل مین ٹھان لین کہ اس نئے دین کو بیخ و بنیاد سے

وہ بُت پرستی کو توحید سے اچھا بتاتے ہین

اُکھاڑ کے پھینک دین۔ اہل مکہ نے کہا "اچھا پہلے یہ تو بتاؤ کہ ہمارا دین اچھا ہے یا محمدؐ کا؟ اس کا فیصلہ تم ہی خوب کر سکتے ہو۔ اس لیے کہ سب سے پُرانی آسمانی کتاب تمھارے ہاتھ مین ہے" یہود نے کہا "تمھارا دین بہت اچھا ہے" مشرکین اس جواب سے خوش ہوئے۔ اور آنحضرتؐ کے مقابلے مین پوری قوت سے ساتھ دینے کا وعدہ کر لیا۔ ان لوگون کو فساد پر آمادہ کر کے یہ یہودی بنی غطفان کے پاس گئے۔ اُن سے بھی رسول اللہ (صلعم) کے مقابلے مین مدد مانگی اور یہ کہہ کے اُن کا حوصلہ بڑھایا کہ قریش مکہ بھی ساتھ دینے کا وعدہ کر چکے ہین۔ اس کے ساتھ انھین یہ لالچ بھی دلایا کہ اگر تم نے اس مہم مین شرکت کی تو ہم خیبر کے کھجور کے باغون کی ایک فصل تمھاری نذر کر دین گے

الغرض ایسا باغ سبز دکھایا کہ وہ بھی آمادہ ہو گئے۔

یہ سب قول و اقرار ہونے کے بعد وقت معین کیا گیا۔ اور جب وہ وقت آگیا تو قریش تین ہزار کی جماعت سے مکے سے نکلے جن کے ساتھ تین سو گھوڑے اور ڈیڑھ

آپ کے مقابلے کیلئے قبائل عرب جمع ہوتے ہین

ہزار اونٹ تھے۔ دار الندوہ مین جھنڈا بنا کے عثمان بن ابی طلحہ کے ہاتھ مین دیا گیا۔ اور ابو سفیان سالار فوج بنا۔ مر الظہران تک پہونچے تھے کہ سفیان بن عبد شمس بنی سلیم کے سات سو جوانون کو لیے ہوے آ کے شریک ہو گیا۔ آگے بڑھے تو اور قبائل عرب آ آ کے ملنے لگے چنانچہ طلیحہ بن خویلد اسدی بنی اسد کے ساتھ۔ عیینہ بن حصن فزاری بنی غطفان کے ساتھ۔ حارث بن عوف مری بنی مرہ کے ساتھ۔ مسعود بن رخیلہ بنی اشجع کے ساتھ اور اسی طرح اور بہت سے قبائل عرب آ کے شریک ہو گئے۔ یہان تک کہ پورے

اُن کی مجموعی تعداد

دس ہزار کا گروہ آپ کے مقابلے اور مدینے کے محاصرے کو روانہ ہوا۔ اس کے مقابل آنحضرتؐ کی قوت کی نسبت بعض تو کہتے ہین کہ تین ہزار جوانون کی تھی مگر صحیح یہ ہے کہ اُس وقت کل ایک ہزار جوان آپ کے علم اسلام کے نیچے جمع ہو سکتے تھے۔

آپ کا تردد

دشمنون کی اس تعداد کثیر اور ان کے باہمی عہد و پیمان کی خبر سن کے آپ متردد ہو گئے۔ اور فکر مند تھے کہ اس سیلاب عظیم کو کیونکر روکین۔ اتفاقاً انھین دنون سلمان فارسی آزادی پا کے آپ کے پاس رہنے لگے تھے۔ ایمان تو پہلے ہی لا چکے تھے۔ مگر کسی شخص کے غلام تھے۔ اور دربار رسالتؐ مین باریاب ہونے کا بہت کم موقع پاتے تھے۔ اب آپ نے کوشش فرما کے اُنھین آزاد

کھائی یا خندق کھودنے کی تجویز

کرا دیا تھا۔ اور اکثر آپ ہی کی صحبت مین رہا کرتے تھے۔ انھون نے عرض کیا مالک عجم مین دستور ہے کہ زبردست حریف کے

روکنے کے لیے فوج کے سامنے بڑی سی کھائی کھدوا دیا کرتے ہین۔ اگر آپ مناسب سمجھین تو اس موقع پر اپنی فوج کی حفاظت کے لیے بھی ایسے خندق

اُس کا اہتمام

کھدوا وین۔ آپ نے اس رائے کو پسند کیا۔ اور مدینے کے باہر ارض شام کی جانب مشرقی کونے سے لے کے مغرب تک کھائی کھودی جانے لگی۔ جس مین سب سے زیادہ محنت خود سلمان فارسی نے کی۔ آپ نے محنت کو یون تقسیم کیا کہ دس دس آدمیون کی جماعتین قرار دین۔ اور دس گز کا ٹکڑا ہر جماعت کے سپرد کیا یعنی ایک گز لمبی کھائی کھودنا ہر شخص کے ذمے تھا۔ سلمان کو

سلمان فارسی کا شمار اہل بیت مین ہو

جفاکش اور محنتی دیکھ کے انصار اپنے ساتھ لینا چاہتے تھے اور مہاجرین اپنے ساتھ۔ اس نزاع کا فیصلہ آپ نے یون کر دیا کہ فرمایا "سلمان ہم مین سے ہین۔ اور اُن کا شمار اہل بیت مین ہو"

مہاجرین و انصار کا جوش اطاعت

یہ مبارک محنت نہایت ہی دلچسپ تھی۔ انصار و مہاجرین کو پیٹھ پر مٹی لاد لاد کے لے جاتے دیکھ کے آپ نے فرمایا

اللہم ان العیش عیش الاخرہ فاغفر الانصار والمہاجرہ

(خداوندا اصلی عیش عیش آخرت ہو لہٰذا انصار و مہاجرین کی مغفرت کر)

دونون مستعد و جان نثار گروہون نے جوش و خروش سے اسکا جواب دیا

نحن الذین بایعوا محمدا علی الجہاد مابقینا ابداً

(ہم وہ لوگ ہین جنھون نے محمد (صلعم) کے ہاتھ پر زندگی بھر کے لیے جہاد کی بیعت کی ہو)

فتوحات اسلام کا پہلے سے نظر آجانا

کھودتے کھودتے ایک پتھر نکلا جو کسی کے کاٹے نہ کٹتا تھا آپ خبر سن کے خود تشریف لائے اور اگرچہ بھوک سے یہ حالت تھی کہ پیٹ پر تین پتھر بندھے ہوئے تھے کُدال ہاتھ مین لے کے کھودنے لگے۔ کُدال پڑتے ہی اُس پتھر سے ایک ایسی روشنی نمودار ہوئی کہ مدینے کی پہاڑیان چمک اُٹھین۔ اور اس مین آپ کو ارض شام کے

سُرخ محل نظر آسے۔ آپ نے نعرہ اللہ اکبر بلند کر کے فرمایا "خدا نے اس ملک کی فتح کی کنجیان میرے ہاتھ مین دین" دوسری ضرب پر پھر وہی چمک پیدا ہوئی اور اس مین آپ نے ملک فارس دولت کسروی کے محل اور مدائن کے قصر دیکھے۔ اور تکبیر کہہ کے فرمایا "خدا نے مجھے ملک ایران بھی دیا" تیسری ضرب پر پھر وہی شعاعین چمکین اور ان مین آپ کو ملک یمن اور شہر صنعار کے پھاٹک نظر آسے۔ اور آپ نے تکبیر کہہ کے فرمایا کہ "خدا نے یہ ملک بھی مجھے دیا" ان باتون کو سچے عقیدت کیشون نے ذوق و شوق سے سنا اور خدا کے وعدون کے منتظر ہوگئے مگر منافقون نے قہقہے اُڑائے۔ اور طرح طرح کے طعن آمیز حاشیہ چڑھانے لگے کھائی کھُد کے تیار ہوگئی۔ اور دشمنون کا سیلاب عظیم سامنے سے نمودار ہوا۔ جرف اور غابہ جہان سب طرف کا پانی مل کے بہتا تھا قریش خیمہ زن ہوئے۔ دیگر قبائل نجد و غطفان کوہ اُحد کے پہلو مین اُترے۔ آپ نے ابن اُم مکتوم کو اپنی جگہ مدینے مین چھوڑا۔ پھر مہاجرین کا علم زید بن حارثہ کے ہاتھ مین اور انصار کا علم سعد بن عبادہ کے ہاتھ مین دے کے باہر نکلے۔ اور دشمن کے سامنے اس موضع سے اُترے کہ کوہ سلع آپ کی پشت پر تھا۔ اور وہ کھائی آپ کے اور مشرکین کے درمیان مین حائل تھی۔ ابھی تک آپ کو اطراف مدینہ کے یہود کی نسبت اطمینان تھا مگر انھون نے بھی فساد شروع کیا بنی قریظہ کا سردار کعب بن اسد عہد شکنی کرنے کے خلاف تھا اور صاف کہتا تھا کہ "جب محمد (صلعم) نے مجھ سے کوئی بدعہدی نہین کی تو مین کیونکر عہد شکنی کرون؟" مگر حیی بن اخطب نے زور ڈال کے اور اصرار کر کے اُسے مخالفت پر آمادہ کیا۔ اب اسی حیی نے دشمنون کو اس امر پر اُبھارا کہ ایک ہزار قریش اور ایک ہزار بنی غطفان مل کے خاص دار النبوۃ

دشمن مدینے کے گرد اُترتے ہین

لشکر اسلام کا مقابلے کو نکلنا

یہود کی عہد شکنی

مدینہ پر حملہ کردین مسلمانون کو یہ حال معلوم ہوا تو گھبرا ئے۔ عورتون اور بچون مین سخت تشویش پیدا ہوگئی۔ بعض انصار نے آپ کا ساتھ چھوڑ دیا۔ اور اپنے گھرون کے بچانے کی فکر مین چلے گئے۔ لیکن ابھی تک یہود کے غدر کرنے کا آپ کو یقین نہ تھا۔ چنانچہ اس کی تحقیقات کے لیے زبیر بن عوام کو اور بعض راویون کا بیان ہے کہ سعد بن معاذ وسعد بن عبادہ کو روانہ کیا۔

عورتون اور بچون کی حفاظت

جنھون نے واپس آکے بتایا کہ واقعی یہود نے عہد وپیمان توڑ دیا۔ اور علانیہ دشمنی پر آمادہ ہین۔ تب آپ نے سلمۃ ابن اسلم کو دوسو مسلمانون کی جمعیت سے اور زید بن حارثہ کو تین سو جوانمردون کے گروہ سے جدا جدا روانہ کیا کہ مدینے مین گرد آوری کرتے رہین۔ اور اپنی قوت بھر مسلمانون کے اہل وعیال کو حملہ آورون سے بچائین۔

اب محاصرہ پوری طرح شروع ہوچکا تھا۔ اور مسلمانون کی حالت

ایک خود آپ پر حملے آور ہونے والے کا انجام

ہر زمانے سے زیادہ اندیشہ ناک تھی کہ ناگہان عبداللہ بن مغیرہ مخزومی خود آنحضرتؐ کی جان لینے کے ارادے سے بڑھا۔ اور خندق کے کنارے آکے گھوڑے کو ایڑ ہتائی کہ پھاند کے اس پار نکل آئے۔ لیکن بجاے اس پار آنے کے گھوڑا اُسے لے کے کھائی مین گرا اور ایسا بُرا گرا کہ گرتے ہی مغیرہ کی روح پرواز کرگئی۔ مشرکین کو اپنے ایسے جلیل القدر شخص کی موت کا بڑا صدمہ ہوا۔ آپ کے پاس پیام بھیجا کہ دس ہزار درہم لے لیجیے۔ اور ہمین مغیرہ کی لاش لے لینے کی اجازت دیجیے آپ نے روپیہ لینا پسند نہین فرمایا اور یونہین اُٹھا لے جانے کی اجازت دے دی۔

ع ٥ السیرۃ النبویہ جلد ۲ صفحہ ۱۰۲ تا ۱۰۹

اب لڑائی کے رنگ دشمنون کی یورش۔ یہود کی دغا بازی۔ اور

بنی غطفان سے صلح کی گفتگو

منافقین کی فتنہ پردازیون نے آپ کو اس حد تک متردد کر دیا تھا کہ عنیبہ بن حصن اور حارث بن عوف کے پاس جو بنی غطفان کے سردار تھے آپ نے پیام بھیجا اگر تم قریش مکہ کا ساتھ چھوڑ کے واپس چلے جاؤ تو ہم تمھین مدینے کی پیداوار یک سالہ کا ایک ثلث حصہ دے دین گے۔ جس پر وہ فوراً راضی ہو گئے۔ مزید اطمینان کے لیے ایک اقرارنامہ بھی لکھا گیا۔ مگر ابھی دستخط نہین ہونے پائے تھے کہ آپ نے انصار کے سردارون سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ سے بلا کے مشورہ کیا۔ انھون نے

انصار اُسے نہین منظور کرتے

عرض کیا "یا رسولؐ اگر یہ امر آپ حکم ربانی سے اور وحی آسمانی کی پابندی مین کرتے ہین تو ہمین کوئی عذر نہین۔ لیکن اگر اپنی واتی رائے سے کرتے ہین تو ہم اس ذلت کو ہرگز گوارا نکرین گے۔ کفر و بت پرستی کے زمانے مین بغیر مول لیے یا ہمارے مہمان ہوے کبھی ان لوگون کو ارض یثرب کا ایک خرما چکھنا نہین نصیب ہوا۔ اور اب ایمان لانے اور سچے خدا پرست بننے کے بعد ہم انھین خراج دین گے؟ یہ نہین ہو سکتا۔ اُن کے لیے ہمارے پاس سوا تلوار کے کچھ نہین ہے" آپ نے فرمایا "تم نہین مانتے تو نہ سہی" اور وہ اقرارنامہ سعد کے ہاتھ مین دے دیا۔ انھون نے جو کچھ لکھا گیا تھا فوراً مٹا دیا[۱]۔ اس طرح یہ اقرارنامہ غیر مکمل ہی فنا کر دیا گیا۔ اور باوجودیکہ معاہدے کی تکمیل نہین ہونے پائی تھی مشرکین نے الزام دیا کہ محمد[۲] نے عذر کیا[۲]۔

اس واقعے سے یہ بڑا فقہی فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے کہ ما سوا اُن

---

[۱] ابن ہشام صفحہ ۶۷۶ [۲] السیرۃ النبویہ جلد ۲۔ صفحہ ۱۰۹

نبوت سنے اجتہاد کی کہانتک اجازت دی ہو

امور کے جن کے وحی کے ذریعے سے ہم مکلف کیے گئے ہین) دیگر امور اور عام سُنن عادیہ و معاملات دنیویہ مین اسلام نے ہمین کہانتک آزادی دی ہو۔

عمرو بن عبدوُد

اب دشمن لڑائی پر آمادہ ہوے۔ عمرو بن عبدوُد جو یوم بدر مین چرکا کھاکے گیا تھا اور اُسی زخم کی بدولت یوم اُحد مین شریک نہین ہوسکا تھا اُن لوگون مین سب کے آگے تھا۔ خندق کے کنارے پر آکے ان لوگون نے کہا "یہ تو روکنے کی نئی تدبیر کی گئی ہو جس سے اہل عرب بالکل ناآشنا ہین" پھر خندق کے کنارے کنارے چلے۔ اور ایک مقام پر جہان کھائی پتلی تھی ارادہ کیا کہ گھوڑے پھنداکے اس پار آجائین۔ مگر درمیان ہی مین گرے۔ اور ادہر چڑھ کے آنا چاہتے تھے کہ حضرت علیؑ مع چند جان بازان اسلام کے روکنے کو بڑھے

حضرت علی کے ہاتھ سے اس کا مارا جانا

عمرو بن عبدوُد جیسے ہی روکا گیا گھوڑا روک کے بولا "میرے مقابلے کو کون آئے گا؟" علیؑ مرتضی بڑھے اور بولے "مین" پھر اُس سے پوچھا "اے عمرو تم نے خدا سے عہد کیا تھا کہ اگر کوئی قریشی شخص تم سے دو خواہشین کرے گا تو ان مین سے ایک کو تم ضرور منظور کروگے" عمرو بولا "بے شک خدا سے میرا یہ عہد ہو" آپ نے فرمایا "تو مین قریشی ہون اور تمھین خدا و رسول اور اسلام کی طرف بلاتا ہون" اس نے کہا "نہین مجھے اس کی ضرورت نہین" پھر بولا "مین تمھین قتل کرنا بھی نہین چاہتا کسی اور کو بھیجو" حضرت علیؑ نے کہا "اور مین خدا کی قسم تمھین قتل کرنا پسند کرتا ہون" اس پر وہ جوش مین آکے گھوڑے سے اتر پڑا۔ اور دونون نبرد آزما لڑائی مین مصروف ہوے۔ اور تھوڑی ہی دیر مین حضرت علیؑ نے اُسے مار کے گرادیا۔ اُس کے گرتے ہی سب ہمراہی بدحواس بھاگے۔ زبیر بن عوام نے تعاقب کیا۔ اور نوفل بن عبداللہ کے

۵۸ ابن ہشام صفحہ ۶۷۶ و ۶۷۸

سر پر بھاگنے مین زبیرؓ کی تلوار اس زور سے پڑی کہ چوتڑون تک کاٹ گئی۔ اور دو ٹکڑے ہو کے ادھر اُدھر جھول پڑا۔

یہ محاصرہ کچھ اوپر بیس دن تک برابر جاری رہا۔ اور بجز تیر افگنی کے اور کسی قسم کی لڑائی کی بہت ہی کم نوبت آئی۔ ایک تیر سعدؓ بن معاذ کی رگ اکحل پر پڑا جس زخم سے کوئی جان بر نہین ہو سکتا۔ سعدؓ نے زخمی ہوتے ہی دعا کی کہ بارِ الٰہا۔ اگر قریش کی لڑائی کچھ باقی ہو تو مجھے اس کے لیے زندہ رکھ۔ اس لیے کہ جن لوگون نے تیرے رسولؐ کو اذیت دی ہو اُن سے لڑنے کا مجھ سے زیادہ مشتاق کوئی نہ ہوگا۔ لیکن اگر ان لڑائیون کا سلسلہ ختم ہو گیا ہو تو خداوندا یہی زخم میرے لیے باعث شہادت ہو اور خداوندا جب تک بنی قریظہ سے انتقام لے کے میری آنکھین نہ ٹھنڈی ہولین اُس وقت تک مجھے زندہ رکھ۔ کہتے ہین کہ یہ دعا مانگتے ہی سعدؓ کے زخم سے خون بہنا موقوف ہو گیا۔

اُن کی دعا و آرزو

صفیہ بنت عبدالمطلب کی بہادری

اس معرکے مین آپ کی پھوپھی جناب صفیہؓ بنت عبدالمطلب سے ایک موقع پر ایسی غیر معمولی جوان مردی ظاہر ہوئی کہ موجب حیرت ہے۔ وہ اس لڑائی کے موقع پر حسانؓ بن ثابت کی گڑھی مین تھین جس مین حفاظت کے لیے اور بھی چند مسلمان عورتین اور بچے رکھ دیے تھے۔ حسانؓ بن ثابت بھی یہین عورتون اور بچون مین تھے۔ اور یہ سُن کے لوگون کو تعجب ہوگا کہ حسانؓ کا سا شاعر جنھون نے اکثر جوان مردان صحابہؓ کے کارنامے اپنے پر زور کلام کے ذریعے سے نظم کر کے تمام قبائل عرب مین مشہور کر دیے تھے نہایت ہی بزدل واقع ہوئے تھے۔ اتفاقاً ایک یہودی اس گڑھی کے

عہ السیرۃ النبویہ جلد ۲ صفحہ ۱۱۲ عسہ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۶۸

سہ تاریخ الخمیس جلد ۱۔ صفحہ ۵۵۰

گرد چکر لگانے لگا۔ جناب صفیہؓ نے اُسے دیکھ کے حسانؓ سے کہا "دیکھو یہ یہودی کہین اوپر نہ چڑھ آئے رسول اللہ صلعم لڑائی مین مشغول ہین۔ ہماری مدد نہین کرسکتے۔ بہتر ہوگا کہ تم جا کے اُسے قتل کر ڈالو" حسانؓ نے کہا "بیوی تمھین معلوم ہی کہ مین اس کام کا آدمی نہین ہون" جناب صفیہؓ کو جب حسانؓ کی طرف سے مایوسی ہوئی تو ایک گرز اُٹھالیا۔ اور قلعے سے اُتر کے اُس یہودی پر حملہ آور ہوئین۔ اُسے مار کے گرایا۔ اور واپس چلی آئین اور آتے ہی حسانؓ سے کہا "تُو مین نے اُسے قتل تو کر ڈالا مگر کپڑے جا کے تم اُتار لاؤ مین عورت ذات ہون مرد کے کپڑے اُتارتے مجھے شرم آتی ہی" حسانؓ نے کہا "مجھ سے یہ بھی نہ ہوگا۔ مین اُس کے کپڑون سے باز آیا"[۵۸]

خدا مسلمانون کے صبر و شکر کا پورا امتحان لے چکا تھا۔ اب اپنے پیغمبرؐ کی مدد پر آمادہ ہوا جس کا ظہور ایک عجیب وضع سے ہوا۔ نعیم بن مسعود بنی غطفان کے ایک بہت معزز اور نامی گرامی شخص تھے اپنی قوم والون اور تمام دشمنون سے چھپکے آنحضرت صلعم کی خدمت مین حاضر ہو کے ایمان لائے۔ اور عرض کیا "جس طرح سے ارشاد ہو آپ کی مدد کرنے کو حاضر ہون۔ اور ابھی تک کسی کو میرے مسلمان ہونے کی خبر نہین ہی" آپ نے فرمایا "اکیلے تمھارے ایک کے آجانے سے ہمین کیا مدد مل سکتی ہی۔ لیکن ہان جس طرح بنے اس آفت کو دور کرو۔ اور یاد رکھو کہ لڑائی مکر و فریب کا نام ہی" نعیم یہ سُن کے واپس گئے اور بنی قریظہ مین پہونچے۔ جن سے بڑی دوستی تھی۔ پہلے اُن پر اپنا خلوص ظاہر کیا۔ پھر کہا "بنی غطفان و قریش کی حالت اپنی سی نہ سمجھو۔ تمھین یہان رہنا سہنا ہی۔ بیوی

(حاشیہ: فتح کا سامان)

(حاشیہ: نعیم بن مسعود کی کارگذاری)

[۵۸] ابن اثیر جلد ۲ - صفحہ ۱۹

بچے سب یہین ہین۔ اور ان لوگون کی یہ حالت ہی کہ مقابلے کو آئے ہین غالب آئے تو مال غنیمت پاوینگے۔ اور مغلوب ہوئے تو بھاگ کے اپنے گھرون اور شہرون مین ہو رہین گے۔ بہ خلاف اس کے تمھارا اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ہر وقت کا ساتھ ہی۔ اور پھر تم اکیلے محمدؐ سے مقابلہ نہین کر سکتے۔ لہذا اگر عہد وپیمان توڑا ہی تو اپنا اطمینان کر لو۔ ایسا نہ ہو کہ کل تم بیٹھ کے پچھتاؤ اور کچھ بنائے نہ بنے۔" سب نے کہا "بے شک تم سچ کہتے ہو۔ لیکن جو کچھ ہونا تھا ہو چکا اب ہم کیا کر سکتے ہین؟" جواب دیا "تمھارے لیے مصلحت یہ ہی کہ قریش و بنی غطفان سے کہلا بھیجو کہ اپنے چند معزز رؤسا و شرفا کو تمھارے پاس بطور کفالت کے بھیج دین۔ تاکہ تمھین اطمینان رہے۔ کہ آخر تک تمھارا ساتھ دین گے مگر دیکھو ان پر نہ ظاہر ہو کہ مین نے یہ راے دی ہی۔" یہ بات بنی قریظہ کے دل مین جم گئی۔ اور انھون نے ٹھان لی کہ جب تک کفیل نہ لے لین گے لڑائی کا ارادہ نہ کرین گے۔

بنی قریظہ کو سمجھا بجھا کے نعیم نے قریش کے لشکرگاہ کا راستہ لیا۔ اور ابوسفیان وغیرہ سے مل کے کہا "میری خیراندیشی وہمدردی کا حال تمھین معلوم ہی۔ ایک ایسی بات مجھے معلوم ہوئی ہی کہ جب تک تم پر ظاہر نہ کر دون حق دوستی نہ ادا ہوگا۔ لیکن مخفی رکھنے کا وعدہ کرو۔" سب نے وعدہ کیا کہ ہرگز نہ ظاہر کرین گے۔ تب کہا "سنو یہود مسلمانون کی مخالفت کر کے اب پچھتاتے ہین۔ چنانچہ انھون نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس کہلا بھیجا کہ ہم اپنے فعل پر نادم ہین۔ اور گذشتہ بدعہدی کے معاوضے مین اگر آپ پسند کرین تو یہ ہو سکتا ہی کہ ہم قریش و غطفان کے چند نامی ومعزز شرفا آپ کے پاس بھیج دین اور آپ انھین قتل کر ڈالین۔ پھر ہم آپ مل کے

ان دونون گروہون پر حملہ کرین اور دم بھر مین سب کو تباہ کر دین۔ محمدؐ نے اس رائے کو پسند کیا۔ اور دونون مین یہ باہمی قرارداد ٹھہر گئی ہے۔" پھر اس کے بعد نعیم نے اپنے قبیلے والون سے بھی وہی بیان کیا جو قریش سے کہا تھا۔ اور خاموش ہو رہے۔

دشمنون مین پھوٹ

اس کے بعد ہفتے کی شب کو سرداران قریش و بنی غطفان یہود بنی قریظہ کے پاس گئے۔ اور کہا "اب زیادہ انتظار نہین ہو سکتا تمھاری سرزمین زیادہ قیام کی متحمل نہین ہو سکتی۔ اور لشکر مین قحط پڑا جاتا ہے۔ لہذا چلو کل ہم تم سب نکل کے مقابلہ کرین۔ اور کل ہی کی یورش مین ان نئے مذہب والون کو پامال کر دین۔" بنی قریظہ نے کہا اول تو کل ہفتہ ہے جس دن ہمین کوئی کام کرنا جائز ہی نہین۔ دوسرے اب ہم تو جب لڑینگے جب تم دونون گروہ اپنے چند شرفا کو ہمارے پاس بطور کفالت کے چھوڑ دو ورنہ تم شکست کھا کے بھاگ گئے اور محمدؐ کے لوگون نے ہم پر حملہ کر دیا تو اس وقت ہم کیا کرین گے؟ یہ جواب پاتے ہی تمام مشرکین کو یقین ہو گیا کہ نعیم کا کہنا بالکل صحیح تھا۔ اس وقت تو قریش چپکے واپس چلے آئے مگر تھوڑی دیر کے بعد کہلا بھیجا "ہم تمھارے پاس کوئی کفیل نہین بھیج سکتے۔ مسلمانون سے لڑنا ہے تو یونہین لڑو۔" بنی قریظہ نے اس کا سختی سے جواب دیا کہ "جب تک تم کفیل نہ دوگے ہم ہرگز نہ لڑین گے۔"

غضب آسمانی

ایک طرف تو دشمنون مین یون پھوٹ پڑ گئی دوسری طرف یہ غضب آسمانی نازل ہوا کہ جاڑون کا موسم تھا ایک سخت آندھی آئی۔ اور ہوا چلنا شروع ہوئی جو ٹھنڈی اس قدر تھی کہ ہاتھ پاؤن ٹھٹھرے جاتے تھے۔ اور تیز ایسی کہ خیمے ڈیرے اور برتن چولھے سب اُلٹے جاتے تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب دشمنون مین تفرقہ پڑنے کا حال معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا "جو کوئی اس وقت جا کے دشمنون کی خبر لے آئے اس کے لیے مین دعا کرونگا کہ جنت مین میرا رفیق ہو" مگر آندہی ایسی چل رہی تھی اس قیامت کی سردی تھی اور مسلمان اس قدر بھوکے ہو رہے تھے کہ باوجود ایسے وعدے کے کسی کو حامی بھرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ تب آپ نے اشارہ کر کے حذیفہ بن الیمان کو بلایا۔ بیچارے نفس پر جبر کر کے قریب گئے۔ آپ نے حکم دیا کہ "تم جا کے دیکھو یہ لوگ کیا کر رہے ہین مگر خبردار کسی سے بات نہ کرنا"، حذیفہ حکم رسالت پاتے ہی روانہ ہوئے۔ دشمنون کے لشکر مین داخل ہوئے۔ دیکھا تو آندہی ہر چیز کو الٹے دیتی تھی۔ آگ سب طرف بجھ گئی تھی۔ اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ اور تمام لوگ ایک عجیب اضطراب مین تھے اس حالت سے گھبرا کے ابوسفیان نے کہا "اے اہل قریش ہر شخص غور کر لے کہ اس کے پاس کون بیٹھا ہوا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ دشمنون کا کوئی آدمی گھس آیا ہو" یہ سنتے ہی حذیفہ نے اپنے پاس والے ایک شخص کا ہاتھ پکڑ لیا اور پوچھا "تم کون ہو؟"، اس نے ایک نام بتا دیا۔ ابوسفیان اپنے نزدیک مطمئن ہو کے بولا "ہم ایسے مقام مین ہین کہ گھوڑے اور اونٹ ہلاک ہوئے جاتے ہین۔ بنی قریظہ خلاف ہو گئے۔ اور ہوا کی یہ حالت ہے کہ نہ چولھے پر پتیلی ٹھہر سکتی ہے۔ نہ آگ روشن کر سکتے ہین۔ اور نہ خیمے کھڑے رہتے ہین لہذا مین تو جاتا ہون اور تم بھی چلو" یہ کہہ کے اپنے اونٹ پر سوار ہو کے اسے مارنے لگا۔ بدحواسی کا یہ عالم تھا کہ اونٹ کھولنا بھول گیا تھا۔ حذیفہ کہتے ہین "اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع نہ کر دیا ہوتا تو اس وقت بہت آسانی سے ممکن تھا کہ مین اسے قتل کر ڈالتا اور کسی کو خبر بھی نہ ہوتی" یہ

حذیفہ بن الیمان دشمنون کا حال دریافت کرنے کو جاتے ہین

دشمنون کا بھاگنا

حالت دیکھ کے حذیفہ واپس آئے۔ اور آنحضرتؐ سے ساری گذشت بیان کی۔ الغرض اس طرح سخت ناکامی کے ساتھ قریش بھاگے۔ اُن کے بھاگنے کی خبر سن کے بنی غطفان نے بھی اپنی سرزمین کا راستہ لیا۔ اور میدان صاف ہو گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جو اکثر ارشاد فرماتے تھے کہ "نصرت بالصبا" یعنی باد صبا نے میری مدد کی یہ یہ اسی آندھی کی طرف اشارہ ہے جس نے غزوۂ خندق میں میدان کو دشمنوں سے خالی کرایا تھا۔ اس غزوے میں مشرکین کی طرف سے صرف چھ آدمی مارے گئے

دشمنوں کا نقصان

اس لڑائی کو مسلمان دو ناموں سے یاد کرتے تھے۔ غزوۂ خندق اور غزوۂ احزاب۔ پہلا نام اس لیے کہ آنحضرتؐ نے اپنی فوج کی حفاظت کے لیے کھائی کھدوائی تھی۔ اور احزاب اس لیے کہ بہت سے قبائل اور عربی گروہوں کا آپ پر نرغہ تھا۔

باب بستم

غزوۂ بنی قریظہ و دیگر واقعات

غزوۂ بنی قریظہ۔ یہود بنی قریظہ کا محاصرہ۔ اُن کا سردار اُن کو مسلمان کرنا چاہتا ہے مگر وہ نہیں مانتے۔ ابو لبابہ آپ کے وکیل بن کے قلعے میں جاتے ہیں۔ اور اُن کی ہمدردی میں اپنے فرض کو بھول جاتے ہیں۔ اُن کی ندامت اور توبہ بنی قریظہ ہتھیار رکھتے ہیں۔ اُن کی نسبت سعد بن معاذ کا فیصلہ۔ اُن کا قتل اُن میں سے جو لوگ زندہ بچے۔ مال غنیمت کی تقسیم۔ ریحانہؓ بنت عمر آپ کی حرم محترم۔ اُن کا ایمان لانا۔ آپ کا گھوڑے سے گرنا۔ آپ خود مشرکین کو مکے سے بھگانے کی فکر ہے۔ سریۂ محمد بن مسلمہ۔ ثمامہ بن اثال۔ اُن کا ایمان لانا

ع ۵ ابن ہشام صفحہ ۶۸۱ تا ۶۸۴

سریہ عکاشہ بن محصن - سریہ محمد بن مسلمہؓ اور اُنکی تباہی - سریہ ابو عبیدہؓ - غزوہ بنی لحیان سریہ زید بن حارثہ بجانب عیص - سریہ زید بن حارثہ بمقابلہ بنی ثعلبہ - سریہ زید بن حارثہ بمقابلہ بنی جذام - جناب رسالتؐ کی انصاف پسندی - سریہ زید بن حارثہ بجانب وادی القریٰ - سریہ عبدالرحمن بن عوف سریہ علیؓ ابن ابی طالب

غزوۂ بنی قریظہ

غزوۂ خندق سے واپس جاکے آپ ابھی مدینے مین اطمینان سے بیٹھنے بھی نہین پائے تھے کہ جبرئیل آئے اور آپ کو بنی قریظہ پر حملہ کرنے کا حکم سنایا۔ بنی قریظہ نے باوجود مضبوط عہد وپیمان کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جیسی شرمناک دغابازی کی تھی اور جیسے نازک موقع پر مسلمانون کے تباہ کرنے پر آمادہ ہو گئے تھے اُس کے لیے ضرورت تھی کہ مدینے کے اطراف وحوالی جس قدر جلد ہو سکے ایسے دغاباز مفسدون اور بے حمیت فتنہ پردازون سے خالی

یہود بنی قریظہ کا محاصرہ

کرا لیے جائین - اس وقت ظہر کا وقت تھا - حکم خداوندی پاتے ہی آپ اُٹھ کھڑے ہوئے - اور حکم دے دیا کہ سب لوگ بنی قریظہ کے قلعے کے نیچے پہونچ کے نماز عصر ادا کرین - ابن اُم مکتوم مدینے مین آپ کے جانشین ہوئے اور حضرت علی مرتضیٰؓ علم اسلام لے کے بنی قریظہ کی طرف بڑھے - صحابہؓ کے تابع فرمان ہونے کا اس سے زیادہ کیا ثبوت ہو گا کہ بہت سے لوگ جنھین روانگی اور سامان جنگ فراہم کرنے مین دیر ہو گئی وہ اگرچہ عشاء کے وقت سے بھی کچھ زیادہ دیر کر کے پہونچے مگر عصر کی نماز وہین پہونچ کے اور آدھی رات کو ادا کی - اور آپ نے اس کو جائز رکھا[۱]

بہر تقدیر جس روز آپ غزوۂ خندق کی فکرون سے نجات پا کے مدینے مین تشریف لائے ہین اُسی روز سے بنی قریظہ کے قلعے کا محاصرہ شروع ہوا — برابر

---

[۱] ابن خلدون بقیہ جلد ثانی صفحہ ۳۱ - [۲] ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۷۰

پچیس دن تک صحابہ گھیرے پڑے رہے - اور یہود کے دل مین آپ کی ہیبت بیٹھ گئی - اُن کے سردار کعب بن اسد نے جب یہ حالت دیکھی اور یقین

اُن کا سردار اُن کو مسلمان کرنا چاہتا ہو گر وہ نہین مانتے

ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بے فتح کیے واپس نہ جائین گے تو اپنے ہم قوم اور ہم مذہب لوگون کو بلا کے کہا "جو مصیبت سر پر نازل ہو گئی ہو اُس کو تم دیکھ رہے ہو - اب میرے نزدیک تین باتون مین سے ایک کو اختیار کر لو - پہلی اور سب سے بہتر تو یہی صورت ہو کہ محمدؐ پر ایمان لے آؤ - دل مین انھین پیغمبر جانتے ہی ہو زبان سے بھی اقرار کر لو - یہ نہین ہو سکتا تو اپنے بال بچون اور عورتون وغیرہ کو قتل کر ڈالو پھر نکل کے حملہ کرو - یا تو ان لوگون پر غالب ہی آ جائین گے یا خود لڑتے لڑتے مر جائینگے اور اگر یہ بھی نہین ہو سکتا تو یہ کرو کہ آج ہفتے کی رات ہو - وہ لوگ مطمئن ہونگے کہ آج ہم مقابلہ نہ کرین گے - ایسی حالت مین یکایک اُن پر ٹوٹ پڑو - کیا عجب کہ خدا کامیاب کر دے" یہود نے ان تینون باتون سے انکار کیا - دین کے متعلق کہا کہ "توُرۃ کو چھوڑ کے ہم اور کسی کتاب پر ایمان نہین لا سکتے" عورتون اور بچون کے قتل کی نسبت کہا "پھر ان سب کی جان لینے کے بعد زندگی کا کیا لطف باقی رہ جائیگا" اور آخری امر کے بارے مین بھی یہی کہا کہ "ہم اپنے اصول دین کے خلاف سبت کے دن حملہ نہین کر سکتے"۵۰

آخر تنگ آ کے آپ کے پاس پیام بھیجا کہ ابولبابہ بن منذر کو جو قبیلۂ اوس

ابولبابہ آپ کے وکیل بن کے قلعے مین جاتے ہین

سے ہین اور ہمارے حلیف ہین بھیج دیجیے - ہمین جو کچھ کہنا ہو اُن سے کہدین گے - آپ کے حکم سے ابولبابہ گئے تو اُنکی صورت دیکھتے ہی تمام لوگون نے چارون طرف سے گھیر لیا - عورتین اور

۵۰ ابن ہشام صفحہ ۶۸۵ و ۶۸۶

بچے گرد کھڑے ہو کے رونے لگے۔ اور سب نے پوچھا تمھاری رائے ہے کہ محمدؐ کے حکم کے مطابق قلعے سے اُتر آئین اور پھاٹک کھول دین؟ ابولبابہ نے زبان سے تو کہا کہ "ہان اُتر آؤ" مگر گلے پر ہاتھ رکھ کے یہ بھی اشارہ کر دیا کہ قتل ہو گے۔ یہ کہہ کے واپس آئے۔

اور اُن کی ہمدردی مین اپنے فرض کو بھول جاتے ہین

اُن کی ندامت اور توبہ

راستے مین خیال آیا کہ مین گناہگار ہون۔ اس لیے کہ پیغمبر علیہ السلام کے خلاف اُن لوگون کو قتل کی دھمکی دے دی۔ بس پھر کیا تھا ندامت کی کوئی انتہا نہ تھی۔ بجاے اس کے کہ رسول اللہ کی خدمت مین حاضر ہون منھ کے بل چلتے ہوے مسجد نبوی مین آئے۔ ایک ستون سے آپ کو باندھ دیا۔ قبول توبہ کے منتظر ہوے اور عہد کیا کہ پھر کبھی بنی قریظہ کی زمین پر نہ جاؤن گا جہان خدا و رسول کی خیانت کا مرتکب و مجرم ہوا ہون۔ آنحضرتؐ کو خبر ہوئی تو فرمایا "اگر سیدھے میرے پاس چلے آتے تو مین اُن کو معاف کر دیتا۔ لیکن اب وہ مسجد کے ستون مین آپ کو باندھ چکے تو جب تک خدا ہی نہ معاف کر دے مین کچھ نہین کر سکتا۔ چھ دن تک یونہین ستون مین بندھے رہے تھے اور صرف نماز کے وقت کھولے جاتے تھے کہ خدا نے خاص وحی ربانی اور آیت قرآنی کے ذریعے سے اُن کی خطا معاف کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تشریف لے جا کے خود اپنے ہاتھ سے کھولا۔ اور مبارکباد دی۔

بنو قریظہ آخر ذی قعدہ مین مجبور ہو کے بغیر کسی شرط کے آپ کے حکم کے بموجب قلعے سے اُتر آئے۔ قبیلہ اوس والون نے حاضر ہو کے درخواست کی کہ خزرجیون کی خواہش کے مطابق جو سلوک اُن کے حلیفون یعنی بنی نضیر کے ساتھ کیا گیا تھا وہی سلوک ہماری خواہش کے مطابق بنی قریظہ کے ساتھ کیا جائے کیونکہ یہ ہمارے حلیف ہین۔ جس کا ماحصل یہ تھا کہ ہماری سفارش سے ان لوگون کی جان بخشی کی جائے۔ آپ نے فرمایا "تم لوگ اس بات پر راضی ہو کہ تمھارے

بنی قریظہ ہتھیار رکھتے ہین

سرداری اس بلا معاملے مین حکم قرار دے دیے جائین ؟" تمام بنی اوس فوراً راضی ہو گئے اور آپ نے اُن کے سرگروہ سعد بن معاذ کو بلوایا - جو خندق کے معرکے مین ایک تیر سے زخمی ہو چکے تھے - آپ نے انھین خاص مسجد نبوی مین ایک خیمے مین ٹھہرایا تھا تاکہ جلدی جلدی اور جب چاہین عیادت کو تشریف لے جاسکین وہ ایک گدھے پر سوار ہو کے آپ کی خدمت مین حاضر ہوئے - اس لیے کہ ابھی تک آپ بنی قریظہ کے قلعے کے گرد تھے - جب سعد بن معاذ آ کے پہونچے تو آپ نے فرمایا "اپنے سردار کی تعظیم کے لیے اٹھو" بنی اوس نے کہا "سعد تمھین رسول اللہ نے اپنے دوستون اور حلیفون کے بارے مین حکم قرار دیا ہے" سعد نے کہا "تو عہد کرو کہ میرے فیصلے پر تم سب لوگ راضی ہو" سب نے عہد کیا - تب سعد نے یہ فیصلہ کیا کہ "ان لوگون کے مرد قتل کیے جائین - اُن کی عورتین اور بچے لونڈی غلام بنین - اور مال مسلمانون مین تقسیم کر دیا جائے" سب لوگ خاموش ہو گئے - اور آپ نے فرمایا "سعد نے وہی فیصلہ کیا جو خدا کی مرضی کے موافق تھا" اس فیصلے کے ساتھ ہی سعد بن معاذ کا عہد خدا نے پورا کر دیا - فوراً زخم سے خون جاری ہو گیا - اور انھون نے شہادت کا رتبہ حاصل کیا - چنانچہ وہ شہداے یوم خندق مین شمار کیے گئے ہین۔

اُن کی نسبت سعد بن معاذ کا فیصلہ

اس فیصلے کے بعد یہ سب لوگ حارث کی بیٹی کے مکان مین جو بنی نجار مین سے تھے قید کیے گئے - دوسرے روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سعد کے فیصلے کی تعمیل کے لیے مدینے کے بازار مین تشریف لے گئے - وہان گڑھے کھودے گئے - اور اُنھین مین چھ سات سو بنی قریظہ کی گردنین ماری گئین - جن کے ساتھ حیی بن اخطب اور کعب بن اسد وغیرہ اشرار یہود کا بھی خاتمہ ہو گیا - اُن کے ساتھ ارخسد

اُن کا قتل

ﻉ ابن خلدون بقیہ جلد دوم صفحہ ۳۱ و ۳۲

بنت عارضہ نام ایک یہودیہ عورت بھی قتل کی گئی۔ اس لیے کہ اُس نے خلادؔ بن سوید نام ایک صحابی کو اوپر سے چکی کا پاٹ پھینک کے شہید کیا تھا۔ جناب عائشہ صدیقہ بیان فرماتی ہین کہ اُس عورت نے بہت ہی جراُت کے ساتھ جان دی۔ اور مرتے وقت تک ہنس ہنس کے اور قہقہے لگا لگا کے باتین کر رہی تھی؎

اُن مین سے جو لوگ زندہ بچے

بنی قریظہ مین سے زبیر بن باطا اس کی اولاد اور اُس کے مال کے چھوڑ دینے کے لیے ثابت بن قیس نے سفارش کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول کی۔ مگر خود زبیر مذکور نے کہا کہ مین اپنے دوستون اور ہم قومون کے بعد زندگی نہین چاہتا۔ لہذا وہ قتل گاہ مین خود ہی گیا۔ اور اپنی خواہش سے مارا گیا۔ مگر اُس کے بیٹے بچ گئے۔ جن مین سے عبد الرحمن بن زبیر کا شمار صحابیون مین ہے۔ اسی طرح رفاعہ بن شموال قرظی کو منذر بنت قیس غاریہ کی سفارش سے نجات ملی۔ انھون نے بھی آزادی کے بعد ایمان قبول کیا۔ اور گروہ صحابہؓ مین شامل ہو گئے۔

مال غنیمت کی تقسیم

ان لوگون کے قتل ہو چکنے کے بعد مال غنیمت یون تقسیم ہوا کہ سوار کو تین تین حصے دیے گئے۔ اور پیدل کو ایک ایک حصہ۔ بنی قریظہ کا محاصرہ کرنے والون مین کل چھتیس سوار تھے۔ جنھون نے تین تین حصے پائے

ریحانہ بنت عمر آپ کی حرم محترم

لونڈیون مین سے ریحانہ بنت عمرو بن خنافہ خود حضرت سرور کائنات کے حصے مین آئین؎۔ آپ نے چاہا کہ انھین آزاد کر کے اپنے عقد نکاح مین لے لین۔ لیکن ریحانہ نے ناپسند کیا۔ اور کہا مین بجاے بیوی بننے کے آپ کی لونڈی رہنے کو پسند کرتی ہون۔ اس موقع پر اُن کے مسلمان بنانے کی بھی کوشش کی گئی جس سے انھون نے انکار کیا۔ اور کہا مین

؎ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۰۰ ؎ سیرۃ ابن ہشام صفحہ ۶۹۰ و ۶۹۱

؎ ابن خلدون بقیہ جلد ثانی صفحہ ۳۲

یہود ن ہی رہون گی۔ مگر آپ چاہتے تھے کہ کسی طرح مسلمان ہو جائین۔ آخر

اُن کا ایمان لانا

خدا نے آپ کی یہ آرزو پوری کی۔ چند روز بعد ایک دن آپ صحابہؓ کے مجمع مین بیٹھے ہوئے تھے کہ پیچھے کی طرف سے جوتیون کی چاپ معلوم ہوئی۔ آپ نے عجیب معجز نمائی کی شان سے خوش ہو کے فرمایا "ثعلبہ بن سعید مجھے ریحانہ کے ایمان لانے کی خوش خبری دینے آتے ہین"۔ لوگون نے دیکھا تو حقیقت مین یہ ثعلبہ ہی تھے اور یہی بشارت لے کے آئے تھے۔ ریحانہ اس کے بعد آپ کے آخر عمر تک آپ ہی کی خدمت مین رہئن

آپ کا گھوڑے سے گرنا

محاصرہ بنی قریظہ کے بعد اس سال اور کوئی اہم واقعہ نہین پیش آیا بجز اس کے کہ ذوالحجہ کے مہینے مین اور بعض راویون کا بیان ہے کہ اس سے پیشتر ربیع الاول کے مہینے مین آپ گھوڑے سے گر پڑے جس سے پنڈلی چھل گئی۔ اور داہنی ران زخمی ہو گئی۔ جس کی تکلیف سے آپ پانچ روز تک گھر کے اندر ہی رہے۔ اور بیٹھ کے نماز ادا کی۔[عسہ]

اب شوکت اسلام کی آواز تمام قبائل عرب مین گونجنے لگی تھی۔ غزوہ خندق نے مشرکین مکہ کے حوصلے پست کر دیے تھے اور اُن کے دلون مین اسلام کی ہیبت اس قدر بیٹھ گئی تھی کہ بعض معزز درجے کے قریش مکے کو چھوڑ کے

اب خود مشرکین کو مکے سے بھاگنے کی فکر ہے

کوئی اور مامن ڈھونڈھنے لگے تھے۔ چنانچہ عمرو بن العاص۔ جو بنی امیہ مین نہایت ہی صاحب اثر تھے خانۂ کعبہ کو چھوڑ کے ارض حبشہ مین چلے گئے۔ اور جس دامن مین کبھی انھین کے ہاتھ سے مظلومون نے پناہ لی تھی اُسی دامن کے نیچے اب خود پناہ ڈھونڈھنے کو گئے ہین۔ ادہر حوالی مدینہ مین یہود کا بھی قریب قریب خاتمہ ہو گیا تھا جو دشمنون کو اُبھار اُبھار کے لایا اور

---

۵۶ ابن ہشام صفحہ ۶۹۲ عسہ تاریخ الخمیس جلد ۱ صفحہ ۵۶۵

لڑا یا کرتے تھے۔ ایسی حالت میں ضرورت تھی کہ تمام قبائل عرب جس قدر جلد ممکن ہو دین الٰہی اور خالص توحید کے پابند بنائے جائیں اور جزیرہ نمائے عرب میں جس طرح ایک مذہب قائم ہوا اُسی طرح ایک نئی زبردست سلطنت کی بھی بنیاد ڈالی جائے اسی خیال سے اس سال میں آپ نے مختلف اطراف میں بہت سے سریے روانہ کیے۔

سریۂ محمد بن مسلمہ

محرم کے دس ہی دن گذرے تھے کہ آپ نے محمد بن مسلمہ کو تیس سواروں کے ساتھ قرطا نام ایک چھوٹے قبیلۂ بنی بکر کے مقابلے کو روانہ کیا۔ ضریہ نام ایک مقام مکۂ معظمہ اور بصرے کے درمیان میں مکے سے سات منزل پر واقع تھا۔ وہیں قبیلۂ قرطا کے لوگ رہا کرتے تھے۔ محمد بن مسلمہ دن کو چھپتے اور راتوں کو کوچ کرتے ہوئے گئے۔ اور ناگہان اُن پر جا پڑے حملے کے ساتھ ہی وہ لوگ مال و اسباب چھوڑ کے بھاگ گئے۔ پچاس اونٹ اور تین ہزار بکریاں مسلمانوں کے ہاتھ لگیں جنھیں لے کے محمد بن مسلمہ روانگی کے انیسویں دن ۲۹ محرم کو مدینہ طیبہ میں داخل ہوئے۔ اور پانچواں حصہ خزانۂ نبوت میں داخل کر کے باقی مال غنیمت اپنے اور ہمراہیوں میں تقسیم کر لیا۵ع۔

ثمامہ بن اثال

اس چھوٹے معرکے میں محمد بن مسلمہ ایک شخص کو گرفتار کر لائے تھے جسے اور کوئی نہیں پہچانتا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صورت دیکھتے ہی پہچان لیا۔ اور فرمایا "جانتے ہو یہ کون ہیں؟ یہ ثمامہ بن اثال حنفی ہیں"۔ جو عرب کے مشہور شرفا میں تھے۔ ثمامہ کو آپ نے مسجد نبوی کے ایک ستون میں بندھوا دیا تاکہ مسلمانوں کی نماز کی شان دیکھیں۔ شاید خداوند جل و علا دل میں نور ہدایت ڈال دے۔ دوسرے دن آپ اُن کے پاس گئے اور پوچھا "ثمامہ کیا خبر ہے؟" جواب

۵ع تاریخ الخمیس جلد ۲۔ صفحہ ۲ و ۳۔

دو یا خیریت ہے۔ اگر قتل کیجئے تو جان لیجئے کہ میرا انتقام لینے والے بھی موجود ہین۔ اگر احسان کر کے چھوڑ دیجئے تو مین ناشکرا نہین ہون۔ اگر کچھ روپیہ پیسہ چاہیئے ہو تو وہ بھی ادا کیا جا سکتا ہے"۔ تین دن تک برابر اُن سے یہی سوال کیا اور یہی جواب پایا۔ آخر آپ نے فرمایا"۔ اچھا اب ان کو چھوڑ دو"۔ ثمامہ آزادی پاتے ہی مسجد سے باہر گئے

اُن کا ایمان لانا

غسل کیا اور واپس آکے کہا"۔ اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمد رسول اللہ" پھر کہا"اے محمد! اس سے پیشتر تم سے زیادہ مجھے کسی کے ساتھ بغض نہ تھا اور آج تم سے زیادہ کسی سے محبت نہین ہے"۔ آپ نے ان گذشتہ تین دن تک ثمامہ کے کھانے پینے کا بہت خیال رکھا تھا۔ اور مسلمانون کو تاکید کی تھی کہ انھین اچھی غذا کھلائین۔

اس کے بعد ربیع الاول مین آپ نے عکاشہ بن محصن اسدی کو چالیس جانبازون کے ساتھ بنی اسد کی ایک جھیل کی طرف روانہ کیا

سریہ عکاشہ بن محصن

جو غمر مرزوق کے نام سے مشہور تھی۔ عکاشہ اگرچہ بہت ہی جلد جا پہونچے۔ اور اس کی بھی کوشش کی تھی کہ دشمنون کو خبر نہ ہونے پائے۔ مگر انھین پیشتر سے معلوم ہو گیا۔ فوراً بھاگ کھڑے ہوئے۔ عکاشہ کو جب وہان کوئی نہ ملا تو اس جھیل کے کنارے ٹھہر گئے اور چند بہادرون کے ساتھ شجاع بن وہب کو ادھر اُدھر حوالی مین روانہ کیا۔ جو ایک اسدی شخص کو پکڑ لائے۔ اس نے بنی اسد کے چراگاہ کا پتہ بتا دیا۔ جہان عکاشہ کو دشمنون کے سو اونٹ مل گئے اور انھین لے کے رسول اللہ کی خدمت مین حاضر ہوئے۔

سریہ محمد بن مسلمہ

اسی ربیع الاول مین آپ نے محمد بن مسلمہ کو دس بہادرون کے ساتھ مقام ذی القصہ کی طرف روانہ کیا جو مدینۂ منورہ سے چوبیس میل کے

۵ے السیرۃ النبویۃ جلد ۲ صفحہ ۱۳۸

فاصلے پر ہے۔ یہ بیچارے وہان پہونچے تھے کہ دشمن ایک رات غافل پا کے سو آدمیون کی جماعت سے اچانک آپڑے اور گھیر لیا۔ مسلمانون نے چونکتے ہی تیر برسانا شروع کیے۔ لیکن اس کا زیادہ موقع نہین ملنے پایا تھا کہ دشمنون نے نیزے لے لے کے یورش کر دی۔ اور سب کو مار ڈالا۔ اکیلے ایک محمد بن مسلمہ زندہ بچے۔ اور محض اس سبب سے کہ زخمی ہو کے گر رہے تھے۔ دشمنون نے مردہ سمجھ کے کپڑے اُتار لیے۔ اور میدان مین چھوڑ کے غائب ہو گئے۔ دوسرے دن اتفاقاً کوئی مسلمان مسافر گذرا جو اپنے اونٹ پر ڈال کے مدینے لے آیا۔

اور ان کی تباہی

سریۂ ابو عبیدہ

پھر اس کے بعد ربیع الآخر مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو عبیدہ بن الجراح کو روانہ کیا کہ انھین لوگون کو سزا دین جنھون نے گذشتہ سریہ والون کو گھیر کے شہید کیا تھا۔ ابو عبیدہ چالیس نبرد آزماؤن کے ساتھ جوش و خروش سے پہونچے دشمنون کو حملہ کر کے زک دی۔ اور یہان تک دبایا کہ وہ پہاڑون پر بھاگ گئے۔ اُن مین سے ایک شخص مسلمانون کے ہاتھ مین گرفتار ہو کے ایمان لایا۔ اور چھوڑ دیا گیا۔ مگر دشمنون کے بہت سے مویشی بھی ابو عبیدہ کے ہاتھ لگے جنھین ہنکاتے ہوئے وہ دربار رسالتؐ مین حاضر ہوئے۔

ربیع الآخر ہی مین آپ نے زید بن حارثہ کو بنی سلیم کے مقابلے کو روانہ کیا جو مدینے سے چار میل کے فاصلے پر مقام جموم مین پہونچے جہان بنی سلیم آباد تھے۔ وہان حلیمہ نام ایک مزینہ عورت گرفتار ہوئی۔ اور اُسی کی رہبری سے مسلمانون کو بنی سلیم کے ایک محلے پر تاخت کرنے کا موقع مل گیا۔ بہت سے اونٹ بھیڑ بکریان اور قیدی مسلمانون کے ہاتھ لگے۔ زید جب یہ سب مال غنیمت لے کے واپس آئے تو آپ نے اس عورت کو آزاد کر دیا اور اُسی کی خاطر سے اُسکے شوہر کو بھی آزادی دی گئی۔[۵۰]

---

[۵۰] تاریخ الخمیس جلد ۲ صفحہ ۹ - ۱۰۔

اب جمادی الاول مین آپ نے ارادہ کیا کہ بنی لحیان سے عاصم و خبیب وغیرہ کے خون کا انتقام لیا جائے۔ جن کے ساتھ دغا کی گئی تھی اور جنکی مظلومانہ شہادت کا حال ہم غزوۃ الرجیع کے موقع پر بیان کر چکے ہین۔ چنانچہ آپ نے مسلمانون کو تیاری کا حکم دے دیا۔ اور دشمنون کے غافل رکھنے کی غرض سے مشہور کیا کہ ارض شام کا ارادہ ہے۔ ابن ام مکتوم کو اپنی جگہ مدینے مین چھوڑا۔ دو سو جانبازون اور بیس سوارون کو لے کے چل کھڑے ہوئے۔ اور جلدی جلدی کوچ کر کے مقام امج اور عسفان کے درمیان اس زمین مین پہونچے جہان بنی لحیان رہا کرتے تھے۔ وہان پہونچ کے معلوم ہوا کہ وہ لوگ پہلے ہی سے بھاگ کے پہاڑون مین ہو رہے ہین۔ مجبوراً آپ دو ایک دن کے لیے ٹھہر گئے شہدائے رجیع کے حق مین دعائے مغفرت کی۔ اور دشمن کی جستجو مین ادہر اُدہر چند سریہ روانہ کیے۔

غزوہ بنی لحیان

جب بخوبی معلوم ہو گیا کہ اب انتقام لینے کی کوئی امید نہین کی جا سکتی تو وہان سے کوچ کر کے عسفان مین اُترے جس مین دراصل یہ امر ملحوظ خاطر تھا کہ اہل مکہ پر اثر ڈالا جائے۔ بلکہ اپنے ہمراہیون مین سے دو سوارون کو مکے کی طرف روانہ کیا جو مقام کراع الغمیم تک جا کے واپس آئے۔ اس کے بعد آپ نے ابو بکر صدیق کو دس سوارون کے ساتھ مکے کی طرف روانہ کیا۔ تاکہ مشرکین کو آپ کی تشریف آوری کی خبر ہو جائے اور آخر ان امور سے فراغت کر کے چودہ دن بعد مدینہ طیبہ مین داخل ہوئے۔

عہ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۱۰ عہ تاریخ الخمیس جلد ۲ صفحہ ۴ عہ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۱۰

للمعہ تاریخ الخمیس جلد ۲ ۔ صفحہ ۴ ۔ عہ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۔ ۱۰

عہ السیرۃ المحمدیۃ ۔ جلد ۲ ۔ صفحہ ۱۴۰ و ۱۴۱

سریۂ زید بن حارثہ بجانب عیص

اسی جمادی الاول کے مہینے میں ایک یہ واقعہ بھی پیش آیا کہ آپ نے زید بن حارثہ کو ستر شجاعان اسلام کے ساتھ عیص نام ایک گاؤں کی طرف روانہ کیا جو مدینے سے چار میل کے فاصلے پر تھا۔ اور غرض یہ تھی کہ قریش کا ایک قافلۂ تجارت جو ارض شام سے آتا تھا اور بہت کچھ مال و دولت لیے ہوئے آتا ہے لوٹ لیا جائے۔ زید ٹھیک موقع پر پہونچے۔ قافلے میں جو کچھ تھا لوٹ لیا۔ اور بہت سے آدمیوں کو بھی گرفتار کر لائے۔ اسی قافلے کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت زینبؓ کے شوہر ابو العاص بن ربیع بھی تھے جنھوں نے یہاں سے بھاگ کے حضرت زینبؓ کے پاس مدینے میں پناہ لی تھی۔ اور جن کا حال نہایت تفصیل کے ساتھ ہم گذشتہ باب میں بیان کر چکے ہیں۔

سریوں میں زید بن حارثہ کا نام کثرت سے نظر آتا ہے۔ اور واقعی دامن نبوت میں پرورش پانے کی یہ برکت تھی کہ جس طرح زید سب کے پہلے ایمان لائے اسی طرح سب سے زیادہ اشاعت اسلام میں بھی اُن کو دخل ہے۔ عیص سے واپس چلے آتے

سریۂ زید بن حارثہ بمقابلۂ بنی ثعلبہ

تھے کہ جمادی الثانی کے مہینے میں آپ نے پندرہ جوانمردان عرب پر سردار مقرر کر کے بنی ثعلبہ کے مقابلے کو روانہ کیا۔ دشمن تو زید کے آنے کی خبر سنتے ہی بھاگ گئے۔ مگر اُن کے بیس اونٹ مسلمانوں کے قبضے میں آئے جنھیں لے کے وہ حضرت رسالت مآبؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

سریۂ زید بن حارثہ بمقابلۂ بنی جذام

پھر جمادی الثانی ہی میں زید بن حارثہ کو ایک اور مہم سر کرنی پڑی جو اس سے بڑی اور نہایت اہم تھی۔ اور اس کا سبب یہ ہوا کہ اس زمانے سے پیشتر کسی موقع پر بنی جذام میں سے قبیلۂ خبیب کے ایک معزز شخص رفاعہ بن زید بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کے ایمان لائے تھے۔ ایک غلام آپ کی

عہ تاریخ الخمیس جلد ۲ صفحہ ۱۰۔ عہ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۹۰-۹۱

خدمت مین پیشکش کیا تھا۔ اور وعدہ کیا تھا کہ اپنی قوم والون کو بھی توحید ربانی کی طرف متوجہ کرین گے۔ آنحضرتؐ نے بھی اُنھین ایک خط لکھ دیا تھا اور فرمایا تھا کہ اسے لے جا کے اپنی قوم کے سامنے پیش کرنا۔ رفاعہ نے واپس جا کے وہ صحیفہ نبوت قوم کے سامنے پیش کیا۔ اور سب لوگ مسلمان ہو گئے۔ اور دین اسلام قبول کرنے کے بعد مقام حرۃ الرجلاء مین جا کے مقیم ہو گئے۔ اتفاقاً وحیہ کلبی قیصر روم کے دربار سے آپ کے خط کا جواب لیے ہوئے واپس آتے تھے۔ بنی جذام کی سرزمین مین پہونچے تو ہنید بن عوض اور اس کے بیٹے عوض بن ہنید نے جو بنی ضلیع نام جذامیون کے ایک چھوٹے خاندان کے سردار تھے اُنھین حملہ کر کے لوٹ لیا اور جو کچھ شہنشاہ روم کے پاس سے لائے تھے چھین لے گئے۔ یہ خبر رفاعہ کی قوم یعنی بنی خبیب کو پہونچی تو اُنھون نے چونکہ مسلمان تھے ہنید و عوض پر تاخت کی۔ اور اُن کو شکست دے کے وہ تمام چیزین جو وحیہ کلبی سے چھینی گئی تھین پھر اُن کے حوالے کین۔ انھین لے کے وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ اور ساری سرگذشت بیان کی۔ آپ نے اس خیال سے کہ بنی جذام کو اس سرکشی کی سزا دینے کی ضرورت ہے زید بن حارثہ کو پانچ سو کی جماعت سے روانہ کیا۔ اور وحیہ کلبی بھی اس لشکر اسلام کے ساتھ ہوئے۔ زید دن کو چھپتے اور رات کو کوچ کرتے ہوئے چلے۔ اور ایک صبح کو دشمنون پر اس طرح اچانک جا پڑے کہ اُنھین بھاگنے کا بھی موقع نہ ملا۔ ہنید اور اُس کے بیٹے کو قتل کیا۔ اور تمام مال و اسباب لوٹ لیا۔ اس جہاد مین ایک ہزار اونٹ پانچ ہزار بھیڑ بکریان۔ اور ایک سو عورتین اور بچے مسلمانون کے قبضے مین آئے۔ اس واقعے کی خبر جب بنی خبیب یعنی رفاعہ کی قوم والون کو ہوئی تو وہ لوگ بہت پریشان ہوئے۔

عہ تاریخ الخمیس جلد ۲ - صفحہ ۱۱

اس لیے کہ ضلیعیون کے ساتھ اُن کا بھی بہت سا مال و اسباب لٹ گیا تھا اور اُن کے کچھ لوگ بھی مسلمانون کے ہاتھ سے مارے گئے تھے۔ اُن کے بعض وکلا زید بن حارثہ کے پاس آئے اور کہا "ہم مسلمان ہین لہذا ہمارا مال و اسباب واپس ملنا چاہیے"۔ زید نے کہا "اچھا اگر مسلمان ہو تو سورۂ فاتحہ پڑھ کے سناؤ" حسان بن عمر نام ایک شخص نے جو بنی خبیب مین سے تھے سورہ فاتحہ پڑھ کے سنا دی زید اب اسباب واپس دینے پر تیار ہو گئے تھے۔ اور فوج مین پکروا دیا تھا کہ جو کچھ لیا گیا ہے اُس پر قبضہ کرنا حرام ہے۔ مگر بعض ہمراہیون نے راے دی کہ اتنی جلدی نہ کرنی چاہیے۔ اور بغیر تحقیق کیے لوٹے ہوئے مال کو واپس کر دینا خلاف احتیاط ہے۔ زید بھی دل مین سمجھے کہ بیشک ایسا ہی ہونا چاہیے۔ اور بنی خبیب سے کہہ دیا کہ "اب اس امر کا فیصلہ خدا اور رسول کے اختیار مین ہے"۔ بنی خبیب یہان سے مایوس ہو کے تو اپنے سردار رفاعہ بن زید کے پاس گئے جنھین اس واقعے کی خبر بھی نہ تھی۔ اور کہا "تم تو یہان بیٹھے بکریون کا دودھ لیتے ہو اور بنی جذام کی عورتین گرفتار ہو گئین۔ اور صرف اس تحریر نے انھین دھکا دیا جیسے تم لائے تھے"۔ رفاعہ یہ سنتے ہی اپنی قوم والون کو لے کے مدینے مین آئے

جناب رسالت کی انصاف پسندی

اور بارگاہ رسالت مین حاضر ہو کے شکایت کی۔ آپ یہ سن کے متردد ہو گئے۔ اور فرمایا "خیر اسباب تو واپس ہو جائے گا مگر جو لوگ مارے گئے ہین اُن کا کیا معاوضہ ہو سکتا ہے؟" بنی خبیب نے کہا "ہم صرف اپنا مال و اسباب چاہتے ہین۔ اور جو لوگ مارے گئے اُن کا خون ہم نے معاف کیا"۔ آپ نے فرمایا "بس تو اب کوئی دشواری نہین ہے"۔ جناب علی مرتضیٰؑ کو ان کے ہمراہ کیا۔ اور کہا "تم لوگ زید بن حارثہ کے پاس جاؤ جو کچھ لیا ہے وہ فوراً واپس کر دین گے"۔ حضرت علیؑ اُن کے ساتھ گئے۔ اور زید نے فرمان رسالت پاتے ہی تعمیل کی۔

قیدی چھوڑ دئے۔ اور ادسنے قسم کا کوئی نمدہ بھی لیا تھا تو واپس کیا۔

سریہ زید بن حارثہ بجانب وادی القری

اس کے بعد رجب مین آپ نے انھین زید بن حارثہ کو چند مسلمانون کے ساتھ وادی القری کی طرف روانہ کیا جہان بنی فزارہ اوران سے لڑائی ہوئی۔ مگر مسلمانون کی قوت ایسی کم تھی کہ اگرچہ بنی فزارہ کے لوگ بھی مارے گئے۔ مگر مسلمان سب کے سب شہید ہوئے اور خود زید بھی بالکل بیجان لاش کی طرح میدان مین گرے۔ کچھ جان باقی تھی۔ کہ اتفاقاً کوئی رہنورد اُدہر سے گذرا۔ اور اُنھین زندہ دیکھ کے مدینے مین اُٹھا لایا۔

سریۂ عبدالرحمن بن عوف

شعبان مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمن بن عوف کو مقام دومۃ الجندل کی طرف روانہ کیا۔ جہان بنی کلب رہا کرتے تھے یہ تو نہین معلوم کہ عبدالرحمن اس دور ودراز شہر پر جو دمشق کے قریب تھا کتنی قوت سے حملہ آور ہوئے مگر آپ نے خود اپنے ہاتھ سے اُن کے سر پر عمامہ باندھا۔ اور نصیحت کی کہ "خدا کا نام لے کے اور اُسی کے لیے جہاد کرو۔ جو توحید کا منکر ہو اُس سے لڑو۔ مگر دیکھو کبھی غدر نہ کرنا اور نہ کبھی کسی بچے کو قتل کرنا" بنی کلب کے سردار اصبغ بن عمرو کلبی نصرانی تھے۔ عبدالرحمن حسب فرمان رسالت وہان پہونچے اور لڑائی شروع کرنے سے پیشتر تین دن تک تبلیغ دین کرتے رہے۔ ابتدا مین تو اُنھین اپنا دین چھوڑنے سے انکار تھا۔ مگر آخر سردار قوم اصبغ اپنی قوم کے بہت سے لوگون کے ساتھ دین اسلام مین داخل ہوئے۔ اور جن لوگون نے دین نہین قبول کیا اُنھون نے فدیہ ادا کرنے کا اقرار کر لیا۔ اس کے بعد عبدالرحمن بن عوف نے اصبغ بن عمرو کی بیٹی تماضر کو اپنے عقد نکاح مین لیا۔ مورخین کے بیان سے معلوم ہوتا ہو کہ یہ عقد انھون نے جناب رسالت مآب کے ارشاد

عـه ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۷۰ عـه السیرۃ النبویۃ جلد ۲ صفحہ ۱۵۳

کے مطابق کیا تھا۔ الغرض تمام حضر دین اسلام قبول کرکے مدنیۂ طیبہ مین آئین۔ اور اُن خوش نصیب خاتونان اسلام مین شامل ہوئین جو صحابیہ کے لقب سے یاد کی جاتی ہین۔ اور انھین کے بطن سے عبداللہ بن عبدالرحمن پیدا ہوے جو مدینے کے فقہا سبعہ مین ہین اور افضل تابعین مین شمار کیے جاتے ہین۔

اسی زمانے مین آپ کو خبر معلوم ہوئی کہ بنی سعد بن بکر کی ایک جماعت آپ کے خلاف مرتب ہوئی ہے۔ اور وہ لوگ خیبر کے یہود سے مدد مانگ رہے ہین۔ آپ نے فوراً جناب علی مرتضیٰ کو ایک سو جوان مردان اسلام پر سردار مقرر کرکے روانہ کیا۔ جو اسی ماہ شعبان مین سب سے چھپ کے رات کو روانہ ہوگئے تاکہ دشمنون کو خبر نہ ہونے پائے۔ مقام غمج تک پہونچے تھے کہ ایک شخص ملا۔ پوچھا کیا کرتا ہے؟ جواب ملا "اپنی ایک چیز ڈھونڈھ رہا ہون"۔ پوچھا بنی سعد کہان ہین؟ بولا مین نہین جانتا۔ حضرت علیؓ نے اُسے گرفتار کرلیا۔ اور جب اُسے اپنے مارے جانے کا یقین ہوا تو بتایا کہ "مین بنی سعد کا فرستادہ ہون۔ اور یہود خیبر کے پاس یہ پیام لے کے جاتا ہون کہ اگر وہ اپنی فصل خرما کا کچھ حصہ دینے کا وعدہ کرین تو بنی سعد ان کی مدد کو تیار ہین"۔ مسلمانون نے پوچھا "اور بنی سعد ہین کہان؟" اُسنے کہا "اُنکے دو سو آدمی میری روانگی کے وقت تک جمع ہوچکے تھے۔ اگر تم وعدہ کرو کہ میری جان نہ لوگے تو پہونچا دونگا"۔ وعدہ کیا گیا۔ اور وہ حضرت علیؓ کو لے کے چلا۔ اور ایسے راستے سے گیا کہ لوگون کے دل مین بدگمانی پیدا ہونے لگی تھی ناگہان ایک تختۂ مسطح نمودار ہوا جس مین بہت سے مویشی چر رہے تھے۔ یہان پہونچتے ہی اُس شخص نے کہا "یہ انھین کے مویشی ہین"۔ حضرت علیؓ کے حکم سے مسلمانون نے اُن تمام مویشیون پر قبضہ کرلیا۔ اور اس شخص نے آزادی کی درخواست کی۔

سریۂ علی بن ابی طالب

ع۵ تاریخ الخمیس جلد ۲ صفحہ ۱۲

علی مرتضیٰؑ نے فرمایا "ابھی نہین۔ ہم خود اُن لوگون کو پالین تب چھوڑین گے"
جب مسلمانون نے مویشیون پر قبضہ کیا تو چرواہے بھاگ بھاگ کے اپنے مالکون کے پاس گئے اور مسلمانون کے آپڑنے کی خبر کی۔ اور اسی خیال سے اُس گرفتار شدہ شخص نے کہا "اب میرے قید رکھنے سے کیا نتیجہ ہی؟ وہ لوگ بھاگ گئے ہونگے" حضرت علیؑ نے فرمایا "تمھین اس سے کیا۔ ہمین اُن کے فرودگاہ تک پہونچا دو" وہ آپ کے حکم کے مطابق وہان بھی لے گیا۔ لیکن سب بھاگ چکے تھے۔ تب وہ شخص چھوڑدیا گیا۔ اور جناب علیؑ مرتضیٰ بغیر لڑے بھڑے پانچ سو اونٹون اور دو ہزار بھیڑ بکریون کو ہنکاتے ہوئے مدینۂ طیبہ مین داخل ہوئے۔

باب بست ویکم

غزوۂ بنی المصطلق اور واقعہ افک

غزوۂ بنی المصطلق۔ انصار و مہاجرین کی باہمی چھیڑ چھاڑ۔ ابن ابی کی منافقت۔ اُسکے بیٹے کا صدق ایمانی ام المومنین جویریہ۔ آنحضرتؐ کی غیب دانی۔ آیت تیمم کا شان نزول واقعہ افک۔ اُس کی سرگذشت خود جناب صدیقہؓ کی زبانی۔ قافلے سے پیچھے رہ جانے کا سبب۔ صفوان بن معطل جس سے تہمت لگائی گئی تھی۔ تہمت کے مشہور کرنے والے۔ جناب صدیقہؓ کا ورود مدینہ۔ اُس زمانے مین حضرت رسالتؐ کا اُن کے ساتھ برتاؤ۔ جناب عایشہؓ سنتی ہین کہ اُن پر کیا الزام لگایا گیا ہی۔ اُسامہ بن زید اور جناب علیؓ سے آپ مشورہ لیتے ہین۔ بریرہ لونڈی کی شہادت۔ آپ کا خطبہ مجمع عام مین۔ اوس وخزرج کا باہمی جھگڑا۔ جناب صدیقہؓ کی حالت حضرت رسالتؐ تحقیقات فرماتے ہین۔ عایشہؓ کے ماں باپ کا خلوص دینی۔ خود جناب عایشہ کا بیان۔ اُن کا انکسار نفس۔ خدا بذریعہ وحی جناب صدیقہؓ کو بری کرتا ہے

ع۵ السیرۃ الحلبیۃ جلد ۲ صفحہ ۱۵۲ و ۱۵۳

حضرت علیؓ کا طرز عمل اس معاملے مین - عایشہؓ و علیؓ کی رنجش کی بنیاد - تہمت لگانے والون پر حد شرع - صفوان اور حسانؓ کی لڑائی - آنحضرتؐ کا فیصلہ - حسانؓ کے ساتھ آپ کی رعایت -

غزوۂ بنی المصطلق

سریون کا سلسلہ جاری تھا کہ اسی شعبان کے مہینے مین ایک ایسا اہم واقعہ پیش آیا کہ خود حضرت رسالتؐ کو زحمت کرنی پڑی - مدینے مین خبر آئی کہ قبائل خزاعہ مین سے بنی المصطلق گروہ کے لوگ آپ کے مقابلے کا سامان کر رہے ہین - فوج جمع ہو رہی ہو - اور حارث ابن ابی ضرارہ جو نامور شجاعان عرب مین تھا اُن کا سردار ہو - مزید اطمینان کے لیے آپ نے بریدہ بن خصیب اسلمی کو روانہ کیا کہ دیکھ آئین حقیقت مین دشمن جمع ہوئے ہین یا صرف افواہ ہی افواہ ہو - بریدہ دیکھ کے آئے اور عرض کیا کہ بے شک اُن لوگون نے جماؤ کیا ہو اور آمادۂ شر ہین - پہلی خبر کی تصدیق ہوتے ہی آپ نے روانگی کا سامان کر دیا - یہ تو نہین معلوم ہوتا کہ اس غزوے مین کتنی جمعیت آپ کے ساتھ تھی - مگر ہان یہ سب کے نزدیک متحقق ہو کہ علاوہ پیدل فوج کے تیس سوار تھے جن مین سے دس مہاجری تھے اور بیس انصاری) - منافقین کی ایک جماعت کثیر بھی ساتھ گئی تھی - اور ازواج مطہرات مین سے جناب عائشہؓ اور ام سلمہؓ محلون مین ساتھ تھین - زید بن حارثہ کو آپ نے اپنی جگہ چھوڑا - اور شعبان کی ۲ - تاریخ مدینۂ طیبہ سے چل کھڑے ہوئے - آگے آگے مقدمۃ الجیش پر حضرت عمر فاروقؓ سردار تھے - اور پیچھے پیچھے سارا لشکر تھا -

آپ کی روانگی کی خبر دشمنون کو ہوئی تو گھبرائے - بعض بدوی لوگ جو حارث بن ابی ضرار کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو گئے تھے ساتھ چھوڑ چھوڑ کے چل دیے - اور آپ اس کے قریب ہی مریسیع نام ایک جھیل کے کنارے پہونچ کے ٹھہر گئے یہان آپ کے واسطے ایک خیمہ نصب کیا گیا - اور دشمن کے مقابلے کے لیے

صفین درست ہونے لگین - مہاجرین کا جھنڈا آپ نے ابوبکر صدیق کو دیا - انصار کا جھنڈا سعد بن عبادہ کو عطا ہوا - اور دونون جانب سے تیر چلنے لگے تھوڑی ہی دیر تیر چلے ہونگے کہ آپ نے حملہ کا حکم دیا - جان باز صحابہ اشارہ پاتے ہی دشمنون پر جا پڑے اور آناً فاناً مین لڑائی کا فیصلہ کر دیا - دشمنون مین سے دس مارے گئے - باقی گرفتار ہوئے اور بہت سا مال غنیمت مسلمانون کے ہاتھ آیا جس کی تفصیل یہ ہے کہ دو ہزار اونٹ پانچ ہزار بھیڑ بکریان اور دو سو گھرونکی عورتین اور بچے۔ مسلمانون مین سے صرف ایک شخص شہید ہوا - اور وہ بھی یون کہ انصار مین سے کسی شخص نے دشمن سمجھ کے اس کیطرف تیر چلا دیا تھا

انصار و مہاجرین کی باہمی چھیڑ چھاڑ

ہنوز آنحضرت صلعم مریسیع کے کنارے ہی تھے کہ پانی کے لیے جہجاہ بن مسعود غفاری اور سنان بن وبر جہنی نام دو شخصون مین لڑائی ہو گئی - جہجاہ حضرت عمر کا سائیس اور آپ کی پناہ مین تھا - اور سنان بنی عوف بن خزرج کا حلیف تھا - لڑائی ہوتے ہی سنان نے غل مچایا "اے گروہ انصار دوڑو" اور اس کے مقابل جہجاہ نے شور کیا کہ "اے جماعت مہاجرین میری مدد کرو" خیر یہ فتنہ تو جس طرح بنا فرو کیا گیا اور لڑائی کی نوبت نہین آنے پائی۔

ابن ابی کی منافقت

مگر عبد اللہ بن اُبی نے جو سب سے بڑا منافق اور مدینے کا بہت ہی بڑا صاحب اثر شخص تھا یہ سُن کے کہا ہمین مین رہ کے بڑھے اور ہمین سے وحشت! وہی مثل ہوئی کہ سمن کلبک یاکلک (ہماری ہی بلی اور ہمین سے میاؤن!) اچھا خدا کی قسم اب مدینے مین چل کے یہی ہوگا کہ جو غالب و عزیز ہوگا ذلیل کو نکال دے گا،، زید بن ارقم بیٹھے سُن رہے تھے اُس کا یہ باغیانہ کلمہ کفر آ کے جناب رسالت مآب کی خدمت مین

ع۵ تاریخ الخمیس جلد ا صفحہ ۵۲۹ ع۵ اس مثل کا ٹھیک ترجمہ تو یہ ہے کہ اپنے کتے کو موٹا کر تاکہ تجھے کھائے - مگر اس کا اصلی مفہوم اُسی اردو مثل سے پورا ہوتا ہے جسے ہم نے قوس مین لکھ دیا ہے -

عرض کردیا حضرت عمرؓ نے برہم ہو کے کہا "یا رسول اللہ عباد بن بشر کو فرمائیے کہ اس شخص کو قتل کر ڈالیں" آپ نے فرمایا "لوگ کہیں گے کہ محمد خود اپنے اصحاب کو قتل کر ڈالتے ہیں" مگر آپ نے محض اس خیال سے کہ فوج مین اس جملے کا زیادہ چرچا نہ پھیلنے پائے اُسی وقت کوچ کا حکم دے دیا۔

آپ روانہ ہی ہوئے تھے کہ اُسید بن حضیر آئے جو انصار مین نہایت ہی معزز شخص تھے۔ اور بارگاہ رسالت مین سلام کر کے عرض کیا "یا نبی اللہ آج آپ نے معمولی اوقات کے خلاف کوچ کا حکم دیا!" آپ نے فرمایا "کیا تم نے نہین سُنا کہ تمھارے دوست نے کیا کہا ہے؟" پوچھا "کس دوست نے؟" ارشاد ہوا "عبد اللہ بن اُبی نے" اُسید نے پوچھا "اُس نے کہا کیا؟" آپ نے فرمایا "اس کا خیال ہے کہ مدینے مین پہونچ کے جو غالب و عزیز ہوگا ذلیل کو نکال دے گا" اُسید نے کہا "تو آپ ہی اُسے نکال دین گے اس لیے کہ وہ ذلیل ہے اور آپ عزیز ہین" اس کے بعد اُسید نے یہ بھی عرض کیا "یا رسول اللہ آپ اس کے ساتھ نرمی کا برتاؤ فرمائین۔ اُس کی قوم والون نے اُس کا دماغ بگاڑ دیا ہے اور اس کے خیال مین ہے کہ آپ نے اُس کی سلطنت چھین لی"

اس منزل مین حضرت رسول خدا برابر چلتے رہے۔ دن بھر چلے۔ پھر رات بھر چلے۔ اور اس کے بعد صبح کو بھی چلتے رہے۔ یہان تک کہ جب دھوپ تکلیف دینے لگی تو آپ نے قیام کا حکم دیا۔ اور لوگ اتنے تھکے ہوئے تھے کہ زمین سے پیٹھ لگتے ہی پڑ کے غافل سو گئے۔

عبد اللہ بن اُبی کو جو معلوم ہوا کہ اُس کا وہ کلمۂ کفر حضرت رسالتؐ کے گوش گذار ہو گیا تو آپ کی خدمت مین حاضر ہوا اور قسم کھا گیا کہ مین نے یہ ہرگز نہین کہا تھا۔ زید بن ارقم پریشان تھے کہ مین بارگاہ نبوتؐ مین جھوٹا ثابت ہوا

مگر خداوند جل وعلا نے وحی کے ذریعے سے اپنے پیغمبر کو بتا دیا کہ زید بن ارقم سچے ہیں اور ابن اُبی دروغ حلفی کا مرتکب ہوا۔ آنحضرت نے زید کو اطمینان دلانے کے لیے اُن کا کان پکڑ کے فرمایا "اللہ جل شانہ نے تیری تصدیق کی۔ اور تو نے جو کچھ سُنا تھا اُسے سچ کیا۔"

عبداللہ بن اُبی کے دماغ میں خود پرستی کے خیالات بھرے ہوئے تھے بات بات میں فساد اور جھگڑے پیدا کرنے کی کوشش کرتا تھا۔ اور یہ نہیں جانتا تھا کہ اہل مدینہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کس قدر گرویدہ ہیں۔ اور ہر دل میں جان نثاری کا کیسا جوش بھرا ہوا ہے۔ چنانچہ

اس کے بیٹے کا صدق ایمانی

اس واقعے کی خبر خود اس کے بیٹے عبداللہ بن عبداللہ بن اُبی کو ہوئی تو آپ کی خدمت میں دوڑا آیا اور عرض کیا "یا رسول اللہ میں نے سنا ہے آپ میرے والد کے قتل کا حکم دینے والے ہیں اگر یہ صحیح ہے تو مجھ ہی کو حکم دیجیے کہ اُن کا سر کاٹ لاؤں۔ تمام بنی خزرج جانتے ہیں کہ مجھ سے زیادہ سعادت مند بیٹا کوئی اور نہ ہوگا اور اسی سبب سے عرض کرتا ہوں کہ خود میں ہی ابن اُبی کو قتل کروں گا اس لیے کہ اگر کسی اور نے قتل کیا تو ممکن ہے کہ میرے دل میں انتقام کا جوش پیدا ہو۔ اور ایک مومن شخص کو قتل کر کے گناہگار ہو جاؤں۔" آپ نے فرمایا نہیں میرا ایسا ارادہ نہیں ہے۔ ہمیں ابن اُبی کے حال پر رحم کرنا چاہیئے اور اس سے بہ نرمی پیش آنا چاہیئے اس کے بعد جب مدینہ ایک منزل رہ گیا تو عبداللہ بن عبداللہ بن اُبی نے آگے بڑھ کے مدینے کا راستہ روک لیا۔ اور جیسے ہی باپ کا سامنا ہوا روک کے کہا جب تک جناب رسالت مآبؐ کی اجازت نہ ہو تمہیں مدینے میں نہ داخل ہونے دوں گا۔ اور آج ہی معلوم ہو جانا چاہیے کہ کون عزیز و غالب ہے اور

عــ۵ ابن ہشام صفحہ ۷۲۶ و ۷۲۷ و ۷۲۸

کون ذلیل دفرمایہ" عبداللہ بن ابی نے حیرت سے بیٹے کو دیکھا اور کہا "تو اور ایسی باتیں!"، بیٹے نے برجستہ جواب دیا "ہان یہی اور ایسی باتیں" ابن ابی نے مجبوراً پلٹ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی۔ اور جب آپ نے اجازت دی تب بیٹے نے باپ کو مدینے مین داخل ہونے دیا[۵]

ام المومنین جویریہ

اس غزوے مین بہت سی لونڈیان عساکر اسلام کے ہاتھ آئی تھین جن مین سب سے زیادہ معزز اور سب سے زیادہ صاحب جمال جناب جویریہ تھین جو دشمنون کے سردار حارث ابن ابی ضرار کی بیٹی تھین۔ مال غنیمت تقسیم ہوا تو حضرت جویریہ ثابت بن قیس یا اُن کے چچازاد بھائی کے حصہ مین آئین اپنے مالک سے انھون نے اقرار کیا کہ اپنی قیمت ادا کرکے خود ہی آزادی حاصل کرلین گی اور قیمت کا روپیہ فراہم کرنے کا بندوبست کرنے لگین۔ اسی کوشش مین حضرت سرورکائنات کی خدمت مین حاضر ہوئین اور آپ سے بھی مدد مانگی۔ آپ نے فرمایا "مین تمھین اس سے اچھی تدبیر نہ بتاؤن؟" عرض کیا "ارشاد" فرمایا "مین پورا روپیہ دے کے تمھین آزاد کرا دون۔ اور تم مجھ سے نکاح کرلو" جناب جویریہ نے اس تدبیر کو بہ خوشی خاطر پسند کیا۔ یہ اقرار ہو جانے کے بعد آپ اس معزز وپاک دامن شریف زادی کو بہ حفاظت وعزت مدینے مین لے گئے۔ اور نکاح کی نوبت نہین آنے پائی تھی کہ اُن کے والد حارث بن ضرار فدیے کا بندوبست کرکے مدینے مین آئے۔ مگر جو اونٹ دینے کو لائے تھے اُن مین سے دو ایسے پسند آئے کہ اُن کو شہر کے باہر ہی مقام عقیق مین کہین چھپا دیا۔ اور آنحضرت کی خدمت مین حاضر ہوکے عرض کیا "مین اپنی بیٹی کا فدیہ لایا ہون" آپ نے فرمایا "بہتر

آنحضرت کی غیب دانی

مگر وہ دونون اونٹ کہان ہین جنھین عقیق مین چھپا آئے ہو"

---

[۵] تاریخ الخمیس جلد ۱ صفحہ ۵۳۱ [۶] ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۲

یہ سنتے ہی حارث بہوت ہوگئے۔ اور جوش و خروش سے بولے اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد انک رسول اللہ۔ اُنکے ایمان لاتے ہی آپنے جویریہ کو انکے سپرد کردیا۔ اور جب اُنھین عقد کی تجویز معلوم ہوئی تو خود ہی ہنسی خوشی اپنی خوش نصیب بیٹی حضرت رسالتؐ کے عقد نکاح مین دے دی

آیت تیمم کا شان نزول

جناب عایشہ صدیقہؓ اس غزوے مین جاتے وقت اپنی بڑی بہن اسماء ذات النطاقین سے مانگ کے ایک ہار پہن گئی تھین۔ جو بلاد یمن کے سلیمانی دانون کا تھا۔ آتے جاتے وقت دونون دفعہ اتفاقاً یہ ہار گلے سے نکل کے گر گیا اور دونون مرتبہ اس کی وجہ سے عجیب اتفاقات پیش آئے جاتے وقت تو یہ ہوا کہ مقام بیدا یا ذات الجیش مین پہونچ کے ٹھہری تھین کہ ہار کھو گیا۔ آنحضرتؐ نے اسے ڈھونڈھوانا شروع کیا۔ اتفاقاً یہان پانی نہ تھا اور صبح کی نماز کا وقت گذرا جاتا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو حضرت عایشہؓ کے زانو پر سر رکھ کے سو گئے۔ اور لوگون نے جاکے ابو بکر صدیقؓ سے شکایت کی کہ عایشہؓ نے اپنے ہار کی وجہ سے حضرت رسالتؐ کو روک لیا ہے۔ اور یہان پانی کا کہین نام نہین کہ وضو کرکے نماز پڑھین۔ ابو بکرؓ جھنجھلا کے عایشہؓ کے پاس دوڑے آئے۔ اور اگرچہ ان کے زانو پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر تھا مگر پہلو مین کونچے دے دے کے کہنے لگے "تو نے رسول اللہ کو روک رکھا ہے" حضرت صدیقہؓ ان کونچون سے اگرچہ بیتاب ہوئی جاتی تھین مگر اس خوف سے کہ آنحضرتؐ کو تکلیف نہ ہو حرکت نہ کرتی تھین۔ اتنے مین آپ کی آنکھ کھل گئی۔ اور جب آپ کو اصل حقیقت معلوم ہوئی تو آپ بھی متردد ہوگئے۔ لیکن تھوڑی ہی دیر مین خداوند تعالی نے آپ کا تردد دور کردیا۔ اور مسلمانون کے لیے ایک نئی اور ہمیشہ قائم رہنے والی سہولت ہوگئی۔ اس لیے کہ آیت تیمم نازل

ابن ہشام صفحہ ۷۴۳

ہوئی۔ اور مسلمانون کو عام اجازت ہوگئی کہ جہان کہین پانی نہ ملے تیمم کرکے نماز پڑھ لیا کرین۔ اس حکم سے تمام صحابہؓ خوش ہوئے۔ اور یا تو ابوبکر صدیقؓ سے شکایتین ہو رہی تھین یا اُنھین مبارکباد دی جانے لگی کہ یہ تمھارے ہی گھرانے کی برکت ہے۔

واقعۂ افک | مگر واپسی کے وقت اس ہار کی بدولت جو واقعہ پیش آیا وہ اس سے زیادہ اور بدرجہا زیادہ اندوہناک تھا جس نے ایک زمانے تک آنحضرتؐ کو بھی پریشان رکھا اور تمام مسلمان بھی متردد و حیران رہے۔ اپنی یہ سرگذشت خود جناب عائشہؓ ہی نے خوب بیان کی ہے۔ اور ایسے فصیح و بلیغ اور دلکش و دلچسپ الفاظ مین ادا کی ہو کہ اُن کی خوبی ترجمے مین نہین باقی رہ سکتی۔ تاہم ہمارے ناظرین غالباً اسی کو زیادہ پسند کرین گے کہ حضرت صدیقہؓ کی سرگذشت کو خود انھین کی زبان سے سنین۔

اس کی سرگذشت خود جناب صدیقہ کی زبانی | آپ فرماتی ہین:۔ "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ جب سفر کا ارادہ کرتے اپنی بیویون مین قرعہ ڈالتے۔ اور جس کے نام قرعہ پڑتا اُسی کو ساتھ لے جاتے۔ اسی معمول کے مطابق ایک جہاد (غزوۂ بنی المصطلق) پر جاتے وقت آپ نے قرعہ ڈالا تو میرا نام نکلا۔ اور مین آپ کے ہمراہ رکاب روانہ ہوئی۔ ان دنون آیت حجاب نازل ہو چکی تھی۔ لہذا مین ایک محمل مین بٹھا دی گئی جو قیام کے وقت اونٹ پر سے اتار لی جاتی۔ اور چلتے وقت پھر اونٹ پر رکھ دی جاتی۔ اسی طرح ہم گھر سے چلے۔ اور جب جہاد سے فراغت ہو چکی تو پلٹے۔

قافلے سے پیچھے رہ جانے کا سبب | پلٹے ہوئے آتے تھے کہ ایک رات کو رسول اللہ

صحیح بخاری۔ جلد ۱۔ صفحہ ۴۸

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوچ کا حکم دیا۔ لوگوں کو یہ کوچ کا حکم معلوم ہو چکا تھا اور روانگی کا سامان کر رہے تھے کہ مین حاجت ضروری کے لیے محل سے نکلی۔ جس حد تک فوج پڑی ہوئی تھی اُس سے باہر گئی۔ اور فراغت کر کے واپس آئی۔ اتفاقاً سینے پر جو ہاتھ پڑا تو معلوم ہوا کہ شہر ظفار کے سلیمانی دانون کا ہار جو میرے گلے مین تھا گر گیا۔ اُس کے ڈھونڈھنے کو پلٹی۔ اور ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے اتنی دیر ہو گئی کہ جو لوگ میری محمل اٹھا کے اونٹ کی پیٹھ پر رکھا کرتے تھے آئے۔ محمل کو اونٹ پر رکھا۔ اور یہ سمجھے کہ مین اُس کے اندر بیٹھی ہوئی ہون۔ عورتین ان دنون ہلکی پھلکی تھین اور موٹی تازی نہ تھین۔ اس لیے کہ بہت کم کھانا کھاتی تھین۔ لہذا محمل کا ہلکا ہونا اُنھین کوئی غیر معمولی چیز نہین معلوم ہوا۔ اور خصوصاً مین تو کم سن بچی تھی (جناب عایشہؓ اس زمانے مین پندرہ برس کی تھین) الغرض وہ محمل کو اونٹ پر رکھ کے روانہ ہو گئے۔ اور مجھے وہ ہار کب ملا جب لشکر روانہ ہو چکا تھا۔ مجبوراً جہان لوگ ٹھہرے ہوے تھے وہین واپس آئی۔ نہ کوئی بلانے والا تھا نہ کوئی بات کا جواب دینے والے۔ اور یہ خیال کر کے کہ جب مجھے محمل مین نہ پائین گے تو لینے کے لیے واپس آئین گے اُسی جگہ جا کے بیٹھ گئی جہان میرا اونٹ ٹھہرا ہوا تھا۔ وہان بیٹھے بیٹھے میری آنکھ لگ گئی۔ اور پڑ کے سو رہی۔

صفوان بن معطل جس سے تہمت لگائی گئی تھی۔

اور صفوان بن معطل سلمی ذکوانی فوج کے پیچھے پیچھے آرہا تھا۔ صبح ہوتے اس جگہ آ کے پہونچا جہان مین تھی ہنوز فاصلے ہی پر تھا کہ دور سے انسان کی جھلک دیکھ کے قریب آیا۔ اور چونکہ آیت حجاب کے نازل ہونے سے پیشتر مجھے دیکھ چکا تھا۔ دیکھتے ہی پہچان گیا اور بولا "انا للہ وانا الیہ راجعون" اس کی آواز سن کے مین جاگی۔ چادر مین منھ چھپا لیا اور خدا کی قسم سوا اس انا للہ وانا الیہ راجعون کہنے کے نہ اس نے کوئی لفظ

مجھ سے کہا اور نہ مین نے اس سے۔ پھر اس نے اونٹ کو قریب لاکے بٹھایا۔ اُس کے پیر کو اس وضع مین رکھا کہ مین اُس پر پاؤن رکھ کے اوپر چڑھ گئی۔ اور وہ مہار پکڑ کے اونٹ کو لے چلا۔ مقام نحر الظہیرہ مین لشکر پہونچ کے اتر چکا تھا کہ ہم پہونچے۔ اور راستنے ہی واقعہ سے جس کی کمبختی آنی تھی آ گئی؛

یعنی لوگون نے واقعہ افک کو مشہور کرنا شروع کر دیا۔ اور معاذ اللہ

تہمت کے مشہور کرنے والے

جناب صدیقہ کو صفوان بن معطل سے بدنام کرنے لگے کبرت کلمۃ تخرج من افواہہم۔ اس خبر کے مشہور کرنے والون مین سب سے زیادہ جوش عبد اللہ بن اُبی بن سلول سے ظاہر ہوا۔ جس کی منافقت کا حال وقتاً فوقتاً معلوم ہوتا رہا ہے۔ اور اسی سفر مین علانیہ اپنے کفر کو ظاہر کر چکا تھا۔ اُس کے علاوہ چند صحابہ بھی دھوکے مین آ کے اس مصیبت مین مبتلا ہو گئے تھے۔ جن مین سے صرف یہ نام اہل سیر کو معلوم ہو سکے ہین۔ حسانؓ بن ثابت مسطحؓ بن اثاثہ۔ اور حمنہ بنت جحش حضرت ام المومنین زینبؓ بنت جحش کی بہن مگر باوجود اس کے کہ ان لوگون نے ایسی اور اتنی بڑی تہمت کو باور کر لیا حضرت عائشہ رضؓ نہین پسند فرماتی تھین کہ ان کا نام برائی سے یاد کیا جائے۔ چنانچہ آپ کے سامنے جب کبھی کوئی شخص حسانؓ بن ثابت کو برا کہتا تو منع کرتی تھین۔

جناب صدیقہ کا ورود مدینہ

اس کے بعد اسی واقعے کے متعلق جناب صدیقہ رضؓ ارشاد فرماتی ہین "پھر ہم سب مدینہ مین آئے۔ مین آتے ہی ایسی بیمار ہوئی کہ ایک مہینہ تک اٹھنے کے قابل نہ تھی۔ واقعہ افک کے متعلق لوگون مین سرگوشیان ہو رہی تھین۔ اور کوشش کی جاتی تھی کہ مجھے خبر نہ ہو۔ تاہم بیماری کے زمانے مین مجھے کچھ کچھ شبہ سا ہو چلا تھا اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معمولاً بیماریون مین

اس زمانے مین حضرت رسالت کا اُنکے ساتھ برتاؤ

جس طرح بہ لطف و شفقت پیش آتے تھے اس مرتبہ نہین پیش آئے

صرف اتنا ہی تھا کہ ۔آپ تشریف لاتے ۔ سلام کرتے ۔پوچھتے کیسی ہو؟،، اور چلے جاتے ۔ بس یہی چیز تھی جس سے مجھے شک ہوتا ۔ مگر اصلی خرابی سے واقف نہ تھی ۔اب مین اچھی ہونے لگی تھی ۔کہ ایک دن مسطح کی مان کے ساتھ پخانے جانے کے لیے گھر سے نکلی ۔اس وقت تک ہم لوگون نے گھرون کے قریب پائخانے نہین بنائے تھے ۔ اور عرب کے پرانے رواج کے مطابق حاجت ضروری کے لیے میدانون مین جایا کرتے تھے ۔ اور صرف راتون کو جاتے تھے ۔ الغرض مین اس عورت کے ساتھ چلی جاتی تھی کہ اس نے چادر مین اُلجھ کے ٹھوکر کھائی ۔ اور بولی "خدا غارت کرے مسطح کو!،، مین نے کہا "ایسا نہ کہو جو شخص بدر کی لڑائی مین شریک ہو چکا ہو اُسے کوستی ہو!،، یہ سُن کے وہ بولی "اے بھولی لڑکی ۔ شاید تو نے وہ نہین سُنا جو مسطح کہتا تھا"۔ مین پوچھا "وہ کیا کہتا تھا؟"

خود جناب عائشہ سنتی ہین کہ اُن پر کیسا الزام لگایا گیا ہے ۔	تب اس نے مجھے اصل واقعے سے مطلع کیا ۔ یہ سُننا تھا کہ مین پہلے سے دونی بیمار ہو گئی ۔

وہان سے پلٹ کے جب مین گھر آئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے ۔ اور اس زمانے کے معمول کے مطابق آپ نے سلام کر کے پوچھا "کیسی ہو؟" مین نے اس کے جواب مین اپنے مان باپ کے گھر جانے کی اجازت مانگی ۔ اور میرا منشا یہ تھا کہ اُن سے جا کے اصل واقعے کو دریافت کرون آپ نے اجازت دی ۔ اور مین نے گھر جا کے اپنی والدہ سے پوچھا "امان لوگ کیا کہتے ہین ؟،، انھون نے کہا "بیٹی پریشان نہ ہو ۔ خدا کی قسم بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ کوئی حسینہ وجمیلہ عورت کسی مرد کے پاس ہو ۔ میان کی لاڈلی ہو پھر اس کے ساتھ سوتین بھی رکھتی ہو ۔ اور وہ اس کے خلاف تہمتین نہ مشہور کرین ،، مین نے کہا "سبحان اللہ ۔ تو لوگون مین اس کا چرچا ہو گیا !،، پھر

اس وقت سے مین رات بھر روتی رہی۔ صبح تک آنسوؤن کا سلسلہ نہین موقوف ہوا تھا۔ اور نہ پلک سے پلک لگی تھی۔

اُسامہ بن زید اور جناب علی سے آپ شورہ لیتے ہین

اس زمانے مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کا سلسلہ موقوف ہو گیا تھا۔ اور آپ نے علیؓ بن ابی طالب اور اُسامۃ بن زید کو بلا کے مشورہ کیا کہ مجھے رکھین یا طلاق دے دین۔ اُسامہ نے اپنے علم کے مطابق یہ راے دی کہ "آپ کے اہل بیت ایسے گناہ سے بری ہین" اور کہا "آپ کی ازواج کے متعلق جو کچھ ہم جانتے ہین وہ یہی ہو کہ وہ نیک ہین"۔ اس کے بعد علیؓ نے کہا "یا رسول اللہؐ آپ کے لیے کوئی دشواری نہین۔ عائشہؓ کے سوا اور بہت سی عورتین ہین۔ اور آپ بریرہ لونڈی کو بلا کے دریافت فرمایئے وہ جو کچھ جانتی ہو گی سچ سچ کہدے گی"۔ آپ نے بریرہ کو بلا کے پوچھا "تمھین عائشہؓ کے متعلق کبھی کسی بات کا شک تو نہین ہوا؟" اس نے کہا "قسم ہو

بریرہ لونڈی کی شہادت

اُس ذات پاک کی جس نے آپ کو پیغمبر مبعوث کیا مین نے عائشہؓ مین کبھی کوئی عیب کی بات نہین دیکھی۔ سوا اس کے کہ ابھی کم سن لڑکی ہین۔ گندھا ہوا آٹا کھلا چھوڑ کے سو جاتی ہین اور بکری آ کے کھا جاتی ہو"

آپ کا خطبہ مجمع عام مین

اس کارروائی کے بعد اسی دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام مسلمانون کے مجمع مین منبر پر کھڑے ہوئے اور فرمایا "اے جماعت مسلمانان ایک شخص نے مجھے اپنے اہل بیت کے بارے مین تکلیف دی ہو۔ کون شخص اُس کے مقابل مین میری مدد کرے گا۔ اور نام بھی ایسے شخص کا لیتے ہین جس کے اوضاع و اطوار کے متعلق سوا نیکی کے مجھے کوئی بری بات نہین معلوم ہو۔ اور میری بیوی کے پاس جاتا بھی ہو تو میرے ساتھ"۔ جس شخص کے خلاف آپ نے مدد مانگی اُس سے آپ کی مراد عبداللہ بن اُبی تھا جس کے اتہام سے آپ تنگ آ گئے تھے۔

سنتے ہی سعد بن معاذ اُٹھ کھڑے ہوئے اور کہا "یا رسول اللہ اس معاملے مین مین آپ کے ساتھ ہون - اگر وہ شخص بنی اوس مین سے (یعنی خود میرے قبیلے مین سے) ہی تو مین اُس کی گردن مارون گا - اور اگر ہمارے بھائی خزرجیون مین سے ہی تو بھی آپ جو حکم دین گے ہم اُس کی تعمیل کرین گے - یہ سنتے ہی خزرجیون کے سردار سعد بن عبادہ طیش مین آکے اُٹھ کھڑے ہوئے - اور بولے "خدا کی قسم تم جھوٹے ہو - غیر تو کیا جب تک مین نہ پسند کرون خود تمھاری قوم مین ہو تب بھی تم اُسے قتل نہین کرسکتے" اس جملے کو سُن کے سعد بن معاذ کے چچازاد بھائی اُسید بن حضیر جھلا کے اُٹھے اور بولے "تم نے جھوٹ کہا - ہم واللہ اُسے قتل کرین گے - تم منافق ہو اور منافقون کی طرف سے لڑتے ہو" اب کیا تھا - اوس و خزرج دونون قبیلے اُٹھ کھڑے ہوئے - اور لڑنے مرنے پر آمادہ ہو گئے - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اب تک اُسی طرح منبر پر تھے - اور دونو کا غصہ فرو کر رہے تھے - آخر سب لوگ خاموش ہو گئے - اور آپ بھی خاموش ہو کے منبر سے اُتر آئے - اور یہ واقعہ یونہین رہ گیا -

اوس و خزرج کا باہمی جھگڑا

جناب صدیقہ کی حالت

اس دن بھی مین برابر روتی رہی - نہ آنسو رُکتے تھے اور نہ پلک لگتی تھی - دو دن اور ایک رات اسی حالت مین گزری تھی کہ نہ مین سوئی تھی نہ رونا موقوف ہوا تھا اور مین سمجھتی تھی کہ روتے روتے میرا کلیجا پھٹ جائے گا -

سعد بن معاذ کی نسبت جیسا ہم بیان کر چکے غزوہ خندق کے بعد شہید ہو چکے تھے - لہذا یا تو اس موقع پر اُسید بن حضیر اُٹھے ہونگے جو فی الحال بنی اوس کے سردار تھے جیساکہ سیرۃ ابن ہشام مین ہی - یا یہ واقعہ غزوہ مریسیع سے پیشتر کا ہی بروایت بخاری حضرت عائشہ کا بیان یہی ہی جو ہم لکھ رہے ہین اس واقعے کے متعلق غالب قول یہی ہی کہ غزوہ مریسیع کے بعد پیش آیا مگر اس غزوے کے زمانے مین بڑا اختلاف ہی - اکثر محققین تو یہی زمانہ ۶ھ ہجری بتاتے ہین - اور بہت سے لوگ دعوی کرتے ہین کہ یہ غزوہ ۵ھ ہجری مین پیش آیا تھا اور شاید ایسا ہی ہو -

اسی حالت مین بیٹھی تھی کہ میرے مان باپ آگئے۔ میرے پاس بیٹھے اور مین اُسی طرح روے جاتی تھی۔ پھر ایک انصاریہ عورت نے آنے کی اجازت مانگی مین نے اجازت دی۔ وہ بھی آئی اور میرے پاس بیٹھ کے رونے لگی۔ اتنے مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آگئے۔ آپ سلام کرکے بیٹھے۔ اور اتنی دیر بیٹھے جتنا کہ اس تہمت کے سننے کے بعد کبھی میرے پاس نہین بیٹھے تھے۔ جس کو کہ ایک مہینہ ہو گیا تھا

حضرت رسالت تحقیقات فرماتے ہین

بیٹھنے کے بعد پہلے فرمایا "اشہد ان لا الہ الا اللہ" اور اس کے بعد ارشاد کیا "اے عائشہؓ تمھاری نسبت مجھے ایسی ایسی خبرین پہونچی ہین۔ اگر تم ان باتون سے بری ہو تو اُمید ہے کہ عنقریب اللہ جل شانہ تمھاری برأت ظاہر کردے گا۔ لیکن اگر تم گنہگار ہو تو اللہ جل شانہ سے معافی کی درخواست کرو۔ اور توبہ کرو۔ اس لیے کہ بندہ جب گناہ کا اقرار کرکے توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالی اُس کی توبہ کو قبول کرتا ہے" آپ نے جیسے ہی یہ فرمایا یکایک میرے آنسو خشک

عائشہؓ کے ماں باپ کا خلوص دینی

ہو گئے۔ گویا آنکھون مین نمی ہی نہ تھی۔ مین نے اپنے والد سے کہا "آپ میری طرف سے رسول اللہؐ کو جواب دیجیے" انھون نے کہا "مین جانتا ہی نہین کہ رسول اللہؐ کو کیا جواب دون" مجبور ہو کے مین نے اپنی ماں کی طرف دیکھا اور کہا "آپ ہی جواب دیجیے" اُنھون نے بھی یہی کہا "مین کیا جانتی ہون جو جواب دون" مین ایک کم سن لڑکی تھی۔ زیادہ قرآن بھی نہین

خود جناب عائشہؓ کا بیان

پڑھا تھا۔ آخر سب طرف سے مایوس ہو کے بولی "مین خدا کی قسم جانتی ہون کہ آپ لوگون نے یہ باتین سُنی ہین۔ اور اس حد تک سُنی ہین کہ آپ کے دلون مین جم گئین۔ اور آپ نے اُن کو سچ سمجھ لیا۔ اس صورت مین اگر یہ کہتی ہون کہ مین بری ہون تو آپ کو یقین نہ آے گا۔ اور اگر اقرار کرتی ہون اور خدا شاہد ہے کہ مین اس سے بری ہون تو جرم کو اپنے اوپر

عائد کیے لیتی ہون - خدا کی قسم میری اور آپ کی تو وہی ہائی ہو گئی جو حضرت یوسف کے
والد جناب یعقوبؑ کی تھی جنھون نے کہا تھا "فصبر جمیل و الله المستعان علی ما تصفون"
(بس صبر بہتر ہی - اور جو کچھ تم کہتے ہو اُس کی فریاد بس خدا ہی کے آگے ہی) یہ کہہ کے
مین نے مُنھ پھیر لیا - اور اپنے بچھونے پر پڑ گئی - اور چونکہ مین بری تھی - لہذا جانتی تھی
کہ اللہ جل شانہ کسی نہ کسی طرح میری برأت و پاکدامنی کو ثابت کر دے گا
لیکن یہ بات میرے خیال مین بھی نہین گذری تھی کہ اللہ تعالی میری شان مین وحی
نازل کرے گا - اور میرے متعلق ایسی آیتین اُترین گی کہ ہمیشہ ان کی تلاوت
ہوتی رہے - اس لیے کہ اپنے نزدیک میری شان اس سے بہت ادنی اور کم تھی
ہان اتنی البتہ امید تھی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کسی خواب کے ذریعے سے میری
پاکدامنی و بے گناہی کو معلوم فرمالین گے - مگر نہین خدا کی
قسم ابھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس جگہ سے
حرکت بھی نہین کی تھی اور جتنے آدمی یہان بیٹھے تھے ان مین سے کوئی اُٹھنے نہین پایا
تھا کہ آپ پر وحی نازل ہوئی حسب معمول آپ کو پریشانی سی ہوئی - اور اگرچہ جاڑون کا
زمانہ تھا چہرۂ مبارک سے پسینے کے قطرے موتیون کی طرح گرنے لگے - تھوڑی دیر مین
آپ کو اُس حالت سے افاقہ ہوا - آپ مسکرائے - اور سب سے پہلا جو جملہ آپ کی
زبان سے نکلا یہ تھا "اے عائشہ اللہ تعالی نے تو تم کو بری کر دیا" میری مان جوش
سے بےخود ہو کے بولین "عائشہ اٹھو اور رسول اللہ کا شکریہ ادا کرو" مین بولی مین تو اس
بارے مین خدا ہی کی حمد و ثنا کرون گی" اللہ جل شانہ نے جو آیتین میری شان
مین نازل فرمائین وہ دس آیتین تھین جو اس فقرے سے شروع ہوئی ہین کہ
"ان الذین جاؤا بالافک"
میرے والد ابو بکر صدیقؓ مسطح بن اثاثہ کے ساتھ بوجہ تعلقات قرابت

ان کا انکسار نفس

خدا بذریعہ وحی جناب صدیقہ کو بری کرتا ہی

کچھ سلوک کیا کرتے تھے۔ جب یہ واقعہ پیش آیا اور دیکھا گیا کہ مسطح بھی جناب صدیقہؓ پر تہمت لگانے والوں میں ہیں تو قسم کھا گئے کہ اب میں کبھی ان کے ساتھ کچھ سلوک نکرونگا چنانچہ اس کے متعلق بھی قرآن پاک کی آیت اُتری کہ صاحبان فضل کو ایسا نہ کرنا چاہیئے ابوبکر صدیقؓ اپنے فعل پر نادم ہوئے۔ اور مسطح کے ساتھ ہمیشہ وہی سلوک کرتے رہے

حضرت علی کا طرز عمل اس معاملے میں

بعض مستند روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علیؓ کے مشورے کے مطابق جب بریرہ لونڈی جو حضرت صدیقہؓ کی خدمت میں رہتی تھی آنحضرتؐ کے سامنے اپنا اظہار دینے کو بلائی گئی تو جناب علیؓ مرتضی نے اسے بہت مارا اور ڈانٹ ڈانٹ کے کہا کہ "سچ بتا" مگر وہ آخر تک یہی کہتی رہی کہ سوا بکری کو آٹا کھلا دینے کے عائشہؓ میں میں نے اور کوئی عیب نہیں دیکھا۔ بخاری کی ایک روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ خود جناب عائشہؓ حضرت علیؓ کی نسبت فرماتی تھیں کہ مجھ پر جو افک کی تہمت لگائی گئی تھی اس بارہ میں وہ مُسلِّم یعنی ساکت تھے۔ اگرچہ یہی لفظ ایک نسخے میں مُسِیا ہے جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ بدگمان تھے۔ لیکن علمائے اسلام نے

عائشہ وعلی کی رنجش کی بنیاد

مسلمہ عقائد میں دشواریاں پیدا ہونے کے خوف سے اُسی نسخہ کو مانا ہے جس میں مسلّماً کا لفظ آیا ہے۔ اور حضرت علیؓ کی نسبت کسی بدگمانی کو منسوب نہیں کرتے۔ تاہم اس میں شک نہیں کہ حضرت عائشہؓ صدیقہؓ اور علیؓ مرتضی کے دلوں میں ایک دوسرے کی جانب سے رنجش پیدا ہونے کی یہی ابتدا ہے۔ جو برتاؤ حضرت علیؓ نے بریرہ لونڈی کے ساتھ کیا وہ اس میں شک نہیں کہ بہت کچھ بدگمان کرنے والا تھا۔

تہمت لگانے والوں پر حد شرع

جب جناب صدیقہؓ کی برأت وحی آسمانی کے ذریعے سے

عہ صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۵۹۳ و ۵۹۴ - ۵۹۵ - ۵۹۶ عہ سیرۃ ابن ہشام۔ صفحہ ۴۴۷

عہ صحیح بخاری۔ جلد ۲۔ صفحہ ۵۹

ثابت ہوگئی اور آپکی پاکدامنی کا یقین ہوگیا تو جن لوگون نے اس تہمت پر یقین کر لیا تھا اور محبوبہ رسولخدا صلعم کو بدنام کر رہے تھے اُن پر حد شرع جاری کی گئی یعنی حسانؓ بن ثابت مسطح ابن اثاثہ اور حمنہ بنت جحش کو اسی اسی کوڑے لگائے گئے[۵]

صفوان اور حسان کی لڑائی

صفوان بن معطل جن سے یہ تہمت لگائی گئی تھی اُن کی ہجو مین حسانؓ نے جوش مین آکے چند شعر بھی کہہ ڈالے تھے۔ صفوان کو جو غصہ آیا تو تلوار کو لے کے پہونچے۔ اور حسانؓ کو زخمی کر دیا۔ اتفاقاً اس وقت ثابت بن قیس بن شماس آگئے جو حسانؓ کے طرفدار تھے۔ صفوان کی مشکین باندہ لین اور بنی خزرج مین لے گئے۔ جس قوم سے کہ حسانؓ بن ثابت کو تعلق تھا۔ وہان عبداللہ بن رواحہ نے یہ سُن کے کہ اس واقعے کی خبر حضرت رسالتؐ کو نہین ہی صفوان کو آزادی دلوائی اور سب لوگ شکایت لے کے بارگاہ رسالتؐ مین حاضر ہوئے۔ آپ نے صفوان

آنحضرت کا فیصلہ

اور حسانؓ دونون کو بلوایا۔ صفوان نے حاضر ہو کے کہا یا رسول اللہ انھون نے میری ہجو کہی جس سے مجھے غصہ آگیا اور مار بیٹھا۔ تب آپ نے حسانؓ کی طرف مخاطب ہو کے فرمایا۔ تم نے میری قوم کی طرف جب کہ وہ ہدایت اسلام قبول کر چکی ہی بُرائی کو منسوب کیا تھا۔ مگر خیر اب جو کچھ ہوا جانے دو۔ اور ان کے ساتھ

حسان کے ساتھ آپ کی رعایت

نیکی کرو۔ حسانؓ نے امر رسالت کو قبول کیا۔ پھر آپ نے دلدہی و تشفی کے لیے بنی حُدیلہ کا قصر جو مدینے مین مدت تک قائم رہا ان کو عطا فرمادیا۔ یہ قصر طلحہ بن سہیل کا تھا۔ اُنھون نے آنحضرتؐ کی خدمت مین پیشکش کر دیا تھا۔ اور آپ نے اب حسانؓ بن ثابت کو مرحمت فرمادیا۔ اس قصر کے ساتھ شیرین نام ایک قبطیہ لونڈی بھی اُن کو دی۔ جس کے بطن سے عبدالرحمن بن حسانؓ پیدا ہوئے۔ یہ شیرین آپ کی حرم محترم جناب ماریہ قبطیہ کی بہن تھین۔ جن کے مدینے مین

[۵] ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۷۰

آنے کا حال آیندہ آئے گا۔

جناب عایشہؓ کے بیان سے یہ بھی معلوم ہوتا ہی کہ صفوان بن معطل کی نسبت تحقیقات کی گئی تو معلوم ہوا کہ وہ عنین تھے۔ اور عورتون پر قادر ہی نہو سکتے تھے۔

باب بست و دوم

صلح حدیبیہ اور دیگر واقعات

دوسرا سریہ زید بن حارثہ بہ جانب وادی القریٰ۔ اُم قرفہ۔ اُس کی گرفتاری اور اس کا قتل کیا جانا۔ سریہ عبداللہ بن رواحہ۔ آسیر بن زرام کا قتل۔ سریہ زید بن حارثہ بہ جانب مدین واقعہ حدیبیہ کی ابتدا۔ آپ کا سفر بہ جانب مکہ معظمہ۔ قریش مزاحمت کرتے ہین۔ آپکا ایک معجزہ۔ مشرکین کی طرف سے بدیل کا آنا۔ پھر عُروۃ بن مسعود کا آنا۔ صحابہؓ کی جان نثاری دیکھ کے عروہؓ کی حیرت۔ آپ خراش بن اُمیہ کو اہل مکہ کے پاس بھیجتے ہین عمر فاروقؓ کا مکے جانے مین عذر کرنا۔ عثمان بن عفانؓ مکے جاتے ہین۔ جناب عثمانؓ کی شہادت کی خبر۔ بیعت حدیبیہ جد بن قیس کا بیعت سے محروم رہنا سُہیل بن عمرو مشرکین کی طرف سے آتا ہی۔ تحریر معاہدہ معاہدے کی اصلی شرط۔ دیگر شرائط۔ اس پر صحابہ کی مُہرین۔ ابوجندل کی مظلومی۔ تکمیل رسم عمرہ و قربانی۔ مروجہ رسوم کے خلاف کرنے مین لوگون کو تامل۔ یہ صلح بڑی کامیابی کبھی گئی۔ ابوبصیر کا مشرکین کی قید سے چھوٹ کے مدینے مین آنا۔ آپ اُنھیں بہ پابندی عہد مشرکین کے حوالے کرتے ہین۔ اب ابوبصیر آزادی پا کے مشرکین کے قافلے کا راستہ روکتے ہین اور بہت سے مسلمان بھی ان کے ساتھ ہو گئے۔ اہل مکہ کی پریشانی اور اپنی شرط کو خود ہی منسوخ کرانا۔ مشرک و مومن مین مناکحت کا ناجائز قرار پانا۔ غزوہ غابہ یا ذی قرد۔ مشرکین کی تاخت آپ کے چراگاہ پر۔ سلمہ کی شجاعت۔ اخرم اسدی کی شہادت۔ مشرکین کی دغابازی

ع٥ ابن ہشام - صفحہ ۷۳۸ - ۷۳۹ -

سریۂ کرز بن جابر فہری۔ جناب عائشہ کی والدہ کا انتقال

دوسرا سریہ زید بن حارثہ بجانب وادی القریٰ

گذشتہ ماہ رجب مین۔ زید بن حارثہ کو بنی فزارہ کے مقابلے اور وادی القریٰ کے میدان مین جب ناکامی ہوئی تھی تو تمام ہمراہی مارے گئے تھے اور خود بھی بچے تھے تو فقط قسمت کی یاری سے اُس وقت اُنھون نے عہد کیا تھا کہ جب تک بنی فزارہ سے بدلہ نہ لے لون گا غسل جنابت نہ کرون گا۔ اس کے یہ معنی نہین کہ مجنب ہونے پر بھی نہ نہاؤن گا۔ بلکہ اس عہد کا اصلی مطلب یہ تھا کہ اُس وقت تک کسی عورت کے قریب نہ جاؤن گا۔ الغرض اب اس عہد کے پورے ہونے کا وقت آگیا تھا۔ اس لیے کہ زخم اچھے ہوگئے تھے۔ اور وہ پھر معرکہ آرائی کرنے کے قابل تھے۔ لہذا اُن کی آرزو کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ماہ مبارک رمضان مین اُنھین پھر اُسی وادی القریٰ کی طرف اور اُنھین پہلے دشمنون یعنی بنی فزارہ کے

اُم قرفہ

مقابلے مین روانہ کیا۔ بنی فزارہ کی سرداری پر اُن دنون ایک سن رسیدہ عورت تھی جو اُم قرفہ کے لقب سے مشہور تھی۔ اور فاطمہ بنت ربیعہ بن زید فزاریہ اُس کا نام تھا۔ اُم قرفہ اپنی شوکت و سطوت کے اعتبار سے عرب کی ایک ملکہ شمار کی جاتی تھی۔ اور کہتے ہین کہ اُس کا گھر بہادر و شجاع عزیزون سے ایسا بھرا پُرا تھا کہ صرف محرم عزیزون کی پچاس تلوارین اندر لٹکی رہا کرتی تھین۔ زید بن حارثہ اُن لوگون کی غفلت مین راتون کو کوچ کرتے ہوئے گئے۔ اور ایک صبح کو یکایک

اُس کی گرفتاری اور اُس کا قتل کیا جانا

تکبیر کہہ کے بنی فزارہ کو گھیر لیا۔ دشمن ایسے گھبرا اُٹھے کہ مقابلے کی بھی تاب نہ لا سکے۔ ام قرفہ مع اپنی ایک صاحب جمال بیٹی کے گرفتار ہوئی۔ اور بہت بُری طرح ماری گئی۔ اس لیے کہ زید نے اُسکی دونون ٹانگین دو اونٹون مین بندھوائین۔ پھر اُن اونٹون کو ایک دوسرے کے مخالف

ع ابن اثیر جلد ۲۔ صفحہ ۹۰

جانب ہنکوایا۔ اور اُس کا جسم بیچ سے شق ہوکے دو ٹکڑے ہوگیا۔[۵] زید کے اس سخت سزا دینے کا سبب بعض یہ کہتے ہین کہ ام قرفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیان دیتی تھی۔ بعض کا بیان ہو کہ اپنے خاندان کے تیس آدمیون کو اس نے بھیجا تھا کہ مدینے پر حملہ کر کے حضرت رسالت کو شہید کرین[۵]۔ لیکن اصل بات یہ ہو کہ خود زید بن حارثہ نے ان لوگون کے ہاتھ سے ایسی تکلیف اُٹھائی تھی کہ بے انتہا جلے ہوئے تھے۔ اور بغیر ایسی سخت سزا دیے اُن کے دل کا بخار نہ نکل سکتا تھا۔ مگر یہ خود اُن کا فعل تھا جس کے ذمہ داری حضرت رسالت پر نہین عائد کی جاسکتی۔

سریۂ عبداللہ بن رواحہ

اسی رمضان کے مہینے مین آپ نے عبداللہ بن رواحہ کو تین آدمیون کے ساتھ بھیجا کہ خیبر مین جاکے اسیر بن رزام یہودی کے حالات دریافت کر آئین۔ رافع بن ابی الحقیق یہودی کے مارے جانے کے بعد یہود خیبر نے اسی شخص کو اپنا سردار مقرر کیا تھا۔ اور معلوم ہوا تھا کہ اُس نے بنی غطفان وغیرہ مخالف قبائل عرب مین پھر پھر کے آپ کے خلاف شورش برپا کرنے کی کوشش کی ہو۔ اسی کی تحقیق کے لیے آپ نے عبداللہ کو روانہ کیا تھا۔ وہ واپس آئے اور بتایا کہ جیسا سُنا گیا تھا ویسا ہی ہو۔ اب تصدیق ہو جانے کے بعد آپ نے شوال کے مہینے مین انھین تیس آدمیون کے ساتھ پھر خیبر بھیجا اور حکم دیا کہ جس طرح بنے اُسے قتل کرو۔ عبداللہ گئے۔ تیس آدمیون کے ساتھ ایک بڑی قوم سے مقابلہ کرنا تو غیر ممکن تھا۔ دوست بن کے اسیر بن رزام کے پاس پہنچے

اسیر بن رزام کا قتل

اور کہا ہمین رسول اللہ نے بھیجا ہو کہ تمھین اُن کی خدمت مین لے چلین۔ وہ تمھین خیبر کا سردار مقرر کرین گے۔ اسیر تیس یہودیون کو ساتھ لے کے خیبر سے نکلا۔ اپنے قلعہ سے چھ میل مقام قرقرہ مین پہونچا تھا کہ عبداللہ بن انیس نے جو عبداللہ بن

---

[۵] تاریخ الخمیس جلد ۲ صفحہ ۱۲ [۵] السیرۃ النبویہ جلد ۲ صفحہ ۱۵۴

رواحہ کے ہمراہیون مین تھے اُسے قتل کر ڈالا۔ اور اُس کے ساتھ ہی اور سب لوگون نے باقی یہودیون کو مار ڈالا۔ صرف ایک یہودی بچا جو اونٹ سے کود کے بھاگ گیا۔

سریۂ زید بن حارثہ بجانب مدین

اسی زمانے مین آپ نے زید بن حارثہ کو ایک تھوڑی جماعت کے ساتھ شہر مدین کی طرف روانہ کیا۔ یہ وہی شہر ہے جو حضرت شعیب علیہ السلام کی جانب منسوب ہے۔ زید کو اُسی علاقہ مین سواحل پر بہت سی لونڈیان اور غلام ہاتھ آئے۔ جن کو مدینے مین لا کے وہ یون فروخت کرنا چاہتے تھے کہ مان کو کسی کے ہاتھ بیچتے اور بچے کو کسی کے ہاتھ۔ اس پر وہ عورتین اور بچے بیتاب ہو ہو کے رُو رہے تھے کہ آپ کو خبر ہوئی۔ آپ نے حکم دیا کہ "بچے ماؤن سے نہ چھڑائے جائین۔ اور مائین اور بچے ایک ہی ساتھ بیچے جائین"

کرز بن جابر کے سریے کو ابن اثیر نے اسی شوال کے مہینے مین بیان کیا ہے۔ مگر ہم بخاری کی اصح ترین روایت کے مطابق اُسے آپ کے سفر حدیبیہ کے بعد بیان کرین گے۔

واقعہ حدیبیہ کی ابتدا

اب آپ نے ارادہ کیا کہ خانۂ کعبہ کی زیارت کرین۔ اور امن و صلح کے ساتھ۔ اصل یہ ہے کہ حج آپ پر فرض ہو چکا تھا۔ خانۂ کعبہ کی زیارت و طواف کے لیے آپ بے قرار ہو رہے تھے۔ مگر بارگاہ خداوندی سے مکے پر حملے کرنے اور زبردستی جا کے حج کرنے کا حکم نہین ملتا تھا۔ اِس کے علاوہ تمام اہل عرب کعبے کی عظمت و وقعت کو مان رہے تھے۔ مشہور تھا اور صحیح مشہور تھا کہ سب سے پہلا اور خاص حضرت ابراہیمؑ کے ہاتھ کا بنایا ہوا معبد الٰہی کعبہ ہی ہے۔ قریش اور اہل مکہ کی مخالفت سے عام لوگون مین اس خیال کے پیدا ہونے کا اندیشہ تھا کہ آپ

عہ تاریخ الخمیس جلد ۲ صفحہ ۱۶-۱۷

اُس قدیم خانۂ خدا سے بھی منحرف ہین۔ جو امر کہ مصلحت اور منشار اسلام دونون کے خلاف تھا لہذا آپ نے مستقل ارادہ کرلیا کہ جس طرح بنے اس مقدس خانۂ خدا کی زیارت سے شرفیاب ہولین

آپ کا سفر بجانب مکۂ معظمہ

چنانچہ ذی قعدہ کے مہینے مین آپ مہاجرین و انصار کے چودہ پندرہ سو جان نثارون کو ہمراہ لے کے مدینے سے چل کھڑے ہوئے۔ مدینے ہی سے احرام باندہ لیا۔ اور قربانی کے لیے ستر اونٹ اُسی وضع سے لے کے چلے جس طرح کہ قربانی کے جانور لے جائے جاتے تھے۔ جن کے نمایان کرکے لے چلنے سے یہ بھی مقصود تھا کہ لوگون کو معلوم ہو آپ جنگ و پیکار کے لیے نہین بلکہ صرف زیارت بیت اللہ کی غرض سے تشریف لیے جاتے ہین۔ مقام عُسفان تک پہونچے تھے کہ بُسر بن سُفیان

قریش مزاحمت کرتے ہین

کعبی نے آکے کہا "یارسول اللہ قریش کو آپ کی روانگی کی خبر ہوگئی۔ وہ سب مقام ذی طُوی مین جمع ہوئے ہین اور قسم کھاتے ہین کہ آپ کو ہرگز نہ آنے دین گے۔ خالدؓ بن ولید اُن کی طرف سے آگے بڑھ آئے ہین۔ اور کراع الغمیم مین ٹھہرے ہوئے ہین"۔ آپ نے فرمایا "افسوس قریش کے سر پر لڑائی کیون سوار ہے اس مین اُن کا کیا حرج ہے کہ مجھے تمام لوگون کے مقابلے مین چھوڑ دین۔ اگر لوگ مجھ پر غالب آجائین تو یہی اُن کی تمنا ہے۔ اور اگر مین غالب آؤن تو اور سب کی طرح وہ بھی اِس دین مین داخل ہو کے ہماری جماعت بڑھائین۔ اور مین قسم کھا کے کہتا ہون کہ جس غرض کے لیے خداوند تعالیٰ نے مجھے مبعوث کیا ہے اس کو مین چھوڑ نہین سکتا۔ یا تو اللہ اس دین کو غالب ہی کردے گا اور یا مجھے ناکامی ہوجائے گی"۔ یہ فرما کے آپ نے وہ راستہ جدہر جارہے تھے چھوڑ دیا۔ اور داہنی طرف پھر کے ثنیۃ المرار مین پہونچے۔ یہان آتے ہی آپ کی اونٹنی ایک جگہ بیٹھ گئی۔ لوگون نے کہا "اڑتی اور بگڑتی ہے"، مگر آپ نے فرمایا "نہ اڑتی ہے نہ بگڑتی ہے۔ بلکہ اُسی خدا نے اُسے روک دیا ہے جس نے ہاتھی کو روکا تھا" مطلب یہ کہ جس طرح خدا نے اصحاب فیل کے ہاتھی کو کعبے کے سامنے روکا تھا اِن شقی کو

کو بھی روکا ہے۔ اب آج قریش ایسی جس شرط کو پیش کرین گے جس مین تعلقات قرابت

آپ کا ایک معجزہ

پیدا کرنے کی خواہش ہو مین منظور کر لون گا؟ یہ ارشاد فرما کے آپ نے سب کو اُتر پڑنے کا حکم دے دیا۔ لوگون نے کہا اُس وادی مین پانی تو ہی نہین ہے عرب لوگ معمولاً اسی جگہ قیام کرتے اور کر سکتے تھے جہان پانی ہو۔ لہذا یہان ٹھہرنے مین اُنھین تکلیف کا اندیشہ ہوا۔ آپ نے ترکش سے ایک تیر نکال کے ایک شخص کو دیا۔ اور فرمایا اسے لے جا کے اس خشک تالاب کے بیچ مین گاڑ دو۔ اس شخص نے تیر کو زمین مین گاڑا ہی تھا کہ پانی کا فوارہ جاری ہوا۔ اور اتنا پانی نکلا کہ سب ضرورتین رفع ہو گئین۔ اور اونٹ خوب چھکا چھکا کے پلا لیے گئے۔

مشرکین کی طرف سے بُدیل کا آنا

لوگ پینے پلانے مین مصروف تھے کہ بُدیل بن ورقاء خزاعی چند لوگون کے ساتھ آیا اور بولا بنی کعب اور بنی عامر بڑی جماعت کے ساتھ نکلے ہین آپ سے لڑنے پر آمادہ ہین۔ اور کسی طرح آپ کو مکے مین نہ داخل ہونے دین گے " آپ نے جواب دیا "ہم کسی سے لڑنے کو نہین آئے ہین۔ ہمین تو فقط زیارت خانہ کعبہ کی آرزو ہے۔ قریش چاہین تو ہم ایک زمانے تک کے لیے صلح بھی کر سکتے ہین جس مین شرط یہ ہو کہ ہم سے اُن سے کوئی علاقہ نہ رہے گا۔ اور دیگر قبائل عرب اور ہم باہم سمجھ لین گے۔ لیکن اگر اُنھین اس سے بھی انکار ہے تو خدا کی قسم مین آخر تک لڑون گا" یہ جواب پا کے بُدیل واپس گیا اور جب آپ کا ارشاد قریش مین بیان کیا گیا تو عروہ بن مسعود ثقفی نے کہا اُس شخص (محمد صلعم)

پھر عروہ بن مسعود کا آنا

نے اچھی شرط پیش کی ہے۔ ذرا مجھے تو اس کے پاس جانے دو" لوگون نے کہا بہتر اور وہ آپ کی خدمت مین حاضر ہو کے بولا۔ "اے محمد تم نے اوباش لوگ جمع کر لیے ہین انھین لے کے یہان آئے ہو۔ قریش ساز و سامان سے نکلے ہین۔ اور قسم کھا گئے ہین کہ تم کو بغیر صلح ہوئے نہ آنے دین گے۔ اور یہ لوگ جو تمھارے ساتھ ہین کل وقت پڑیگا تو ساتھ چھوڑ کے چل دین گے " ابوبکر صدیق پیچھے کھڑے تھے۔ یہ سنتے ہی جھنجلا کے

بولے "ہم اور رسول اللہ کا ساتھ چھوڑ دین گے!" اُس نے پوچھا "یہ کون ہی؟" آپ نے فرمایا "ابن ابی قحافہ" وہ ابو بکر صدیق کی طرف دیکھ کے بولا "اگر مجھ پر تمھارے احسانات نہ ہوتے تو اس کا بدلہ لیتا" جاہلیت مین ابو بکر صدیق نے اس پر بعض احسانات کیے تھے۔ پھر اب وہ آنحضرت صلعم کی ڈاڑھی مین ہاتھ ڈال ڈال کے باتین کر رہا تھا اور مغیرہ بن شعبہ جو سر سے پاؤن تک لوہے مین ڈوبے آنحضرت کے سر کے پاس کھڑے تھے جب وہ آپ کی ڈاڑھی کی طرف ہاتھ بڑھاتا فوراً اس کا ہاتھ ہٹا دیتے اور کہتے "رسول اللہ کے چہرے سے اپنا ہاتھ ہٹا"۔ عروہ یہ دیکھ کے بولا "تو تو بڑا سخت اور ترش رو معلوم ہوتا ہی"۔ اُس کے اس قول پر آنحضرت مسکرائے اور جب اُس نے پوچھا "یہ ہی کون شخص؟" تو ارشاد فرمایا "مغیرہ بن شعبہ" اتنا سنتے ہی عروہ نے حیرت سے مغیرہ کی صورت دیکھی اور کہا "ای غدار شخص! ابھی کل ہی تو عیب کے دھبے تیرے چہرے سے دھوے گئے ہین" اس کی اصلیت یہ تھی کہ مغیرہ بن شعبہ نے اسلام لانے سے پیشتر قبیلۂ بنی مالک بن ثقیف کے تیرہ آدمی قتل کر ڈالے تھے۔ جس پر وہ لوگ لڑنے کو آمادہ ہوئے۔ اور ان کے مقابلے پر مغیرہ کے قبیلے والون کے ساتھ عروہ کے قبیلہ کے لوگ بھی جان بازی کو تیار تھے اس لئے کہ یہ دونون باہم ایک دوسرے کے حلیف تھے۔ لیکن لڑائی نہین شروع ہونے پائی تھی کہ عروہ نے اُن تیرہ خونون کا فدیہ ادا کر کے صلح کر لی۔ چنانچہ اسی واقعے کی طرف عروہ نے اس موقع پر اشارہ کیا تھا۔ اس کے بعد آپ نے عروہ سے بھی اپنا وہی ارادہ ظاہر فرمایا جو پیشتر ظاہر کر چکے تھے۔ اور ارشاد کیا کہ "مین لڑنے کو نہین آیا ہون" عروہ یہ گفتگو سُن کے واپس گیا اور اہل مکہ سے کہا "ای اہل قریش مین نے کسرائے ایران قیصر روم۔ اور نجاشی کے دربارون کو دیکھا ہی۔ مگر خدا کی قسم کسی بادشاہ کی وہ شان نہین دیکھی جو شان محمدؐ کی اپنے ہمراہیون مین ہی۔ مین نے وہان ایسے لوگون کو دیکھا جو کسی

صحابہ کی جان نثاری دیکھ کے عروہ کی حیرت

حالت مین اور کسی چیز کی طمع سے محمدؐ کا ساتھ نہ چھوڑین گے۔ مین نے اپنی رائے ظاہر کر دی اب جو تمھاری سمجھ مین آئے وہ کرو۔“

آپ خراش بن امیہ کو اہل مکہ کے پاس بھیجتے ہین

اس کے بعد آنحضرت صلعم نے خراش ابن امیہ نام ایک صحابی کو بلایا اور اپنے ایک اونٹ پر سوار کر کے قریش مکہ کے پاس بھیجا کہ اُن پر جا کے ظاہر کرین کہ آپ کا کیا منشا ہو اور کس ارادے سے آئے ہین مگر وہان برہم مزاجی اس قدر بڑھی ہوئی تھی کہ بجاے اس کے کہ خراش کو اپنا پیام پہونچانے کا موقع ملے رسول اللہ صلعم کے اونٹ کی کونچین کاٹ ڈالی گئین۔ اور اگر غیر قبائل کے معزز لوگ نہ روکین تو اُن بیچارے کی شہادت مین بھی کوئی دقیقہ نہین باقی رہا تھا۔

عمر فاروق کا مکے جانے مین عذر کرنا

اب آپ نے مکے مین بھیجنے کے لئے جناب عمرؓ فاروق کو بُلایا۔ مگر انھون نے عرض کیا یا رسول اللہ قریش مجھ سے بہت جلے ہوئے ہین۔ اور بنی عدی یعنی میرے قبیلے والون مین سے ایک شخص بھی مکے مین نہین موجود ہو کہ میری حمایت کرے۔ میرے خیال مین اس خدمت کے لیے عثمانؓ بن عفان سے زیادہ کوئی شخص

عثمان بن عفان مکے جاتے ہین

موزون نہین ہو۔“ آپ نے اسی مشورے کے مطابق عثمانؓ بن عفان کو بلا کے ابوسفیان اور دیگر عمائد مکہ کی طرف روانہ کیا۔ اور فرمایا کہ جا کے کہو ”مین لڑنے کو نہین آیا ہون۔ مین تو فقط خانہ کعبہ کی زیارت چاہتا ہون۔“ جناب ذی النورینؓ یہ پیغام نبوت لے کے روانہ ہوئے مکے مین داخل ہوتے ہی خوش نصیبی سے سعید بن عاص سے ملاقات ہوئی جو اُن کے ہم قوم تھے۔ سعید نے انھین اپنی کفالت مین لے لیا۔ اور وہ زیادہ مطمئن ہو کے ابوسفیان وغیرہ کے پاس گئے۔ اور آزادی کے ساتھ پیغام رسالت پہونچا دیا۔ جسے سُن کے سب نے کہا ”عثمانؓ اگر تم طواف کعبہ کرنا چاہتے ہو تو شوق سے کر لو۔“ حضرت عثمانؓ نے جواب دیا ”جب تک رسول اللہ

طواف نہ کرین مین نہ کرون گا" اس بات کو اُنھون نے نامنظور کیا۔ بلکہ درخواست رسالتؐ قبول کرنے کے عوض مشرکین نے خود جناب عثمانؓ کو اپنے ہی پاس روک رکھا۔ اور اتنا بھی موقع نہ دیا کہ واپس آکے آنحضرتؐ کو ان کے انکار سے آگاہ کرین۔ یہان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جناب عثمانؓ کی واپسی کا انتظار تھا کہ مشہور ہوا مشرکین نے حضرت عثمانؓ کو شہید کر ڈالا۔ یہ خبر سُن کے آپ کو جس قدر صدمہ ہوا اُس کا اندازہ اسی سے ہوسکتا ہے کہ آپ نے فرمایا "اب تو جبتک ان لوگون سے ہم اپنی غرض نہ حاصل کرلین واپس نہ جائین گے"۔

جناب عثمان کی شہادت کی خبر

بیعت حدیبیہ

پھر ایک درخت کے نیچے جاکے بیٹھ گئے اور لوگون سے بیعت لینے لگے۔ عام ہمراہیان رسالتؐ کا بیان تھا کہ اس بیعت کے ذریعے سے آپ نے سب لوگون سے لڑکے مرجانے کا عہد لیا۔ مگر جابر بن عبداللہ کہتے تھے کہ آپ نے ہم سے اس امر کا عہد لیا کہ میدان جنگ سے ہرگز نہ بھاگین گے۔ غور سے دیکھا جائے تو دونون باتون کا ایک ہی نتیجہ ہے۔ کل ساتھ والون نے بلا تامل بیعت کرلی۔ بجز جد بن قیس نام ایک صاحب کے جن کی نسبت جابر بن عبداللہ کہتے ہین کہ اپنی اونٹنی کی آڑ مین چھپے رہے۔ اور سامنے آنے کی بھی جرأت نہ کرسکے۔ اس موقع پر آپ نے حضرت عثمانؓ کی طرف سے بھی باوجودیکہ اُن کے زندہ ہونے مین شبہ تھا یون بیعت لی کہ اپنے ایک ہاتھ کو عثمانؓ کا ہاتھ قرار دیا اور دوسرے ہاتھ کو اُس سے ملا کے فرمایا کہ "یہ بیعت عثمانؓ کی جانب ؀ سے ہے"

جد بن قیس کا بیعت سے محروم رہنا

سُہیل بن عمرو مشرکین کیطرف سے آتا ہے

آپ یہان مسلمانون سے بیعت لے چکے تھے کہ اہل مکہ کی طرف سے سُہیل بن عمرو صلح کی غرض سے آیا۔ آپ نے سُہیل کی صورت دیکھتے ہی فرمایا "اب معلوم ہوتا ہے قریش صلح پر آمادہ ہین"۔ اُس سے آپ سے دیر تک شرائط صلح کے متعلق گفتگو

؀ ابن ہشام صفحہ ۷۴۰ تا ۷۴۶

ہوتی رہی - اور جب سب شرائط طے ہو لیے تو آپ نے حضرت علی مرتضیٰ کو معاہدہ لکھنے
تحریر معاہدہ
کے لیے بٹھایا - اور فرمایا لکھو "بسم اللہ الرحمن الرحیم" سُہیل نے کہا اس جملے
کو ہم نہین جانتے - لکھو "باسمک اللھم" (اے اللہ تیرے نام سے ابتدا ہے) اس لیے کہ
بسم اللہ کی جگہ مشرکین مین یہی جملہ مروج تھا - آپ نے فرمایا "یہی سہی" - اور حضرت علی نے
عنوان پر یہ جملہ لکھا - پھر آپ نے بتایا کہ لکھو "یہ وہ معاہدہ ہے جس کے مطابق محمد رسول اللہ
نے سُہیل بن عمرو سے صلح کی" سُہیل پھر روک کے بولا "اگر ہم آپ کو پیغمبر جانتے ہوتے
تو لڑائی ہی کی نوبت کیون آتی - لکھنا ہے تو اپنا اور اپنے والد کا نام لکھیے - یعنی لکھیے
محمد بن عبد اللہ" - آپ نے حضرت علی سے کہا "اچھا یہی لکھو" حضرت علی آپ کے نام کے
ساتھ رسول اللہ کا لفظ لکھ چکے تھے بولے "مین تو اب اس لفظ کو اپنے ہاتھ سے نہین
کاٹ سکتا" آنحضرت نے خود معاہدہ ہاتھ مین لے کے اُس لفظ کو کاٹا - اور بعض
روایتون سے معلوم ہوتا ہے کہ باوجود امی ہونے کے اپنے دست مبارک سے لکھدیا
"محمد بن عبد اللہ" اور اس کے بعد حضرت علی نے جملہ شرائط قلمبند کیے -

معاہدے کی اصلی شرط
اس معاہدے کی رو سے قرار پایا تھا کہ اس سال آپ واپس تشریف
لے جائین - اور دوسرے سال مع اپنے اصحاب اور رفقا کے عمرے اور زیارت
بیت اللہ کو تشریف لائین - مگر اس طرح کہ سوا تلوارون کے کسی کے پاس کوئی اور
دیگر شرائط
ہتھیار نہ ہو - اور تلوارین بھی ہون تو میانون کے اندر رہین - تین دن سے
زیادہ آپ مکے مین قیام نہ فرمائین - اور آیندہ دس سال تک مسلمانون اور اہل مکہ
مین صلح قائم رہے - اس شرط کے ساتھ کہ کافرون مین سے کوئی مرد یا عورت مسلمانون
کے پاس بھاگ کے آئے تو فوراً اُنھین واپس ملے - بہ خلاف اس کے مسلمانون
مین سے کوئی شخص اُن کے ہاتھ مین پڑ جائے تو اُنھین واپس کرنے کی ضرورت
نہین ہے - یہ شرط ایسی تھی کہ تمام مسلمانون کو گران گذری - مگر اللہ جل شانہ نے اس کے

مصالح آپ کو سمجھا دیے تھے۔ اور آپ مطمئن تھے۔ بلکہ حضرت عمرؓ نے اعتراض کے لہجے میں دریافت بھی کیا تو آپ نے فرمایا کہ میں کوئی امر بغیر خدا کی مرضی کے نہیں کرتا۔

اُس پر صحابہ کی مہرین

معاہدے کی تکمیل ہوگئی اُس پر ابوبکر صدیقؓ عمر فاروقؓ علی مرتضیٰؓ وغیرہ صحابۂ کبار کی شہادتیں بھی ثبت ہوگئیں۔ اور صرف اتنا باقی تھا کہ سہیلؓ لے کے واپس جائے کہ خود اس کے بیٹے ابوجندل زنجیروں میں بندھے ہوئے سامنے

ابوجندل کی مظلومی

لائے گئے۔ اس لئے کہ ابوجندل نے اسلام قبول کر کے آنحضرت کے پاس پناہ لی تھی۔ اور سہیل نے کہا تھا کہ اس معاہدے کی رو سے یہ پہلا شخص ہے جو مجھے ملنا چاہیئے۔ چنانچہ آپ نے بلا تامل ابوجندل کو ان کے مشرک باپ کے سپرد کر دیا تھا اب وہ اس شان سے سامنے آئے تو تمام مسلمانوں کو صدمہ ہوا۔ اور آپ بھی اس قدر متاثر ہوئے کہ ابوجندل سے بہ شفقت فرمایا "صبر کرو۔ اللہ جل شانہ تمہارے حال پر مہربانی کریگا"

اس کے بعد قریش کے تیس چالیس لوگ لشکرگاہ اسلام کے قریب آئے اور حملہ کرنے کا ارادہ کر رہے تھے کہ مسلمانوں نے انھیں گرفتار کر لیا۔ اور سب آپ کے سامنے لا کے کھڑے کر دیے گئے۔ آپ نے اُس عہدنامے کے مطابق اُنھیں بھی چھوڑ دیا اور وہ بھی آزادی پا کے واپس گئے۔

تکمیل رسوم عمرہ و قربانی

اب صلح ہو چکی تھی۔ اور آپ پابند تھے کہ اسی جگہ سے مدینۂ طیبہ کو واپس جائیں۔ لہٰذا آپ نے تمام ہمراہیوں کو حکم دے دیا کہ یہیں اونٹوں کی قربانی کریں اور یہیں سر بھی منڈا ڈالیں۔ لیکن چونکہ ایسا طرز عمل عام رواج کے خلاف تھا

مروجہ رسوم کے خلاف کرنے میں لوگوں کو تامل

لوگوں نے کسی قدر تامل کیا اور آپ نے ناراض ہو کے اپنی بیوی حضرت اُم المومنینؓ ام سلمہ سے جو اس سفر میں ہمراہ رکاب تھیں شکایت کی جناب اُم سلمہ نے کہا یا رسول اللہ آپ ملال نہ کریں تشریف لے جا کے قربانی کیجیے اور اپنا سر منڈائیے۔ پھر کسی کو آپ کی پیروی میں تامل نہ ہوگا"

آپ نے ایسا ہی کیا۔ اور جناب اُم سلمہؓ کے ارشاد کے مطابق سب نے آپ کی متابعت کی

یہ صلح بڑی کامیابی سمجھی گئی

رسوم عمرہ کے ادا کرنے کے بعد آپ مدینے کو روانہ ہوئے۔ اور یہ صلح حدیبیہ کے نام سے مشہور ہے اسلام کی تمام گذشتہ فتوحات سے زیادہ اہم اور مقدم کامیابی سمجھی گئی۔ اس لیے کہ اس کے بعد سے مسلمانون کو زیارت کعبہ سے فیض یاب ہونے کا موقع مل گیا جس کے بغیر دین اسلام کی بہت بڑی برکت سے لوگ محروم تھے اور گو یہ صلح بظاہر مشرکین مکہ کے اغراض کے مطابق معلوم ہوتی تھی مگر ان دو سالون مین جو اس صلح کے زمانے مین گذرے اتنے لوگ دین اسلام مین شامل ہوئے جتنے کہ اس سے پیشتر کبھی نہین شامل ہوئے تھے۔

ابو بصیر کا مشرکین کی قید سے چھوٹ کے مدینے مین آنا

آپ مدینے مین آ کے فروکش ہوئے تھے کہ ابو بصیر عتبہ بن اُسید ثقفی نے مکے سے بھاگ کے آپ کے دامن مین چھپنا چاہا۔ ابو بصیر مسلمان ہو چکے تھے اُن کی قوم والون یعنی بنی ثقیف نے اُنھین قید کر کے مکے مین رکھا تھا اور طرح طرح کے ظلم کر رہے تھے۔ جہان سے بھاگ کے اب انھون نے مدینۂ طیبہ مین پناہ لی تھی۔ اُن کے پہونچتے ہی ازہر بن عبد عوف اور اخنس بن شریق سردار بنی زہرہ نے جو قبیلۂ ثقیف کے حلیف تھے ایک عامری شخص اور اپنے ایک غلام کو آنحضرتؐ کی خدمت مین بھیجا کہ ابو بصیر کو معاہدۂ حدیبیہ کے مطابق واپس بھیجیے۔ یہ غیر

آپ انھین بہ پابندی عہد مشرکین کے حوالے کرتے ہین۔

ممکن تھا کہ آپ عہد شکنی کرتے۔ بلا تامل ابو بصیر کو اُن دونون کے سپرد کر دیا۔ اور وہ انھین لے کے واپس روانہ ہوئے۔ مقام ذی الحلیفہ تک پہونچنے پائے تھے کہ ابو بصیر نے دونون مین سے ایک کی تلوار کسی طرح اپنے قبضہ مین کی اور اُس عامری شخص کو مار ڈالا۔ غلام جان بچا کے بھاگا اور آنحضرتؐ کی خدمت مین آ کے شکایت کی۔ لیکن اس کے بعد ہی خود ابو بصیر بھی حاضر بارگاہ رسالت ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ اپنا عہد پورا کر چکے۔

اگر خداوند تعالی نے مجھے اُن کے ہاتھ سے نجات دلادی"۔ اس کے جواب مین آپ نے فرمایا اُس سے تو خونریزی کی آگ بھڑک اٹھے گی۔ کاش کچھ لوگ تمھارے طرفدار ہوتے"

اب ابوبصیر آزادی پا کے مشرکین کے قافلے کا راستہ روکتے ہین

ابوبصیر فحوائے کلام رسالت سے سمجھ گئے کہ پھر مشرکین کے سپرد کر دیے جائین گے۔ یہ خیال آتے ہی مدینے سے بھاگ گئے اور سمندر کے کنارے عین اُس راستہ پر جا کے ٹھہرے جس پر سے ہو کے قریش کے قافلے ارض شام کو آتے جاتے تھے۔ چند روز مین ابوجندل بھی مکے سے بھاگ کے اُن سے آملے۔ اور جب ان لوگون کے یہان قیام کرنے کی خبر مشہور ہوئی تو تمام وہ

اور بہت سے مسلمان بھی اُن کے ساتھ ہو گئے

مسلمان جو دشمنون کے ہاتھ مین اسیر تھے اور ڈرتے تھے کہ آنحضرت کے پاس گئے تو وہان سے بھی گرفتار کر کے لائے جائینگے بھاگ بھاگ کے ابوبصیر کے پاس جمع ہونے لگے۔ یہان تک کہ تھوڑے دن مین ابوبصیر کے گرد تقریباً ستر مسلمان جمع ہو گئے۔ اب اُنھون نے قریش کے قافلون کو لوٹنا اور اہل مکہ کو ہر طرح سے تکلیف پہونچانا اور ستانا شروع کر دیا۔ اور بعض روایتون سے ثابت ہوتا ہے کہ آخرکار اُن کے ہمراہ تین سو بہادرون کا جتھا تھا جنھون نے قریش کا راستہ بند کر دیا۔ اور اُن کا تمام کاروبار رک گیا تھا۔ تب اہل مکہ نے مجبور ہو کے ابوسفیان بن حرب کو آنحضرت صلعم کی خدمت مین بھیجا۔ اور نہایت عجز والحاح کے ساتھ اور خدا کا واسطہ دلا کے

اہل مکہ کی پریشانی اور اپنی شرط کو خود ہی ستر د کرانا

خواہش کی کہ ابوبصیر اور ابوجندل کو اپنے پاس بلوا لیجیے۔ ہم اس شرط سے بھی باز آئے کہ ہم مین سے جو شخص آپ کے پاس آئے واپس ملے۔ اور آیندہ سے وعدہ کرتے ہین کہ مکے سے بھاگ کے جو کوئی آپکے پاس پناہ لے وہ امن وامان مین رہے گا۔ اور ہم اس کے طالب نہ ہون گے آپنے اُن لوگون کی خواہش کے مطابق ابوبصیر اور ابوجندل کے پاس ایک خط بھیجا۔ اور

ابن ہشام صفحہ ۷۵۱، ۷۵۲

انھین حکم دیا کہ تم دونون میرے پاس مدینے مین چلے آؤ۔ اور باقی مسلمانون کو جو تمھارے ساتھ جمع ہوئے ہین کہدو کہ اپنے اپنے گھرون کو واپس جائین۔ اور آیندہ قریش کے قافلون کی مزاحمت نہ کرین۔ جس وقت یہ فرمان نبوت وہان جا کے پہونچا ہے ابوبصیر بستر مرگ پر پڑے ہوئے تھے۔ شوق سے ہاتھ اُٹھا کے آپ کا خط لیا اور اُسی کی طرف دیکھتے ہی دیکھتے روح پرواز کر گئی۔ ابوجندل نے اُن کو وہان دفن کیا۔ وہین قریب ایک مسجد بنوائی۔ پھر تمام ہمراہیون کو اُن کے گھرون کی طرف واپس روانہ کر کے چند لوگون کے ساتھ مدینے مین حاضر ہو گئے[۱]

مشرک و مومن مین مناکحت کا ناجائز قرار پانا | معاہدۂ حدیبیہ مین اس ضروری ترمیم کے تھوڑے ہی زمانے بعد حسب امر خداوندی مسلمانون کو مشرکہ عورتون کے اپنے نکاح مین رکھنے کی ممانعت ہو گئی۔ اور اسی وقت سے یہ مسئلہ پیدا ہوا کہ سوا اُن کفار کے جو اہل کتاب کہلاتے ہین مسلمانون کو مشرکون سے شادی بیاہ کرنا نہین جائز ہے لیکن یہ امر جتنا آسان اس وقت نظر آتا ہے اُس وقت نہ تھا۔ اس لیے کہ اہل مکہ اور تمام مہاجرین مین قرابتین تھین۔ اس آیت قرآنی کے نازل ہونے مین بہت سے نکاح ٹوٹ گئے۔ چنانچہ عمر فاروق کو بھی دو عورتون سے دست بردار ہونا پڑا۔[۲]

غزوۂ غابہ یا ذی قرد | حدیبیہ سے واپس آئے آپ کو تھوڑا ہی زمانہ ہوا تھا کہ آپ کو ایک اور چھوٹی اور معمولی مہم کے لیے مدینے سے باہر قدم نکالنا پڑا۔ مدینۂ طیبہ سے چار پانچ میل باہر غابہ نام ایک مقام تھا جہان آپ کی سواری کے جانور اور اونٹ وغیرہ رہا کرتے تھے۔ اور ایک غفاری شخص اپنی بیوی کے ساتھ ان کی نگرانی کرتا اور چراتا تھا

مشرکین کی تاخت آپ کے چراگاہ پر | بعض اہل سیر کہتے ہین کہ یہ ابوذر غفاری کے بیٹے تھے بہر حال جو کوئی ہو عبدالرحمن بن عیینہ بن حصن فزاری نے ناگہان حملہ کر کے اُس غفاری شخص کو

[۱] تاریخ الخمیس جلد ۲ صفحہ ۲۷-۲۸ [۲] ابن خلدون بقیہ جلد ۲ صفحہ ۳۴-۳۵

قتل کرڈالا۔ اُس کی بیوی کو گرفتار کرلیا۔ اور تمام اونٹون کو ہنکاتا ہوا لے چلا۔ اتفاقاً

سلمہ کی شجاعت

اس وقت سلمۃ بن عمرو بن اکوع جو ایک موحد مرد میدان تھے جا پہونچے۔ اور یہ حالت دیکھتے ہی ثنیۃ الوداع نام ایک ٹیلے پر چڑھ گئے۔ زور وشور سے دشمنون کو ڈانٹا۔ اور تیر برساتے ہوئے اُن کی طرف چلے۔ سلمہ اس موقع پر اس دلیری اور ایسی حکمت سے لڑے کہ آنحضرت کے تمام اونٹ دشمنون سے دور رہ گئے اور وہ برابر تیر باری کرتے چلے جاتے تھے۔ اتنے مین عبدالرحمن مذکور کا باپ عیینہ بھی کمک لے کے آپہونچا۔ اور اب وہ سلمہ پر حملہ کرنے کا ارادہ کر رہے تھے کہ دوسری طرف سے رسول مقبول صلعم کے سوار نمودار ہوئے۔ جن مین سب کے آگے اخرم اسدی اور اُن کے پیچھے ابو قتادہ اور مقداد بن اسود کے ایسے نامور شجاعان اسلام تھے۔ سلمہ نے بڑھ کے اخرم کے گھوڑے کی باگ پکڑ لی اور کہا رسول اللہ صلعم کو آنے دو۔ ایسا نہ ہو کہ دشمن ضرر پہونچا دین۔ مگر اُنھون نے نہ مانا۔ اور عبدالرحمن بن عیینہ سے جا بھڑے۔ اور نیزون کے دو ہی مختلف وارون نے لڑائی کا فیصلہ کر دیا۔ اخرم کے نیزے نے عبدالرحمن کے گھوڑے کو مار کے گرایا اور عبدالرحمن کے نیزے نے خود اخرم کو جام شہادت پلادیا۔ اخرم کو گرتے دیکھ کے

اخرم اسدی کی شہادت

ابو قتادہ نے طیش مین آکے حملہ کیا۔ اور عبدالرحمن بن عیینہ کو اپنے نیزے سے مار ڈالا۔ عبدالرحمن کے مارے جاتے ہی اُس کے ہمراہی بھاگے۔ اور سلمہ کچھ ایسے جوش مین بھرے ہوئے تھے کہ پاپیادہ ان کے تعاقب مین روانہ ہوئے پیچھے پھر پھر کے دیکھتے جاتے تھے کہ آنحضرت کے اصحاب مین سے کوئی ہے۔ مگر کسی کی گرد بھی نہ نظر آتی تھی۔ اتنے مین دن آخر ہوگیا۔ اور آفتاب کو غروب ہوتے دیکھ کے وہ لوگ ذی قرد نام ایک غار مین اترنے لگے۔ اس لیے کہ سب پیاسے تھے اور غار مین پانی بھرا ہوا تھا۔ مگر ہنوز ایک قطرہ بھی کسی کے حلق سے نہین اترنے پایا تھا

کہ ان پر نظر پڑ گئی۔ اور سب کے سب پانی چھوڑ کے بدحواس بھاگے۔

اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس غار ذی قرد پر پہونچ کے قیام فرمایا۔ جہان بلال رضؓ نے ایک اونٹ ذبح کر کے اس کا گوشت بھونا۔ اور آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا کہ "ہمارے سوارون مین سب سے اچھا سوار ابو قتادہ ہے۔ اور ہمارے پیدلون مین سب سے اچھا پیدل سلمۃ بن اکوعؓ ہے"۔ پھر آپ مدینے مین تشریف لائے اور یہ غزوہ بوجہ اس کے کہ مقام غابہ پر دشمنون نے حملہ کیا تھا غزوۂ غابہ کے نام سے مشہور ہوا۔ اور بوجہ اس کے کہ آنحضرتؐ فتح کے بعد ذی قرد جھیل کے کنارے فروکش ہوئے تھے غزوۂ ذی قرد کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس غزوہ کو تمام اہل سیر اور کل مورخین واقعۂ حدیبیہ سے پیشتر بیان کرتے ہین۔ مگر محدثین اور خاصۃً بخاری و مسلم کی روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ مہم حدیبیہ سے واپس آنے کے بعد پیش آئی تھی۔ اور ہم بھی اسی صحیح روایت کو راجح سمجھتے ہین۔

مشرکین کی دغابازی | اب ذیقعدہ کا مہینہ شروع ہوا۔ اور مشرکون کی دغاپسندی نے ایک نیا گل کھلایا۔ وہ یہ کہ قبائل عکل اور عرینہ کے آٹھ آدمی مدینے مین آ کے آپ پر ایمان لائے۔ پھر چند روز بعد اپنے آپ کو بیمار ظاہر کیا۔ اور مدینے کی آب و ہوا کی شکایت کرنے لگے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا "تم لوگ ہمارے چراگاہ مین چلے جاؤ۔ اور وہان جا کے اونٹنیون کا دودہ اور پیشاب پیو۔ اچھے ہو جاؤ گے"۔ یہ لوگ آپ کی اجازت حاصل کر کے اُس چراگاہ مین گئے۔ مگر کچھ ایسی شیطنت سر پر سوار ہوئی کہ جاتے ہی آپ کے غلام یسار کو جو وہان اونٹون کو چراتا تھا طرح طرح کے ظلمون سے مار ڈالا پہلے اس کے ہاتھ پاؤن کاٹ کے جدا کئے۔ پھر اس کی زبان اور آنکھون مین کانٹے چبھوئے۔ اس طرح ایذائین دے دے کے اس غریب کی جان لی۔ اور آنحضرت صلعم کے اونٹون کو ہنکا لے گئے۔ ہنوز صبح ہی تھی کہ اس واقعے کی

ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۷۸

سریۂ کرز بن جابر فہری | خبر مدینے میں پہونچی اور آپ نے فوراً بیس سواروں کو کرز بن جابر فہری کی ماتحتی میں روانہ کر دیا۔ جو آناً فاناً جا پہونچے۔ اور غدار دشمنوں کو گھیر لیا۔ سوا ایک کے سب اونٹ مل گئے۔ پھر اُن لوگوں کو رسیوں میں باندھا اور ہنوز دن باقی تھا کہ مدینے میں آنحضرتؐ کے سامنے لاکے کھڑا کر دیا۔ ابھی چونکہ شرعی سزائیں خدا نے نہیں بتائی تھیں لہٰذا ان لوگوں کو اُن کے جرم کے مناسب یہ سخت سزا دی گئی کہ آنکھوں میں سلائی پھیر دی گئی۔ اور دھڑ ہاتھ پاؤں کاٹ کے سنگلاخ زمین پر ڈال دیے گئے جہاں وہ گرمی کی شدت سے پیاسے ہو ہو کے پانی مانگتے تھے اور کوئی نہ پلاتا تھا۔

جناب عائشہ کی والدہ کا انتقال | اسی سال جناب عائشہ صدیقہؓ کی والدہ اُمِّ رومان نے خوش نصیب بیٹی کی پاکدامنی کا قرآنی ثبوت دیکھ کے اس عالم فانی کو رخصت کیا۔ اُنھیں کے بطن سے عبد الرحمن بن ابی بکرؓ بھی پیدا ہوئے تھے جو جناب صدیقہؓ کے سگے بھائی تھے۔ آنحضرت صلعم اُمِّ رومان کی قبر میں اُترے۔ اور جب وہ اتار کے قبر میں لٹائی جا چکیں تو آپ نے فرمایا جو کوئی ایسی عورت کو دیکھنا چاہے جس کا شمار حوروں میں ہو تو اِن کو دیکھ لے۔ اسی سال حضرت عمر فاروقؓ نے جمیلہ بنت ثابت کو اپنے عقد نکاح میں لیا۔ جن کے بطن سے عاصم بن عمرؓ پیدا ہوئے

باب بست و سوم

شاہان ارض سے مراسلت

دین اسلام کا عروج۔ سلاطین ارض کے نام خطوط تبلیغ۔ تمدن کا رواج اسلام میں۔ طلائی زیور کی حرمت۔ خطوط رسالت کی فہرست۔ آپ کا خط جو فرمان روائے یمامہ کے نام گیا تھا۔ جو خط حاکم بحرین کے پاس گیا تھا۔ جو خط حاکم بنی غسان کے پاس گیا تھا۔ جو خط نجاشی کو

عسہ تاریخ الخمیس جلد ۲ صفحہ ۱۱ عسہ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۸۰

بھیجا گیا۔ جواب میں اُس کا ایمان لانا۔ اُم المؤمنین ام حبیبہ آپ کے عقد میں۔ جو خط حاکم مصر مقوقس کے نام گیا تھا۔ اُس کا جواب۔ مقوقس کے ہدیے۔ جو خط قیصر روم ہرقل کے نام گیا تھا۔ اُن دنون دولت روم کی حالت۔ رومیہ کے ایک تبحر عالم کا خیال آپ کی نسبت۔ ہرقل دین اسلام قبول کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اور ناکام ہوتا ہے۔ اب وہ آپ کے سفیر کو روم کے بشپ کے پاس بھیجتا ہے۔ روم کے بشپ کا مسلمان ہونا۔ اور شہادت پانا۔ ہرقل جزیہ قبول کرنے پر بھی آمادہ ہے۔ ہرقل زیادہ تفتیش کے درپے ہے۔ ابوسفیان وغیرہ مشرکین اس کے دربار میں۔ آپ کے متعلق ابوسفیان کا اظہار دربار قیصری میں۔ اُس کے اظہار پر ہرقل کی رائے۔ رسالت کے متعلق ہرقل کی ایک پیش بینی۔ وہ خط جو خسرو پرویز کے نام گیا تھا۔ پرویز کی متکبرانہ سرکشی۔ اُس کا فرمان حاکم یمن کے نام۔ یمن کے عجمی سفیر مدینے میں داڑھی منڈانے کی مذمت۔ آپ کی غیب دانی اور سفیرون کے ساتھ برتاؤ۔ اُن سفیرونکی کی واپسی۔ باذان حاکم یمن کا ایمان لانا۔

دین اسلام کا عروج اب یہ سال ختم ہونے کو تھا اور اسلام کی آوازِ توحید سارے عرب مین گونج اُٹھی تھی۔ ارض حجاز کے کُل قبائل سطوت رسالت سے کانپ رہے تھے۔ ایک خدا کی پرستش بتون کی پرستش اور شرک پر غالب آتی جاتی تھی۔ اور شرقی وجنوبی وشمالی بلاد عرب کے تمام قبائل اور سردارون نے چونک چونک کے اور رغبت وشوق کے ساتھ اُس پرجوش منادیِ حق کی آواز سُنی تھی جو سوا ایک ذات مُنزّہ کے تمام دنیاوی معبودون کی طرف سے لوگون کا مُنھ پھیرنا چاہتا تھا۔ ایسی حالت مین شدید ضرورت تھی کہ یہ صدائے حق عرب کی حدون سے باہر بھی بلند کی جائے اور دنیا کی اُن دور دراز قومون مین بھی رسالت محمدی کی تبلیغ ہو جو تمام اقطار عالم مین پھیلی ہوئی تھین۔

سلاطین ارض کے نام خطوط تبلیغ چنانچہ ذی الحجہ کے مبارک مہینے مین آپ نے ارادہ کیا کہ

تمام نامی گرامی سلاطین ارض اور زبردست فرمان روایان عالم کو خطوط تبلیغ لکھ کے دین اسلام کی طرف مدعو کرین - لوگون نے عرض کیا یا رسول اللہ ایسے خطون پر مہرین

مہرون کا رواج اسلام مین

ہونی چاہئین - اس لیے کہ بغیر مہر کے ان لوگون کے نزدیک کوئی تحریر قابل اعتبار نہین ہوتی - آپ نے اس رائے کو پسند کیا - اور ایک سونے کی انگوٹھی بنوائی - جس پر اپنا نام کندہ کرایا - صحابہؓ اتباع حضرت رسالتؐ پناہی کو اپنی زندگی کا ماحصل سمجھتے تھے جن جن کو خدا نے استطاعت دی تھی انھون نے بھی فوراً سونے کی انگوٹھیان اور مہرین بنوالین - مگر آپ نے یہ انگوٹھی بنوا کے

طلائی زیور کی حرمت

پہنی ہی تھی کہ جبرئیل نے آکے اطلاع دی "سونے کا پہننا آپ کی اُمت کے مردون پر حرام ہے" آپ نے فوراً وہ انگوٹھی اتار ڈالی - اور ساتھ ہی سب صحابہؓ نے بھی اپنی اپنی انگوٹھیان اُتار ڈالین - اب آپ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی - جس پر چاندی ہی کا نگ رکھا گیا اور اُس پر "محمد رسول اللہ" کا لفظ اس شان سے کندہ کیا گیا کہ سب کے اوپر "اللہ" کا لفظ تھا - اُس کے نیچے "رسول" کا لفظ اور اُس کے نیچے "محمد" کا لفظ - اسی طرح آپ کی پیروی مین صحابہؓ نے بھی سونے کی انگوٹھیان اُتار کے چاندی کی انگوٹھیان بنوائین - اور اسلام مین ہمیشہ کے لئے انگوٹھیون اور مہرون کا رواج ہوگیا۔

خطوط رسالت کی فہرست

جب یہ مہرین بن کے تیار ہولین تو آپ نے سلاطین ارض کے نام خطوط تبلیغ لکھوائے - جن کا سلسلہ اس چھٹے سال ہجری سے شروع ہو کے آپ کی آخر عمر تک جاری رہا - ایک خط سلیط بن عمرو کے ہاتھ ہوذہ بن علی کو بھیجا گیا جو عرب کے شمالی و مشرقی اطراف مین ارض یمامہ کا حکمران تھا - ایک خط علاء بن حضرمی کے ہاتھ منذر بن ساوی فرمان روائے بحرین کے پاس بھیجا گیا - ایک خط

عہ تاریخ ائمنس جلد ۲ صفحہ ۳۲ عہ ابن خلدون بقیہ جلد ثانی صفحہ ۳۶

عمرو بن عاص لے کے عمان کے بادشاہ جیفر بن جلندی کے پاس گئے۔ ایک خط شجاع بن وہب اسدی کو عطا ہوا اور حکم دیا گیا کہ فرمان روائے آل غسان حارث بن ابی شمر کو لے جاکے دین۔ ایک خط عمرو بن اُمیہ ضمری بادشاہ حبشہ نجاشی کے پاس لے گئے۔ ایک خط حاطب بن ابی بلتعہ کو دیا گیا کہ اسکندریہ مین لے جاکے مقوقس فرمان روائے مصر کے سامنے پیش کرین۔ ایک خط دحیہ کلبی کو مرحمت ہوا کہ ارض شام کا سفر کرکے ہرقل قیصر روم کو پہونچائین۔ اور ایک خط عبداللہ بن حذافہ کو دیا کہ مملکت فارس مین لے جاکے کسریٰ پرویز کو دین۔

اب یہ بھی دیکھنا چاہیئے کہ ان خطون کا کیا اثر ہوا۔ اور مختلف سلاطین نے اپنے مذاق و طینت کے موافق آپ کے خطون اور آپ کے ایلچیون کے ساتھ کیسا برتاؤ کیا۔ اس مین شک نہین کہ قیصر و کسریٰ اور فرمان روائے مصر وغیرہ کو حیرت ہوگئی ہوگی کہ عرب کا ایک بادیہ نشین ایسی زبردست اُمتون اور سلطنتون کو اپنے دین و آئین کی طرف بلاتا ہے۔

حکمران مکتوب الیہم مین سے فرمان روائے یمامہ ہوذہ مذہب عیسوی کا پابند تھا۔ جب سلیط بن عمرو نے آپ کا خط تبلیغ اس کے سامنے پیش کیا تو اس نے اپنے سفیرون کی ایک جماعت آپ کی خدمت مین روانہ کی جس مین مجاعہ بن مرارا اور چند اور نامی ارکان دولت تھے۔ اور اُن کو حکم دیا کہ آپ کی خدمت مین حاضر ہوکے یہ شرط پیش کرین کہ اگر آپ حاکم یمامہ کو اپنا جانشین و خلیفہ تسلیم کرلین تو وہ اسلام قبول کرنے اور آپ کی اعانت کو تیار ہے ورنہ آپ کے مقابلے کو فوج روانہ کرے گا۔ آپ نے ایسی کسی شرط کے تسلیم کرنے سے انکار کیا۔ اور دعا مانگی کہ خداوندا مجھے اس کے فتنے سے بچا۔ ہوذہ چند ہی روز مین مرگیا۔ اور اُس کے سفیر جو دار النبوت مدینہ مین حاضر ہوئے تھے مسلمان ہوکے وہین پڑے

آپ کا خط جو فرمان روائے یمامہ کے نام گیا تھا

تھوڑے زمانے کے بعد یہ لوگ ارض یمامہ کو واپس گئے۔ اور دین اسلام سے انحراف کر کے مرتد ہو گئے۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ فتنہ پردازی کی کہ عام لوگون کے سامنے گواہی دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیلمہ کذاب کو اپنی نبوت مین شریک کر لیا ہے۔

جو خط حاکم بحرین کے پاس گیا تھا | حاکم بحرین منذر بن ساوی کے پاس جب علاء بن حضرمی پہونچے اور آپ کا خط دیا تو اُس نے فوراً فرمان نبوت کے آگے سر جھکا دیا اور اُس کے ساتھ تمام اہل بحرین نے بھی دین اسلام قبول کیا۔ مگر اُس کے ملک مین جتنے یہودی عیسائی اور مجوسی تھے اُنھون نے علاء سے اور خود اُس سے جزیہ ادا کرنے کا اقرار کر کے اپنی آزادی بچا لی

عمرو بن عاص نے عمان مین پہونچ کے کیا کیا اس کا پتہ نہین چلتا۔

جو خط حاکم بنی غسان کے پاس گیا تھا | شجاع بن وہب آپ کا جو نامۂ مبارک لے کے فرمان رواے غسان حارث ابن ابی شمر کے پاس گئے تھے اُس کا مضمون یہ تھا اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی وَآمَنَ بِهٖ اُدْعُوكَ اِلٰی اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ يُبْقِي لَكَ مُلْكَكَ" (اُس شخص کو سلام جو ہدایت قبول کرے اور خدا پر ایمان لائے۔ مین تجھے اس امر کی طرف بلاتا ہون کہ خداے وحدہ لاشریک پر ایمان لا۔ اس طرح تیرا مُلک بچ جائے گا) یہ خط پڑھتے ہی وہ برہم ہو کے بولا "بھلا میرا ملک کون لے سکتا ہے؟ اچھا مین خود اس شخص کے مقابلے کو جاتا ہون"۔ آپ نے جب اُس کا یہ قول سنا تو فرمایا کہ اس کا ملک تباہ ہو گیا" اور بعد کے تجربے نے بتا دیا کہ ویسا ہی ہوا۔

جو خط نجاشی کو بھیجا گیا | نجاشی کے نام جو خط لکھا گیا تھا اس کی یہ عبارت تھی بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مِن محمد رسول اللہ اِلَی النجاشی الاَصحم عظیم الحبشہ۔ سلام علیک فانی احمد

۱۵۶ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۸۷

اِلَیکَ فَاِنّی اَحمدُ اِلَیکَ اللّٰہَ الملکَ القُدّوسَ السَّلامَ المُؤمِنَ المُہَیمِنَ وَاَشہَدُ اَنَّ عیسَی بنَ مَریَمَ رُوحُ اللّٰہِ وَکَلِمَتُہُ اَلقَاہَا اِلیٰ مَریَمَ الطَّیِّبَۃِ البَتُولِ الحَصِینَۃِ فَحَمَلَت بِعِیسیٰ فَخَلَقَہُ مِن رُوحِہٖ وَنَفخِہٖ کَمَا خَلَقَ آدَمَ بِیَدِہٖ وَنَفخِہٖ وَاِنّی اَدعُوکَ اِلَی اللّٰہِ وَحدَہٗ لَا شَرِیکَ لَہٗ وَالمُوَالَاۃِ عَلیٰ طَاعَتِہٖ وَاَن تَتبَعَنِی وَتُؤمِنَ بِالَّذِی جَائَنِی فَاِنّی رَسُولُ اللّٰہِ وَقَد بَعَثتُ اِلَیکَ ابنَ عَمّی جَعفَرًا وَمَعَہٗ نَفَرٌ مِنَ المُسلِمِینَ فَاِذَا جَاؤُکَ فَاَقرِہِم وَدَعِ التَّجَبُّرَ ۔ وَاِنّی اَدعُوکَ وَجُنُودَکَ اِلَی اللّٰہِ فَقَد بَلَّغتُ وَنَصَحتُ فَاقبَلُوا نُصحِی وَالسَّلَامُ عَلیٰ مَنِ اتَّبَعَ الہُدیٰ ۔ (بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ محمد رسول اللہ کی طرف سے نجاشی سیاہ فام کے نام جو اہل حبشہ کا سرگروہ ہی ۔ تجھ پر سلام ۔ مین تیرے سامنے اللہ کی حمد وثنا کرتا ہون جس کے یہ اوصاف ہین ۔ کہ ملک ۔ قدوس ۔ سلام ۔ مومن ۔ اور مہیمن ہی ۔ اور اس بات کی گواہی دیتا ہون کہ عیسیٰ بن مریم اللہ کی روح اور اس کا وہ کلمہ تھے جسے اس نے پاک ۔ متوکل الی اللہ ۔ اور پاکدامن مریم مین ڈال دیا تھا ۔ جس سے کہ وہ حاملہ ہوئین ۔ اور اللہ نے عیسیٰ کو اپنی روح اور اپنے دم سے پیدا کیا جس طرح آدم کو اپنے ہاتھ اور اپنے دم سے پیدا کیا تھا ۔ مین تجھے خدائے وحدہ لاشریک کی طرف بلاتا ہون اور اس جانب کہ اُس کی اطاعت مین میرا ساتھ دے ۔ میری پیروی کر ۔ اور اُس پر ایمان لا جس نے مجھے بھیجا ہی ۔ اس لیے کہ مین خدا کا رسول ہون ۔ مین نے اپنے چچازاد بھائی جعفر کو تیرے پاس بھیجا ہی ۔ اُن کے ساتھ چند اور مسلمان بھی ہین ۔ جب وہ تیرے پاس آئین تو انھین ٹھہرا ۔ اور سرکشی کو چھوڑ ۔ اور مین تجھے اور تیری فوج والون کو خدا کی طرف بلاتا ہون ۔ اب مین نے اپنا پیغام پہونچا دیا ۔ اور نصیحت کر دی ۔ لہذا میری نصیحت کو مان اور جو شخص ہدایت کی پیروی کرے اُس پر سلام) یہ خط جب عمرو بن امیہ ضمری نے نجاشی کو دیا ۔ تو اس نے جواب مین آپ کو ایک خط بھیجا جس کا مضمون یہ تھا ۔

جواب مین اس کا ایمان لانا | نجاشی سیاہ فام بن ابحر کی جانب سے ۔ اے رسول اللہ آپ پر خدا کا سلام اُس کی رحمت اور اس کی برکتین ہون ۔ مین اُس خدا کی حمد کرتا ہون جس کے سوا دوسرا خدا نہین ۔ وہی جس نے ہمین اسلام کی ہدایت کی اے رسول اللہ مجھے آپ کا خط پہونچا ۔ عیسیٰ کے معاملے مین آپ نے جو کچھ لکھا ہی قسم ہی خدائے

آسمان وزمین کی ہم اپنی رائے سے اس مین ذرا بھی زیادتی نہ کرین گے۔ آپ جیسا فرماتے ہین وہ ویسے ہی ہین۔ آپ نے جو کچھ تحریر فرمایا ہے اسے ہم سمجھے۔ آپ کے چچازاد بھائی اور اُن کے رفقا کو ہم نے اپنا مہمان کیا۔ اور مین گواہی دیتا ہون کہ آپ اللہ کے سچے اور مسلّم رسول ہین۔ مین نے آپ کی اور آپ کے چچازاد بھائی کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اور اللہ پر جو پروردگار عالم ہے ایمان لایا۔ اپنے بیٹے ارخم سیاہ فام کو آپ کی خدمت مین بھیجتا ہون۔ اور مجھے سوا اپنے نفس کے کسی پر اعتیار نہین۔ ہان اگر آپ کی مرضی ہو تو اے پیغمبر خدا مین خود بھی حاضر ہونے کو موجود ہون۔ اور اقرار کرتا ہون کہ آپ جو کچھ فرماتے ہین سچ ہے۔ اور اے رسول خدا آپ پر سلام ہو" اس خط کے ساتھ اُس نے اپنے بیٹے کو اہل حبشہ کے ساتھ جہاز مین بٹھا کے روانہ کیا۔ لیکن وہ جہاز سواحل عرب تک پہونچنے سے پیشتر ہی بحر قلزم کی تہ مین پہونچ گیا۔ اور نجاشی کا بیٹا مع تمام ہمراہیون کے ڈوب کے شہید ہوا۔

اُم المومنین ام حبیبہ آپ کے عقد مین

اس کے بعد آپ نے نجاشی کو تحریر فرمایا کہ ابوسفیان کی بیٹی اُم حبیبہؓ وہان گئی ہوئی ہین۔ اگر راضی ہون تو میرے ساتھ اُن کا عقد کردے ام حبیبہؓ اپنے شوہر عبید اللہ بن جحش کے ساتھ ارض حبشہ گئی تھین۔ عبید اللہ مذکور مسلمان ہو چکے تھے۔ اور مشرکین مکہ کے ظلم سے بچنے کے لئے بھاگ کے نجاشی کی قلمرو مین گئے۔ مگر وہان جا کے عیسائی ہو گئے۔ اور اس تبدیل مذہب کے چند ہی روز بعد وفات پائی۔ حضرت رسالت کو ام حبیبہؓ کی بیوگی کی خبر پہونچی تو نجاشی کے پاس یہ پیام بھیجا۔ نجاشی نے جب ان کے سامنے رسول اللہ کی یہ خواہش ظاہر کی تو وہ راضی ہو گئین۔ اور اس نے چار سو دینار مہر اپنے پاس سے ادا کر کے نکاح کر دیا جس کے بعد نجاشی نے اُن کو اور اور مہاجرین کو دو جہازون مین بٹھا کے مدینے روانہ کیا یہ

عہ ابن خلدون بقیہ جلد ثانی صفحہ ۳۶ و ۳۷ عہ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۸۱

لوگ بخیریت سواحل عرب پر اُترے - اور خیبر مین آنحضرتؐ کی زیارت سے شرفیاب ہوے

جو خط حاکم مصر مقوقس کے نام گیا تھا | حاطب بن بلتعہ آپ کا خط لے کے اسکندریہ مین پہونچے - اور مقوقس کے سامنے جا کے وہ خط اُس کے حاجب کو دیا - اُس نے فوراً خود مقوقس کے سامنے پہونچا دیا - اس خط مین لکھا تھا بسم اللہ الرحمن الرحیم - من محمد بن عبد اللہ رسول اللہ الی المقوقس عظیم القبط - سلام علی من اتبع الہدی - اما بعد فانی ادعوک بداعیۃ الی الاسلام - اسلم تسلم - اسلم یوتک اللہ اجرک مرتین - فان تولیت فان علیک اثم القبط یا اہل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا و بینکم ان لا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئاً ولا یتخذ بعضنا بعضاً ارباباً من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشہدوا بانا مسلمون" (بسم اللہ الرحمن الرحیم از جانب پیغمبر خدا محمدؐ بن عبد اللہ بنام مقوقس سردار قبط - سلام اس کو جو ہدایت کی پیروی کرے - مین تجھے اسلام کی طرف بلاتا ہون - اسلام لا سلامت رہے گا - اسلام لا اللہ تجھے دوہرا اجر دے گا - اور اگر انحراف کرے گا تو ساری قوم قبط کا گناہ بھی تیرے سر رہے گا - اے اہل کتاب اُس بات کو قبول کر لو جو ہم مین تم مین یکسان ہو - یعنی سوا اللہ کے کسی کی پرستش نہ کرین - اُس کی خدائی مین کسی چیز کو شریک نہ کرین - اور ہم مین سے ایک دوسرے کو خدا کے سوا اپنا پروردگار نہ قرار دے - لیکن اگر اہل کتاب اس کو نہ مانین تو اے مسلمانو تم اس بات کو کہہ دو کہ گواہ رہو ہم مسلمان ہین") یہ خط پڑھ کے مقوقس نے حاطب سے کچھ پوچھا

اُس کا جواب | پوچھا - پھر ایک عربی دان منشی کو بُلا کے یہ جواب لکھوایا - بنام محمد بن عبد اللہ از جانب مقوقس سردار قبط - سلام علیک - مین نے آپ کا خط پڑھا - آپ نے جو کچھ بیان کیا ہو اور جس طرف بلایا ہو اُسے مین سمجھ گیا - مین جانتا تھا کہ ایک پیغمبر کا آنا باقی ہو مگر خیال تھا کہ وہ ارض شام سے ظاہر ہوگا - مین نے آپ کے قاصد کی عزت کی - اور دو لونڈیان آپ کی خدمت مین بھیجتا ہون جو قوم قبط مین بہت معزز خیال کی جاتی ہین - اُن کے علاوہ لباس اور آپ کی سواری کے لیے ایک خچر بھیجتا ہون

۵ھ ابن خلدون - بقیہ جلد ثانی صفحہ ۳۰

مقوقس کے ہدیے | والسلام[ع] اس خط کے ساتھ مقوقس نے جو ہدیے آپ کی خدمت مین بھیجے اُن کی تفصیل مین بڑا اختلاف ہی- لونڈیون کی نسبت قابل اطمینان روایتون سے معلوم ہوتا ہی کہ چار تھین - ماریۂ قبطیہؓ خود آپ کے حرم مین داخل ہوئین انکی بہن شیرین جو دربار رسالت سے حسانؓ بن ثابت کو عطا ہوئین - اور باقی دو لونڈیون کا نام نہین معلوم - کہتے ہین کہ ان لونڈیون کے ساتھ ایک خواجہ سرا غلام بھی تھا جو جناب ماریہ کا بھائی بتایا جاتا ہی خچر جو آپ کی خدمت مین مصر سے آیا اُس کا نام دُلدُل تھا - اور بعض راوی بیان کرتے ہین کہ اس خچر کے ساتھ فراز نام ایک گھوڑا اور عفیر یا یعفور نام ایک گدھا بھی تھا - ان ہدیون کے ساتھ ہزار مثقال سونا بیس عمدہ کپڑے - اور ایک شیشہ کا جام بھی بتایا جاتا ہی۔[ع]

الغرض اگرچہ مقوقس کا ایمان لانا نہین ثابت ہوتا - لیکن اُس نے نامۂ نبوت کی بڑی عزت کی - اُسے ہاتھ مین لیتے ہی چوما - اور نہایت ادب و شائستگی سے جواب دیا[س]

جو خط قیصر روم ہرقل کے نام گیا تھا | وحیہ کلبی آپ کا جو خط قیصر روم کے نام لے کے روانہ ہوئے تھے اُس کی عبارت بھی سوا دو ایک لفظون کے بجنسہ وہی ہی جو فرمان روائے مصر کے خط مین لکھی گئی تھی - ہرقل نے اُسی زمانے مین خسرو پرویز کے مقابلے مین نمایان

اُن دنون دولت روم کی حالت | فتحین حاصل کی تھین اور وہ تمام ممالک جو دولت روم کے قبضے سے نکل گئے تھے واپس لیے تھے - اِس عظیم الشان کامیابی مین اُس نے ارض مقدس کی زیارت[لل] کی تھی - وحیہ کلبی پہلے حاکم و والی بُصرای شام کے پاس گئے - اور اُس کے ذریعے سے وہ نامہ ہدایت لیے ہوئے بیت المقدس مین خاص شاہی محل کے دروازے پر پہونچ کے اجازت باریابی حاصل کی - اور آپ کا

ع تاریخ الخمیس جلد ۲ صفحہ ۴۱ ع ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۸۰ س تاریخ الخمیس جلد ۲ صفحہ ۳۷

لل تاریخ زوال روم مصنفہ گبن صفحہ ۱۸۸ ص صحیح بخاری جلد اول صفحہ ۵

نامۂ ہدایت شمامہ پیش کیا - تاجدار روم نے اس خط کو لے کے چوما - وحیہ کلبی کو

روبیہ کے ایک متبحر عالم کا خیال آپ کی نسبت

ٹھہرایا - اور شہر رومیہ کے ایک بڑے متبحر عالم کو لکھ کے آپ کے متعلق اُس کی راے دریافت کی - اُس نے جواب مین لکھا " بے شک یہی وہ پیغمبر ہی جس کا ہمین انتظار تھا اس کے دعوی کی تصدیق اور اُس کے احکام کی پیروی کیجیے " اس طریقے سے اپنا اطینان کر کے

ہرقل دین اسلام قبول کرنے کی کوشش کرتا ہی

ہرقل نے تمام امراے دولت کو دیوان عام مین جمع کیا چارون طرف دروازے بند کروا دیے - اور خود ایک اونچی کھڑکی سے سر نکال کے تقریر کرنے لگا " فلان شخص کا خط میرے پاس آیا ہی جس مین وہ مجھے اپنے دین کی طرف بلاتے ہین - اور خدا کی قسم یہی وہ پیغمبر موعود ہین جن کی نسبت ہماری کتابون مین پیشین گوئی کی گئی ہی - مناسب معلوم ہوتا ہی کہ ہم اُن کی تصدیق کرین اور اُن کے احکام کو مان لین - تاکہ دین و دنیا مین ہمین فلاح حاصل ہو " بادشاہ کی زبان سے یہ تقریر سنتے ہی سب کے سب وحشت کھا کے دروازون

اورناکام ہوتا ہی

کی طرف دوڑے کہ دربار سے نکل بھاگین - مگر ہرقل نے روکا اور کہا " مین نے صرف تمھاری مضبوطی اور اپنے دین پر قائم رہنے کا امتحان کیا تھا " اس بیان کو سن کے سب پھر اُس کے سامنے آئے - سجدے مین گر پڑے - اور بادشاہ نے اطینان دلا کے اُنھین رخصت کیا -

اب وہ آپ کے سفیر کو روم کے بشپ کے پاس بھیجتا ہی

جب سب جا لیے تو ہرقل نے وحیہ کلبی کو سامنے بُلا کے کہا " مین جانتا ہون کہ جن صاحب نے یہ خط بھیجا ہی نبی مرسل ہین - لیکن اس کو کیا کرون کہ نصرانیون سے ڈرتا ہون - خیر اب تم روم کے سب سے بڑے بشپ اور مقتداے دین ضغاطر کے پاس جاؤ اور اُس سے اپنے پیغمبر کا حال بیان کرو - دیکھو وہ کیا کہتا ہی " اُس کے کہنے کے بموجب وحیہ روم مین جا کے اُس

مقدس مقتداے دین سے ملے۔ اور حضرت سرور کائنات کے حالات بیان کیے۔

روم کے بشپ کا مسلمان ہونا

اُس نے بھی سُن کے یہی کہا کہ "یہ تو وہی پیغمبر ہین جن کا ذکر اور جن کے علامات ہماری کتابون مین موجود ہین" یہ کہہ کے اُس نے عصا ہاتھ مین لیا۔ اور اپنی خانقاہ سے نکل کے بڑے کینسے مین آیا۔ اور سب لوگون سے کہا "اے اہل روم ہمارے پاس احمد مرسل کا خط آگیا جو ہمین خدا کی طرف بلاتے ہین۔ اور مین تو اقرار کرتا ہون کہ لا الہ الا اللہ و محمد عبدہ و رسولہ" یہ جملہ سنتے ہی لوگ برہمی کے

اور شہادت پانا

ساتھ چارون طرف سے جھپٹ پڑے اور اُسے آناً فاناً مین مار ڈالا۔ یہ ظالمانہ تماشا دیکھ کے دحیۂ کلبی قیصر روم کے پاس واپس آئے۔ اور ساری سرگذشت بیان کی۔ ہرقل نے سُن کے کہا "مین نے پہلے ہی کہا تھا کہ مجھے رعایاے روم سے اندیشہ ہے۔ کہ وہ اس دین کو نہ قبول کرین گے"

ہرقل جزیہ قبول کرنے پر بھی آمادہ ہے

اس کے بعد ہرقل نے ارکان دولت کو راے دی کہ ہم لوگ جزیہ ادا کرنا قبول کر لین۔ مگر اُن لوگون نے اِس کو بھی نہ منظور کیا۔ تب اُس نے مجبور ہو کے کہا "اگر یہ بھی نہین مانتے تو یہ کرو کہ ملک شام اس مدعی نبوت کو دے کے صلح کر لو۔ اور اپنا پیچھا چھڑا لو۔" مگر اس سے بھی انکار کیا گیا۔

ہرقل زیادہ تفتیش کے درپے ہے

لیکن ہرقل کو کسی طرح اطمینان نہ ہوتا تھا۔ وہ ہر ممکن طریقے سے کوشش کرتا تھا کہ رعایاے روم کو آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کا طرفدار بنا دے لیکن سارے اہل دربار اِس خیال کے مخالف تھے۔ لہٰذا اُس کی کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی

ابوسفیان وغیرہ مشرکین اس کے دربار مین

اب ہرقل نے ارادہ کیا کہ آنحضرت صلعم کے زیادہ مفصل حالات معلوم کرے۔ اور اُن لوگون سے بھی دریافت کرے جو آپ کے مخالف ہون۔ اس غرض کے لیے حکم دیا کہ سرزمین شام مین جہان اہل عرب ملین لائے

۵ع ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۸۰

حاضر کیے جائین۔ اتفاقاً ان دنون صلح حدیبیہ کا زمانہ تھا۔ اور ابوسفیان اور معززین قریش تجارت کی غرض سے شام مین ٹھہرے ہوئے تھے۔ ملازمان شاہی انھین پکڑ کے بیت المقدس مین لے گئے۔ اور قیصر کے سامنے لے جا کے کھڑا کر دیا۔ ہرقل کے گرد بڑے بڑے معزز سردار اور عمائد مملکت کھڑے ہوئے تھے۔ ان لوگون کو دیکھ کے اُس نے ترجمان کے ذریعے سے دریافت کیا "تم مین سے کون شخص اس مدعی نبوت سے زیادہ قریبی تعلق اور قرابت رکھتا ہے؟" ابوسفیان نے کہا "مین" تب ہرقل نے اُسے نزدیک بلایا۔ اور اُس کے ہمراہیون کو اس کے پیچھے کھڑا کر کے حکم دیا کہ اگر یہ کوئی امر خلاف واقعہ بیان کرے تو تم ٹوک دینا۔ پھر ابوسفیان سے پوچھا "اس شخص کا نسب تم لوگون کے نزدیک کیسا ہے؟" ابوسفیان نے جواب دیا وہ ہم مین صاحب نسب ہے" یعنی شریف النسب ہے۔ اور اس حیثیت سے اُسے کوئی الزام نہین دیا جا سکتا۔ ہرقل نے دریافت کیا "تم لوگون مین سے کبھی کسی اور شخص نے بھی دعوائے نبوت کیا تھا؟" جواب دیا "نہین" پوچھا "اچھا یہ بتاؤ شرفا اور معزز لوگ اس شخص کی پیروی کرتے ہین یا غریب و کم حیثیت آدمی؟" جواب دیا ضعیف و کم حیثیت آدمی" پوچھا "وہ لوگ بڑھتے جاتے ہین یا انکی تعداد گھٹتی بھی ہے؟ کہا "نہین برابر بڑھتے جاتے ہین" پوچھا "کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ کوئی شخص اس دین کو اختیار کرے اور پھر ناپسند کر کے چھوڑ دے؟" ابوسفیان نے کہا "کبھی نہین"۔ اب ہرقل نے کہا "خیر یہ بتاؤ کہ دعوائے نبوت کرنے سے پیشتر تمھارے علم مین وہ کبھی جھوٹ بولتا تھا؟" جواب دیا "نہین" پوچھا "اور کبھی بدعہدی و عذر کرتا ہے؟" ابوسفیان نے جواب دیا "کبھی نہین لیکن اب اس زمانے مین جب سے ہم یہان آئے ہین اگر ایسا ہوا ہو تو ہم نہین جانتے" ہرقل نے پوچھا "تم اُس سے لڑائی بھی ہوئی؟" کہا "جی ہان" "پھر اُسکا نتیجہ کیا ہوا؟" جواب دیا "کبھی ہم غالب ہے اور کبھی وہ غالب رہا" یہ اُمور دریافت کرنے کے بعد ہرقل نے عقاید کی طرف توجہ کی۔ پوچھا "اور یہ شخص تمھین کس

آپکے متعلق ابوسفیان کا اظہار دربار قیصری مین

بات کا حکم دیتا ہو؟ ابوسفیان نے کہا وہ کہتا ہو خدائے واحد کی عبادت کرو کسی کو اُس کا شریک نہ بناؤ۔ جو تمھارے باپ دادا کے عقائد تھے اُنھیں چھوڑ دو۔ نماز پڑھو۔ صدقہ دو۔ گناہوں سے بچو۔ اور تعلقات قرابت کو مضبوط کرو۔"

اُس کے اظہار پر ہرقل کی رائے

یہ تمام باتیں سُن کے ہرقل نے اپنے ترجمان سے کہا اُن سے کہو مین نے نسب کا حال پوچھا تو تم نے بتایا کہ وہ عالی نسب ہو۔ اور پیغمبرون کا عام قاعدہ ہو کہ اپنی قوم کے اچھے گھرانے سے ظاہر ہوتے رہے ہین یہ پوچھا کہ کبھی کسی اور نے بھی ایسا دعوی کیا تھا تو تم نے اس سے انکار کیا۔ اگر تم اس سے انکار نہ کرتے تو مین کہتا کہ اس نے کسی پہلے شخص کو دعوے کرتے دیکھ کے نبی بننے کی کوشش کی ہوگی۔ تم یہ بھی کہتے ہو کہ اُس کے آبا و اجداد مین کوئی بادشاہ نہین ہوا ہو۔ ورنہ مین خیال کرتا کہ نبوت کے بہانے سے آبائی تاج و تخت حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہو۔ تم یہ بھی بتاتے ہو کہ دعوائے نبوت سے پہلے اُس نے کبھی جھوٹ نہین بولا۔ اس سے بھی ظاہر ہو کہ جب اُس نے بندے کی نسبت کوئی جھوٹ بات نہین کہی تو خدا کی نسبت جھوٹ کیون کہنے لگا تھا؟ تم اقرار کرتے ہو کہ غربا و مفلوک الحال لوگ اُس کی پیروی کرتے ہین۔ اور یہی قدیم سے معمول چلا آتا ہو کہ پیغمبرون کے پیرو ہمیشہ غربا و مفلوک الحال لوگ ہوتے رہے ہین۔ تم نے بتایا کہ اُن کی تعداد بڑھتی جاتی ہو اور یہی حال نبوت کا ہو کہ جب تک دین کی تکمیل نہ ہو جائے لوگ بڑھتے ہی جاتے ہین۔ یہ بھی تم کہتے ہو کہ اس دین کو قبول کرنے کے بعد کوئی نہین چھوڑتا اور یہ بھی دین حق کی پہچان ہو کہ جب دل مین اُس کا ذوق پیدا ہو جاتا ہو تو پھر کسی طرح نہین مٹتا۔ یہ بھی تمھارا بیان ہو کہ یہ شخص عذر و فریب نہین کرتا۔ اور واقعی جعل و فریب انبیا کی شان کے خلاف ہو۔ جن جن باتون کا وہ حکم دیتا ہو اُن کی تفصیل تم یہ بتاتے ہو کہ خدا کی عبادت کرنا۔ کسی کو اُس کا شریک

نہ کرنا۔ بت پرستی سے بچنا۔ نماز پڑھنا۔ خیرات دینا۔ اور گناہون سے پرہیز کرنا۔ اگر یہ شخص ایسا ہی ہے جیسا کہ تم بیان کرتے ہو تو عنقریب یہ شخص اس زمین کا مالک ہو جائیگا جس پر میرے قدم ہین۔ یہ مجھے معلوم تھا کہ اس زمانے مین ایک پیغمبر مرسل ظاہر ہونے والا ہے۔ مگر یہ خبر نہ تھی کہ وہ تم لوگون مین سے ہوگا۔ اگر مین جا سکتا تو اس کی خدمت مین حاضر ہوتا اور اس کے پاؤن اپنے ہاتھ سے دھوتا۔"

بادشاہ کی اس گفتگو کے بعد اُمراے رُوم زیادہ چلا چلا کے باتین کرنے لگے۔ اور غالبًا بادشاہ سے اپنی ناراضی ظاہر کرتے ہون گے۔ مگر قبل اس کے کہ دربار برخواست ہو یہ عربی مشرک تاجر نکال دیے گئے۔ اور دروازے سے باہر آنے کے بعد ابوسفیان نے اپنے رفقا کی طرف دیکھ کے حیرت سے کہا "اب تو ابن ابی کبشہ[۵۷] کی سطوت کا یہ حال ہے کہ بنی الاصفر (رومیون) کا بادشاہ بھی اُس سے ڈرتا ہے"

رسالت کے متعلق ہرقل کی ایک پیش بینی

مورخین اسلام کی صحیح روایتون سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بیت المقدس مین آتے ہی ایک رات ہرقل کو علم نجوم کے ذریعے سے معلوم ہوا کہ ختنہ کرنے والون کا بادشاہ ظاہر ہو گیا جس سے وہ نہایت متردد ہوا اور ارکان دولت سے دریافت کیا کہ کون کون سی قوم ختنہ کرتی ہے ان لوگون کے خیال مین اس رسم کا پابند سوا یہود کے اور کون ہو سکتا تھا جن سے پرانی عداوت چلی آتی تھی۔ اہل دربار نے مشورہ دیا کہ تمام شہرون کے حکام کے نام فرمان جاری کر دیا جائے کہ جہان جتنے یہودی ہون قتل کر ڈالے جائین۔ یہ مشورہ ہو رہا تھا کہ آپ کا نامہ بر پہونچا۔ اور معلوم ہو گیا کہ اہل عرب بھی ختنہ کرتے ہین۔ غالبًا

[۵۷] ابو کبشہ عرب کا ایک پرانا جادوگر تھا۔ اور چونکہ مشرکین حضرت رسالت کو بھی جادوگر کہتے تھے لہذا اپنی اصطلاح مین محض توہین و تحقیر کی غرض سے اکثر آپ کو ابن ابی کبشہ یعنی ابو کبشہ کا بیٹا کہا کرتے تھے [۵۸] صحیح بخاری جلد اصفحہ ۵-

یہی سبب تھا کہ ہرقل کے دل پر آپ کی وقعت قائم ہوگئی تھی۔ اور چاہتا تھا کہ رومیون کو آپ کا پیرو بنا کے اپنا تاج وتخت بچالے۔

وہ خط جو خسرو پرویز کے نام گیا تھا

دوسری طرف عبداللہ بن حذافہ آپ کا نامہ گرامی لے کے خسرو پرویز کے دربار مین پہونچے۔ پرویز کو اگرچہ ان دنون رومیون کے مقابلے مین سخت شکستین ہوچکی تھین۔ اور بہت سا ملک قبضے سے نکل گیا تھا لیکن دماغ سے ابھی تک غرور نہین نکلا تھا۔ اور اُس کی سرکش طبیعت کسی طرح گوارا ہی نہ کرسکتی تھی کہ کسی ناصح اور ہادی کی آواز پر کان لگائے اس حالت مین ابن حذافہ نے آپ کا خط اس کے سامنے پیش کیا جس کی عبارت یہ تھی "بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ من محمد رسول اللہ الی کسریٰ عظیم فارس سلام علی من اتبع الھدیٰ وآمن باللہ ورسولہ واشھد ان لا الہ الا اللہ وان محمداً عبدہ ورسولہ وانی ادعوک بدعاء اللہ وانی رسول اللہ الی الناس کافۃ لانذر من کان حیا ویحق القول علی الکافرین۔ فاسلم تسلم وان تولیت فان اثم المجوس علیک" (بسم اللہ الرحمن الرحیم پیغمبر خدا محمد رسول اللہ کی طرف سے کسریٰ سردار فارس کے نام۔ جو کوئی ہدایت کی پیروی کرے۔ خدا اور اس کے رسول پر ایمان لائے۔ اس بات کا اقرار کرے کہ خدا کے سوا کوئی اور معبود نہین۔ اور محمد اس کے بندے اور رسول ہین۔ اُس پر سلام ہین تجھے اللہ کی طرف بلاتا ہون۔ اور مجھے اللہ نے اپنا پیغمبر بنا کے تمام نوع انسان کی طرف بھیجا ہے۔ تاکہ جو کوئی زندہ موجود ہو اُسے (عذاب دوزخ) سے ڈراؤن۔ اور جو لوگ خدا کی نافرمانی کرین اُن کے مقابلے مین اتمام حجت ہو جائے۔ اسلام لا نجات پائیگا۔ اور اگر نہ مانے گا تو تمام مجوسیون کے ایمان نہ لانے کا گناہ بھی تیرے سر رہے گا"۔

پرویز کی متکبرانہ سرکشی

یہ خط ہاتھ مین لینے اور پڑھوا کے سننے کے ساتھ ہی خسرو پرویز کے غصے کی کوئی انتہا نہ تھی۔ نامۂ نبوت کو پھاڑ کے پھینک دیا۔ اور بولا یہ شخص (معاذ اللہ) میرا غلام ہو کے مجھے ایسا لکھتا ہے! عبداللہ اُس کی یہ برگشتگی اور اُس کے کبر ونخوت کا

---

۵ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۸۱

تماشا دیکھ کے ناکام واپس آئے۔ اور دربار نبوت مین حاضر ہو کے ساری سرگذشت بیان کی۔ آپ نے اُس کی اِس گستاخی کا حال سُن کے کہ اُس نے خط کو پھاڑ کے پھینک دیا فرمایا "جس طرح اُس نے میرے خط کو پھاڑا ہی اُسی طرح خدا اُس کی سلطنت کے ٹکڑے اُڑا دیگا"

اُس کا فرمان حاکم یمن کے نام

عبداللہ بن حذافہ تو دربار کسریٰ سے ادہر واپس آئے اُدھر پرویز نے اپنے والی یمن باذان کے نام ایک فرمان بھیجا کہ "یہ شخص جو ارض حجاز مین دعوائے نبوت کر رہا ہی اس کے پاس اپنے ہمراہیون مین سے دو ہوشیار شخصون کو بھیجو کہ اُسے پکڑ کے میرے پاس لے آئین"۔ باذان نے یہ فرمان خسروی پڑھتے ہی اپنے منشی بانویہ اور خرخرہ نام ایک اور شخص کو آپ کی طرف روانہ کیا۔ اور ایک خط بھی آپ کے نام لکھا جس کا مطلب یہ تھا کہ "آپ فوراً ان دونون شخصون کے ساتھ خسرو پرویز کے پاس چلے جائین"۔ پرویز کی برہمی اور اس کے اس حکم کی خبر مکے مین مشرکین قریش کو پہونچی تو بہت خوش ہوئے۔ اور ایک دوسرے کو بشارت دینے لگے کہ اب جلدی غرض شہریار ایران کے ہاتھون پوری ہو جائے گی۔ مکے مین یہ خوشیان منائی جا رہی تھین کہ باذان والی یمن کے دونون سفیر دار البنوۃ مدینہ مین آ پہونچے۔

یمن کے عجمی سفیر مدینے مین

اور آپ کو کسریٰ کا حکم سُنایا۔ ان دونون ایلچیون کی وضع یہ تھی کہ ڈاڑھیان اور مونچھین مُنڈی ہوئی تھین۔ اہل عرب مین یہ وضع نہایت ہی نئی خلاف شیوۂ شرفا۔ اور ناپسندیدہ تھی۔ آپ نے اُن کو دو دفعہ حیرت سے دیکھا اور پوچھا

ڈاڑھی منڈانے کی مذمت

"اُس وضع کا تمھین کس نے حکم دیا؟" بولے "ہمارے خداوند (یعنی بادشاہ) نے" آپ نے ارشاد فرمایا "لیکن میرا خداوند (یعنی اللہ جل جلالہٗ) مجھے حکم دیتا ہی کہ داڑھی کو چھوڑ دون۔ اور مونچھین کٹوا ڈالون"

؏ تاریخ الخمیس جلد ۲ صفحہ ۴۰۔

اس کے بعد اُن دونون نے باذان کا پیام پہونچایا۔ اور سمجھانے لگے کہ "اگر آپ دربار کسریٰ مین ہمارے ساتھ چلے چلین گے تو ہمارے سردار باذان سفارش کرکے آپ کو بچا لین گے۔ اور اگر آپ نے اِنکار کیا تو وہ حملہ کرکے آپ کو اور آپ کی قوم کو ہلاک کر ڈالین گے۔"

آپ کی غیب دانی اور سفیرون کے ساتھ برتاؤ

آپ نے فرمایا "اچھا اس وقت جاؤ مین کل جواب دُون گا۔" رات کو اللہ جل شانہ نے آپ کو مطلع کر دیا کہ پرویز خود اپنے بیٹے کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ دوسرے دن جیسے ہی وہ سامنے آئے آپ نے بتایا کہ "پرویز مار ڈالا گیا۔ اور ارشاد کیا میرا دین اور میری سلطنت کسریٰ کی مملکت تک پہونچ جائین گے۔ اور باذان سے کہہ دینا کہ وہ اسلام قبول کرے۔ اگر اس نے اس نصیحت پر عمل کیا تو بدستور اپنے ملک پر قابض وحاکم رہے گا۔" اس کے بعد آپ نے خرخرہ کو سونے چاندی کی ایک پیٹی دی جو کسی فرمان روا نے ہدیۃً آپ کی خدمت مین بھیجی تھی۔ اور رخصت کیا

اُن سفیرونکی واپسی

وہ دونون مدینے سے سفر کرکے یمن مین واپس گئے۔ اور ساری سرگذشت باذان سے بیان کی۔ اُس نے تمام واقعات سن کے کہا "یہ کسی بادشاہ کی شان نہین۔ یہ شان تو پیغمبر مرسل کی ہے۔ اور دیر کیا ہے امتحان بھی ہو جائے گا۔ جو خبر اُنھون نے بتائی اگر سچ ہوئی تو جان لینا چاہیئے کہ واقعی پیغمبر ہین۔ اور اگر سچی نہ ثابت ہوئی تو دیکھا جائے گا۔" اس کو زیادہ زمانہ نہین گذرا تھا کہ باذان کے نام نئے شہریار عجم شیرویہ کا فرمان آیا جس مین لکھا تھا کہ "مین نے پرویز کو قتل کرکے تاج وتخت پر قبضہ کر لیا۔ اس لیے کہ پرویز شرفائے فارس کو قتل کرتا چلا جاتا تھا۔" اس کے ساتھ ہی یہ حکم دیا تھا کہ "آیندہ ہر امر مین میری اطاعت کرو۔" اور یہ بھی ہدایت کی تھی کہ اب اُس نئے پیغمبر عرب سے کسی قسم کی مزاحمت نہ کرنا

باذان حاکم یمن کا ایمان لانا

شیرویہ کا یہ فرمان پاتے ہی باذان اپنے چند اور فارسی نژاد

سرداروں کے ساتھ مسلمان ہو گیا - اور سلطنت یمن میں دین اسلام کو ترقی ہونے لگی

باب بست وچہارم

فتوح خیبر و فدک اور یہود کی قوت کا استیصال وغیرہ

سنہ مرسمر کے متعلق ایک محققانہ خیال - یہود آپ پر جادو کرتے ہیں - اور اس کا دفعیہ سریۂ ابان بن سعید - یہود کے قلع وقمع کی ضرورت - غزوۂ خیبر - عسا کر نبوت کی شان - ابن ابی کی منافقت - قلعہ ہاے خیبر کا محاصرہ - قلعۂ ناعم وقموص - اُم المومنین صفیہ بنت حیی - قلعہ صعب بن معاذ - قلعہ ہاے وطیح وسلالم - مرحب - جناب علی مرتضیٰ کی فضیلت - مرحب کا آپ کے ہاتھ سے مارا جانا - جنگ مغلوبہ - کس شرط پر یہ قلعے فتح ہوئے - خلافت فاروقی میں اُن کا جلاوطن کیا جانا - زینب بنت حارث آپ کو زہر دیتی ہے - پھر اُس کی توبہ اور ایمان لانا حجاج بن علاط مکے جاتے ہیں - اور مشرکین سے کہتے ہیں کہ آپ کو یہود خیبر نے گرفتار کر لیا اُس پر اہل مکہ کی خوشیاں - جناب عباسؓ کو معلوم ہوا کہ یہ خبر غلط ہے - فتح فدک - اُس کی نصف زمین پر خود حضرت رسالت کا قبضہ - فدک کے متعلق شیعوں کا اعتراض اور اُس کی اصلی سرگذشت - جناب سیدہ کی ناراضی - حضرت عمرؓ کے دربار میں معاملہ فدک کا پیش ہونا - حضرت علیؓ وعباسؓ کی باہمی نزاع - حضرت عمرؓ کی گفتگو - اراضی فدک کی حالت حضرت سرورکائنات کے عہد میں - پھر ابوبکر صدیق کے عہد میں - حضرت فاروقؓ کے عہد میں اُس پر بنی ہاشم کا متولی قرار پانا - حضرت عمرؓ کے فیصلے کی سچائی - حضرت عمرؓ کے عہد میں باقی ماندہ نصف زمین بھی اس میں شامل ہو گئی - فدک جناب عثمانؓ وجناب علیؓ کے عہد میں جناب معاویہؓ کے عہد میں - عمر بن عبدالعزیز کا اس پر قبضہ - اور بنی فاطمہ کو اُس کا متولی کرنا - عمر بن عبدالعزیز نے یہ اراضی بنی فاطمہ کو دی نہ تھی بلکہ اُنھیں صرف متولی بنایا تھا - اُس پر پھر

عــہ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۸۱

خلافت کا قبضہ مامون رشید کے عہد تک۔ غزوۂ وادی القریٰ۔ لڑائی۔ اور فتح۔ مہاجرین حبشہ کی واپسی

سنہ۶ھ اب سنہ ۶ھ آیا۔ جبکہ اسلام عرب کے دور و دراز بلاد مین ترقی پا رہا تھا۔ اور حضرت رسالت کے خطوط نے اگر شاہی سطوت سے نہین تو پیمبرانہ اثر سے دنیا کی بڑی بڑی زبردست سلطنتون کو چونکا دیا تھا۔ مگر اطراف مدینہ مین جو یہودی باقی رہ گئے تھے وہ اُسی طرح دشمنی اور اندرونی ارلیشہ دوانیون مین مصروف تھے۔ منجملہ اور قسم کی چھچھوری اور ذلیل کوششون کے ایک دنارت یہ تھی کہ اُن کے جادوگر آنحضرت صلعم پر جادو کرتے کرتے تھکے جاتے تھے اور آپ پر کوئی اثر نہ ہوتا تھا۔

سحر کے متعلق ایک محققانہ خیال جادو کا اُن دنون عرب مین اور خاصۃً یہود مین زیادہ رواج معلوم ہوتا ہے۔ اگرچہ آج کل کے اکثر محققین اور اُن کی پیروی مین تعلیم یافتہ لوگون کا یہ خیال قائم ہو گیا ہے کہ جادو کوئی چیز نہین۔ اور اس حد تک ہم بھی اُن کے ساتھ ہین کہ بات بات پر جادو کا وہم کرنا اور ہر بیماری یا بے لطفی کو اسی کی طرف منسوب کرنے لگنا نہایت ہی سخت اور شرمناک جہالت ہے۔ مگر روحانی قویٰ کی ترقیون اور مختلف قسم کی ریاضتون کے نتائج پر جن لوگون نے اچھی طرح غور کیا ہے وہ انکار نہین کر سکتے کہ ایسے امور خلاف فطرت نہین۔ اور بالکل اُس فطرت کے تابع ہین جو خدا نے قائم کر دی ہے۔ ہمارے نوجوانون کی سب سے بڑی غلط فہمی یہ ہے کہ فطرت کے وسیع میدان کو اپنی معلومات کے تنگ دائرے پر محدود کرنا چاہتے ہین جس کا یہ لازمی نتیجہ ہے کہ مذہب و تاریخ کے بہت سے واقعات اُنھین اپنے فلسفہ اور اپنے اُصول موضوعہ کے خلاف نظر آنے لگتے ہین بگر اصل مین یہ مذہب کا نقصان نہین بلکہ اُنھین کی تنگ خیالی ہے۔

یہود آپ پر جادو کرتے ہین القصہ جب یہود اور کسی طرح کامیاب نہ ہوئے تو اس سال محرم کے مہینے مین اپنی قوم کے ایک سب سے بڑے جادوگر لبید بن اعصم کے پاس آئے اور کہا اب ہمارا تو کوئی زور نہین چلتا۔ اگر تم محمدؐ پر جادو کرو تو جو مانگو دینے کو تیار ہین۔

آخر تین دینار اجرت قرار پائی۔ اور لبید نے آپ کے ایک یہودی الاصل غلام کو ملا کے آپ کے کچھ بال اور آپ کی کنگھی کے کچھ دندانے بہم پہونچائے۔ اور انھین پر جادو شروع کیا۔ جس کا یہ اثر ہوا کہ آپ پورے ایک سال تک مریض رہے۔ اور آخر مرض مین یہ حالت ہوگئی کہ ازواج مطہرات کے پاس بھی نہ جاتے تھے۔ اکثر معلوم ہوتا کہ جیسے کوئی کام کیا ہی حالانکہ نہین کیا تھا۔ ہوتے ہوتے ایک دن آپ نے خواب مین دیکھا کہ جیسے دو فرشتے آئے ہین۔ اور اُن مین سے ایک دوسرے سے پوچھتا ہی "اُن کا کیا حال ہی؟" دوسرے نے کہا "جادو ہوا ہی" پہلے نے پوچھا "جادو کس نے کیا؟" جواب ملا "لبید بن اعصم یہودی نے" پوچھا "اور کس چیز پر جادو کیا ہی؟" کہا "کنگھی اور کنگھی مین نکلے ہوئے بالون پر جو ایک نر درخت خرما کے خوشے کی کلی کے غلاف مین رکھ کے اور تانت پر گرہین دے کے چاہ اَروان کے اندر ایک پتھر کے نیچے دبا دیے گئے ہین"۔ یہ خواب دیکھتے ہی آپ چونک پڑے۔ اور چند اصحاب کے ساتھ اس کنوین پر تشریف لے گئے۔ اس کنوین کا پانی سُرخ تھا۔ اور معلوم ہوتا تھا کہ جیسے اُس مین مہندی گھلی ہوئی ہی۔ آپ کے اشارے سے ایک شخص کنوین کے اندر اُترا۔ اور کھجور کی کلی کے اُس غلاف کو نکال لایا۔ اُسے کھول کے دیکھا تو کنگھی کے دندانون اور بالون کے علاوہ آنحضرت صلعم کا ایک موم کا پُتلا بھی تھا جس مین سوئیان کوچی ہوئی تھین اور ایک تانت ملی جس مین گیارہ گرہین دی ہوئی تھین۔ آپ نے حسب ہدایت جبرئیل معوذتین یعنی سورت ہائے "قل اعوذ برب الناس" اور "قل اعوذ برب الفلق" پڑھ پڑھ کے اُن گرہون کو کھولا۔ اور اللہ جل شانہ نے آپ کو شفا دی۔ اُن چیزون کو جو برآمد ہوئی تھین کسی جگہ دفن کروا دیا۔ اور جن لوگون نے جادو کیا تھا اگرچہ انکا حال بخوبی کھل گیا تھا مگر آپ نے اُن سے کسی قسم کا تعرض نہین کیا۔

اور اُس کا دفعیہ

سریۂ ابان بن سعید

ان دنون اباؔن بن سعید جنھون نے واقعہ حدیبیہ مین حضرت عثمان ذی النورین کو پناہ دی تھی ایمان لا چکے تھے۔ آپ نے اُنھین چند لوگون پر سردار کرکے ارض نجد کی طرف روانہ کیا۔ جہان سے وہ اُس وقت واپس آئے جبکہ آپ قلعہ ہائے خیبر کا محاصرہ کیے ہوئے تھے۔ اس سریئے کا حال اس سے زیادہ نہین ہو سکتا نہ یہ پتہ چلتا ہی کہ اباؔن کس قبیلے اور گروہ کے مقابلے پر روانہ کیے گئے تھے۔ اور نہ یہ ظاہر ہوتا ہی کہ وہ کامیاب ہو کے واپس آئے یا ناکام۔

یہود کے قلع و قمع کی ضرورت

اب بظاہر اسباب دیگر اطراف سے اطمینان تھا۔ اور ضرورت تھی کہ مدینے کے قرب وجوار مین جو یہودی قوتین باقی ہین توڑ دی جائین۔ اس لیے کہ یہ لوگ جیسے سخت دشمن اسلام تھے ویسی ہی ذلیل کوششین دین برحق کے مٹانے کی کرتے رہتے تھے۔ جادو وہ کراتے تھے۔ فتنے اور فساد وہ برپا کرتے تھے۔ لوگون کو بہکا اور اُبھار کے آپ کے مقابلے مین وہ لاکھڑا کرتے تھے۔ الغرض انھین اسباب سے آپ نے اُن کے قلع و قمع کا ارادہ کیا۔ اور سنہ ۷ھ کے پہلے مہینے محرم کے ختم ہونے کو

غزوۂ خیبر

کچھ دن باقی تھے کہ آپ نے نمیلہ بن عبداللہ لیثی کو اپنی جگہ مدینے مین چھوڑا اور خود چودہ سو پیدل نبرد آزماؤن اور دو سو سوارون کو ہمراہ رکاب لے کے مدینے سے چل کھڑے ہوئے۔

خیبر مدینۂ منورہ سے تین منزل شام کی طرف ایک نہایت ہی زرخیز علاقے کا نام تھا جس مین بہت سے باغات اور کھیت تھے۔ اور قریب قریب متعدد قلعے قائم تھے۔ جن پر یہود کا قبضہ تھا۔ ان قلعون کی طرف عساکر نبوت اس شان سے روانہ

عساکر نبوت کی شان

ہوئے کہ مقدمۃ الجیش پر عکاشہ بن محصن اسدی میمنہ پر حضرت عمر فاروقؓ۔ اور میسرہ پر ایک اور جلیل القدر صحابی سردار تھے۔ حسبل نام ایک شخص

سلہ تاریخ الخمیس جلد ۲ صفحہ ۴۔۴۹ سلہ ابن خلدون تتمہ جلد ثانی صفحہ ۳۸

منتظر تھے کہ دیکھیے کس کا نصیبا جاگتا ہی - اور یہ الفاظ جو حضرت رسالتؐ کی زبان سے
ادا ہوئے تھے کس کی قسمت مین ثابت ہوتے ہین - ناگہان جناب علی مرتضےٰؓ
آنکھون پر پٹی باندھے اور ایک اونٹ پر سوار نمودار ہوئے - خیمۂ نبوت کے قریب
آکے اپنا اونٹ بٹھایا - اُترے - اور آپ کی خدمت مین حاضر ہوئے - آپ نے پوچھا
"خیریت تو ہی ؟" عرض کیا "آپ کے تشریف لانے کے بعد میری آنکھین آشوب کر آئین"
آنحضرت صلعم نے قریب بُلا کے اپنا لُعاب دہن آنکھون مین لگا دیا - جس کی برکت سے
خدا نے شفا دی - اور آپ نے علم اسلام اُن کے حوالے کیا - جناب علیؓ وہ جھنڈا لیے
مرحب کا آپ کے ہاتھ سے مارا جانا | ہوئے میدان مین آئے - ایک یہودی نے قلعہ پر سے دیکھ کے پوچھا تم کون ہو ؟
کہا مین ہون علیؓ ابن ابی طالبؓ - اب مرحب جو اس قلعہ کا مالک تھا ایک آہدار
یمنی خود سر پر رکھے ہوئے قلعے سے نکلا - اور رجز پڑھتا ہوا حضرت علیؓ کے مقابلے پر
آیا - آپ نے بھی اشعار رجز پڑھے - اور دونون حریفون نے ایک ہی ساتھ ایک
دوسرے پر وار کیے - مگر حضرت علیؓ کی تلوار اس پہلے ہی وار مین پورا کام کر گئی - خود
اور سر دونون کو کاٹ دیا - اور مرحب ؎ نے زمین پر گر کے جان دے دی -
جنگ مغلوبہ | اس کے بعد جنگ مغلوبہ شروع ہوئی - کسی یہودی کے وار سے حضرت
علیؓ کی ڈھال ہاتھ سے چھوٹ کے الگ جا گری تھی - آپ نے جوش مین آکے
ایک پٹ جو قلعہ کے پاس پڑا تھا اٹھا لیا اور جب تک دشمنون کو شکست نہ دیدی
اسی پٹ سے ڈھال کا کام لیتے رہے - اب وطیح و سلالم کے محصورین زندگی سے
کس شرط پر قلعے فتح ہوئے | عاجز آگئے تھے - آپ کے پاس پیام بھیجا کہ اگر ہماری جانین
بچا دی جائین اور ہمین چلے جانے کی اجازت ملے تو قلعون کے پھاٹک کھول دین"

؎ ابن ہشام کی روایت سے یہ ظاہر ہوتا ہی کہ مرحب کو جناب علی مرتضیٰؓ نے نہین بلکہ محمد بن مسلمہ نے قتل کیا - اور یہ روایت معتبر بھی ہی - مگر متاخرین اہل سیر عموماً یہی لکھتے ہین کہ مرحب کو حضرت علیؓ نے قتل کیا -

اس شرط کو آنحضرتؐ نے قبول فرمایا۔ اور دونون قلعون پر مسلمانون کا قبضہ ہوگیا خیبر کے بعض قلعے لڑائی اور معرکہ آرائی کے بعد فتح ہوئے۔ اور بعض صلح سے اور اس اقرار پر کہ اُن کے رہنے والے جلا وطن کیے جائین۔ اس غزوے مین اول سے آخر تک کچھ اوپر بیس آدمی مہاجرین وانصار مین سے شہید ہوئے۔ آنحضرتؐ نے فتح کے بعد مال غنیمت کو تقسیم کیا۔ اور اگرچہ جلا وطن کرنے کی شرط تھی مگر پھر بھی آپ نے اُن کے حال پر مہربانی کی۔ اور اُن کو انکی زمینون اور قلعون مین آباد رہنے دیا ہان اتنا اقرار البتہ لے لیا گیا کہ اپنی پیداوار کا نصف حصہ ہمیشہ مسلمانون کو ادا کیا کرین۔ اسی شرط اور اسی معینہ ٹکس یا خراج کی ادائی کے ساتھ وہ آنحضرتؐ کی آخر عمر تک اور اس کے بعد حضرت صدیقؓ کے پورے عہد خلافت مین اپنی زمینون پر قابض تھے۔ حضرت عمرؓ کی خلافت مین بھی تھوڑے زمانے تک اسی حال مین رہے۔ مگر

خلافت فاروقی مین اُن کا جلا وطن کیا جانا

جب اُس خلیفۂ رسول اللہ کو خبر پہونچی کہ آنحضرت صلعم نے اپنے مرض موت مین فرمایا تھا کہ ارض عرب مین دُو۔ دین نہ باقی رہین[1] تو ان کو خیبر سے جلا وطن کر دیا۔ اور اسی زمانے مین وہ تمام یہودی بھی جلا وطن کر دیے گئے[2] جو مختلف بلاد عرب مین باقی تھے۔

مگر واقعی یہودی اپنی دناءتون کی وجہ سے ایسی مہربانی کے مستحق نہ تھے۔ آپ نے اُنھین معاف کیا تھا۔ خراج ادا کرنے کے وعدے پر وہ اپنے گھرون اور قلعون مین آباد ہوئے تھے۔ اور ہنوز حضرت رسالتؐ وہین ٹھہرے ہوئے تھے کہ ان ذلیل دشمنون کی طرف سے ان مہربانیون اور جان بخشیون کا یہ صلا ملا کہ سلام

زینب بنت حارث آپ کو زہر دیتی ہے

بن مشکم سردار یہود کی جورو زینب بنت حارث دعوت کے طریقے سے ایک بھُنی ہوئی بکری کا گوشت لے کے آئی اور

[1] ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۸۴ [2] ابن خلدون بقیہ جلد ثانی صفحہ ۳۹

آپ کے سامنے رکھ کے چلی گئی - آپ اور بشر بن براء بن معرور جو اس وقت آپ کے پاس بیٹھے تھے دونون نے کھانا شروع کیا - بشر نے تو ایک نوالہ کھا لیا مگر آپ نے نوالہ منھ مین لے کے چبایا اور قبل اس کے کہ نگلین اُگل دیا اور فرمایا "یہ بکری کہتی ہو کہ مجھ مین زہر ملا ہوا ہے" فوراً اُس عورت سے بلا کے دریافت کیا گیا اور اُسے اقرار کرتے ہی بنی آپ نے پوچھا "آخر تو نے ایسی جرأت کیون کی؟" بولی "آپ کے ہاتھون میری قوم کا جو حال ہوا ظاہر ہے - جس کے انتقام کے لیے مین نے یہ کارروائی کی - اور دل مین کہا کہ اگر آپ سچے پیغمبر ہین تو آپ کو معلوم ہی ہو جائے گا - اور اگر محض بادشاہ ہین تو ہمین آپ کے ہاتھ سے نجات مل جائے گی" غرض خدا نے اس زہر سے آپ کو بچا لیا - مگر بیچارے بشر جان بر نہ ہو سکے - اس یہودیہ عورت نے یہ دیکھ کے کہ آپ کو بے بتائے زہر کا حال معلوم ہو گیا - ایمان قبول کیا - اور اسی وجہ سے آپ نے اُس کی خطا بھی معاف کر دی - [ع۵]

پھر اسکی توبہ اور ایمان لانا

حجاج بن علاط مکہ جاتے ہین

خیبر کے قلعے فتح ہو چکے تھے اور آنحضرت صلعم واپسی کا سامان کر رہے تھے کہ حجاج بن علاط سلمی نے آ کے عرض کیا "یا رسول اللہ میرا بہت سا مال و اسباب مکے مین رہ گیا ہے - اجازت ہو تو جا کے لے آؤن" آپ نے اجازت دی - تب حجاج نے کہا "لیکن وہان مشرکین کے سامنے مجھے خلاف واقعہ امور بیان کرنا پڑین گے" آپ نے فرمایا "تمھین اختیار ہے جو مناسب جاننا کرنا" یون حضرت رسالت سے اجازت حاصل کر کے حجاج نے مکے کی راہ لی - اہل مکہ کو یہ خبر پہونچ چکی تھی کہ آپ نے خیبر کا محاصرہ شروع کر دیا ہے - اور چونکہ اہل خیبر کو قوی اور زبردست خیال کرتے تھے لہذا نہایت ہی بے صبری سے اس لڑائی کے نتیجے کا انتظار کر رہے تھے حتے کہ بعض لوگ شہر کے باہر آ کے ٹھہرتے کہ کوئی آنے جانے والا مل جائے تو اُس سے

ع۵ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۸۸ ع۶ ابن خلدون بقیہ جلد ثانی صفحہ ۳۹

اور مشرکین سے کہتے ہین کہ آپ کو یہود خیبر نے گرفتار کر لیا

لڑائی کا حال دریافت کرین - اسی شوق مین چند اہل مکہ آبادی سے باہر دیکھ رہے تھے کہ حجاج نظر آئے جن کے ایمان لانے کا حال اُنھین نہین معلوم تھا صورت دیکھتے ہی سب نے دوڑ کے پوچھا کیا خبر ہی؟ اُنھون نے کہا نہایت اچھی خبر خیبر مین مسلمانون کو ایسی شکست ہوئی اور اس کثرت سے مارے گئے جیسا اتفاق کہ اس سے پیشتر کبھی نہین ہوا تھا۔ خود محمد کو اہل خیبر نے گرفتار کر لیا - اور یہ تجویز قرار پائی ہی کہ اُنھین تمھارے پاس بھیج دین تاکہ قتل کر کے اپنے بھائی بندون کا انتقام لو" یہ خبر سُننا تھا سب مارے خوشی کے اُچھل پڑے اور دم بھر مین ہر طرف مکے مین یہی خبر مشہور تھی اور جوش و خروش کے ساتھ خوشیان منائی جا رہی تھین - حجاج نے موقع کو غنیمت سمجھ کے اپنا تمام مال واسباب فراہم کیا جو جس سے وصول کرنا تھا وصول کیا اور واپسی کا

جناب عباس کو معلوم ہوا کہ یہ خبر غلط ہی

سامان کر رہے تھے کہ حضرت عباسؓ عم رسول اللہ گھبرائے ہوئے آئے اور پوچھا یہ کیا خبر ہی؟ حجاج نے کہا "آپ میرے جانے کے بعد تین دن تک ضبط کرنے کا وعدہ کرین تو اصل حال بتاؤن" اُنھون نے وعدہ کیا اور انھون نے کہا "یہ خالی میرا فقرہ تھا - اور اگر ایسا نہ کرتا تو اپنا مال واسباب کیونکر لے جا سکتا تھا - اصلی خبر یہ ہی کہ تمام قلعہ ہاے خیبر پر آنحضرتؐ کا قبضہ ہو گیا - اور سردار یہود حیی بن اخطب کی بیٹی صفیہ آنحضرتؐ کے قبضے مین ہی" یہ بتا کے حجاج نے مدینے کی راہ لی - اور حضرت عباسؓ نے تیسرے دن اہل مکہ کو بتا دیا کہ وہ خبر غلط تھی - اور حجاج نے محض اپنا مال لینے کے لیے تمھین دھوکا دیا تھا۔[عسه]

فتح فدک

خیبر سے واپس ہو کے آپ نے محیصہ بن مسعود کو اہل فدک کے پاس بھیجا اور اُنھین دین اسلام کی طرف بُلایا - فدک خیبر کے قریب ہی تھا - اور وہان بھی

عسه ابن ہشام جلد ۱ صفحہ ۷۷۰ - ۷۷۱

یہودی ہی رہتے تھے جن کا سردار ان دونون یوشع بن نون نام ایک شخص تھا

اُس کی نصف زمین پر خود حضرت رسالت کا قبضہ

وہ یہ سُن ہی چکے تھے کہ خیبر والون کا کیا حشر ہوا۔ تھوڑے ہی تامل کے بعد اس امر پر راضی ہوگئے کہ فدک کی آدھی زمین حضرت رسالت کو دے دین اور آدھی پر خود قابض رہین۔ فدک کی یہ آدھی زمین جو حضرت سرورکائنات کے قبضے مین آئی چونکہ بغیر کسی فوج کے گئے اور بغیر کسی مسلمان کی کوشش کے قبضۂ اسلام مین آئی تھی لہذا خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قبضے مین رہی۔ اور خاص آپ کی جائداد قرار پائی۔ یا ہماری اصطلاح مین یون سمجھنا چاہیئے کہ حضرت رسالت کے لیے صرف خاص کے علاقے کی شان رکھتی تھی۔ اسی کی آمدنی سے آپ اپنی ازواج مطہرات کو نان ونفقہ دیتے تھے۔ اور یہ خانگی مصارف دے دلا کے جو کچھ بچتا تھا غریب الوطنون اور محتاجون پر صرف ہوتا تھا

فدک کے متعلق شیعون کا اعتراض اور اُس کی اصلی سرگذشت

یہی فدک ہے جس کی نسبت شیعون کو جناب ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق کے فیصلون پر اعتراض ہے۔ مگر اصلی واقعہ جو اہل سنت کی معتبر ومستند روایتون سے مستنبط ہے اس سے ہم نہین سمجھ سکتے کہ کیونکر الزام دیا جا سکتا ہے۔ آنحضرت کی وفات کے بعد آپ کے اہل بیت اس امر کے مدعی ہوے کہ حضرت سرورکائنات کی جس قدر ذاتی جائداد ہے ہمین ورثے مین ملنی چاہیئے اس جائداد مین یہی فدک کی زمینین تھین۔ کچھ خیبر کی اور کچھ خاص مدینے کی۔ جن کے متعلق خود جناب سیدۃ النساء فاطمہ زہرا ابوبکر صدیق

جناب سیدہ کی ناراضی

کے پاس تشریف لائین اور اپنا ورثہ مانگا۔ ابوبکر صدیق نے کہا جناب رسالت نے تو ارشاد فرمایا تھا کہ ہم پیغمبر لوگون کا کچھ ورثہ نہین ہوتا۔ اور ہم جو کچھ چھوڑ جائین وہ خدا کی راہ مین صدقہ ہے۔ اِس جواب پر جناب سیدہ برہم

۵۶ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۸۸

ہوئین - اور جب تک زندہ رہین پھر ابو بکرؓ سے نہین ملین - ابو بکر صدیقؓ نے یہ جائدادین کسی کو ورثے مین تو نہین دین لیکن اُن کو خلافت یا اسلامی سلطنت کے مقبوضات مین بھی نہین شامل کیا - بلکہ جو مصارف اِن کی آمدنی سے آنحضرتؐ کی زندگی مین ادا کیے جاتے تھے وہی مصارف اپنے عہد مین بھی ادا کرتے رہے - ازواج مطہرات کی خبرگیری - غربا و مساکین کی مدد - اور اسی طرح جس جس قسم کے کام لیے جاتے تھے بدستور جاری رکھے گئے۔

حضرت عمر کے دربار مین معاملہ فدک کا پیش ہونا

جناب عمر فاروقؓ کے عہد مین ایک مرتبہ یہ جھگڑا بڑی قوت کے ساتھ پیش ہو کے عجب لطف کے ساتھ طے ہوا تھا اُس وقت اِن جائدادون پر ایک متولی کی حیثیت سے حضرت عباسؓ عم رسول اللہ اور حضرت علیؓ مرتضی کا قبضہ تھا - اِن دونون مین باہم جھگڑا ہوا - اور تصفیہ کرانے کے لیے دونون اُس سادے دربار خلافت مین حاضر ہوئے - عثمانؓ بن عفانؓ عبدالرحمنؓ بن عوف - زبیرؓ بن عوام - اور سعد بن ابی وقاصؓ کے سے جلیل القدر صحابہ کو پہلے سے بھیج دیا کہ سفارش کر کے بہ آسانی طے کرادین - اور اُن کے جانے

حضرت علی وعباس کی باہمی نزاع

کے تھوڑی ہی دیر بعد خود حضرت عباسؓ و علیؓ آئے اور بیٹھتے ہی جناب عباسؓ نے نہایت برہمی کے ساتھ کہا "یا امیرالمومنین اِس ظالم (یعنی حضرت علیؓ) کا اور میرا تصفیہ کر دیجیے" ان کے کہتے ہی حضرت عثمانؓ وغیرہ جو سفارش کو آئے تھے بولے "بے شک اِن کا فیصلہ ہو جانا چاہیے - تاکہ ایک کو دوسرے کی مخالفت سے نجات ملے" یہ درخواست اور سفارشین سن کے

حضرت عمر کی گفتگو

حضرت عمرؓ نے جو تقریر کی بلفظہ نقل کرنے کے قابل ہے - اور اُسی گفتگو سے اصل حال معلوم ہو سکتا ہے کہ کس کی زیادتی تھی - اور خلافت کی طرف سے جو فیصلہ کیا گیا تھا کیسا تھا - حضرت عمرؓ نے فرمایا "ذرا صبر کرو! اُس خدا

جس کی قدرت سے آسمان وزمین قائم ہین مین تمھین اُسی کا واسطہ دلاکے پوچھتا ہون رسول اللہ نے یہ فرمایا تھا یا نہین کہ ہم لوگ ورثہ نہین رکھتے۔ اور جو چھوڑ جائین وہ صدقہ ہی؟" سب نے کہا "بے شک فرمایا تھا" پھر حضرت عمرؓ جناب علیؓ وعباسؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا "اور تم کو بھی اُسی خدا کا واسطہ دلاکے پوچھتا ہون کہ آپ کا یہ قول ہی یا نہین؟" دونون نے کہا "بے شک ہی"، اب حضرت عمرؓ نے فرمایا "اُس معاملہ کو مین تم سے بیان کرتا ہون۔ اس غنیمت کو اللہ جل شانہ نے اپنے پیغمبر کے ساتھ مخصوص کیا تھا۔ اور کسی کو اس مین سے کچھ نہین دیا گیا" پھر یہ آیت قرآنی پڑھی "وما افاء اللہ علی رسولہ منہم فما اوجفتم علیہ من خیل ولا رکاب ولکن اللہ یسلط رسلہ علی من یشاء واللہ علی کل شیٔ قدیر" اور فرمایا لہذا یہ جائدادین خالص حضرت رسالت کے لیے تھین۔ اور خدا کی قسم اُنھون نے یہ نہین کیا کہ خود ہی لے لیا ہو۔ یا خود لیتے وقت تمھارا کچھ خیال نہ کیا ہو تم سب کو دیا۔ اور سنے دلاکے یہ جائداد بچ رہی تو خود لی اُسکی آمدنی سے اپنی ازواج کو سال بھر کا نان نفقہ دیتے تھے اور جو کچھ بچ رہتا تھا اُسے خدا کی ملکیت مین تصور فرماتے تھے یہی حالت آپ کی زندگی بھر رہی مین تمھین خدا کا واسطہ دلاکے پوچھتا ہون کہ ایسا ہی تھا نہ؟" سب نے کہا "بیشک تھا" اس کے بعد اسی طرح خدا کا واسطہ دلاکے حضرت علیؓ وعباسؓ سے بھی تصدیق کرائی۔ اور سلسلہ کلام آگے بڑھایا پھر حضرت رسالت نے وفات پائی۔ اور ابو بکرؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلعم کی طرف سے مین ہی ان جائدادون کا ولی ہون۔ یہ کہہ کے اُن پر قبضہ کیا۔ اور اُن کی آمدنی سے وہی مصارف جاری رکھے جو آنحضرتؐ کے زمانے مین جاری تھے۔ اور خدا شاہد ہی کہ اس معاملے مین وہ سچے۔ نیک۔ راست رو۔ اور حق کے پابند تھے۔ اس کے بعد اُنھون نے انتقال کیا۔ اور اپنی خلافت کے ابتدائی دو سال تک مین نے بھی اُن کی آمدنی اُنھین کاموں مین

اراضی فدک کی حالت حضرت سرور کائنات کے عہد مین

پھر ابو بکر صدیق کے عہد مین

لگائی جن مین کہ حضرت رسالت پناہ اور ابو بکر صدیق رضؓ کے زمانون مین صرف ہوا کرتی تھی۔ اور خدا شاہد ہی کہ مین بھی اس امر مین سچا۔ نیک۔ راست رو۔ اور مطیع حق تھا۔ پھر تم دونون آئے۔ اور دونون نے ایک ہی بات کہی اور ایک ہی غرض پیش کی ای عباس رضؓ۔ تم نے اپنے بھتیجے کا ورثہ مانگا۔ اور انھون نے یعنی علی رضؓ نے اپنی بیوی کی طرف سے اُن کے والد کا ورثہ طلب کیا۔ مین نے کہا حضرت رسالت کا قول تھا کہ ہم لوگ ورثہ نہین رکھتے۔ اور جو کچھ چھوڑین صدقہ ہی۔ پھر جب مجھے یہ امر قرین مصلحت معلوم ہوا کہ ان اراضی پر تمھارا ہی قبضہ کرا دیا جائے تو مین نے تم سے کہا اگر تم چاہو تو یہ اراضی مین تمھین دے سکتا ہون۔ لیکن اسی شرط پر کہ خدا کو حاضر و ناظر جان کے اقرار کرو کہ ان کی آمدنی اُنھین کامون مین صرف کروگے جن مین کہ رسول اللہ صلعم کے وقت مین صرف ہوتی تھی۔ ابو بکر صدیق رضؓ کے دور مین صرف ہوئی۔ اور میری خلافت مین اس وقت تک صرف ہوتی رہی ہی تم نے اس بات کا اقرار کیا۔ اور مین نے تمھارے قبضے دے دین۔ مین تم سب کو قسم دلا کے پوچھتا ہون کہ مین نے دی تھین یا نہین؟ سب نے کہا بےشک آپ نے دی تھین" پھر خاص حضرت علی رضؓ و عباس رضؓ سے اس کی تصدیق کرائی اور اُنھون نے بھی تسلیم کیا۔ اس کے بعد حضرت عمر رضؓ نے فرمایا "اگر تم اس فیصلے کے سوا کوئی اور فیصلہ چاہتے ہو تو اُسی خدا کی قسم جس کی برکت سے زمین و آسمان قائم ہین مین کچھ نہین کر سکتا۔ لیکن اگر تم انتظام سے عاجز ہو گئے ہو اور نہین کر سکتے تو مجھے واپس کر دو مین خود انتظام کر لون گا۔

حضرت فاروق کے عہد مین اُس پر بنی ہاشم کا متولی قرار پانا۔

حضرت عمر کے فیصلے کی سچائی

خلافت فاروقی کے مذکورہ اجلاس کی کارروائی دیکھ کے

ع۵ صحیح بخاری جلد ۱ صفحہ ۴۳۵-۴۳۶

ہر شخص فیصلہ کر سکتا ہے کہ جو کچھ کیا گیا حضرت رسالت کے احکام کی پابندی مین کیا گیا۔ صرف اتنی بات کہ یہ امر جناب سیدہ کی دل شکنی کا باعث ہوا بے شبک افسوس کے قابل اور ایسا ہے کہ یقیناً حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق کو بھی زندگی بھر اس کا صدمہ رہا ہوگا۔ لیکن اس کو کیا کرتے کہ صریح فرمان رسالت موجود تھا۔ جس کے مقابلے مین وہ جناب سیدہ کے خلاف فیصلہ کرنے پر مجبور تھے

حضرت عمر کے عہد مین باقی ماندہ نصف زمین بھی اُس مین شامل ہوگئی

جناب فاروق کے زمانے تک فدک کی آدھی زمین مسلمانون کے قبضے مین تھی۔ جب انھون نے یہ فیصلہ کیا کہ ارشاد حضرت رسالت کے مطابق یہود ارض حجاز سے جلاوطن کر دیے جائین تو تین ہوشیار اور راست باز صحابہ کو جن مین ایک زید بن ثابت تھے بھیجا کہ فدک کی باقی نصف زمین کی قیمت مشخص کر کے یہود کے حوالے کرین۔ اور پھر انھین حکم دین کہ ارض عرب سے جلاوطن ہو کے شام مین جائین اور وہین کی اقامت اختیار کرین۔ چنانچہ ان بزرگون نے مشخصہ قیمت دے کے یہودیون کو فدک سے جلاوطن کر دیا۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت سے فدک کی پوری زمین کے محاصل ازواج

فدک جناب عثمان و جناب علی کے عہد مین

رسول اللہ اور غربا و مساکین کے لیے مخصوص ہو گئے۔ حضرت عمر کے بعد جناب عثمان نے بھی ان اراضی کا یہی انتظام رکھا۔ اور حیرت کی بات یہ ہے کہ حضرت علی مرتضی نے بھی اپنے عہد خلافت مین بدستور وہی انتظام قائم رکھا۔ اگر زمین موروثی سمجھتے ہوتے تو ضرور تھا کہ اُسے حضرات حسنین اور

جناب معاویہ کے عہد مین

جناب عباس کی اولاد پر بانٹ دیتے۔ مگر جناب معاویہ اس جائداد کو اپنے تصرف مین لے آئے۔ اس لیے کہ جاگیر کی حیثیت سے مروان بن حکم کو دے دی۔ مروان نے اپنے بیٹون عبدالملک اور عبدالعزیز کو دی۔ پھر چند روز بعد وراثۃً عمر بن عبدالعزیز اور عبدالملک کے بیٹون سلیمان و ولید کے

قبضے مین تھی - ولید نے خلیفہ ہونے کے بعد اپنا حصہ بھی عمر بن عبد العزیز ہی کو دے دیا - پھر جب خلافت سلیمان کے ہاتھ مین آئی تو اُس نے بھی اپنا حصہ عمر بن عبد العزیز ہی کو دے ڈالا - اس طرح عمر بن عبد العزیز اس پوری جائداد پر

عمر بن عبد العزیز کا اس پر قبضہ

قابض ہوا - اور جب خلافت اسلامی اسی عمر بن عبد العزیز کے قبضے مین آئی تو اُس نے ایک مجمع عام مین کھڑے ہو کے اس جائداد کی حالت بیان کی - ظاہر کیا کہ بنی اُمیہ نے اس پر ناجائز طریقے سے قبضہ کر لیا تھا

اور بنی فاطمہ کو اُس کا متولی کرنا

اور اب چونکہ تمام وکمال میرے قبضے مین ہی لہذا مین اسے پھر اُسی قدیم حالت پر کیے دیتا ہون جس حالت پر کہ حضرت رسالتؐ ابو بکر صدیق عمر فاروقؓ عثمانؓ ذی النورین اور علی مرتضیؓ کے مبارک زمانون مین تھی - یہ کہہ کے اُس نے جائداد وقف کر دی - اور جناب سیدہؓ کی اولاد کو اُس کا متولی قرار دے دیا -

عمر بن عبد العزیز نے یہ اراضی بنی فاطمہ کو دی نہ تھی بلکہ انھین متولی بنا دیا تھا

شیعون کی کتابون مین مشہور ہی کہ عمر بن عبد العزیز نے وارث جائز سمجھ کے فدک کی زمین بنی فاطمہ کو دے دی - جس سے سمجھا جاتا ہی کہ اُس نیک دل خلیفہ نے حضرت ابو بکر و عمرؓ کے فیصلون کو ناجائز سمجھا - مگر ایسا نہین ہی - دراصل عمرؓ بن عبد العزیز نے امیر معاویہؓ کے فعل کو غیر مستحسن سمجھ کے اس زمین کو بنی اُمیہ کے قبضے سے نکال لیا - اور پھر اُسی حالت پر کر دیا جس حالت پر کہ خلفاے راشدینؓ کے دور مین رہی تھی -

اس پر پھر خلافت کا قبضہ مامون الرشید کے عہد تک

عمر بن عبد العزیز کے بعد پھر یہ جائداد بنی فاطمہ کی تولیت سے نکال لی گئی اور دوبارہ بنی اُمیہ کا قبضہ ہو گیا - یہان تک ۲۱۰ھ مین مامون رشید نے اس کی جانب توجہ کی - اور حسب دستور بنی فاطمہ کو اُسکا متولی بنا دیا

۵۶ ابن اثیر جلد ۲ - صفحہ ۸۰

غزوۂ وادی القری | خیبر اور فدک کی مہمات سے فراغت کرنے کے بعد جمادی الآخر مین
آپ مقام وادی القری مین تشریف لے گئے۔ یہان بھی یہود آباد تھے۔ چار
دن کے محاصرے کے بعد یہ یہودی شہر بھی اسلام کے زیر علم تھا۔ یہان والون
~~والے~~ کو اپنی قوت پر اتنا ناز تھا کہ خیبر و فدک کے مفتوح ہو جانے کا حال
سننے پر بھی خائف نہ ہوے۔ اور یہ سنتے ہی کہ عساکر نبوت نے ان کی طرف
رُخ کیا ہی مقابلہ اور نبرد آزمائی کا سامان کرنے لگے۔ سامنا ہوتے ہی جناب
سرور کائنات نے صحابہؓ کی صفین درست کین۔ اور علم اسلام سعدؓ بن عبادہ
کے ہاتھ مین دیا۔ مگر میدان جنگ گرم ہونے سے پیشتر ایک بار اور آپ نے
تبلیغ رسالت کی کوشش کی۔ انھین اسلامی توحید و خدا پرستی کی طرف بلایا۔
اور اسی ذیل مین یہ دنیاوی طمع بھی دلائی کہ اگر دین برحق کو قبول کرلیا تو
تمھاری جانین بچ جائین گی۔ مال و اسباب محفوظ رہے گا۔ اور اپنے اعمال و
افعال کے متعلق صرف خدا کے جواب دہ رہ جاؤگے۔ مگر اُن لوگون نے ان
نصیحتون کو کسی طرح نہ سنا۔ اور لڑائی شروع ہوگئی۔ سب کے پہلے اُن مین سے
لڑائی | ایک شخص نکلا اور زبیرؓ بن عوام کے ہاتھ سے مارا گیا۔ پھر دوسرا نکلا اور
اُسے بھی زبیرؓ ہی کی تلوار نے شربت مرگ پلایا۔ تیسرے کو حضرت علیؓ نے مارا۔
چوتھے اور پانچوین کو ابوؓ دجانہ نے۔ اس طرح شام تک اُن کے گیارہ آدمی
مارے گئے۔ اور ہر شخص کے مارے جانے کے بعد آپؐ باقی ماندہ لوگون کو دین کی
طرف بُلاتے تھے۔ الغرض یونہین شام تک مقابلہ ہوتا رہا۔ اور آنحضرتؐ کے
اور فتح | ایک غلام نے اپنی زندگی ایک تیر کی نذر کی۔ بعض اہل سیر کا بیان ہی کہ آپ
جس روز وادی القری کے گرد اُترے ہین اُس کے دوسرے ہی دن شہر

عہ تاریخ الخمیس جلد ۲ صفحہ ۶۴ عہ السیرۃ النبویہ جلد ۲ صفحہ ۲۱۶

فتح ہوگیا۔ بہرتقدیر یہان بہت کچھ مال و دولت اور ساز و سامان مسلمانون کے ہاتھ آیا۔ فتح کے بعد یہود وادی القریٰ کی جان بخشی کی گئی۔ اور وہان کی اراضی اور باغات وغیرہ بھی اُنھین کے قبضے مین چھوڑ دیے گئے۔ مگر وعدہ لے لیا گیا کہ آمدنی اور پیداوار کو اپنا حق نکال کے دربار نبوت مین حاضر کردین گے جب ان لوگون کا بھی یہ حال ہوا تو تیما کے یہودیون نے بلا تامل جزیہ قبول کرلیا اور آنحضرت صلعم کامیاب و بامراد دارالنبوت مدینہ مین داخل ہوئے۔

مہاجرین حبشہ کی واپسی — آپ خیبر سے واپس آرہے تھے کہ مہاجرین حبشہ حاضر ہوکے آپ کی زیارت سے شرفیاب ہوئے۔ جن مین حضرت جعفر طیار اور اُم حبیبہ بھی تھین اُم حبیبہؓ کے ساتھ آپ کا عقد تو ارض حبشہ ہی مین خاص نجاشی کے اہتمام سے ہوگیا تھا۔ مگر اب یہان آکے اُنھین آپ کے ساتھ بہ حیثیت ایک محترم خاتون اور تمام مسلمانون کی مان کے رہنے کی عزت حاصل ہوئی۔

باب بست و پنجم

غلبہ اسلام اور حضرت خالدؓ وغیرہ کا ایمان لانا

سریۂ عمر فاروق۔ سریۂ ابوبکر صدیقؓ۔ سریۂ بشیر بن سعد۔ اُن کے تمام ساتھیون کی شہادت سریۂ غالب بن عبداللہ لیثی۔ اُسامہ کے ہاتھ سے ایک ایمان قبول کرنے والے کا مارا جانا۔ آپ کی ناراضی۔ سریۂ بشیر بن سعد۔ عمرۃ القضا۔ مسلمانون کی روانگی کی شان۔ مشرکین کی گھبراہٹ۔ آپ کا مکے مین ورود۔ جو لوگ باہر رہ گئے تھے اُنکا بھی آکے عمرہ کرنا۔ اُم المومنین میمونہؓ آپ کے حقد مین۔ مکے سے آپ کی واپسی۔ جناب حمزہ کی بیٹی کا ساتھ آنا۔ اسماء بنت عمیس اُن کی متکفل قرار پائین۔ سریۂ اخرم

ع ۵ تاریخ الخمیس جلد ۲ صفحہ ۶۷

اور تمام ہمراہیون کی شہادت ۔ ۸ھ ۔ سریۂ غالب بن عبداللہ ۔ جندب کا غیر معمولی ضبط و استقلال ۔ دشمنون پر حملہ ۔ تائید غیبی ۔ عمرو بن عاص اور خالدؓ بن ولید کا ایمان لانا ۔ عمرو بن عاص کے ایمان لانے کا سبب ۔ نجاشی کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا ۔ پھر خالدؓ کے ساتھ مدینے مین آئے ۔ اور ایمان لائے ۔ سریۂ غالب لیثی ۔ سریۂ شجاع بن وہب ۔ سریۂ کعب بن عمیر ۔ اور ان کے ہمراہیون کی شہادت

سریۂ عمر فاروق | معلوم ہوتا ہی کہ فتح وادی القری کے بعد دو مہینے تک آپ مدینہ طیبہ مین خاموش اور لوگون کو دینداری وخداپرستی کی تعلیم دیتے رہے ۔ لیکن شعبان کے مہینے مین پھر آتش فساد دبانے کے لیے اسلحہ سے کام لینے کی ضرورت پڑی ۔ مکۂ معظمہ سے دو دن کی راہ پر ایک وادی مین جو تربہ کے نام سے مشہور تھی قبیلۂ ہوازن کے چند مشرک جمع ہوئے جو آمادۂ فساد تھے اور ضرورت تھی کہ اُن کا فتنہ فوراً دبا دیا جائے ۔ چنانچہ اسی ماہ شعبان مین آپ نے حضرت عمرؓ فاروق کو تیس بہادران صحابہ پر سردار مقرر فرما کے روانہ کیا ۔ حضرت عمرؓ اگرچہ راتون کو کوچ کرتے ہوے نہایت ہی خموشی کے ساتھ گئے ۔ مگر دشمنون کو پیشتر سے خبر ہوگئی ۔ اور اپنا تمام مال واسباب اور مویشیون کو لے کے بھاگ کھڑے ہوئے ۔ حضرت عمرؓ جب وہان پہونچے تو کسی کو نہ پایا ۔ مجبوراً واپس روانہ ہوئے ۔ مدینہ صرف چھ میل رہ گیا تھا کہ بنی ہلال مین سے کسی شخص نے آ کے کہا "خیر بنی ہوازن تو آپ کو نہین ملے ۔ لیکن یہان مشرکین کی ایک اور جماعت موجود ہی ۔ جو بنی خثعم سے تعلق رکھتے ہین" جناب فاروقؓ نے جواب دیا "ہون گے ۔ لیکن مجھے حضرت رسالتؐ نے مقام تربہ مین جا کے صرف ہوازن سے لڑنے کا حکم دیا تھا" ۔ اس سے نظر آسکتا ہی کہ حضرت عمرؓ احکام نبوت کی پابندی مین کہان تک احتیاط کو دخل دیتے تھے ۔

سریۂ ابوبکر صدیق | اسی ماہ شعبان ۸ھ مین آپ نے حضرت ابوبکرؓ صدیق کو تھوڑی

فوج کے ساتھ ارض نجد مین مقام ضریہ کی طرف روانہ کیا۔ وہان بنی کلاب کا ایک گروہ مخالفت اور نور ہدایت پر خاک ڈالنے کے لیے جمع ہوا تھا۔ حضرت صدیق نے حکم رسالت کے مطابق ضریہ مین پہونچ کے دشمنون پر حملہ کیا۔ بنی کلاب شکست کھا کے بھاگے۔ اور بھاگنے مین اُن کے بعض لوگ مارے گئے۔ سلمۃ بن اکوع اس سریہ مین ابوبکر صدیق کے ہمراہ تھے کہتے ہین دشمنون کی عورتین اور بچے چاہتے تھے کہ بھاگ کے ایک پہاڑ پر ہو رہین۔ مین نے ایک تیر پھینکا جو اُن کے آگے جا کے گرا اور وہ سب ٹھٹک کے کھڑے ہو گئے۔ پھر مین سب کو گھیر کے اور ہنکا کے ابوبکر صدیق کے پاس لایا۔ اور اُن مین ایک نہایت ہی حسین و صاحب جمال لڑکی تھی جسے مین نے ابوبکر صدیق سے مانگ لیا۔ اس طرح اُس نازنین کو اپنے قبضے مین کر کے سب کے ساتھ مدینے مین آیا۔ اور ابھی مین نے اُس لڑکی کا گھونگٹ کھول کے اچھی طرح صورت بھی نہین دیکھی تھی کہ آنحضرت صلعم نے وہ لڑکی مجھ سے مانگ لی۔ اور اہل مکہ کے پاس بھیج کے اس کے معاوضے مین کئی بے کس مسلمانون کو جو مشرکین کے ہاتھ مین گرفتار تھے آزادی دلائی۔

سریۂ بشیر بن سعد

اسی سال اور اسی شعبان کے مہینے مین ایک اور واقعہ پیش آیا جو واقعی نہایت افسوسناک ہے۔ اور بتاتا ہے کہ ابتداے اسلام مین امر حق کی اشاعت کرتے وقت صحابہ کو کیسی کیسی دشواریان پیش آئی تھین۔ جس طرح آپ نے حضرت عمرؓ اور حضرت صدیق کو مختلف فتنہ پرداز گروہون کے مقابلے کو روانہ کیا تھا اسی طرح نعمان بن بشیرؓ کے والد بشیر بن سعد کو تیس جانبازون پر سردار کر کے بنی مرہ کی ایک سرکش جماعت کے استیصال کے لیے روانہ کیا۔ بشیرؓ بنی مرہ کے چراگاہ مین جا پہونچے۔ اور اُن کے تمام مویشیون کو اپنے قبضے مین کر کے چرواہون

ع٥ السیرۃ النبویہ جلد ۲ صفحہ ۲۱۶ - ۲۱۷ -

پوچھا کہ خود بنی مرہ کہان ہین"۔ اُنھون نے بتایا کہ یہان سے قریب ایک وادی ہین" اتنے ہین بنی مرہ خود ہی آپہونچے اس لیے کہ بعض چرواہون نے بھاگ کے اُنھین خبر کر دی تھی۔ بنی مرہ کو اگرچہ پہونچتے پہونچتے رات ہوگئی تھی مگر دشمن کو ضعیف دیکھ کے رات ہی کو حملہ کر دیا۔ اور دونون جانب سے تیراندازی شروع ہوگئی۔ تھوڑی دیر مین بشیر کے ہمراہیون کے ترکش خالی ہو گئے۔

اُن کے تمام ساتھیون کی شہادت

اور دشمنون کی تعداد مین کمی نہ ہوئی۔ آخر بنی مرہ نے ہر طرف سے گھیر کے سب مسلمانون کو شہید کیا۔ بشیر بھی زخمون سے چور ہو کے گرے۔ اور اگرچہ زندہ تھے مگر دشمنون کے خوف سے مُردون کی طرح بے حس و حرکت پڑے رہے۔ بنی مرہ نے اس امر کا اطمینان کرنے کے لیے کہ زندہ نہین ہین اُن کے ٹخنے زخمی کر دیے۔ اور جب دیکھا کہ اب بھی حرکت نہین کرتے تو مردہ سمجھ کے چلے گئے۔ عقبہ بن زید نے آنحضرت صلعم کو اس واقعۂ جان گزا کی خبر کی۔ بشیر رض نے یہ کیا کہ دشمنون کے جانے کے بعد جس طرح بنا فدک کے یہودیون مین جو قریب ہی تھے جا کے پناہ لی۔ اور جب زخم اچھے ہو لیے تو بارگاہ رسالت مین حاضر ہو کے اپنی سرگذشت بیان کی۔

سریۂ غالب بن عبداللہ لیثی

ماہ مبارک رمضان مین کسی قدر زیادہ زبردست سرکشون کے مقابلے کے لیے آپ کو ایک قوی لشکر روانہ کرنا پڑا۔ میفعہ نام ایک قصبے مین جو علاقہ نجد مین تھا لوگ زیادہ مخالفت و سرتابی ظاہر کر رہے تھے آپ نے غالب رض بن عبداللہ لیثی کو ایک سو تیس نبرد آزماؤن پر سردار مقرر فرما کے روانہ کیا اور اُسامہ بن زید بھی اس سریہ مین غالب بن عبداللہ کے ساتھ گئے۔ غالب رض ٹھیک موقع پر پہونچے۔ بغیر اس کے کہ اُن لوگون کو خبر ہونے پائے خاص اُن کے قصبہ پر جا پڑے۔ جو سامنے آیا قتل ہوا۔ اور اُنکے تمام مویشی جو اب حملہ آورون کے

ع تاریخ الخمیس جلد ۲ صفحہ ۷۰، ع السیرۃ نبویہ جلد ۲ صفحہ ۲۱۰

اُسامہ کے ہاتھ سے ایک ایمان قبول کرنے والے کا مارا جانا

قبضے میں آئے۔ اس معرکے میں اُسامہ بن زید سے ایک بڑی بھاری غلطی ہوگئی تھی۔ مرداس بن نہیک جو دشمنوں کا ایک سردار تھا جب اُس نے دیکھا کہ تمام ہمراہی اور ساری قوم بھاگ کھڑی ہوئی تو اپنے مویشیوں کو ایک پہاڑ کی آڑ میں کر لیا۔ اور سب کی طرف دیکھ کے بولا "لا الٰہ الا اللہ۔ محمد رسول اللہ۔ السلام علیکم" اُسامہ نے اُس کے اس قول کا خیال بھی نہ کیا۔ اور بے تکلف قتل کر ڈالا جب پلٹ کے مدینے میں آئے اور آنحضرت کو

آپ کی ناراضی

اس واقعے کا حال معلوم ہوا تو اُسامہ سے فرمایا "تم نے لا الٰہ الا اللہ کہنے کے بعد قتل کر ڈالا!" اُسامہ نے کہا "یا رسول اللہ میں سمجھا کہ وہ فقط دکھانے اور جان بچانے کے لیے حیلہ کرتا ہے۔" مگر اس جواب سے آپ کا اطمینان نہ ہوا۔ بار بار برہمی کے ساتھ وہی سوال کرتے تھے اور اُسامہ کے بنائے کچھ نہ بنتی تھی یہاں تک کہ اُسامہ کہتے ہیں مجھے اپنے فعل پر اس درجہ ندامت ہوئی کہ دل میں کہتا تھا کاش میں آج ہی ایمان لایا ہوتا تا کہ یہ نہ خیال کیا جاتا کہ مسلمان ہونے کے بعد مجھ سے ایسا فعل سرزد ہوا۔ پھر آپ نے مرداس کے ورثہ کو اُس کے خون کا فدیہ ادا کیا۔ اور اُسامہ کو حکم دیا کہ ایک غلام کو آزاد کریں[1] مرداس کے قتل میں اُسامہ کے ساتھ ایک اور انصاری بزرگ بھی شریک[2] تھے جن کی نسبت نہیں معلوم کہ حضرت رسالتؐ نے کیا حکم دیا۔

سریۂ بشیر بن سعد

پھر شوال کے مہینے میں آپ نے تین سو بہادروں کا ایک اور زبردست لشکر بشیر بن سعد کی ماتحتی میں یمن کی طرف روانہ کیا۔ بشیر کے زخم اچھے ہو گئے تھے۔ اور اب وہ بخوبی تیار تھے کہ نئے سفر جہاد کے لیے کمر باندھیں۔ اس سریہ کا سبب یہ تھا کہ خبر آئی غطفان کی سرزمین میں ایک گروہ آپ کی مخالفت

---

[1] السیرۃ النبویۃ جلد ۲ صفحہ ۲۱۸؛ [2] ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۸۶

کے لیے جمع ہوا ہے - اور عینیہ بن حصن فزاری نے مدد دے کے انھین آمادہ کیا ہے کہ خاص مدینۂ طیبہ پر تاخت کرین - چنانچہ وہ لوگ اس ارادے سے روانہ بھی ہو گئے اور چھپتے ہوئے چلے کہ مدینے پر ناگہان آپڑین - اس دھن مین چلے آتے تھے کہ یکایک بشیر کی روانگی کا حال سُنا - اور اُلٹے پاؤن بھاگے - بشیر نے اُن کی سرزمین مین پہونچ کے بہت سے مولیشیون پر قبضہ کر لیا[۱] لڑائی کی کوئی امید نہ تھی کہ اتفاقاً عینیہ کا لشکر اور عساکر حضرت رسالت[۲] ایک وقت مین مل گئے - اور عجب گھبراہٹ کی لڑائی شروع ہوئی - لیکن مشرکین اس پر بھی تاب نہ لائے - اور بھاگ کھڑے ہوئے مسلمانون نے تعاقب کر کے اُن کے دو شخص گرفتار کر لیے - اور جو کچھ ہاتھ لگا اُسے لے کے مدینے مین واپس آئے - یہان آ کے وہ دونون قیدی مسلمان ہو گئے - جس کے صلے مین اُن کو آزادی نصیب ہوئی -

عمرۃ القضا | اب ذی قعدہ کا مہینہ آیا - اور آپ نے اس اقرار کے مطابق جو سال گزشتہ مشرکین سے ہوا تھا زیارت خانۂ کعبہ کی تیاریان کر دین - اسی واقعہ کو عمرۃ القضا کہتے ہین - سوا موسم حج کے اور جب کبھی احرام باندھ کے خانۂ کعبہ کی زیارت اور اس کے گرد طواف کیا جائے اُسے اصطلاح شرع مین عمرہ کہتے ہین - اور یہ عمرہ قضا اس لیے کہلایا کہ گزشتہ سال نیت کر کے آپ کو مشرکین کی مزاحمت کرنے سے احرام کھول ڈالنا پڑا تھا - جس کی وجہ سے یہ عمرہ گویا اُسی پہلے غیر مکمل عمرے کے عوض اور ایک ساقط شدہ فرض کا ادا کرنا تھا - وہ تمام لوگ جو واقعۂ حدیبیہ کے وقت ہمراہ رکاب تھے اور زیارت کعبہ سے محروم رہ گئے تھے سب کو ساتھ لیا - ان کے علاوہ چند نئے لوگ بھی ہمراہ رکاب ہوئے - الغرض عورتون اور بچون کے علاوہ دو ہزار صحابیون کی جماعت سے آپ روانہ ہوئے -

---

[۱] السیرۃ النبویہ جلد ۲ صفحہ ۲۱۰　[۲] تاریخ الخمیس جلد ۲ صفحہ ۶۸

مدینے مین اپنی جگہ کلثوم بن حصین غفاری کو چھوڑا۔ جن جن لوگون کے پاس زرہین تھین پہن لین۔ ہتھیار لگائے اور کعبے کا رُخ کیا۔ مزید احتیاط کے لیے آپ نے ایک سو جرار بھی ساتھ لے لیے قربانی کے لیے ساٹھ اونٹ مخصوص کیے گئے۔ جو اسی وضع سے روانہ ہوئے جس طرح کہ قربانی کے جانور مکّے کی طرف لیجائے جاتے تھے۔

مسلمانونکی روانگی کی شان

مقام ذی الحلیفہ مین پہونچ کے آپ نے لشکر کو مرتب کیا۔ سوارون کو آگے کیا جن پر محمد بن مسلمہ سردار تھے۔ پھر اُن کے پیچھے اُن لوگون کو کیا جو پیدل تھے اور ہتھیارون سے آراستہ تھے۔ اور اُن پر بشیر بن سعد کو سردار مقرر کیا۔ یون لشکر کو ترتیب دے کے احرام باندھا۔ اور سب لوگ "لبیک لبیک" کہتے ہوئے آگے بڑھے۔ محمد بن مسلمہ اپنے سوارون کے ساتھ آگے بڑھ کے مقام مرالظہران مین پہونچے۔ وہان چند قریش ملے۔ جنھون نے اس شان سے آنے کا سبب پوچھا۔ محمد بن مسلمہ نے کہا "خود حضرت رسالت کی سواری آرہی ہے۔ کل انشاءاللہ یہین ہون گے۔" یہ جواب سُن کے قریش گھبرا گئے۔ آپس مین کہا

مشرکین کی گھبراہٹ

"ہم سے تو کوئی بدعہدی اور عہد شکنی نہین ہوئی۔ اور اس گھڑی تک اپنے معاہدے پر قائم ہین۔ پھر ہم پر حملہ کرنے کا کیا سبب ہو سکتا ہے؟" اس معمے کے حل کرنے کے لئے بکرز بن حفص کو چند قریش کے ساتھ آپ کی خدمت مین بھیجا۔ جس نے بطن یاجج مین حاضر خدمت ہو کے کہا "ہم لوگون نے کوئی بدعہدی نہین کی۔ پھر کیا وجہ ہے کہ آپ یون پورا سامان جنگ کر کے آئے ہین۔ ہم سے آپ سے اقرار ہے کہ مکّے مین صرف اُتنے ہی ہتھیار لے کے آپ داخل ہون جتنے کہ انسان معمولاً سفر مین ساتھ لے لیا کرتا ہے۔" آپ نے فرمایا "تم اطمینان رکھو مین ہتھیار لے کے مکّے مین نہین داخل ہون گا۔" یہ جواب پا کے بکرز واپس گیا۔ اور اہل مکّہ سے کہدیا کہ "محمدؐ اپنے اقرار پر قائم ہین۔ کوئی گھبرانے کی بات نہین۔"

آپ کا مکے مین ورود

اس کے بعد آپ نے اسلحہ کو دو سو آدمیون کے ساتھ بطن یا جج مین چھوڑا۔ اور باقی ماندہ ہمراہیون کو ساتھ لے کے مکے کی طرف روانہ ہوئے جب آپ قریب پہونچے تو قریش شہر سے نکل نکل کے پہاڑون کی چوٹیون پر چڑھ گئے کہ آپ کے آنے کی شان دیکھین مگر حضرت رسالتؐ کی سواری جس راستے سے نکلی وہان تک اُن کی نظر نہ پہونچتی تھی مکے مین داخل ہوتے وقت آپ کی یہ شان تھی کہ قربانی کے اونٹ آگے آگے تھے۔ اُن کے پیچھے ایک اونٹنی پر سوار خود حضرت رسالتؐ تھے۔ عبد اللہ بن رواحہ کے ہاتھ مین شتر مبارک کی مُہار تھی۔ اور مسلمان تلوارین حمائل کیے چارون طرف حلقہ باندھے ہوئے تھے۔ اس شان سے لبیک کہتے ہوئے آپ مکہ معظمہ مین داخل ہوئے۔ حجر اسود کے پاس پہونچ کے اُسے ایک لکڑی کے ذریعہ سے جو ہاتھ مین تھی بوسہ دیا۔ اونٹنی پر سوار ہی سوار طواف کیا۔ ان تمام رسوم شرعی مین تمام صحابہؓ آپ کی پیروی کر رہے تھے۔ مشرکین مکہ کو یہ خیال تھا کہ ارض یثرب کے بخار نے مسلمانون کو ضعیف و ناتوان کر دیا ہوگا۔ چنانچہ اس خیال کے مٹانے کے لیے آپ نے صحابہ کو حکم دیا کہ تین طواف کُود کُود کے اور دوڑ دوڑ کے کرین۔ اس رفتار سے مشرکین کو مومنین کی صحت و توانائی اور پھرتی اور چالاکی اس شان پر نظر آئی کہ سب حیرت کرنے لگے۔ پھر شتر مبارک پر بیٹھے ہی بیٹھے آپ نے وہ سنت قدیم ادا فرمائی جو صفا و مروہ پر دوڑنے سے متعلق تھی۔ اور جب اس سے بھی فراغت ہو چکی تو کوہ مروہ کے پاس ٹھہر کے اونٹون کو قربانی کیا۔ سر منڈایا۔ اور زیارت خانہ خدا یا عمرہ کی رسم سے فارغ ہوگئے۔

جو لوگ باہر رہ گئے تھے اُنکا بھی آکے عمرہ کرنا۔

جب آپ کو اور تمام ہمراہیون کو عمرے سے فراغت ہو لی تو دو سو صحابیون کو حکم دیا کہ بطن یاجج مین جا کے اسلحہ کی حفاظت کرین اور جو دو سو آدمی اس شرف دینی سے محروم رہ گئے ہین

اُنھین بھیج دین کہ وہ بھی آ کے رسم عمرہ کو ادا کر لین۔ چنانچہ ان لوگون کے جاتے ہی اُن لوگون نے بھی آ کے خانہ کعبہ کی زیارت کی۔

ام المومنین میمونہ آپ کے عقد مین

قریش سے جو معاہدہ ہوا تھا اُس کے مطابق آپ تین دن تک مکے مین مقیم رہے۔ اس زمانے مین آپ نے جناب میمونہؓ بنت حارث کو اپنے عقد نکاح مین لیا۔ اور واپسی کے بعد مقام سرف مین پہونچ کے اُنھین ہمخوابی کی عزت حاصل ہوئی۔

مکے سے آپ کی واپسی

مکے مین داخل ہوئے آپ کو تیسرا دن تھا کہ مشرکین نے آ کے حضرت علیؓ سے کہا "اب تین دن ہو گئے آپ لوگون کو واپس جانا چاہیے" آنحضرتؐ نے فوراً کوچ کا حکم دے دیا۔ آبادی سے نکلتے تھے کہ حمزہؓ بن عبدالمطلب مرحوم کی صاحبزادی جن کا نام کوئی امامہؓ بتاتا ہے کوئی عمارہ اور کوئی سلمیٰ "چچا چچا" کہتی ہوئی پیچھے دوڑین حضرت علیؓ نے اُن کی آواز سن کے کہا "ہم اپنے چچا کی یتیم بیٹی کو یہان کس کی کفالت مین چھوڑ سکتے ہین؟"

جناب حمزہ کی بیٹی کا ساتھ آنا

آنحضرتؐ نے کسی قسم کا تعرض نہین کیا اور حضرت علیؓ نے چچازاد بہن کو ساتھ لے لیا مگر مدینے مین پہونچ کے ان صاحبزادی کی کفالت کے تین صاحب دعوے دار ہوئے ایک تو حضرت علی مرتضیٰؓ جو ساتھ لے گئے تھے۔ دوسرے جعفرؓ طیار۔ اور تیسرے زیدؓ بن حارثہ آنحضرتؐ نے جناب جعفرؓ کے موافق فیصلہ کیا۔ اس لیے کہ اُن کی بیوی اسماء

اسماء بنت عمیس انکی متکفل قرار پائین

بنت عمیس ان صاحبزادی کی خالہ تھین۔ اور ارشاد فرمایا کہ "خالہ بجائے مان کے ہے" اور چونکہ حضرت علیؓ کی گونہ دل شکنی ہوئی تھی لہذا اُن کی دل دہی کے لیے کہا "انت منی وانا منک" یعنی تم مجھ سے ہو اور مین تم سے ہون۔

عہ سیرۃ النبویہ جلد ۲ صفحہ ۲۲۰ عہ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۸۶

سریۂ اخرم

اس سفر عمرۃ القضاء سے واپس آنے کے بعد ذی الحجہ کے مہینے مین آپ نے اخرم ابن ابی العوجاء سُلمی کو پچاس جان بازان اسلام کے ساتھ بنی سُلیم کے مقابلے کو روانہ کیا جن کی سرکشی کی خبر آئی تھی۔ بنی سُلیم نے کسی شخص کو پہلے سے مامور کر رکھا تھا کہ مسلمانون کا کوئی لشکر روانہ ہو تو اُنھین خبر کر دے۔ چنانچہ اُس نے اخرم کی روانگی کا حال کہلا بھیجا۔ یہ سُنتے ہی اُن لوگون نے ایک بڑی بھاری جماعت تیار کر لی۔ اور اخرم نے پہونچ کے اُنھین مقابلے پر آمادہ پایا۔ پہلے حسب ہدایت نبوی اُنھین اسلام کی طرف بلایا۔ اُن لوگون نے کہا "ہمین دین بدلنے کی کچھ ضرورت نہین" اور دونون جانب سے تیر چلنے لگے۔ لڑائی شروع ہوئے زیادہ دیر نہین ہونے پائی تھی کہ بنی سُلیم کی اور کمک آگئی۔ اور اب موقع پا کے اُن سب نے مسلمانون کو چارون طرف سے محاصرہ کر لیا۔ مسلمانون کو اگرچہ اپنی کمزوری کا یقین ہو گیا تھا

اخرم اور تمام ہمراہیون کی شہادت

اور کامیابی کی طرف سے بالکل مایوس تھے لیکن ہمت نہین ہاری۔ پورے استقلال و پامردی سے مقابلہ کرتے رہے۔ یہان تک کہ سب کے سب لڑ کے شہید ہو گئے۔ بعض روایتون سے معلوم ہوتا ہے کہ سردار فوج اخرم زخمی ہو کے زندہ بچ گئے اور بعض کہتے ہین کہ ہمراہیون کے ساتھ وہ بھی شہید ہوئے بہر حال اس سریے مین سخت ناکامی ہوئی۔ اور مسلمانون کو نقصان اُٹھانا پڑا۔ اور اسی واقعے کے ساتھ ؁۷ ہجری ختم ہو گیا۔

؁۸ ہجری مین مورخین سب سے پہلا یہ اندوہناک واقعہ بیان کرتے ہین کہ آپ کی صاحبزادی جناب زینبؓ نے اس دار فانی کو رخصت کیا۔ اور حضرت رسالت کے دل کو بنی سُلیم کے ہاتھ سے صحابہؓ کی ایک پُر جوش جماعت کے شہید ہونے کا صدمہ ہنوز بھولنے نہ پایا تھا کہ یہ دوسری اور سخت چوٹ لگی۔

عہ السیرۃ النبویہ جلد ۲ صفحہ ۲۲۱-۲۲۲ عہ ابن اثیر جلد ۲۔ صفحہ ۸۷

سریہ غالب بن عبداللہ

اس سال کے محرم مین کسی سریئے کی روانگی کا پتہ نہین چلتا مگر صفر کے مہینے مین آپ نے غالب بن عبد اللہ لیثی کو تھوڑی فوج کے ساتھ آب کدید کی طرف روانہ کیا جہان بنی الملوح سرتابی پر آمادہ تھے جندب بن مکیث نام ایک بزرگ غالب کے ہمراہ تھے۔ ابھی کدید کے کنارے نہین پہونچنے پائے تھے کہ حارث بن مالک لیثی ملا۔ جو ابن برصار کے لقب سے مشہور تھا۔ اور دشمنون مین نہایت معزز حیثیت رکھتا تھا۔ غالب نے اُسے فوراً گرفتار کر لیا۔ ابن برصار نے کہا مین تو اسلام لانے ہی کی غرض سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاتا تھا۔ غالب نے جواب دیا کوئی مضائقہ نہین۔ اگر مسلمان ہو تو ایک رات دن بندھے رہنے سے تمھین کچھ ضرر نہ پہونچے گا۔ یہ کہہ کے اُسے باندھ کے بٹھا دیا۔ اور ایک حبشی کو اُس پر مامور کیا کہ ذرا بھی غدر کا ارادہ کرے تو سر اُڑا دینا۔ اس حال مین ابن برصار کو یہین چھوڑ کے آگے بڑھے۔ اب دشمنون کے قریب ہی تھے۔ احتیاطاً جندب کو

جندب کا غیر معمولی ضبط و استقلال

بھیجا کہ دیکھو دشمن کیا کر رہے ہین۔ جندب ایک ٹیلے پر چڑھ گئے۔ اور بنی الملوح کے خیمون کو غور سے دیکھنے لگے۔ ایک شخص کو دور سے ان پر شبہ ہوا کمان ہاتھ مین لے کے اور نشانہ باندھ کے تیر چلایا جو سنسناتا ہوا آکے جندب کی آنکھ مین پیوست ہو گیا۔ جندب کمال استقلال سے اپنی جگہ پر قائم رہے۔ تیر ہاتھ سے کھینچ کے زمین پر ڈال دیا۔ اور بدستور اسی شخص کی طرف دیکھتے رہے۔ پھر اُس نے دوسرا تیر پھینکا جو ان کے شانے پر پڑا۔ اُنھون نے اُسے بھی کھینچ کے پھینک دیا اور اُسی طرح کھڑے رہے۔ وہ شخص سمجھا کہ یہ انسان نہین کوئی اور چیز ہے۔ آدمی ہوتا تو میرے ان دو تیرون سے ضرور گر جاتا۔ یہ خیال کر کے کمان رکھ دی اور اپنے کاروبار مین مشغول ہو گیا۔ اب دن

دشمنون پر حملہ

ختم ہوا۔ اور رات نے تاریکی کی چادر اُڑھا کے تمام بنی الملوح کو

غافل سُلا دیا۔ صبح ہونے کو کچھ دیر تھی کہ یکایک مسلمانون نے زور و شور سے حملہ کیا بہتون کو قتل کر ڈالا۔ اور اُن کے تمام مویشیون کو ہنکاتے ہوئے واپس چلے غالب لیثی اُن لوگون کے مویشیون کو لیے چلے آتے تھے کہ دشمنون کی کمک آگئی۔ اور اُنھون نے مسلمانون کا تعاقب کیا۔ غالب نے آگے بڑھکر ابن برصا کو ساتھ لیا جو اب تک بندھا ہوا تھا اور آگے بڑھے اب تعاقب کرنے والے دشمن قریب آ گئے تھے صرف وادی قدید جو سوکھی پڑی تھی دونون کے درمیان مین تھی اور مسلمان آپ کو ایک نہایت ہی خطرناک اور ایسی حالت مین پاتے تھے

تائید غیبی | کہ سب کو موت کا یقین تھا۔ ناگہان بغیر ابر اور بارش کے وادی قدید مین ایک سیلاب آگیا جس نے دشمنون کو چلتے چلتے روک دیا۔ اور مسلمان جو اس پار آچکے تھے اُن کے سامنے اور اُن کے دیکھتے ہی دیکھتے کمال اطمینان کے ساتھ اونٹون اور مویشیون کو ہنکاتے ہوئے چلے آئے۔ اور بخیریت تمام مدینے مین داخل ہوکے مال غنیمت بارگاہ نبوت مین پیش کیا۔ ابن برصا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوکے جیسا کہا تھا ویسا ہی کیا۔ یعنی دین اسلام قبول کیا۔ع

عمرو بن عاص اور خالد بن ولید کا ایمان لانا | لیکن اسی ماہ صفر مین اسلام کو سب سے بڑی فتح یہ حاصل ہوئی کہ عمرو بن عاص اور خالد بن ولید ایمان لائے جو اس سے پیشتر مشرکین کے سب سے بڑے مدبر اور سب سے زیادہ نامور شہسوار تھے۔ اور بعد کے واقعات سے ظاہر ہوگا کہ ان لوگون کی قوت بازو سے اسلام کو کیسی کیسی کامیابیان حاصل ہوئین۔ اور توحید کی آواز کہان سے کہان تک گونج اُٹھی۔ اُن کے ایمان لانے کی سرگذشت یہ ہے کہ غزوۂ احزاب مین جب مشرکین ناکام

ع السیرۃ النبویہ جلد ۲ صفحہ ۲۲۲

عمروبن عاص کے ایمان لانے کا سبب

ونامراد واپس گئے تو عمرؓوبن عاص نے اپنے رازدار دوستون سے کہا "مجھے محمدؐ کی قوت بڑھتی نظر آتی ہے - لہذا بہتر یہ ہے کہ ہم سب ارض حبشہ مین نجاشی کے پاس چلے چلین - اگر محمدؐ قریش پر غالب آگئے تو ہم وہان امن وامان مین ہون گے - ورنہ واپس چلے آئین گے" سب نے اس راے کو پسند کیا - اور بہت سے تحفے اور ہدیے لے کے حبشہ کی راہ لی - عمروؓ بن عاص کو نجاشی کے دربار مین اس سے پیشتر بھی باریابی حاصل ہو چکی تھی جب وہ مہاجرین حبشہ کے خلاف اہل مکہ کے سفیر بن کے گئے تھے - چنانچہ اُن گذشتہ تعلقات ہی کی اُمید پر تحف و ہدایا لے کے اپنے رفقا کے ساتھ حبشی دربار مین پہونچے - اور اکثر نجاشی ہی کی صحبت مین رہنے لگے - وہین تھے کہ عمروبن اُمیہ ضمری حضرت رسالتؐ کا خط لے کے پہونچے - عمرؓوبن ابی العاص کو درباداری نے یہان تک جراءت دلادی تھی کہ عمروبن امیہ کی صورت دیکھتے ہی نجاشی سے درخواست کی "اُس شخص کو میرے حوالے کر دیجیے تاکہ اسے قتل کر کے اہل مکہ کو خوش کرون" یہ درخواست سنتے ہی نجاشی نہایت برہم ہوا - اور عمرؓوبن عاص نے گھبرا کے کہا "مجھے یہ نہین معلوم تھا کہ یہ درخواست حضور کے خلاف ہوگی" اب نجاشی کا غصہ ذرا فرو ہوا - اور بولا "اُس شخص کے قاصد کو مجھ سے قتل کرنے کے لیے مانگتے ہو جس پر وہی فرشتۂ اعظم اُترا کرتا ہے جو موسیٰ پر نازل ہوتا تھا" یہ جواب سُن کے

نجاشی کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا

عمرؓوبن عاص نے دل مین پریشان ہو کے کہا "کیا حقیقت مین ایسا ہی ہے؟" نجاشی نے کہا "بے شک - اور اے عمرؓو میری پیروی مین اُس کا دین قبول کر - خدا کی قسم وہ حق پر ہے - اور جو مخالفت کرے گا مغلوب ہوگا بعینہٖ اُسی طرح جس طرح فرعون موسیٰ کے مقابلے مین مغلوب ہوا تھا" عمرؓوبن عاص کو سوا اس کے کسی بات مین مفر نہ نظر آیا کہ کہا "تو ہاتھ بڑھائیے مین

آپ ہی کے ہاتھ پر دین اسلام قبول کر لون۔" نجاشی نے فوراً ہاتھ بڑھا کے اُن سے بیعت لی اور اُنھین مُسلمان کیا۔

پھر خالد کے ساتھ مدینے مین آئے

اس طریقے سے عمرؓو بن عاص مسلمان تو اسی وقت ہو گئے مگر اپنے دوستون سے چھپایا۔ اور سب سے رخصت ہو کے ملک عرب کو روانہ ہوئے تاکہ خود حضرت رسالت کی خدمت مین حاضر ہون راستے مین خالدؓ بن ولید ملے۔ عمرؓو بن عاص نے پوچھا کہان؟ خالدؓ نے کہا "مجھے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص واقعی پیغمبر ہے۔ مین تو خدا کی قسم جاتا ہون ایمان لے آؤن گا۔ آخر کب تک؟" عمرؓو نے کہا "اور مین بھی یہی نیت کر کے چلا ہون۔" غرض دونون

اور ایمان لائے

ایک ساتھ مدینہ طیبہ مین داخل ہوئے۔ پہلے خالدؓ نے آپ کے ہاتھ پر دین اسلام قبول کیا۔ پھر عمرؓو بن عاص نے تجدید ایمانؓ کی

سریۂ غالب لیثی

اسی صفر کے مہینے مین جبکہ غالب لیثی سریۂ کدید پر گئے ہوئے تھے اور عمرؓو بن عاص و خالدؓ بن ولید نے دربار نبوت مین حاضر ہو کے توحید کو قبول کیا تھا آپ نے دو سو نبرد آزماؤن کا ایک اور لشکر مرتب کر کے زبیرؓ بن عوام کے سپرد کیا۔ ایک جھنڈا بنا کے اُن کے ہاتھ مین دیا اور ارشاد فرمایا "فدک کے قریب جہان بشیر بن سعد کے ہمراہیون نے جام شہادت پیا تھا جاؤ۔ اور دشمنون کا قلع و قمع کر دو۔" لیکن زبیرؓ ہنوز روانہ نہین ہونے پائے تھے کہ غالب لیثی مال سے لدے پھندے کامیاب و بامراد داخل مدینہ ہوئے۔ اور اپنی فتح کا واقعہ بیان کیا جسے سُن کے آنحضرتؐ نے زبیرؓ سے کہا "اب تمھارے جانے کی کوئی ضرورت نہین رہی۔ اس فوج کو بھی غالب ہی لے جا کے فتح حاصل کرین گے۔" غالب اگرچہ ابھی آرام نہین لینے پائے تھے مگر فرمان نبوت پاتے ہی جوش و خروش سے

سمہ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۸۰

اُٹھ کھڑے ہوئے۔ راستے مین مسلمانون کو اتفاق وخلوص کی ہدایت کی۔ آپس مین اُخوت کے رشتے مضبوط کیے۔ اور صبح ہوتے ہی دشمن پر جا پڑے۔ دشمنون نے تھوڑے ہی مقابلے کے بعد ہمت ہار دی۔ مسلمانون کی تلوارون نے بہتون کو جام مرگ پلایا۔ اور آخر غالب نے حضرت رسالت کی امید کے مطابق سابق شہدا کے خون کا بخوبی انتقام لے کے مشرکین کو گرفتار کیا اور بہت سے مویشی اپنے قبضے مین کر کے واپس چلے۔ اور مدینے مین حاضر ہو کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مژدہ فتح سنایا۔

سریۂ شجاع بن وہب | ربیع الاول مین آپ کو ایک اور چھوٹے سے سریے کے بھیجنے کی ضرورت لاحق ہوئی۔ ہوازن کے قبیلۂ بنی عامر کی ایک جماعت سئی نام ایک تالاب کے کنارے جمع ہوئی تھی۔ یہ تالاب مدینہ طیبہ سے پانچ دن کے راستے پر تھا۔ ان لوگون کی سرکوبی کے لیے آپ نے شجاع بن وہب کو چوبیس مسلمانون پر سردار مقرر کر کے روانہ کیا۔ جو چھپتے ہوئے گئے۔ اور ایک صبح کو ناگہان دشمنون پر جا پڑے لوٹا مارا۔ اور پندرھوین دن مال غنیمت اور ان کے مویشیون کو ہنکاتے ہوئے دار النبوت مدینہ مین واپس آگئے۔[۵۶]

سریۂ کعب بن عمیر | مگر اسی ربیع الاول مین مسلمانون کا ایک نقصان بھی ہوا۔ وہ یہ کہ آپ نے مسلمانون کی ایک چھوٹی سی جماعت کو جس مین کل پندرہ جان باز صحابی تھے کعب بن عمیر غفاری کی ماتحتی مین مقام ذات اطلاح کی طرف روانہ فرمایا۔ یہ لوگ اگرچہ چھپتے اور رات کے اندھیرے مین سفر کرتے ہوئے گئے مگر ابھی دشمنون کے قریب پہونچے تھے۔ سامنا ہونے کی نوبت نہین آئی تھی کہ دشمنون کے جاسوس نے ان کا حال دریافت کر لیا اور دشمنون کو خبر کر دی

۵۶ السیرة النبویہ جلد ۲ صفحہ ۲۲۶، ۲۲۷ ۵۷ تاریخ الخمیس جلد ۲ صفحہ ۷۷

ان کی جماعت بہت ہی چھوٹی ہے - اشارہ پاتے ہی دشمن گھوڑون پر سوار آپہونچے کعبؓ نے تبلیغ اسلام کی جس کو کسی نے سُنا بھی نہین - اور بجاے اس کے کہ توحید کو قبول کرین مسلمانون پر تیر باری شروع کر دی صحابہ پوری جرأت سے لڑے - اور چونکہ تعداد مین بہت ہی کم تھے سب لڑتے لڑتے شہید ہو گئے صرف سردار فوج کعبؓ بن عمیر زندہ بچے - اس لیے کہ وہ زخمی ہو کے گرے اور دشمنون نے مردہ سمجھ کے چھوڑ دیا - صبح ہوتے ہی وہ اُٹھ کے مدینے واپس آئے - اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ماجرا بیان کیا - آپ کو نہایت صدمہ ہوا اور اُن لوگون کی سرکوبی کیلیے ایک اور سریہ بھیجنے کا قصد فرمارہے تھے کہ خبر آئی دشمن اس جگہ کو چھوڑ کے کہین اور چلے گئے اور آپ کو اپنے ارادے سے دست بردار ہونا پڑا۔

اور اُنکے ہمراہیون کی شہادت

باب بست وششم

سریۂ موتہ اور چند اور واقعات

سریۂ موتہ اُس کی بنیاد - عساکر نبوت کی روانگی - عبداللہ بن رواحہ کی خداترسی - مسلمانونکا اہل مدینہ سے رخصت ہو کے جانا - فوج دشمن کی تعداد - مسلمانون کا تردد - اور آخر لڑنے پر آمادہ ہونا - مقام موتہ مین ورود - مقابلہ - لڑائی - زیدؓ کی شہادت - حضرت جعفرؓ کی شجاعت - اور شہادت - عبداللہ بن رواحہ اُن کی شہادت - خالدؓ بن ولید سردار فوج مقرر ہوے - اُن کی بہادری - اور لڑائی کا خاتمہ - آنحضرت ان واقعات کو مدینے مین بیٹھے دیکھ رہے ہین - خالدؓ کو سیف اللہ کا خطاب - جعفرؓ کے لیے طیار کا لقب - اُن کے بچون پر آپ کی شفقت - بہادران موتہ کی واپسی - موتہ مین نامی گرامی لوگ شہید ہوے نصرانیون اور مسلمانون مین یہی پہلی لڑائی تھی - خالدؓ گویا عیسویت کے مقابلے ہی کے لیے

ع‌ه السیرۃ النبویہ جلد ۲ صفحہ ۲۲۷ و ۲۲۸

پیدا ہوئے تھے۔ سریۂ عمروؓ بن عاص۔ ابو عبیدہؓ ان کی کمک کو جاتے ہین عمروؓ بن عاص کا شوق سرداری۔ معاہدۂ حدیبیہ فسخ ہوگیا۔ سریۂ ابو عبیدہؓ جسے سریہ سیف البحر کہتے ہین ان لوگون مین کھانے کی تنگی۔ خدا کی خاص مہربانی۔ سریۂ ابو قتادہ۔ سریۂ ابو قتادہ ثانی محلم کے ہاتھ سے ایک کلمہ گو کا مارا جانا۔ اس پر آپ کی ناراضی اسی ندامت مین محلم کا وفات پانا۔

سریۂ موتہ | جانبازان سریۂ کعبؓ بن عمیر کی شہادت کا صدمہ ہنوز دلون سے مٹنے نہین پایا تھا کہ دو مہینے بعد جمادی الاول ۸ھ ہجری مین بڑے بڑے جانباز اور صادق الایمان اصحاب رسالت کو ایک سب سے بڑی مصیبت برداشت کرنی پڑی

اس کی بنیاد | جس سے سریۂ موتہ مراد ہے۔ اس کی بنیاد یہ تھی کہ حضرت سرور کائنات نے عمرۃ القضاء کے سفر سے واپس آکے حارث بن عمیر ازدی کے ہاتھ بُصراے شام کے فرمان رواکے نام ایک خط روانہ فرمایا تھا۔ حارث سفیر نبوت کی حیثیت سے ارض شام مین داخل ہوکے موتہ نام ایک مقام مین ٹھہرے تھے کہ شرجیل بن عمرو غسانی نے جو قیصر روم کے معتمد علیہ سردارون مین سے تھا پکڑ کے شہید کر ڈالا اس وقت تک حضرت رسالت کا کوئی ایلچی کہین قتل نہین کیا گیا تھا خسرو پرویز نے بھی باوجود برہمی کے جو کچھ کارروائی کی صرف یہ تھی کہ آپ کا نامۂ مبارک لے کے پھاڑ ڈالا۔ مگر یہان بارگاہ نبوت کا ایک نامہ بر بے خطا و قصور جان سے مارا گیا تو آپ کو بے انتہا صدمہ ہوا اور فوراً مدینے مین سلےیا انتقام کی تیاریان ہونے لگین۔

عساکر نبوت کی روانگی | چونکہ یہ مہم دور کی اور زبردست دشمنون کے مقابلے مین تھی لہذا آپ نے تین چار ہزار جانبازون کا ایک زبردست لشکر مرتب کیا۔ اپنے غلام زید بن حارثہ کو سب پر سردار مقرر کیا۔ اور فرمایا کہ "اگر زید مارے جائین تو جعفرؓ بن ابی طالب

۵۷ تاریخ الخمیس جلد ۲ صفحہ ۷۷

سرداری کریں۔ اور وہ بھی مارے جائیں تو عبداللہ بن رواحہ۔ جعفر بن ابی طالب نے جو سب میں سربرآوردہ تھے حیرت سے کہا "مجھے یہ خیال نہ تھا کہ زیدؓ بن حارثہ مجھ پر سردار مقرر ہوں گے" آپ نے فرمایا "تم اس کی مصلحت نہیں جانتے" واقعی یہ حضرت کا معجزہ تھا کہ وہی قوم عرب جو اپنے شرافت اور غرور کے مقابلے میں کسی کی کچھ ہستی نہ سمجھتی تھی اُس کے بڑے بڑے معززا ور نامی گرامی سردار اس وقت ایک ایسے نوجوان کی اطاعت کو بسروچشم حاضر ہیں جو ایک غلام سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔

عبداللہ بن رواحہ کی خداترسی

یہ سب لوگ جب سازوسامان سے تیار ہو کے روانگی پر آمادہ ہوئے تو تمام مسلمانوں نے اور خود حضرت سرورکائنات نے سب کو رخصت کیا۔ عبداللہ بن رواحہ کی آنکھوں سے رخصت ہوتے وقت آنسو جاری ہو گئے۔ لوگوں نے سبب پوچھا تو کہا "بخدا مجھے نہ دنیا کی محبت ہی اور نہ تمھاری مفارقت کے خیال سے روتا ہوں۔ مگر یہ خیال ہی کہ دیکھیے آتش دوزخ سے کیونکر نجات ملتی ہی؟" سب نے اطمینان دلایا۔ پھر وہ رخصت ہونے کے لیے حضرت رسالت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اپنی مغفرت اور آپ کی مدح سرائی میں کچھ اشعار پڑھے۔ اور ارض شام کا رخ کیا۔ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کے رخصت کرنے کے لئے مدینے

مسلمانوں کا اہل مدینہ سے رخصت ہو کے جانا

کے باہر تشریف لائے۔ اور لشکر اسلام بہت ہی غیر معمولی جوش وخروش سے رخصت کیا گیا۔

فوج دشمن کی تعداد

الغرض صحابہ کے اس لشکر نے آپ سے رخصت ہو کے شمال کی راہ لی اور بہت سی منزلیں طے کرنے کے بعد ارض شام میں پہونچ کے مقام معان میں پڑاؤ ڈالا۔ مسلمان معان میں ٹھہرے ہوئے تھے کہ معلوم ہوا خود قیصر روم ہرقل

عہ ابن ہشام صفحہ ۷۹۱ عہ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۸۹ عہ گبن رومن امپائر صفحہ ۸۸۱

ایک لاکھ رومی لشکر کے ساتھ شہر مآب مین جو ارض بلقا یعنی غسانیون کی قلمرو سے تعلق رکھتی ہی آگیا ہی۔ اور اسی قدر نصرانی عرب بھی اس کے صلیبی جھنڈے کے نیچے جمع ہوگئے ہین۔ جن کا سپہ سالار مالک بن زافلہ نام ایک عربی نژاد نصرانی ہی۔

مسلمانون کا تردد

دشمن کی یہ تعداد کثیر سُن کے مسلمان بہت گھبرائے کہ یہ تین ہزار جانباز دو لاکھ ٹڈی دل کا کیا مقابلہ کر سکین گے۔ دو دن تک شہر معان مین ٹھہر کے سوچتے رہے کہ کیا کرین۔ واپسی تو ان جان باز اور نبرد آزما شہسوارون کی شان کے خلاف تھی۔ مگر یہ رائے قرار پائی کہ دشمن کی تعداد سے حضرت رسالت کو خبر کر دی جائے۔ یا تو آپ کمک بھیجین گے۔ یا یونہین ہمین لڑنے کا حکم دے دین گے جس کے

اور آخر لڑنے پر آمادہ ہونا

بعد پھر ہمین کسی قسم کا تامل نہ ہوگا۔ عبداللہ بن رواحہ نے یہ راے سُن کے لوگون کو جوش دلایا۔ اور کہا "لوگو! خدا کی قسم تم جس غرض کے لیے نکلے ہو اس سے نفرت کرتے ہو۔ تمھاری اصلی غرض شہادت ہی۔ اور ہم ان لوگون سے نہ شمار کے زور پر لڑتے ہین۔ نہ طاقت کے زور پر۔ اور نہ کثرت کے زور پر ہم تو صرف اس دین کے زعم پر لڑتے ہین جس سے خدا نے ہمین شرف بخشا ہی بس چلے چلو۔ دو مین سے ایک فضیلت ضرور حاصل ہوگی یا تو غالب آئین گے یا شہید ہون گے۔" یہ ایسے پُر جوش اور موثر جملے تھے اور ایسے سچے دل سے ادا کیے گئے تھے کہ سب مُسلمانون کی زبان سے نکلا "واللہ ابن رواحہ سچ کہتے ہین" پھر کیا تھا۔ لشکر اسلام آگے بڑھا۔ اور عبداللہ بن رواحہ کی یہ حالت تھی کہ گویا سوا شہادت کے اُنھین کسی بات کی آرزو ہی نہ تھی۔

مقام موتہ مین ورود

اب یہ لوگ حُدود بلقا مین داخل ہوئے۔ جہان معلوم ہوا کہ رومیون کا لشکر مشارف نام ایک قصبہ تک آپہونچا۔ یہ سُن کے اور آگے بڑھے اور اُسی شہر موتہ مین جہان حضرت رسالت کے نامہ بر حارث بن عمیر ازدی نے بے خطا

مقابلہ جام شہادت پیا تھا اُتر پڑے اور وہین دشمنون سے سامنا ہوا۔ مسلمانون نے جب دیکھا کہ دشمن کا دریاے لشکر ایک سیلاب کی طرح بڑہتا چلا آتا ہے تو کمال مستعدی سے اپنی صفین درست کین۔ قطبہ بن قتادہ نام ایک عذری شخص کو میمنہ پر عبایہ بن مالک نام ایک انصاری بزرگ کو میسرہ پر مقرر کیا۔ اور لڑائی شروع ہو گئی

لڑائی | اگرچہ دونون لشکرون مین کوئی نسبت نہ تھی۔ مگر صحابہؓ نہایت ہی استقلال و پامردی سے لڑے۔ زیدؓ بن حارثہ اُسی طرح حضرت رسالتؐ کا عطا کیا ہوا جھنڈا ہاتھ مین لیے ہوے لڑ رہے تھے۔ یہان تک کہ دشمنون کے نیزون نے چھید ڈالا۔ اور

زید کی شہادت | شہید ہو کے گرے۔ فوراً حضرت جعفرؓ بن ابی طالب نے بڑھ کے جھنڈا اپنے ہاتھ مین لیا۔ اور اس دلیری و شجاعت سے مقابلہ کرنے لگے کہ ہاشمی

حضرت جعفر کی شجاعت | خون کا پورا جوش جوانمردی نظر آگیا۔ حضرت جعفرؓ نے جب دیکھا کہ دشمنون کا سیلاب کسی طرح روکے نہین رُکتا تو جوش مین آکے گھوڑے کی پیٹھ سے اُترے۔ اُس کی کوچین کاٹ ڈالین۔ اور دشمنون پر جھپٹ پڑے۔ آخر دشمنون نے چارون طرف سے گھیر لیا۔ اور ہر طرف سے وار کرنے لگے۔ پہلے داہنے ہاتھ مین جھنڈا تھا۔ وہ ہاتھ کٹ کے گر گیا تو بائین ہاتھ مین لیا۔ اب یہ ہاتھ بھی کٹ گیا۔ تب جھنڈے کو دونون کٹے ہوئے بازوُن سے روکا اور سینے سے لگا کے نہایت استقلال کے ساتھ کھڑے ہو گئے۔ مگر دشمن بدستور یورش کر رہے تھے۔

اور شہادت | آخر زخمون سے یہان تک چور ہوئے کہ زمین پر گرے اور روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ اب حسب ارشاد رسالت عبداللہ بن رواحہ کی باری تھی۔ اور جس جھنڈے کے نیچے زیدؓ بن حارثہ اور جعفرؓ بن ابی طالب

عبداللہ بن رواحہ | نے ناموری کی موت حاصل کی تھی اُن کے ہاتھ مین آیا۔ گھوڑا آگے بڑہایا۔ اور جوہر شجاعت دکھانے لگے۔ تھوڑی دیر یون مقابلہ

کرنے کے بعد گھوڑے سے اُترے اور چند ساعت کے لیے لڑائی سے غافل ہو گئے تھے کہ معلوم ہوا ایک طرف لشکر اسلام کو شکست ہو گئی۔ جوش مین آ کے بولے "مسلمانون کو شکست اور تو دنیا مین زندہ موجود ہو! بس کیا تھا؟ تلوار کھینچ کے دشمنون پر حملہ کیا۔ اور لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔

اُن کی شہادت

اب بنی عجلان کے بھائی ثابت بن ارقم نے علم اسلام اپنے ہاتھ مین لیا اور پکار کے کہا "مسلمانو! اب مل کے کسی کو اپنا سردار بنا لو" اس لیے کہ حضرت رسالت نے جن تین بزرگون کو نامزد کیا تھا وہ تینون باری باری اسلامی جھنڈا ہاتھ مین لے کے اور اپنا حق ادا کر کے شہید ہو چکے۔ اب سوا اس کے کہ مسلمان خود ہی کسی کو اپنا سردار بنا لین کیا ہو سکتا تھا؟ ثابت کے پوچھنے پر سب نے کہا "ہم تم ہی کو اپنا سردار بناتے ہین" انھون نے کہا "مین اس قابل نہین ہون" اور جب انھون نے انکار کیا تو سب نے مل کے خالد بن ولید کو سردار مقرر کیا۔ جو ثابت کے ہاتھ سے جھنڈا لے کے آگے بڑھے اور دشمنون سے مقابلہ کرنے لگے۔

خالد بن ولید سردار فوج مقرر ہوئے

یہ پہلا لشکر اسلام تھا جس پر خالد بن ولید کو سرداری کرنے کی عزت حاصل ہوئی۔ درحقیقت اس موقع پر انھین حمایت اسلام کا ثبوت دینے کا پہلا موقع ملا تھا۔ اور واقعی انھون نے نہایت ہی اچھا ثبوت دیا۔ مسلمانون کو للکار کے اس زور سے دشمنون پر حملہ کیا کہ اُن کی صفین درہم و برہم کر دین۔ اور اس شجاعت سے لڑے کہ نو تلوارین دشمنون کا خون بہا بہا کے اُن کے ہاتھ مین ٹوٹ گئین۔ اور آخر صرف ایک چھوٹی یمنی تلوار ہاتھ مین رہ گئی تھی؎ اس بہادری سے لڑتے لڑتے خالدؓ نے لشکر اسلام کو ہلاکت سے بچا لیا۔

اُن کی بہادری

؎ ابن ہشام صفحہ ۷۹۴ - ۷۹۵ ؎ تاریخ الخمیس جلد ۲ صفحہ ۸۰

اور لڑائی کا خاتمہ

اور رومی خود ہی چھوڑ کے چلے گئے۔

جس وقت لشکر اسلام اس عظیم الشان مصیبت و آزمائش مین مبتلا تھا حضرت رسالتؐ سے ایک عجیب معجزہ ظاہر ہوا۔ آپ کو یکایک میدان جنگ آنکھون کے سامنے نظر آیا۔ اور ارض شام کے حالات مدینے مین بیٹھے بیٹھے آپ اس طرح بیان کرنے لگے جس طرح کوئی شخص اصل واقعات کو دیکھ دیکھ کے بتاتا ہو آپ نے فرمایا زیدؓ بن حارثہ نے جھنڈا لیا۔ اُسے لیے لیے لڑے اور لڑتے لڑتے شہید ہوئے۔ پھر جعفرؓ بن ابی طالب نے جھنڈا لیا۔ اور وہ بھی لڑتے لڑتے شہید ہوئے" اتنا فرما کے آپ ایک لمحہ کے لیے خاموش ہو گئے۔ اب انصار نہایت ہی بیتابی کے ساتھ آپ کی صورت دیکھ رہے تھے۔ اس لیے کہ عبدؓاللہ بن رواحہ مین اُن کا دل لگا ہوا تھا جو انھین مین سے تھے۔ اب آپ نے پھر معجز بیانی کا سلسلہ شروع کیا۔ اور ارشاد فرمایا "اب جھنڈا عبداللہؓ بن رواحہ نے لیا اور وہ بھی لڑتے لڑتے شہید ہوئے" پھر چند ساعت کے بعد آپ نے فرمایا "اب ایک ایسے شخص نے جھنڈا لیا جو اللہ کی تلوارون مین سے ایک تلوار ہو یعنی خالدؓ بن ولید" اسی وقت سے خالد بن ولید کو مسلمان سیف اللہ کے لقب سے یاد کرنے لگے۔ اور واقعی انھون نے اپنی آیندہ زندگی مین ثابت بھی کر دیا کہ سوا اُن کے اور کوئی شخص اس معزز الہامی خطاب کا مستحق نہین ہو سکتا تھا۔ اسی سلسلے مین آپ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ "مین نے جعفرؓ کو فرشتون کی ایک جماعت کے ساتھ اس وضع مین دیکھا کہ ہاتھ پانون خون آلود ہین۔ اور ہاتھون کی جگہ دو پر ہین جن سے اُڑتے پھرتے ہین" چنانچہ اسی ارشاد نبوت کے مطابق حضرت جعفر طیارؓ کے

آنحضرتؐ ان واقعات کو مدینے مین بیٹھے دیکھ رہے ہین

خالدؓ کو سیف اللہ کا خطاب

جعفرؓ کے لیے طیار کا لقب

؎ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۹۰ ؎ ابن ہشام صفحہ ۷۹۶ ؎ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۹۰

لقب سے یاد کیے جانے لگے۔ جس کے معنی ہین "اُڑنے والے"۔

اُن کے بیوی بچون پر آپ کی شفقت | یہ غیب کے حالات آپ نے مجمع صحابہؓ ہی مین بیان نہین فرمائے۔ بلکہ اُٹھ کے جعفرؓ بن ابی طالب کے گھر مین گئے۔ اُن کی بیوی اسما بنت عمیس سے ملے۔ جناب جعفرؓ کے بچون کو بلوا کے پیار کیا۔ اور آنکھون مین آنسو بھر لائے۔ اسما نے گھبرا کے پوچھا "یا رسول اللہ آپ آبدیدہ کیون ہین؟ جعفرؓ کے وہان سے کوئی خبر آئی؟" فرمایا "ہان وہ سب شہید ہو گئے"۔ جس کے بعد عورتون نے اسما کے پاس جمع ہو کے رونا پٹینا شروع کیا۔ اور آپ نے اپنے گھر سے جا کے اُن کے لیے کھانا بھجوایا۔ چنانچہ اسی وقت سے اسلام مین یہ رسم جاری ہوئی کہ جس گھر مین کوئی مر گیا ہو۔ اور لوگ رنج وغم مین مبتلا ہون عزیزون کو چاہیئے کہ اُس کے وہان کھانا پکوا کے بھیج دیا کرین۔

بہادران موتہ کی واپسی | جس وقت یہ مصیبت زدہ لشکر ارض شام سے واپس آ کے مدینے کے قریب پہونچا ہے۔ اور حضرت رسالت پناہ اور اکثر اہل مدینہ استقبال کو نکلے ہین اُس وقت کا منظر نہایت ہی جگر خراش تھا۔ شہیدون اور رموتہ سے آفت زدون کے ننھے ننھے بچے بھی اہل مدینہ کے ساتھ باہر آئے تھے کہ اپنے باپون سے ملین یا اُن لوگون کو دیکھین جو اُن کے باپون کو خاک مین ملائے چلے آتے ہین۔ ان بچون کی مصیبت دیکھ کے حضرت رسالت مآب اس قدر متاثر ہوئے کہ ہمراہی مسلمانون سے کہا "اِن کو اپنے ساتھ اونٹون پر بٹھالو"۔ اور حضرت جعفرؓ طیار کے صاحبزادے عبداللہؓ بن جعفر کو اپنے آگے شتر مبارک پر بٹھا لیا۔ آخر ناکام و نامراد لشکر استقبال کرنے والون سے آ ملا۔ اور سب کی یہ حالت تھی کہ نادم دریائے غیرت مین غرق۔ اور نہایت ہی ساکت وخاموش

۵۷ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۹۰

مارے غیرت کے یہ بھی جی نہ چاہتا تھا کہ کسی سے چار آنکھیں کرین۔ اس پر طرہ یہ ہوا کہ اہل مدینہ نے اُن پر خاک اُڑا کے پھینکنا شروع کی۔ اور طعنے دینے لگے بھگوڑو! تم خدا کی راہ چھوڑ کے بھاگ کھڑے ہوئے! مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب کو اس قول سے منع فرماتے تھے۔ اور کہتے تھے "نہین بھگوڑے نہین بلکہ انشاءاللہ وہ لوگ جو حملے پر حملہ کر کے دشمن کی صفون کو درہم برہم کر دیتے ہیں!"

موتہ مین نامی گرامی لوگ شہید ہوئے

واقعۂ موتہ مین جو لوگ شہید ہوئے اُن مین سے کل بارہ آدمیون کا نام مورخین کو معلوم ہو سکا ہے اُن مین سے بعض ایسے تھے جنھون نے تمام مسلمانون کے دلون کو یکسان صدمہ پہونچایا۔ اکیلے ایک جعفر رضی بن ابی طالب کی موت نے تمام بنی ہاشم اور کل مسلمانان قریش کے دل خون کر دیے اور خود حضرت سرور کائنات کی آنکھون سے آنسو جاری تھے۔

نصرانیون اور مسلمانون مین یہی پہلی لڑائی تھی

مُسلمانون کو اس وقت تک جتنی لڑائیان پیش آئی تھین صرف قبائل عرب سے تعلق رکھتی تھین مگر یہ موتہ کی لڑائی پہلا معرکہ ہے جس نے مسلمانون اور عیسائیون کے درمیان مین دشمنی کی آگ بھڑکائی اور گویا یون سمجھنا چاہیے کہ وہ تمام عظیم الشان لڑائیان جو بعد کے زمانون مین مسلمانون اور عیسائیون کے فی مابین ہوتی رہین اور جنھون نے گذشتہ تیرہ صدیون کے دامن پر سب سے بُرے اور گہرے خون کے دھبے لگائے ہین اُن سب کا مقدمہ یہی پہلی اور مختصر لڑائی تھی۔ اس مین حملہ آور کون تھا اور کون اپنی حفاظت کر رہا تھا اس کا اندازہ ان واقعات سے ہو سکتا ہے کہ چھیڑ یون ہوئی کہ حضرت رسالت کا ایلچی دنیا کے مسلمہ اور مقبول عام اُصول کے خلاف بے جرم مارا گیا۔ پھر رومیون کی فوج کی کثرت بتا رہی ہے کہ اگر مُسلمان بڑھ کے نہ روکتے تو شاید اُنھون نے

ع ۵ ابن ہشام صفحہ ۷۹۸ ع ۵ تاریخ الخمیس جلد ۲ صفحہ ۸۲

خود سبقت کر کے مدینے پر حملہ کر دیا ہوتا۔ بعض مسلمان راوی کہتے ہین کہ موتہ مین مسلمانون نے رومیون کو پوری شکست دے دی تھی۔ اگر یہ روایت نہ مانی جاے تو بھی اس سے انکار نہین کیا جا سکتا کہ اُن تین ہزار جان باز صحابیون نے اپنی دلیری و شجاعت کا ایسا پورا امتحان دے دیا تھا کہ اُن کے واپس آنے کے بعد پھر رومیون کو ایک بے آب و گیاہ دشت اور بے پناہ سرزمین مین گھُسنے کی جُرأت نہ ہوئی۔ ورنہ وہ سامان اسی کا کر چکے تھے کہ کسی سخت آندھی کی طرح جزیرہ نماے عرب مین داخل ہو کے اُس چراغ ہدایت کو گُل کر دین جس نے ابھی صرف عرب کو روشن کیا تھا۔ اور بیرونی ممالک مین اس کی کرنین پہونچی بھی تھین تو اتنی ماند کہ بہت کم محسوس کی جا سکتی تھین۔

خالد گویا عیسویت کے مقابلے ہی کے لئے پیدا ہوے تھے

ایک یہ بات بھی اس موقع پر غور طلب ہی کہ خالدؓ کی اسلامی شجاعت کا ظہور اسی واقعے سے شروع ہوتا ہی اُنھین کی تلوار نے اس معرکے مین مسلمانون کو تباہ ہو جانے سے بچایا۔ اور اُنھین کی تلوار نے آیندہ بڑھ کے علم اسلام کو روم و شام کے عالی شان ایوانون اور قلعون پر اڑا دیا۔ گویا اُن کی اسلامی زندگی کا مقصود یہی تھا کہ عیسویت کے مقابلے مین دین اسلام کو فروغ دین۔

سریۂ عمرو بن عاص

جمادی الاول مین صحابہ کا زبردست لشکر ارض موتہ کو روانہ ہوا تھا اور جمادی الثانی مین آپ کو ایک اور مہم کے سر کرنے کی ضرورت پیش آئی۔ ذات السلاسل کے اُس طرف ارض شام کے قریب قبائل بلی اور عذرہ کا ایک بڑا گروہ مجتمع ہوا تھا کہ مسلمانون پر تاخت کرے۔ اور اب اُن لوگون کی نیت تھی کہ خاص مدینۂ طیبہ کے قرب و جوار مین آ کے قتل و غارت شروع کر دین۔ خالدؓ سریۂ موتہ والون کے ساتھ جا چکے تھے اس موقعے پر

ضرورت اور مصلحت تھی کہ عمرؓو بن عاص کی جرأت وسپہگری اور دینداری وحمیت دینی کا امتحان لیا جاے - چنانچہ آپ نے تین سو سرداران مہاجرین وانصار کا ایک لشکر مرتب کیا - تیس سوار اس جماعت پر اضافہ کیے - اور عمرؓو بن عاص سے کہلا بھیجا کہ اسلحۂ جنگ سے آراستہ ہو کے آؤ - عمرؓو حسب فرمان رسالت حاضر ہوے تو فرمایا "مین تمھین ایک فوج پر سردار بنا کے روانہ کرتا ہون تاکہ اللہ کی مدد سے تمھین مال غنیمت ملے" عمرؓو نے عرض کیا "یا رسول اللہ مین مال و دولت کے لیے مسلمان نہین ہوا ہون" چونکہ عمرؓو بن عاص کے اس جواب مین قدیم رہبانیت اور ترک دنیا کے مذاق کی بو آتی تھی لہذا ارشاد ہوا "مال نیک اگر مرد نیکوکار کے پاس ہو تو کوئی بُری چیز نہین - بلکہ بہت اچھی چیز ہے" اس کے بعد ایک سفید جھنڈا بنا کے اُن کے ہاتھ مین دیا - اور ایک سیاہ بیرق بھی مرحمت فرمائی جنھین لے کے وہ مدینے سے چل کھڑے ہوے - اور لوگون سے چھپتے اور راتون کو قطع منازل کرتے ہوے جب دشمنون کے قریب پہونچے تو معلوم ہوا کہ دشمنون کی تعداد بہت زیادہ ہے - فوراً رافع بن مکیث جہنی کو آنحضرتؐ کی خدمت مین بھیج کے کمک طلب کی - آپ نے اب ایک اور جھنڈا بنا کے ابو عبیدہ بن الجراح کے سپرد کیا - اور دو سو آدمی اُن کے ہمراہ کر کے عمرؓو بن عاص کی مدد کو روانہ کیا - اس آخری لشکر مین بڑے بڑے اکابر صحابہؓ تھے - حتی کہ ابو بکر صدیق اور عمر فاروق بھی ابو عبیدہؓ کے جھنڈے کے نیچے تھے - روانہ کرتے وقت آپ نے یہ خیال فرما کے کہ اس لشکر مین بڑے بڑے سابق الاسلام حامیان دین شریک ہین ابو عبیدہؓ کو نصیحت فرمائی کہ "خبردار تم مین باہم اختلاف نہ ہو - اور ہر امر مین ایک دوسرے کے شریک رہنا" وہان پہونچ کے ابو عبیدہؓ نے چونکہ عشرۂ مبشرہ مین تھے نماز پڑھانے کا ارادہ کیا

ابو عبیدہ ان کی کمک کو جاتے ہین

تو عمرؓو بن عاص نے روکا اور کہا اصلی سردار فوج مین ہون۔ تم صرف میری مدد کو

عمرو بن عاص کا شوق سرداری

آئے ہو" ابو عبیدہؓ نے جواب دیا "مجھے حضرت رسالت نے اختلاف کرنے سے منع کیا ہے۔ مین ہر امر مین تمھاری اطاعت کرنے کو حاضر ہون" چنانچہ عمرؓو بن عاص ہی فوج کو نماز پڑھاتے ہوے آگے بڑھے۔ اور سلاسل ایک تالاب کے کنارے دشمن کا سامنا ہوا مسلمانون نے جوش وخروش سے حملہ کیا۔ اور قبائل عذرہ اور بلی والے اس پہلے ہی حملے مین شکست کھا کے بھاگے۔ فتح حاصل ہونے کے بعد ابن عاصؓ نے اسی تالاب کے کنارے پڑاؤ ڈال دیا۔ اور تین دن تک ٹھہرے رہے۔ مسلمان سوار روز اِدھر اُدھر سے بھیڑ بکریان گھیر کے لاتے جو روز ذبح کر کے کھائی جاتین۔ سوا اس کے اور کوئی مال غنیمت اس فتح مین مسلمانون کے ہاتھ نہین آیا۔ یہ سریہ اگرچہ سریۂ عمرؓو بن عاص کہلاتا ہے مگر آب سلاسل کی رعایت سے جس کے کنارے معرکہ آرائی ہوئی تھی اسے سریۂ ذات السلاسل بھی کہتے ہین۔ عمرؓو بن عاص کو اس امر پر بڑا فخر تھا کہ اس سریے مین ابُوبکرؓ و عمرؓ کے ایسے جلیل القدر صحابی ان کے ماتحت اور اُن کے جھنڈے کے نیچے تھے۔

معاہدہ حدیبیہ فسخ ہو گیا

اب وہ معاہدہ جو حدیبیہ کے دن آپ مین اور قریش مین ہوا تھا خود قریش کی شرارت اور بدعہدی سے ٹوٹ گیا۔ جس کا تفصیلی حال ہم فتح مکہ کی تمہید مین بیان کرین گے۔ اس معاہدے کے ٹوٹنے کا یہ لازمی نتیجہ تھا کہ مشرکین مکہ کے مال واسباب پر اور اُن کے قافلون کو لوٹنا مسلمانون کے لیے جائز ہو گیا۔ صحابہ کو سریۂ ذات السلاسل سے واپس آئے ابھی پورا مہینہ نہین گذرا تھا کہ ماہ رجب مین خبر آئی قریش کا کوئی قافلہ شام اور ... کے ...

عہ السیرۃ النبویہ جلد ۲ صفحہ ۲۳۶ - ۲۳۸ - ۲۴۰ - ۲۴۲

گذرنے کو ہے۔ آپ نے فوراً ابو عُبیدۃ بن الجراح کو بُلا کے کچھ اوپر تین سو بہادر

سریۂ ابو عبیدۃ جسے سریۂ سیف البحر کہتے ہین

مہاجرین وانصار اُن کے ہمراہ کیے۔ اور حکم دیا کہ بحر قلزم یعنی رڈ سی کے سواحل پر جا کے ٹھہرین۔ اور جیسے ہی قریش کا قافلہ گذرے لوٹ لین۔ روانہ کرتے وقت کھجورون سے بھرا ہوا ایک تھیلا بطور زادراہ اُن کے سپرد کیا۔ ابو عُبیدہ حکم نبوت پاتے ہی بغیر اس امر کا خیال کیے کہ راستے مین کیا کھائین گے اور کیونکر بسر کرین گے چل کھڑے ہوئے۔ اور آپ کے ارشاد کے مطابق سمندر کے کنارے جا کے پڑاؤ ڈال دیا۔ ابتداءً یہان ہر روز ہر ہمراہی سپاہی کو ایک مٹھی چھوہارے ملتے تھے۔ آخر چھوہارے ختم ہونے کو

ان لوگون مین کھانے کی تنگی

پہونچ گئے۔ اور ہر سپاہی کو روز چوبیس گھنٹون مین صرف ایک چھوہارا ملنے لگا جسے چبا کے پانی سے پیٹ بھر لیتا۔ اب وہ ایک چھوہارا بھی دو تو ہو گیا۔ اور لوگ مجبور ہوئے کہ درختون کے پتے توڑ توڑ کے پیٹ پالین اس حالت مین قیس بن سعد بن عبادہ نے اپنی طرف سے نو اونٹ ذبح کر کر کے کھلا دیے۔ مگر یہ فیاضی چونکہ اُن کی حیثیت سے زیادہ تھی لہذا سردار فوج ابو عبیدہ نے انھین اس سے روکا۔ اور واقعی اس ساحلی ریگزار مین تین سو سے زیادہ آدمیون کا پیٹ

خدا کی خاص مہربانی

بھرنا کوئی آسان کام نہ تھا۔ لیکن آخر خدا مہربان ہوا۔ اور سمندر کی لہر نے ایک بڑی بھاری مری ہوئی مچھلی جو غالباً ویل مچھلی تھی کنارے پھینک دی۔ اور مسلمانون نے خدا کا شکر ادا کر کے اُسے کھانا شروع کیا۔ اور پندرہ یا اٹھارہ دن تک یون سیر ہو ہو کے کھائی کہ یا تو مارے بھوک کے سوکھے جاتے تھے یا دو ہی ہفتہ مین کھا کھا کے خوب موٹے ہو گئے۔ آخر ایک مدت کے بعد معلوم ہوا کہ اب قافلے کے ملنے کی کوئی اُمید نہین۔ لہذا ابو عبیدہ نے واپسی کا ارادہ

عـہ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۸۶

کر دیا۔ چلتے وقت اُس عظیم الشان مچھلی کے دو کانٹے ایک دوسرے سے اُٹکا کے کھڑے کیے۔ اور ایک بڑا بھاری پھاٹک سا بنایا۔ پھر جو سب سے اونچا اونٹ تھا اُس پر ایک طویل القامت شخص کو بٹھا کے اُس کے اندر سے نکالا تو بغیر اس کے کہ جھکنا پڑے یا سر اوپر لگے بہ آسانی نکل گیا۔ یون کانٹون کی بلندی کا اندازہ کر کے اس مچھلی کا جس قدر گوشت بچ رہا تھا ساتھ باندھ لیا۔ اور مدینۂ طیبہ کی راہ لی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوکے اس مچھلی کا واقعہ بیان کیا تو آپ نے فرمایا "یہ ایک رزق تھا جو تمھین خاص خدا کی مہربانی سے ملا تھا۔ کچھ باقی ہو تو مجھے بھی کھلاؤ" تھوڑا بہت گوشت اب تک باقی تھا فوراً حاضر خدمت کیا گیا اور آپ نے نوش فرمایا۔ اس سریے مین نہ کسی لڑائی کا پتہ چلا تھا اور نہ کسی قسم کے مال غنیمت کا۔ سمندر کے سواحل پر ٹھہرنے کی وجہ سے یہ سریہ سیف البحر بھی کہلاتا ہے۔ لیکن اس کا اصلی نام سریۂ خبط ہے خبط ایک درخت کے پتون کو کہتے ہین۔ اور یہ نام اس لیے تجویز کیا گیا کہ اس سفر مین ایک زمانے تک اسی درخت کے پتون پر صحابہ نے زندگی بسر کی تھی۔

سریۂ ابوقتادہ

شعبان کے مہینے مین آپ نے سُنا کہ رفاعہ بن قیس اور اُس کے بیٹے قیس بن رفاعہ نے قبیلہ جشم کے بہت سے لوگون کو جمع کر کے خود آپ کے مقابلے کا ارادہ کیا ہے۔ یہ خبر پاتے ہی آپ نے ابوقتادہ کو تین آدمیون کے ساتھ اور بعض راویون کا بیان ہے کہ سولہ آدمیون پر سردار مقرر کر کے روانہ کیا کہ رفاعہ اور اُس کے ہمراہیون کی ٹھیک خبر لے آئین۔ غابہ جہان دشمنون کا مجمع تھا اُس کے چارون طرف یہ چند مسلمان جا کے چُھپ رہے۔ ابوحدرد نام ایک صحابی جو ابوقتادہ کے ساتھ تھے اپنے کمین گاہ سے دیکھ رہے تھے

۵۶ السیرۃ النبویہ جلد ۲ صفحہ ۲۳۹، ۲۴۰

کہ رفاعہ بن قیس اپنے چرواہے کے ڈھونڈھنے کو نکلا۔ اُنھون نے اپنی جگہ سے بیٹھے بیٹھے نشانہ باندھ کے ایک ایسا تیر چلایا جو جا کے رفاعہ کے دل پر پڑا۔ اور وہ بغیر اس کے کہ آہ بھی کر سکے تڑپ کے مرگیا۔ پھر اُنھون نے چپکے چپکے جا کے اُس کا سر بھی کاٹ لیا۔ اور زور سے تکبیر کہہ کے سب مسلمانون نے حملہ کر دیا۔ دشمن بدحواس بھاگے۔ صحابیون نے اُن مین سے بہتون کو قتل کر کے جو کچھ ملا اپنے قبضے مین کیا۔ اور مدینۂ طیبہ کی راہ لی۔ اس سریے مین دو سو اونٹ دو ہزار بکریان مسلمانون کے ہاتھ آئین۔ ان کے علاوہ چار عورتین پکڑی گئین۔ اور لونڈیان بھی گرفتار ہوئین جن مین سے ایک نہایت ہی حسین و پری جمال لڑکی ابو قتادہ کو ملی تھی۔ مگر محمیۃ بن جزء زبیدی نے حضرت رسالت سے عرض کیا کہ آپ نے مجھ سے ایک لونڈی دینے کا وعدہ فرمایا تھا۔ آنحضرت نے اس لڑکی کو ابو قتادہ سے مانگ لیا۔ اور پھر مانگ کے اپنے وعدے کے مطابق محمیۃ کو دے دی۔

سریۂ ابو قتادہ ثانی — ابو قتادہ مذکورۂ بالا سریے مین کامیابی حاصل کر کے واپس چلے آتے تھے کہ اوائل رمضان مین آپ نے پھر اٹھارہ آدمی ہمراہ کر کے بطن اضم نام ایک اور مقام کی طرف روانہ کیا جو مدینے سے تین دن کی راہ پر تھا۔ اس سریے کے روانہ کرنے کا اصلی سبب یہ تھا کہ آپ اب شہر مکہ پر حملہ کرنے کا مصمم ارادہ کر چکے تھے۔ اور چاہتے تھے کہ مکے والون کو خبر نہ ہونے پائے۔ اور اچانک جا پڑین لہذا اس چھوٹی سی جماعت کو ایک اور جانب روانہ کر دیا تاکہ اس کی خبر اہل مکہ اور دیگر قبائل کو پہونچے۔ اور سمجھین کہ آپ بالفعل ایک اور مہم مین مشغول ہین اور مکے کا ارادہ نہین کر سکتے۔ ابو قتادہ کے ہمراہیون مین محلم بن جثامہ نام ایک صحابی بھی تھے راستے مین عامر بن اضبط نام ایک شخص ملا جس سے محلم سے پیشتر کی

ﻋﮧ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۹۸ ﻋﮧ السیرۃ النبویہ جلد ۲ صفحہ ۲۴۰

عداوت تھی۔ عامر نے ان لوگون کا سامنا ہوتے ہی حسب رواج اسلام سلام کیا

محلم کے ہاتھ سے ایک کلمہ گو کا مارا جانا

اور اس برتاؤ سے اپنا مسلمان ہونا ظاہر کر دیا۔ مگر محلم نے عداوت دیرینہ کے جوش سے بیتاب ہو کے حملہ کر دیا۔ اور قتل کر ڈالا اب ابو قتادہ آگے بڑھے۔ جن دشمنون کے مقابلے کو گئے تھے اُن کا پتہ نہ چلا مجبوراً مدینے کو پلٹے۔ مقام ذو خشب مین پہونچے تھے کہ سُنا جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم مکے روانہ ہو گئے۔ یہ خبر سنتے ہی انھون نے بھی مکۂ معظمہ کی راہ لی۔ اور مقام سقیا مین حضرت سرور کائنات سے جا ملے۔ جب آپ نے عامر

اس پر آپ کی ناراضی

بن اضبط کے باوجود اسلام ظاہر کرنے کے مارے جانے کا حال سُنا تو نہایت برہم ہوئے۔ اور کہتے ہین کہ وہی آیت قرآنی جو اسامہ سے ایسی ہی غلطی ہو جانے کے وقت نازل ہوئی تھی اس موقع پر پھر نازل ہوئی بہر تقدیر وہ آیت خواہ اُسامہ کی شان مین اُتری ہو خواہ محلم کی شان مین لیکن اس مین شک نہین کہ محلم نہایت ہی نادم تھے۔ بارگاہ رسالت مین حاضر ہو کے معافی و مغفرت کی درخواست کی مگر آپ نے فرما دیا کہ "نہین خدا تمھاری مغفرت نہ کرے گا"۔ محلم روتے اور آنسو بہاتے ہوئے آپ کی صحبت سے اُٹھے۔ اور اس قدر دل شکستہ تھے

اسی ندامت مین محلم کا وفات پانا

کہ سات ہی دن مین مر گئے۔ کہتے ہین اُن کو دفن کیا تو زمین نے لاش کو نکال کے پھینک دیا۔ پھر دفن کیا اور پھر یہی حالت ہوئی۔ تب لوگون نے دو چٹانون کے درمیان ایک گھاٹی مین لٹا کے اوپر سے پتھر چُن دیے اور اس طرح اُن کی مٹی ٹھکانے لگی۔ جب لوگون نے ان کی لاش کے زمین سے نکل نکل پڑنے کا واقعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین عرض کیا تو آپ نے فرمایا "زمین تو اس سے بدتر لوگون کو بھی قبول کر لیتی ہے۔ مگر

عہ تاریخ الخمیس جلد ۲ صفحہ ۸۳

ہان خداکومنظور تھاکہ اس ذریعے سے تمھاری آنکھین کھولے تاکہ تمھین عبرت ہو۔

باب بست و ہفتم

فتح مکہ

فتح مکہ کا وقت آگیا۔ بنی خزاعہ و بنی بکر۔ قریش کی بدعہدی۔ معاہدے کا ٹوٹنا۔ آپ کو بدعہدی قریش کی خبر۔ اہل مکہ مین خوف اور ندامت۔ ابوسفیان تجدید صلح کے لیے مدینے مین آتا ہے۔ اور ناکام واپس جاتا ہے۔ فوج کشی کی تیاری۔ حاطب کی مخالفانہ کارروائی اور عذرخواہی۔ لشکر اسلام کی روانگی۔ حضرت عباسؓ کا ہجرت کرکے آنا۔ مرالظہران مین آپ کا پڑاؤ۔ حضرت عباسؓ مکے والون کو آگاہ کرنا چاہتے ہین۔ حضرت عباسؓ کا ابوسفیان سے ملنا۔ اور اپنی کفالت مین لینا۔ حضرت عمرؓ کا سامنا۔ ابوسفیان دربار رسالتؐ مین جناب عباسؓ کی سفارش۔ ابوسفیان کا حضرت عباسؓ کے کہنے سے ایمان لانا۔ آپ کی خواہش کہ ابوسفیان کو اسلام کی شان دکھائی جائے۔ جو کوئی ابوسفیان کے گھر مین پناہ لے اُسے امان دی گئی۔ ابوسفیان عساکر اسلام کو دیکھتے ہین۔ اہل مکہ کو خبر ہوتی ہے کہ لشکر اسلام آپہونچا۔ ابوسفیان اور انکی بیوی ہند کے پر حملہ ہونے کی شان۔ مزاحمت۔

فتح مکہ کا وقت آگیا — اب دین اسلام کے سارے عرب پر غالب آنے۔ اور پوری قوم عرب کا دین بننے کا وقت آگیا تھا۔ جس کے لیے ضرورت تھی کہ قریش کی قوت بالکل ٹوٹ جائے۔ اور وہ قدیم ابراہیمی معبد جو دنیا مین سب سے پہلا عبادت خانہ تھا کفر و شرک کی نجاست سے پاک ہو۔ اُس مین سے بت نکالے جائین۔ اور حج کرنے والے بجائے بتون کی پرستش کرنے کے ہان خدائے واحد لم یزل کی عبادت کرین۔ لیکن اس کے لیے ضرور تھا

آپ مین اور مشرکین قریش مین حدیبیہ کے موقع پر جو معاہدہ ہوا تھا اُس کا زمانہ منقضی ہو یا کوئی ایسی صورت پیش آسے کہ خود قریش اپنے طرز عمل سے اُس معاہدے کو توڑ دین - پہلی صورت کے لیے مدت چاہیے تھی - اور حضرت سرورکائنات کی عمر اتنی نہین باقی تھی کہ اُس وقت کا انتظار کیا جا سکتا - لہذا خدا نے دوسری صورت پیدا کر دی - اور قریش نے خود اپنے ہاتھون سے اپنے سر پر مصیبت کو بُلا لیا - جو بظاہر اُن کے حق مین چاہے کچھ ہو اور اُنھین کیسی ہی سخت آفت نظر آتی ہو لیکن اصل مین ایک بہت بڑی رحمت تھی جس سے صرف کعبے ہی نے نہین ساری دنیا نے نفع اٹھایا -

بنی خزاعہ و بنی بکر قریش سے بدعہدی یون ظاہر ہوئی کہ بنی خزاعہ کسی قدیم زمانے سے اور بہت پیشتر سے بنی ہاشم کے دوست چلے آتے تھے - اس لیے کہ اُن سے اور جناب عبدالمطلب سے ایک قدیم معاہدہ ہو چکا تھا - اور ان کے مقابل بنی بکر دیگر خاندان ہاے قریش سے تعلق رکھتے تھے - یہ دونون قبائل ظہور اسلام سے کسی قدر پیشتر سے باہم ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہو رہے تھے اور اس دشمنی کی ابتدا یون ہوئی تھی کہ قبیلۂ بنی حضرم کا ایک شخص مالک بن عباد اسود بن رزن نام ایک بکری شخص کا حلیف تھا - مالک تجارت کے لیے گھر سے نکلا اور بنی خزاعہ کے علاقے مین گذر رہا تھا کہ خزاعیون نے اُس کا مال بھی لوٹ لیا اور اُسے قتل بھی کر ڈالا - اس کے انتقام مین بنی بکر نے ایک خزاعی شخص کو پکڑ کے مار ڈالا - جب یہ خبر بنی خزاعہ نے سُنی تو طیش مین آ کے خود اسود بن رزن سردار بنی بکر کے تین بیٹون سلمیٰ کلثوم اور ذویب کو قتل کر ڈالا یہ جھگڑے ہو ہی رہے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوی نبوت کیا - سب کا خیال آپ کی طرف متوجہ ہو گیا - اور یہ باہمی لڑائیان چندروز کے لیے

ملتوی ہو گئین۔ اب صلح حدیبیہ کا زمانہ آیا تو ضرور تھا کہ ان دونون دشمن قبائل مین سے ایک قریش کو اپنا کفیل بنائے۔ اور ایک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بنی خزاعہ سے چونکہ بنی ہاشم سے قدیمی تعلقات تھے۔ اور جد رسول اللہ حضرت عبد المطلب سے اگلے دنون اُن سے ایک محالفہ ہو چکا تھا لہذا انھون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا کفیل بنایا اور بنی بکر نے قریش کو۔

اب اس معاہدے کے بعد بنی بکر نے ارادہ کیا کہ خزاعیون سے اپنے سردار اسود بن رزن کے بیٹون کے خون کا بدلے لین۔ چنانچہ نوفل بن معاویہ

قریش کی بدعہدی

بنی بکر کی ایک کافی جماعت کو لے کے مکے کے قریب وتیر نام ایک تالاب کے کنارے خزاعیون پر ناگہان جا پڑا۔ اور اُن کو قتل کرنا شروع کر دیا اور لطف یہ کہ قریش بجائے اس کے کہ بنی بکر کو اس ظلم سے روکین خفیہ طور پر اُن کے شریک ہو گئے۔ اسلحہ اور سواریون سے اُن کو مدد دی۔ اور صفوان بن اُمیہ عکرمہ بن ابی جہل اور سہیل بن عمرو کے سے لوگ جو قریش مین نہایت معزز تھے خود لڑائی مین شریک ہو کے نوفل بن معاویہ کی طرف سے لڑے خزاعہ کو جب اور کہین پناہ نہ ملی تو بھاگ کے حرم کعبہ مین پناہ لی۔ مگر یہان بھی اُن کے خون سے ہاتھ نہ رُوکا گیا۔ بلکہ بنی بکر نے اپنے سردار نوفل سے کہا بھی کہ بُس بس۔ اب ہم تمھارے خدا کے حرم مین ہین۔ نوفل نے جوش مین آکے یہ کلمۂ کفر زبان سے نکالا کہ "اے بنی بکر آج خدا او دا نہین ہے۔ بس جہان تک ہو سکے انتقام لیے جاؤ"۔

معاہدے کا ٹوٹنا

اس طریقے سے صلح حدیبیہ کے ایک سال اور دس مہینے بعد قریش نے خود ہی بدعہدی کر کے اپنا معاہدہ توڑ دیا۔ اور بنی خزاعہ جو حضرت رسالت کی

عہ سیرۃ ابن ہشام صفحہ ۸۰۲ - ۸۰۳

جوارین تھے اُن کی بہنیں جانین سخت مظلومی و بے حمیتی کے ساتھ لی گئین۔ قتل و قمع کے بعد جب تلوارین میان مین ہوئین تو قریش اپنے اس فعل پر نادم[ع۵] ہوئے۔ اور خود اُن کے دل اُنھین ملامت کرنے لگے کہ اُن سے یہ ایک ایسا فعل سرزد ہوا ہے جو اُن کی شان کے نہایت ہی خلاف تھا۔

آپ کو بدعہدی قریش کی خبر | قریش ادھر اپنے کیے پر پچھتا ہی رہے تھے کہ عمرو بن سالم نام ایک معزز خزاعی شخص نے مکے سے نکل کے مدینہ طیبہ کی راہ لی۔ اور حضرت سرورکائنات مسجد مین عام صحابہؓ کے مجمع مین بیٹھے ہوئے تھے کہ سامنے کھڑے ہو کے چند ایسے پُرسوز اشعار مین اپنی قوم کا مرثیہ سُنایا۔ آپ کا عہد یاد دلایا۔ اور مدد مانگی کہ آپ نے بلا تامل فرمایا "اے عمرو بن سالم بے شک تمھاری مدد کی جائے گی۔" اس کے بعد خزاعیون مین سے بُدیل بن ورقا اور چند اور لوگ بارگاہ نبوت مین حاضر ہوئے۔ اور دروازے پر پہونچ کے آپ کو آواز دی۔ آپ لبیک کہہ کے برآمد ہوئے۔ اور اُنھون نے اول سے آخر تک ساری سرگذشت کہہ سُنائی[ع۶]۔

اہل مکہ مین خوف او رندامت | اہل مکہ کو اپنی عہد شکنی پر ندامت ہی نہ تھی بلکہ انتہا سے زیادہ خائف بھی تھے۔ اس لیے کہ اب حضرت رسالت کی قوت اتنی بڑھ گئی تھی۔ دین الٰہی مین اس کثرت سے لوگ داخل ہوگئے تھے۔ اور جان بازان مہاجر و انصار ایسی ایسی ناموری کی فتحین حاصل کرچکے تھے کہ اُنھین کسی طرح مقابلے کی جُرأت نہ ہوسکتی تھی۔ اب مکے کے بچے بچے کو یقین تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ادنی ناراضی بھی اُن کی قسمت پلٹ دے گی۔ اور ناموران قریش مین کوئی نہین ہے کہ عساکر نبوت کے حملون کی ذرا بھی تاب لاسکے۔ خوف اور اندیشے نے

ع۵ تاریخ الخمیس جلد ۲ صفحہ ۸۵ ع۶ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۹۱

خزاعیون کے مظلومانہ قتل کے ساتھ ہی مکے مین ہر طرف ایک عجیب تشویش پھیلا دی - اور سب لوگ گھبرائے ہوئے تھے کہ کیا کرین - ابوسفیان کی نسبت بعض لوگ کہتے ہین کہ خود اُس کی منظوری سے قریش خزاعیون کے مقابل بنی بکر کے ساتھ شریک ہوئے تھے اور بعض کا بیان ہو کہ اُسے اس کی خبر نہ تھی خیر ان دونون صورتون مین سے چاہے جو ہو مگر اب وہ بھی نہایت ہی پریشان و بدحواس تھا - جب اور کوئی تدبیر نہ بنی تو ابوسفیان نے مکے سے نکل کے مدینۂ طیبہ کی راہ لی - اور ارادہ کیا کہ منت خوشامد سے جس طرح بنے حضرت رسالت کے سامنے عذرخواہ ہو - اور اپنے اور اپنی قوم کے لیے معافی مانگے - مدینے مین آکے اپنی بیٹی حضرت اُم المومنین اُم حبیبہؓ کے پاس گیا - اور رسول اللہ کے بچھونے پر بیٹھنے کو تھا کہ اُنھون نے روکا اور بچھونا لپیٹ کے الگ رکھ دیا - گھبرا کے بیٹی کی صورت دیکھی اور سبب پوچھا اُنھون نے کہا "یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بچھونا ہو - اور تم ابھی مشرک و ناپاک ہو" یہ سُن کے ابوسفیان کو اور حیرت ہوئی کہ خود اپنی بیٹی کی زبان سے یہ کیا سُن رہا ہون - جھنجھلا کے بولا "مجھ سے جدا ہونے کے بعد تم مین یہ خرابیان پیدا ہو گئین" اب وہ حضرت ام حبیبہؓ کے حجرے سے نکل کے بارگاہ نبوت مین حاضر ہوا - اور ہزار عذر کیے مگر آنحضرتؐ نے کچھ جواب ہی نہ دیا - مجبوراً آپ کے پاس سے اُٹھ کے ابوبکر صدیقؓ کے پاس گیا اور کہا "تم سفارش کر دو" اُنھون نے کہا "مین اس بارے مین کچھ نہین کہہ سکتا" یہان سے ناکام ہو کے عمرؓ بن الخطاب سے جا کے ملا - اور اُن سے سفارش چاہی - اُنھون نے کہا "مین اور تمھاری سفارش کرون گا! خدا کی قسم مین آخر تک تم سے لڑتا رہون گا" یہان سے بھی مایوسی ہوئی تو حضرت علی مرتضیٰؓ

ابوسفیان تجدید صلح کے لیے مدینے مین آتا ہو

کے پاس گیا۔ اُن کے پاس اس وقت جناب سیدہؓ بیٹھی ہوئی تھین اور حضرت امام حسنؓ بھی موجود تھے جو ہنوز نوعمر بچے تھے۔ ابوسفیان نے یہان آ کے حضرت علیؓ سے کہا "اے علیؓ تم میرے سب سے زیادہ قریبی رشتہ دار ہو مجھے تم سے یہ امید نہین ہے کہ ناکام پھیروگے۔ بس تم ہی چل کے رسول اللہ سے میری سفارش کر دو"۔ حضرت علیؓ نے جواب دیا "سنو رسول اللہ صلعم جس بات کا ارادہ کر چکے ہین اُس کے خلاف مین کچھ نہین کہہ سکتا"! ابوسفیان اب جناب سیدہؓ کی طرف مخاطب ہوا اور بولا "اے محمد کی بیٹی۔ بھلا اتنا کر سکتی ہو کہ اپنے اس صاحبزادے کو حکم دو کہ لوگون کو اپنی پناہ مین لے لے اور اس کے صلے مین رہتی دنیا تک اہل عرب کا سردار مانا جائے"؟ جناب سیدہؓ نے فرمایا "میرے بچے کی ابھی اتنی عمر ہی نہین کہ لوگون کو اپنی پناہ مین لے۔ اور رسول اللہ کے مقابلہ مین کس کی مجال ہے کہ کسی کو پناہ مین لے سکے"؟ اب ابوسفیان کو ہر طرف سے مایوسی تھی نہایت مایوسی کے ساتھ جناب علیؓ کی طرف دیکھ کے بولا "مین دیکھتا ہون کہ معاملات نازک ہو گئے ہین تمھین کچھ مشورہ دو کہ اس حالت مین کیا کرون"؟ حضرت علیؓ نے فرمایا "مین کیا راے دے سکتا ہون؟ لیکن آخر تم بنی کنانہ کے سردار ہو لوگون کو خود اپنی پناہ مین کیون نہین لے لیتے"؟ پوچھا "اس سے کوئی نتیجہ ہو سکتا ہے"؟ جناب مرتضیٰؓ نے فرمایا "مین کیا جانون ہو سکتا ہے یا نہین ہو سکتا لیکن اس کے سوا اور کوئی بات میرے خیال مین نہین آتی"۔ اب ابوسفیان جناب سیدہؓ کے گھر سے اُٹھ کے مسجد نبوی مین گیا۔ اور پکار کے کہا "لوگو! مین نے لوگون کو خود اپنی پناہ مین لیا"۔ یہ کہہ کے اونٹ پر بیٹھا اور مکے مین واپس آیا یہان لوگون سے ساری سرگذشت بیان کی انھون نے پوچھا "مگر تم کر کیا آئے"؟ کہا "علیؓ کے کہنے سے مین نے سب لوگون کو اپنی کفالت مین لے لیا"! پوچھا "اور اُس کفالت کو محمد (صلعم) نے قبول کیا"؟ جواب دیا "نہین"۔ اس پر سب نے مضحکہ اُڑایا اور بولے "بخدا علیؓ نے تمھارے ساتھ مذاق کیا"۔

اور ناکام واپس جاتا ہے

فوج کشی کی تیاری

اب آنحضرت صلعم نے صحابہ کو حکم دے دیا کہ مکے پر حملہ کرنے کے لیے تیار ہو جائین اور درگاہ خداوندی مین دعا کی کہ "خداوندا جب تک ہم مکے مین پہونچ نہ لین قریش کو ہماری روانگی کا

۵ ابن ہشام صفحہ ۸۰۷ - ۸۰۸

حال نہ معلوم ہو۔ لیکن باوجودیکہ حسب ارشاد نبوی سب لوگ اپنے ارادۂ جنگ کو چھپا رہے تھے حاطب بن بلتعہ نے کنود نام ایک مزینہ عورت کے ہاتھ قریش کو ایک خط لکھ کے روانہ کردیا کہ ہوشیار ہوجاؤ۔ یہان فوج کشی کا سامان ہو رہا ہے۔

حاطب کی مخالفانہ کارروائی

اتفاقاً اُس عورت کے روانہ ہوتے ہی آپ کو معلوم ہوگیا۔ اور آپ نے علی مرتضیٰ اور زبیر بن عوام کو دوڑایا کہ جس طرح ممکن ہو اور جہان ملے اُسے پکڑ لاؤ۔ دونون صاحبون نے جا کے کنود کو راستے ہی مین گرفتار کرلیا۔ اور مع اُس خط کے آنحضرت کی خدمت مین لا کے حاضر کردیا۔ آپ کو حاطب کے اس فعل پر سخت تعجب ہوا۔ بُلا کے سبب پوچھا۔ اُنھون نے عرض کیا "خدا کی قسم میرے اعتقاد و ایمان مین کوئی فرق نہین آیا ہے۔ مگر ہان یہ خیال کر کے کہ مکے مین میرے اہل و عیال ہین نہ رہا گیا۔ صرف اُن کے بچانے کی اُمید مین مجھ سے یہ خطا ہوگئی"۔ حضرت عمر کھڑے سُن رہے تھے بولے "یارسول اللہ حکم ہو تو اس کا سر اُڑا دون۔ یہ منافق معلوم ہوتا ہے"۔ آپ نے حضرت عمر کو رُوکا۔ اور ارشاد فرمایا "مین نے معاف کیا۔ تم لوگون کا جو جی چاہے کرو"۔ اور اسی موقع پر یہ آیت نازل ہوئی کہ "یا ایہا الذین آمنوا لا تتخذوا عدوّی وعدوکم اولیاء الخ" یعنی اے ایمان لانے والو میرے اور اپنے دشمنون کو دوست نہ بناؤ۔ مطلب یہ تھا کہ مسلمان پھر اس کے بعد کفار سے کسی قسم کا تعلق نہ رکھین[۵]۔

اور عذرخواہی

حاطب کے معاملے سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے تمام مسلمانون کو جو مدینے مین اور اُس کے گرد آباد تھے تیاری اور روانگی کا حکم دے دیا۔ چنانچہ قبائل اسلم۔ غفار۔ مزینہ۔ جہنیہ۔ اشجع اور سُلیم سب اُٹھ کھڑے ہوئے۔ جن مین سے بعض تو خاص مدینے ہی مین حاضر ہوگئے۔

لشکر اسلام کی روانگی

۵؎ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۹۲۔

اور بعض راستے مین آکے ساتھ ہو لیے۔ یہ سب بندوبست کرنے کے بعد آپ نے ابورہم کلثوم بن حصین غفاری کو اپنا قائم مقام بنا کے مدینے مین چھوڑا۔ اور بدھ کے دن ۱۰۔ رمضان ۸ھ کو عصر کے بعد مدینہ طیبہ سے چل کھڑے ہوئے مقام کدید تک تو برابر روزے رکھتے گئے۔ لیکن جب وہان سے آگے بڑھے تو آپ نے اور سب ہمراہیون نے سفر کے واجبی عذر سے فائدہ اُٹھایا۔ اور روزے چھوڑ دیے

حضرت عباس کا ہجرت کرکے آنا

مقام جحفہ تک پہونچے تھے کہ عم رسول اللہ عباسؓ بن عبد المطلب ملے جو ہجرت کے ارادے سے چلے آتے تھے۔ آپ نے اُن کا اسباب تو مدینے مین بھجوا دیا۔ اور خود انھین اپنے ساتھ لے کے فرمایا "تم سب پچھلے مہاجر ہو اور مین سب سے پچھلا پیغمبر ہون"

اب یہان سے بھی آگے بڑھ کے مقام قدیہ مین پہونچے جہان جھنڈے اور پھریرے بنا بنا کے مختلف قبائل کو دین۔ اور پوری دس ہزار صحابہ کی جماعت سے

مر الظہران مین آپ کا پڑاو

مر الظہران مین جا کے پڑاو ڈال دیا جہان سے مکہ صرف چار فرسخ کے فاصلے پر تھا۔ یہان آپ عشا کے وقت اُترے تھے۔ لہذا لوگون کو حکم دیا کہ جا بجا کثرت سے آگ روشن کر دین۔ اور حضرت عمرؓ کو ہدایت فرمائی کہ تم رات کو پہرہ دو۔ اور فوج اسلام کے گرد گرد آوری کرتے رہو۔ فوراً دس ہزار جگہ پر آگ روشن ہو گئی۔ اور جناب فاروقؓ چارون طرف چکر لگانے لگے

حضرت عباس مکے والون کو آگاہ کرنا چاہتے ہین

ابھی تک اہل مکہ کو بالکل خبر نہ تھی۔ یکایک حضرت عباسؓ کے دل مین کہا "افسوس مکہ تباہ ہوتا ہے! اگر قریش نے سرکشی کی اور یہ لشکر لڑتا ہوا شہر مین داخل ہوا تو نسل قریش کا ہمیشہ کے لیے خاتمہ ہو جائے گا" یہ خیال آنا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خچر پر

---

۱ تاریخ الخمیس جلد ۲۔ صفحہ ۸۸ ۲ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۹۲ ۳ تاریخ الخمیس جلد ۲ صفحہ ۸۸

سوار ہو کے لشکر سے باہر نکلے۔ اور شہر مکہ کی طرف چلے کہ کوئی آتا جاتا مل جائے تو لوگون کو خبر کر دون کہ رسول اللہ آپہونچے۔ جلدی آکے امان مانگو ورنہ غضب ہو جائے گا۔ اسی فکر مین پیلو کے درختون کے نیچے پھر رہے تھے کہ یکایک ابوسفیان بن حرب حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقا خزاعی کی آواز آئی جو باہم یہ باتین کر رہے تھے۔

ابوسفیانؔ "مین نے اس سے زیادہ آگ کبھی نہین دیکھی"۔

بدیل "یہ بنی خزاعہ ہین"۔ یہ یاد رکھنا چاہیے کہ بدیل بنی خزاعہ مین سے ہر اصل حال سے واقف ہے۔ اور خود مدینے مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مل کے۔ اپنی قوم کی مصیبت بیان کرکے۔ اور آپ سے فوج کشی کا وعدہ لے کے آیا ہے۔ اور خوش ہے کہ صبح کو بنی بکر اور قریش سے اپنے مقتولون کا انتقام لے جائے گا۔

ابوسفیانؔ "بنی خزاعہ! اُن کی اتنی شان نہین ہو سکتی"۔

حضرت عباس کا ابوسفیان سے ملنا

سلسلۂ کلام یہین تک پہونچا تھا کہ حضرت عباسؓ قریب جا پہونچے اور پکارا "ابوحنظلہ!" یہ بھی ابوسفیان کی ایک دوسری کنیت تھی۔ ابوسفیان نے چونک کے کہا "ابوالفضل!" جس کنیت سے کہ حضرت عباسؓ معمولاً یاد کیے جاتے تھے۔ اور ساتھ ہی پوچھا "کیا خبر ہے؟" حضرت عباسؓ نے کہا "رسول اللہ دس ہزار مسلمانون کی جماعت سے آپہونچے"۔ ابوسفیان نے گھبرا کے کہا "پھر مین کیا کرون؟" جواب دیا "بس سوا اس کے کوئی چارہ نہین کہ میرے پیچھے خچر پر سوار ہو لو۔ اور مین تمھین امان دلوا دون گا۔ کہین یون گرفتار ہو گئے تو خدا کی قسم تمھاری گردن ماری جائے گی"۔ ابوسفیان فوراً پیچھے سوار ہو لیا اور جناب عباسؓ خیمۂ رسالت کی طرف چلے جس قبیلے کی آگ کے پاس ہو کے

اور اپنی کفالت مین لینا

حضرت عمرؓ کا سامنا

گذرتے لوگ کہتے "رسول اللہ کے چچا ہیں اور حضرت رسالتؐ کے خچر پر سوار ہیں" ابوسفیان کو کوئی نہ پہچانتا۔ اتفاقاً راستے میں حضرت عمرؓ کا سامنا ہو گیا اُنھوں نے دیکھتے ہی ابوسفیان کو پہچان لیا اور چونکنا ہو کے بولے "اِیں! ابوسفیان! الحمد للہ کہ بغیر کسی شرط اور اقرار کے خدا نے تجھے ہمارے قبضے میں کر دیا" اتنا کہا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دوڑے۔ ظاہر ہے کہ ابوسفیان اس وقت عجب بیم و رجا کی حالت میں ہوگا۔ لیکن حضرت عباسؓ ہمدردی کو تیار تھے عمر فاروقؓ کو جاتے دیکھ کے اُنھوں نے بھی خچر کو ایڑ لگائی۔ اور عمرؓ سے پہلے حضرت

ابوسفیان دربار رسالت میں

رسالتؐ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ مگر ہنوز کچھ کہنے نہیں پائے تھے کہ حضرت عمرؓ نے آ کے کہا "یا رسول اللہ! یہ ابوسفیان آیا ہے اجازت ہو تو اس کی گردن ماروں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے اس کے جواب میں کوئی لفظ نہیں نکلا تھا کہ جناب عباسؓ نے کہا "مگر یا رسول اللہ میں نے

جناب عباس کی سفارش

انھیں اپنی پناہ میں لیا ہے"۔ اس کے بعد جناب عباسؓ نے ابوسفیان کی سفارش میں التجا کرنی شروع کی۔ اور حضرت عمرؓ اُسی طرح قتل کی اجازت مانگے جاتے تھے۔ آخر مجبور ہو کے اور کسی قدر جھنجھلا کے حضرت عباسؓ نے عمر فاروقؓ کی طرف متوجہ ہو کے کہا "عمر تمھاری یہ ساری کوشش اس سبب سے ہے کہ یہ شخص عبد مناف کی نسل سے ہے۔ اگر بنی عدی (یعنی تمھارے قبیلے) میں سے ہوتا تو شاید تم ایسا نہ کہتے"۔ حضرت عمرؓ نے کہا "اے عباسؓ ایسا نہ کہو۔ تمھارا مسلمان ہونا مجھے خود اپنے باپ خطاب کے مسلمان ہونے سے زیادہ عزیز تھا"۔ اتنی گفتگو کے بعد اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اچھا عباسؓ میں نے کل تک کے لیے پناہ دی۔ مگر تمھارا فرض ہے کہ کل انھیں لا کے حاضر کر دو"۔ خلاصہ یہ کہ اس وقت تک ابوسفیان کی قسمت کا کوئی فیصلہ نہیں ہوا۔ اور جناب عباسؓ کی ضمانت پر صرف ایک دن کے لیے

چھوڑ دیے گئے۔

ابوسفیان کا حضرت عباسؓ کے کہنے سے ایمان لانا

دوسرے دن جب حضرت عباسؓ نے انھین بارگاہ رسالت مین لے جا کے پیش کیا۔ تو آپ نے پوچھا "افسوس ابوسفیان کیا تمھین یہ نہین معلوم ہوتا کہ سوا اُس ایک خدا کے دوسرا خدا نہین ہی؟" ابوسفیان نے کہا "بے شک معلوم ہوتا ہی۔ آپ پر میرے ماں باپ فدا ہون۔ اور اگر کوئی اور خدا ہوتا تو میری کچھ مدد نہ کرتا؟" پھر آپ نے دریافت کیا "تو کیا افسوس تمھین یہ نہین معلوم ہوتا کہ مین خدا کا پیغمبر ہون؟" بولا "میرے ماں باپ آپ پر فدا ہون بس اسی مین میرے دل کو شک ہی" حضرت عباسؓ پاس کھڑے تھے یہ جواب سُن کے ڈرے کہ کہین یہ سرکشی ابوسفیان کی جان نہ لے۔ بول اُٹھے "کمبخت جلدی کلمۂ حق زبان سے نکال ورنہ گردن ماری جائے گی" حضرت عباسؓ کے اس ڈانٹنے پر ابوسفیان کو تنبہ ہوا۔ اور فوراً کلمۂ شہادت کہہ کے مسلمان ہو گیا۔ پھر اُس کے ساتھ ہی حکیم بن حزام اور بُدیل بن ورقا نے بھی دین اسلام قبول کر لیا جو معلوم ہوتا ہی آخر تک ابوسفیان کے ساتھ رہے تھے۔

آپ کی خواہش کہ ابوسفیان کو اسلام کی شان دکھائی جائے

اب حضرت رسالتؐ کو مناسب معلوم ہوا کہ ابوسفیان کو کلمۂ حق کی کامیابی کا تماشا اور غلبۂ اسلام کی شان و شوکت بھی دکھا دی جائے تاکہ وہ اندازہ کرے کہ جس پیغمبر کو اس نے جلا وطن کر کے گھر سے نکالا تھا۔ جس دین کے مٹانے مین اُس کے ہاتھون سے کوئی دقیقہ نہین اُٹھا رہا تھا اسی کو خدا نے کیسی ترقی دلائی۔ اور دین برحق آج کس عروج و اقبال پر ہی۔ چنانچہ آپ نے جناب عباسؓ سے فرمایا "انھین لے جا کے اُس تنگ گھاٹی کے پاس کسی ٹیلے کی بلندی پر کھڑا کرو۔ اور اس خدا کے لشکر کے گذرنے کی شان دکھاؤ" حضرت عباسؓ نے عرض کیا "مین انھین وہان

لیے جاتا ہون - مگر اتنی اور سفارش کرتا ہون کہ ان کے ساتھ کوئی خاص ایسی بات بھی کی جائے جس کی وجہ سے انھین فخر کرنے کا موقع ملے - اس لیے کہ انہین لوگون مین ممتاز رہنے اور دوسرون کے مقابل فخر کرنے کی بڑی ہوس ہے"

جو کوئی ابوسفیان کے گھر مین پناہ لے اسے امان دی گئی

آپ نے فرمایا اچھا جو کوئی ابوسفیان کے گھر مین داخل ہو اُسے امان دی جاتی ہے - اور اُن لوگون کو بھی امان ہے جو حکیم بن حزام کے گھر مین یا مسجد حرام مین پناہ لین - اور انھین بھی جو اپنے دروازے بند کر کے گھرون مین بیٹھ رہین" یہ فیاضانہ احکام اور گویا تمام اہل مکہ کے لیے عفو و رحمت کے پروانے حاصل کر کے حضرت عباس ابوسفیان کو ساتھ لیے ہوئے چلے گئے۔

ابوسفیان عساکر اسلام کو دیکھتے ہین

اب حضرت عباسؓ اور ابوسفیانؓ اس گھاٹی کے عین دہانے پر جو مکے جاتے وقت راستے مین پڑتی تھی ایک ٹیلے پر کھڑے ہوئے - اور لشکر اسلام مکہ معظمہ اور خانہ کعبہ پر قبضہ کرنے کے لیے پوری شان وشوکت سے جھنڈے اور بیرقین اُڑاتا ہوا بڑھا - برابر آگے پیچھے قبائل عرب گذر رہے تھے - ابوسفیان ہر ہر قبیلہ کو دیکھ کے مرعوب ہوتا اور اس کا پتہ پوچھتا تھا - اور حضرت عباسؓ بتلاتے جاتے تھے - "پوچھا یہ کون لوگ ہین؟ کہا قبیلۂ اسلم والے" بولا "ہون گے مجھے ان سے سروکار نہین" پھر پوچھا "یہ کون گروہ ہے؟" کہا "بنی جہینہ" پھر وہی کہا کہ "اُن سے بھی مجھے علاقہ نہین" اب خود حضرت سرورکائنات تشریف لائے - مہاجرین و انصار گرد حلقہ کیے ہوئے تھے - اور سر پر علم سبز لہرا رہا تھا - پوچھا "اور یہ کون لوگ ہین؟" حضرت عباسؓ نے کہا "خود حضرت سرورکائنات صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مہاجرین و انصار کے ساتھ ہین" یہ شان وشکوہ دیکھ کے ابوسفیان دل مین کانپ گیا اور بولا "واقعی تمھارے بھتیجے کی سلطنت نے

خوب عروج حاصل کیا" حضرت عباسؓ نے جھنجھلا کے کہا کمبخت یہ سلطنت نہین نبوت ہے" بولا اچھا یونہین سہی"

اہل مکہ کو خبر ہوتی ہو کہ لشکر اسلام آپہونچا

اس کے بعد حضرت عباسؓ نے ابوسفیان سے کہا "لے اب لپکے ہوے مکے مین جاؤ اور لوگون کو ہوشیار کردو کہ جلدی جان بچانے کی کوشش کرین" حکیم بن حزام اس وقت تک ابوسفیان کے ساتھ تھا۔ اُسی کے ساتھ امان پائی تھی۔ اُسی کے ساتھ ایمان لایا تھا۔ اُسی کے ساتھ لشکر اسلام کی شان وشوکت دیکھی تھی۔ اور اب اُسی کے ساتھ دوڑتا ہوا مکے مین گیا۔ ابوسفیان نے مسجد حرام مین جاتے ہی لوگون سے پکار کے کہا "اے جماعت قریش محمدؐ اپنی فوج کے ساتھ آپہونچے۔ اور سنو جو کوئی میرے گھر مین پناہ دے گا۔ یا مسجد حرام مین چلا آئے گا۔ یا دروازہ بند کر کے گھر مین بیٹھ رہے گا اُسے امان ملے گی" پھر بولا "اور اے اہل قریش۔ بس اب ایمان لے آؤ۔ اس لیے کہ اسی مین خیریت ہے" اور سب لوگ تو یہ خبر سنتے ہی بدحواسی کے ساتھ اپنے گھرون

ابوسفیان اور اُنکی بیوی ہند

اور اُن مقامات کی طرف دوڑے جہان پناہ مل سکتی تھی۔ مگر اُس کی جورو ہند غصے مین آکے خود اُس پر جھپٹ پڑی۔ اُس کی ڈاڑھی پکڑ لی۔ اور چلائی "اے آل غالب اس بے وقوف بڈھے کو قتل کرو" ابوسفیان نے برہم ہو کے کہا "ڈاڑھی چھوڑ۔ اور مین قسم کھاتا ہون کہ اگر تو نے ایمان نہ قبول کیا تو تو بھی قتل کی جائے گی" اس سخت جواب پر ہند نے شوہر کی ڈاڑھی چھوڑ دی اور چلی گئی۔

مکے پر حملہ ہونے کی شان

مقام ذی طوی تک پہونچ کے آنحضرتؐ نے اپنے لشکر کو مختلف حصون پر بانٹ دیا۔ اور حکم دیا کہ ہر سردار نئے راستے سے مکہ مین داخل ہو۔ چنانچہ زبیرؓ بن عوام ایک طرف سے سعدؓ بن عبادہ ایک طرف سے۔ خالدؓ بن ولید ایک جانب سے بڑھے اور ابوعبیدہ بن الجراح

ؑ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۹۲-۹۳

خود حضرت سرور کائنات محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے آگے آگے مسلمانون کی صفون کو بڑہاتے ہوئے ایک جانب سے شہر مکہ پر حملہ کرنے کے لیے چلے۔ سعدؓ بن عبادہ انصار کے خاص سرگروہ تھے اور اُنہین قریش اور اہل مکہ کے ساتھ کوئی ہمدردی نہ ہوسکتی تھی۔ اپنی فوج کو بڑہاتے وقت بولے "آج معرکہ آرائی کا دن ہی اور آج حرم کے اندر قتل و خونریزی جائز ہو گی"۔ اتفاقاً اُن کا یہ کلمہ حضرت عمر فاروقؓ کے گوش گذار ہوگیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دوڑے گئے۔ اور عرض کیا کہ سعدؓ بن عبادہ یہ کہتے ہین"۔ آپ نے فوراً علیؓ بن ابی طالب کو دوڑایا۔ اور کہا "سعدؓ سے جھنڈا لے لو۔ اور تمہین اُسے لے کے مکے مین داخل ہو"۔ مگر مختلف روایتون سے معلوم ہوتا ہی کہ سعدؓ کی دلشکنی کے خیال سے آپ نے جھنڈا حضرت علیؓ کے پاس نہین رکھا۔ بلکہ پھر سعدؓ کے بیٹے قیسؓ بن سعدؓ کو دے دیا۔

لشکر اسلام اس ٹھاٹھ سے مکے پر بڑہ رہا ہی۔ اور قریش مین مزاحمت یا روکنے کی ذرا بھی تاب نہین۔ سب لوگ بدحواس اور سہمے ہوئے ہین۔ ابوسفیان کے مسلمان ہو جانے نے اور بھی رہے سہے حواس غائب کر دیے۔

مزاحمت

تاہم چند لوگ جان پر کھیل کے لڑنے کو آمادہ ہی ہوگئے۔ صفوان بن امیہ۔ عکرمہ بن ابی جہل اور سہیل بن عمرو نے تھوڑے لوگون کو جمع کیا۔ اور مقام خندمہ پر جا کے کھڑے ہوئے کہ جو لشکر اسلام اُدہر سے گذرے گا اُسے روکین گے۔ حماس بن قیس نام ایک شخص بھی ان لوگون کے ساتھ تھا۔ وہ گھر مین اسلحہ درست کر رہا تھا کہ بیوی نے پوچھا "یہ ہتھیار کیون دُرست کر رہے ہو؟" بولا "محمدؐ اور اصحاب محمدؐ کے مقابلے کے لیئے"۔ جورو نے کہا "وہ تو اب کسی کے روکے نہین رُکتے"۔ جواب دیا "بعض کو تو مار کے گرادون گا"۔ الغرض یہ سب لوگ

خندمہ کا ناکارد کے کھڑے تھے کہ حضرت خالدؓ اپنی فوج کو لیے ہوئے اُدہر سے گذرے اور سامنا ہوتے ہی تلوار چلنے لگی۔ تھوڑی دیر کی لڑائی مین مسلمانون کی طرف سے کرز بن جابر اور خنیس بن خالد جو اپنے گروہ سے الگ جا پڑے تھے نہایت بہادری سے مقابلہ کرکے مارے گئے۔ خنیس گر چکے تھے۔ جابر نے اُن کی لاش اپنے دونون پیرون کے درمیان مین کرلی۔ اور دشمنون کا مقابلہ کرتے کرتے خود بھی اُس پر گر کے ڈھیر ہوگئے۔ ان کے علاوہ سلمۃ نام ایک اور مسلمان نے بھی اس موقع پر اپنی جان دشمنون کے نذر کی۔ مگر اس کے مقابل مشرکین کے بارہ تیرہ آدمی مارے گئے۔ اور آخر سب کے سب شکست کھا کے بھاگے۔ حماس جب یہان سے بھاگ کے گھر گیا تو جاتے ہی بیوی سے کہا "جلدی دروازہ بند کر" وہ بولی "اور جو تم وہ بہادریان جتاتے تھے کیا ہوئین؟" اس پر حماس نے چند اشعار پڑھے جن مین ظاہر کیا تھا کہ کیونکر عکرمہ وغیرہ مسلمانون سے مقابلہ کرکے بھاگے اور مقابلہ کا کیا نتیجہ ہوا۔

باب بست و ہشتم

مکے پر حکومت اور اُس کے نتایج

مشرک عورتون کی مزاحمت۔ کون کون لوگ واجب القتل قرار دیے گئے۔ عکرمۃ بن ابی جہل۔ اُسے امان دی گئی۔ صفوان بن امیہ اور اُس کی جان بخشی۔ عبداللہ ابن سعد اُسے بھی امان دی گئی۔ عبداللہ بن زبعری کو بھی امان ملی۔ وحشی کی بھی جان بخشی ہوئی۔ عبداللہ بن خطل کا قتل ہونا۔ حویرث بن نقید کا قتل۔ مقیس بن صبابہ کا قتل۔ ہند کی جان بخشی۔ سارہ عمرو بن مطلب کی لونڈی کا قتل۔ عبداللہ بن خطل کی مغنیہ عورتین

---

۱۵ ابن ہشام صفحہ ۸۱۷ - ۸۱۸

ایک قتل ہوئی اور ایک ایمان لائی - مکے مین آپ کا داخلہ - آپ کعبے مین - کل پرانے حقوق کالعدم ہوے - نسبی فخر بھی اسلام مین منسوخ ہوا - مگر اس اصول کو مسلمان قائم نہ رکھ سکے - قریش کے ساتھ آپ کا برتاؤ - آپ کوہ صفا پر اور اہل مکہ کا ایمان لانا کعبے مین اذان - خانہ کعبہ بدستور حرم رہا - ایک شخص آپ کے قتل کرنے کا ارادہ کرتا ہے اور آپ جان جاتے ہین - اور وہ آپ کے معجزے سے ایمان لاتا ہے غلبۂ اسلام اور خدا کی مہربانی

مشرکہ عورتون کی مزاحمت

آپ نے تمام سرداران فوج کو حکم دے رکھا تھا کہ سوا اُس شخص کے جو مقابلہ کرے اور کسی کو قتل نہ کرنا - جب لشکر اسلام ہر طرف سے مکے مین داخل ہونے لگا - تو مردون مین بجز خندمہ والون کے کسی کو سامنا کرنے کی جرات نہ ہوئی لیکن مشرکہ عورتون نے یہ کیا کہ بال کھول دیے - اور سامنے آ کے مسلمانون کے گھوڑون کے منھون کو دوپٹون اور اوڑھنیون سے مارنے لگین - یہ تماشا دیکھ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے - اور ابو بکر صدیق کی طرف دیکھ کے جو پہلو مین کھڑے تھے فرمایا "ہان وہ حسان نے کیا کہا تھا؟" ابو بکرؓ نے یہ شعر پڑھا -

تکاد جیادنا مستمطرات یلطمھن بالخمر النسا

(قریب ہے کہ ہمارے گھوڑے سرپٹ بڑھتے چلے جاتے ہون اور عورتین انھین اپنی اوڑھنیون سے مار مار کے ہٹانا چاہتی ہون)

کون کون لوگ واجب القتل قرار دیے گئے

آپ نے اس موقع پہ اگرچہ ہر شخص کو پناہ دے دی تھی مگر آٹھ مردون اور چار عورتون کی نسبت اذن عام تھا کہ جہان ملین قتل کیے جائین - وہ مرد تو یہ تھے عکرمہ بن ابی جہل صفوان بن اُمیہ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح - عبداللہ بن زبعری - وحشی بن حرب قاتل حمزہؓ عم رسول اللہ - عبداللہ بن خطل - حویرث بن نقید - اور مقیس بن صبابہ - اور عورتین مندرجہ ذیل تھین - ہند بنت عتبہ ابو سفیان کی بیوی - سارہ عمرو بن مطلب کی لونڈی - عبداللہ بن خطل کی دونون رنڈیان جن مین سے ایک

نام قریبہ تھا۔ اور دوسری کا نام نہین معلوم۔ مگر باوجود اس کے کہ ان لوگون کے قتل کرنے کی عام اجازت دے دی گئی تھی۔ لیکن بجز چند کے اُن مین سے بھی اکثر زندہ بچ گئے۔ امان پائی۔ اور اسلام قبول کر کے مقدس جماعت صحابہ مین شامل ہوے۔

عکرمہ بن ابی جہل

عکرمہ اپنے باپ کی طرح ہمیشہ آنحضرتؐ کے تکلیف دینے کی فکر مین رہا کرتا تھا۔ جب مکہ فتح ہو گیا تو بھاگ کے یمن مین چلا گیا۔ مگر اُس کی بیوی اُم حکیم ایمان لائی اور اپنے شوہر کے لیے بارگاہ رسالت سے امان حاصل کر کے اُس کی تلاش مین نکلی۔ ایک رومی غلام ساتھ لیا جس نے اُس سے راستے مین زبردستی زنا کیا۔ آگے بڑھ کے سمندر کے کنارے عکرمہ مل گیا جہان سے وہ جہاز پر سوار ہو کے کہین بھاگ جانے کی فکر مین تھا۔ اُم حکیم نے روکا۔ اپنی سرگذشت بیان کی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کی کہ آپ کیسے رحم دل۔ مہربان اور قرابت کا پاس ولحاظ فرمانے والے ہین۔ یہ مژدہ سُن کے پہلے تو اُس نے اپنے بدکار رومی غلام کو قتل کیا۔ پھر بارگاہ نبوت مین حاضر ہو کے شرک سے توبہ کی۔ توحید کو قبول کیا۔ اور اپنے لیے مغفرت چاہی۔

اُسے امان دی گئی۔

صفوان بن امیہ اور اُس کی جان بخشی

صفوان بن اُمیہ بھاگ کے جدّے چلا گیا تھا۔ عُمیر بن وہب نے حضرت رسالتؐ کی خدمت مین عرض کر کے اس کے لیے بھی امان حاصل کی۔ آنحضرتؐ نے اپنا وہ عمامہ جسے باندھے ہوے مکے مین داخل ہوے تھے بطور امان کی سند کے عُمیر کو دیا۔ عُمیر اُس عمامے کو لیے ہوے جدّے مین گئے۔ اور صفوان کو امان ملنے کا مژدہ سُنایا۔ صفوان دین الٰہی کی مخالفت مین ایسی ایسی کارروائیان کر چکا تھا کہ اُسے کسی طرح یقین ہی نہ آتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کے سے سرکش دشمن کی خطا معاف کر دی ہوگی

مگر عمیر نے اطمینان دلایا۔ اور بھا بھاگ کے مکے مین لائے۔ یہان آ کے صفوان سنے بارگاہ رسالت مین حاضر ہو کے کہا عمیر کا خیال ہو کہ آپ نے میرا قصور معاف کر دیا؟" آپ سے فرمایا "ہان سچ کہتے ہین" یہ جواب سُن کے بولا اگر یہ صحیح ہو تو مجھے دو مہینے تک اپنی حالت پر چھوڑ دیجیے" ارشاد ہوا "دو مہینے نہین چار مہینے" غرض چار مہینے تک اُسی طرح اپنے بُت پرستی کے دین پر قائم رہا۔ مگر آپ کے احسان نے اس قدر گرویدہ کر لیا تھا کہ اُسی کفر کی حالت مین بھی حنین وطائف کی لڑائیون مین علم اسلام کے نیچے تھا۔ اور اُس سے مسلمانون کو بڑی مدد ملی تھی۔ پھر چار مہینے کے بعد مسلمان ہو گیا۔ اور حضرت علیؓ کی خلافت تک صادق الاعتقاد مسلمانون کی سی زندگی بسر کر کے رہ پیماے عالم آخرت ہوا۔

عبد اللہ ابن سعد | عبد اللہ بن سعد پیشتر مسلمان ہو چکا تھا۔ اور ایک مدت تک اُس نے کاتب وحی کی خدمت سرانجام دی تھی۔ لیکن چند روز بعد مرتد ہو کے قریش مکہ سے آ ملا۔ اور کہا محمدؐ کے قرآن کو مین لکھنے مین جس طرح چاہتا تھا بدل دیا کرتا تھا۔ اور محمدؐ بھی میری اُن اصلاحون کو قبول کر لیتے تھے۔ تمھارا دین اُن کے دین سے اچھا ہو" اُنھین اتہامون کی وجہ سے وہ بھی واجب القتل قرار دیا گیا تھا مکے کے فتح ہوتے ہی اُس نے بھاگ کے حضرت عثمانؓ کے پاس پناہ لی۔ اس لیے کہ اُن کا رضاعی بھائی تھا۔ جناب عثمانؓ پہلے اُسے چھپاتے رہے اور جب لوگون مین سکون ہو لیا۔ اور ہر طرف امن وامان قائم ہو گیا تو لا کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر کیا۔ اور اس کے لیے امان طلب کی۔ اس درخواست کے جواب مین آپ بہت دیر تک خاموش رہے۔ اور آخر اُس کی خطا بھی معاف ہوئی۔ اور اُس نے بھی دوبارہ اسلام قبول کر لیا۔ (حاشیہ: اُسے بھی امان دی گئی)

عبد اللہ بن زبعری کو بھی امان ملی | عبد اللہ بن زبعری رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی

ہجو کہا کرتا تھا۔ اب جو دیکھا کہ مکے میں بھی پناہ نہیں مل سکتی تو بھاگ کے ارض نجران میں ہو رہا۔ مگر چند روز بعد حاضر خدمت ہو کے اپنی خطا معاف کرائی اور آپ نے معاف کی اور امان دی۔ جس کے بعد وہ بھی ایمان لے آیا۔

وحشی کی بھی جان بخشی ہوئی

وحشی بن حرب جناب حمزہؓ کے قاتل کا حال ہم پیشتر ہی بیان کر چکے ہیں کہ فتح مکہ کے وقت تک مکے میں رہا۔ لیکن جب یہاں جان بچنے کی کوئی صورت نہ نظر آئی تو بھاگ کے طائف چلا گیا۔ پھر چند روز بعد اہل طائف کے ساتھ "اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمداً رسول اللہ" کہتا ہوا آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے اُس سے حمزہؓ کے شہید کرنے کی پوری تفصیل سنی۔ جسے سُن کے روئے۔ اور فرمایا کہ "تو میرے سامنے نہ آیا کر۔" مگر باوجود اس کے اُس کا بھی قصور معاف فرما دیا۔

جن آٹھ آدمیوں کے قتل کی اجازت دی گئی تھی اُن میں سے یہ پانچ تو وہ تھے جو زندہ بچ گئے۔ معذرت خواہ ہوئے۔ ایمان لائے۔ اور زمرہ صحابہؓ میں شامل ہوئے۔ مگر باقی تین بدنصیب شخصوں کی قسمت میں یہی تھا کہ قتل کر ڈالے جائیں

عبداللہ بن خطل کا قتل ہونا

عبداللہ بن خطل بھی عبداللہ بن سعد کی طرح ایک زمانے میں مسلمان ہو گیا تھا۔ آپ نے ایک انصاری بزرگ اور ایک رومی نژاد نو مسلم غلام کو اُس کے ہمراہ کر کے حکم دیا کہ جا کے مسلمانوں سے صدقہ وصول کر لائے۔ مگر بجائے اس کے کہ صدقہ وصول کرے عبداللہ نے اُس غلام کو مار ڈالا اور مرتد ہو گیا۔ اب اُسے حضرت سرورکائناتؐ سے یہاں تک عداوت تھی کہ دو گانے والی رنڈیاں فراہم کی تھیں۔ جو ہر روز اس کے سامنے آنحضرتؐ کی ہجویں گایا کرتیں۔ یہ مکے سے بھاگنے نہیں پایا تھا کہ سعید بن حریث مخزومی اور ابو برزہ اسلمی کی تلواروں نے اس کا کام تمام کر دیا

حویرث بن نقیدکا قتل

حویرث بن نقیذ بھی آپ کی ہجو کہا کرتا تھا فتح مکہ کے دن اپنے گھر سے نکل کے بھاگا جاتا تھا کہ علیؓ مرتضی کا سامنا ہو گیا۔ اور حسب فرمان رسالتؐ شمشیر حیدری کا شکار ہوا۔

مقیس بن صبابہ کا قتل

مقیس بن صبابہ کے قتل کا حکم محض اس سبب سے دیا گیا تھا کہ وہ ایک انصاری بزرگ کو قتل کر کے مرتد ہو گیا تھا۔ فتح مکہ کے بعد وہ ایک مکان مین چھپ کے بیٹھ رہا تھا۔ مگر ایک دن اسی مکان مین چند دوستون کے ساتھ بیٹھا شراب پی رہا تھا کہ بدست پکڑا گیا۔ اور اسی حالت مین نمیلہ بن عبداللہ کلبی نے اُسے نذر اجل کر دیا۔

ہند کی جان بخشی

اب صرف اُن عورتون کا حال باقی ہے جو واجب القتل ٹھہرائی گئی تھین۔ اُن مین ہند تو ایک دن چند عورتون کے ساتھ پوشیدہ طور پر حضرت سرور کائناتؐ کی خدمت مین حاضر ہو کے ایمان لائی۔ اور آپ نے بھی اُس کا گناہ معاف کیا۔ یہان سے جا کے ہند نے اپنے گھر مین جتنے بت پاسے توڑ ڈالے۔ دو بیل آنحضرتؐ کو ہدیۃً نذر کیے۔ اور آپ کی خدمت مین آ کے شکایت کی کہ میری بھیڑ بکریون کے بہت کم بچے ہوتے ہین اور گلہ بڑھنے نہین پاتا۔ آپ نے اُس کے لیے برکت کی دعا کی۔ جس کے بعد سے اُس کے گلے مین بڑی ترقی ہوئی۔ اور اکثر بھیڑیان خدا کی راہ مین دیتے وقت کہا کرتی تھی کہ "یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت ہے اور خدا کا ہزار ہزار شکر کہ ہمین ہدایت اسلام نصیب ہوئی۔"

سارہ عمرو بن مطلب کی لونڈی کا قتل

عمرو بن مطلب کی لونڈی سارہ پہلے مدینے مین آ کے ایمان لائی تھی مگر اس کے بعد مکے مین واپس جا کے مرتد ہو گئی اور اسی جرم مین فتح مکہ کے بعد حسب اجازت حضرت سرور کائناتؐ جناب علیؓ مرتضی کے ہاتھ سے ماری گئی۔

عبداللہ بن خطل کی مغنیہ عورتین ایک قتل ہوئی اور ایک ایمان لائی۔

عبد اللہ بن خطل کی دونون مغنیہ لونڈیون مین سے ایک جس کا نام قریبہ تھا قتل ہوئی اور دوسری کو مکے سے بھاگ جانے کا موقع مل گیا۔ مگر چند روز بعد بارگاہ نبوت مین حاضر ہو کے مسلمان ہو گئی۔ اور خلافت فاروقی کے دور تک زندہ رہی[عہ]

مکے مین آپ کا داخلہ

الغرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک سیاہ عمامہ سر پر باندھے اور ایک سُرخ چادر اوڑھے ہوے مکے مین داخل ہوئے۔ اس شان و شوکت سے مکے کو فتح کرنے کا خیال آیا تو آپ نے کجاوے پر سر رکھ دیا۔ گویا اس عظمت و سطوت کے شکریے مین درگاہ رب العزت مین سجدہ ادا کیا۔ اور فرمایا "خداوندا اصلی عیش وہی ہے جو عالم آخرت مین حاصل ہوگا"۔ چند ہی ساعت مین زبیرؓ بن عوام نے اپنا جھنڈا مقام حجون مین پہونچ کے گاڑ دیا۔ اور خالدؓ بن ولید نے شہر کے نشیبی حصے مین عین اُس جگہ پر جہان سے آبادی شروع ہوئی تھی[عہ]

آپ کعبے مین

مکے مین داخل ہوتے ہی آپ سیدھے خانۂ کعبہ کے پاس آئے۔ سات بار طواف کیا۔ اور عثمان بن طلحہ کو بلا کے خانۂ خدا کی کنجی لی۔ اُسے کھلوایا۔ اس مین دو لکڑی کے بنے ہوئے کبوتر نظر آسے۔ اُنھین اپنے دست مبارک سے توڑ کے گرا دیا۔ پھر تمام بُت جن کا شمار تین سو ساٹھ بتایا جاتا ہے گرا کے توڑ ڈالے۔ دیوارون پر بعض انبیاسے سلف کی تصویرین بنی ہوئی تھین اُنھین مٹوایا۔ اور باہر آکے دروازۂ کعبہ پر کھڑے ہو کے فرمایا لا الٰہ الا اللہ وحدہ صدق وعدہ ونصر عبدہ وھزم الاحزاب وحدہ الا کل دم او ماثرۃ او مال یدعی فھو تحت قدمی ھاتین الا سدانۃ البیت وسقایۃ الحج" یعنی سوا اُس اکیلے ایک خدا کے کوئی معبود نہین۔ اُس کا وعدہ سچا ہوا۔ اپنے بندے کی اُس نے مدد کی۔ اور صرف اُسی نے بڑے لشکروں کو

عہ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۹۴-۹۵-۹۶ عہ السیرۃ النبویہ جلد ۲ صفحہ ۲۶۶

کئی پرانے حقوق کا معدوم ہوئے

شکست دے دی۔ آگاہ ہو جاؤ کہ تمام خون۔ حقوق اور مال جن کا دعوی کیا جاتا ہو میرے ان دونون پاؤن کے نیچے ہین بجز خانہ کعبہ کی دربانی اور حاجیون کو پانی پلانے کے۔ اس سے صاف ظاہر ہی کہ اس وقت سے وہ تمام حقوق جو قدیم الایام سے چلے آتے تھے اور جن کا مفصل حال ہم جاہلیت کے حالات مین لکھ چکے ہین منسوخ ہو گئے۔ اور صرف دو حقوق باقی رہ گئے جو سدانہ کعبہ اور سقایہ کے لفظون سے تعبیر کیے جاتے تھے۔

نسبی فخر بھی اسلام مین منسوخ ہوا

پھر قریش کی طرف دیکھ کے فرمایا یا معشر قریش ان اللہ قد اذھب عنکم نخوۃ الجاھلیۃ وتعظمھا بالاباء الناس من آدم و آدم من تراب" (اے جماعت قریش خدا نے وہ جاہلیت کا غرور اور اپنے باپ دادا کی بڑائی کرنا تم سے دور کر دیا سب آدمی آدم سے ہین۔ اور آدم مٹی سے بنے تھے) پھر اسی سلسلہ مین یہ آیہ قرآنی پڑھی۔ یا ایھا الناس انا خلقناکم من ذکر وانثی وجعلناکم شعوبا وقبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم،، (اے لوگو ہم نے تمھین نر و مادہ سے پیدا کیا۔ اور تمھاری شاخین اور نسلین قرار دین تاکہ آپس مین پہچانے جا سکو۔ اور تم مین سب سے زیادہ معزز اللہ کے نزدیک وہ ہی جو زیادہ متقی ہو) یہ حکم نبوت صاف ظاہر کر رہا ہی کہ اسلام نے نسبون پر فخر کرنے اور خاندانون پر غرور و ناز کرنے کی قطعًا بیخ کنی کر دی تھی۔ اور جو اخوت عامہ اس نے اور خدا نہ دین نے قائم کی تھی اُس مین وقعت و فضیلت کا اصلی معیار صرف یہ تھا کہ جو جتنا زیادہ متقی ہو اتنا ہی زیادہ معزز ہو۔ مگر افسوس یہ تہذیب اور یہ اصلاح مسلمانون مین

مگر اس اصول کو مسلمان قائم نہ رکھ سکے

بہت ہی تھوڑے دنون قائم رہ سکی۔ اور آپ کے چند ہی روز بعد وہ جاہلیت کا نسبی غرور پھر عود کر آیا۔ پہلے بنی ہاشم وبنی امیہ کے جھگڑے خاندانی تمکنت کے پہلو سے نمودار ہوئے۔ اور آخری سب سے بڑی غلطی یہ تھی کہ عربی نژاد عجمی مسلمانون کو اپنے سامنے ذلیل وحقیر

خیال کرنے لگے۔ دراصل یہی چیز تھی جس نے اسلام کو ساری دنیا کا عام مذہب نہیں بننے دیا۔ اور صد ہزار افسوس کہ آج بھی یہی چیز ترقی اسلام کی سب سے بڑی مزاحم و مانع ہے۔

قریش کے ساتھ آپ کا برتاؤ

اس عام نصیحت کے بعد آپ نے قریش سے جو سامنے ہجوم کیے کھڑے تھے پوچھا "اس بارے میں تمھارا کیا خیال ہے کہ میں تمھارے ساتھ کیا کروں گا؟" سب نے کہا "بھلائی۔ اس لیے کہ آپ اچھے بھائی اور اچھے بھتیجے ہیں"۔ ارشاد ہوا "بہتر جاؤ تم سب آزاد ہو"۔ یہ فرما کے آپ مسجد کعبہ میں بیٹھ گئے۔ حضرت علیؓ کعبے کی کنجی ہاتھ میں لیے ہوئے آئے اور عرض کیا "یا رسول اللہ خانۂ کعبہ کی دربانی اور سقایہ دونوں ہم لوگوں یعنی بنی ہاشم میں جمع فرما دیجیے۔" آپ نے اس کا جواب دینے کے عوض عثمان بن طلحہ کو بلا کے جو قدیم سے خانۂ کعبہ کے کلید بردار تھے کنجی اُن کے ہاتھ میں دے دی اور فرمایا "آج نیکی اور وفائے عہد کا دن ہے"۔

آپ کوہ صفا پر اور اہل مکہ کا ایمان لانا

پھر یہاں سے اُٹھ کے آپ کوہ صفا پر جا کے بیٹھ گئے۔ حضرت عمرؓ آپ سے ذرا نیچے کھڑے ہو گئے۔ اور اہل مکہ نے حاضر ہو ہو کے آپ کے ہاتھ پر بیعت کرنا اور اسلام لانا شروع کیا۔ جب مردوں سے فراغت ہو چکی تو عورتوں کی باری آئی۔ آپ نے اُنھیں نصیحتیں کیں اور حضرت عمرؓ کو حکم دیا کہ آپ کی طرف سے بیعت لے کے انھیں داخل اسلام کریں خود آپ نے کسی عورت سے ہاتھ نہیں ملایا۔ اور آپ کا یہ عام معمول تھا کہ سوا اُن عورتوں کے جو آپ پر حلال ہوں اور کسی عورت سے کبھی ہاتھ نہ ملاتے تھے اب ظہر کا وقت آیا۔ اور حسب فرمان نبوت بلالؓ نے مسجد کعبہ میں کھڑے ہو کے

ع۵ ابن ہشام صفحہ ۸۲۱

اذان دی۔ اس وقت قریش پہاڑون پر گھبرائے ہوئے پھرتے تھے۔ بعض ایمان لاتے تھے۔ اور بعض امان مانگتے تھے۔

کعبے مین اذان

اب اگرچہ اکثر لوگ مسلمان ہو چکے تھے مگر جاہلیت کا اتنا غرور ابھی تک بعض لوگون مین باقی تھا کہ یہ اذان کی آواز اکثرون کو ناگوار ہوتی۔ ابوسفیان عتاب بن اُسید اور حارث بن ہشام صحن کعبہ مین بیٹھے ہوئے تھے یکایک یہ نعرۂ توحید سُن کے عتاب بول اُٹھا "خدا نے اُسید یعنی میرے باپ کے حال پر بڑی مہربانی کی کہ اس آواز کے سُننے سے بچا لیا"۔ حارث بولا "اگر مین تو اگر یہ جانتا ہوتا کہ محمدؐ اپنے دعوے مین سچے ہین تو اس کو قبول کر لیتا" ابوسفیان نے کہا "مین اس بارے مین کچھ نہین کہہ سکتا۔ اگر ذرا زبان ہلاؤن تو یہ کنکریان جو زمین پر پڑی ہین یہی محمدؐ سے جا کے بیان کر دین گی" اور خدا کی قدرت کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس گفتگو کی پوری خبر ہو گئی۔ ان لوگون کے پاس تشریف لائے اور فرمایا "جو کچھ تم کہہ رہے تھے مجھے معلوم ہے"۔ اتنا سنتے ہی سب کو حیرت ہو گئی۔ اور حارث اور عتاب جو اس وقت تک اپنے آبائی دین پر قائم تھے مسلمان ہو گئے۔

خانۂ کعبہ بدستور حرم رہا

اس موقع پر منجملہ اور سب باتون کے آپ نے حرمت کعبہ پوری طرح قائم رکھی تھی یعنی یہ کہ اُس مین جو آئے قتل نہ کیا جائے۔ اور اُس کا احاطہ حرم سمجھا جائے۔ بعض لوگون نے قدیم عداوتون پر ایک آدھ شخص کو قتل بھی کر ڈالا تو آپ نے اُس کا فدیہ ادا کیا۔ انصار کو خیال پیدا ہوا تھا کہ اب تو حضرت رسالتؐ نے اپنا وطن فتح کر لیا۔ غالباً ہمین چھوڑ کے یہین کی سکونت اختیار کر لین گے۔ لیکن آپ نے اس خیال کو اُن کے دلون سے نکال ڈالا

ﻋﮧ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۹۶

اور ارشاد فرمایا "معاذ اللہ! بھلا میں ایسا کروں گا! اب زندگی تمھاری زندگی کے ساتھ ہے۔ اور موت تمھاری موت کے ساتھ"

ایک شخص آپ کے قتل کرنے کا ارادہ کرتا ہے

اسی فتح مکہ کے وقت آپ سے ایک عجیب اور نمایاں معجزہ ظاہر ہوا۔ خانہ کعبہ کے گرد طواف کر رہے تھے کہ فضالہ بن عمیر نام ایک مشرک نے ارادہ کیا کہ طواف کرتے ہی میں آپ کو شہید کر ڈالے اس ارادے

اور آپ جان جاتے ہیں

سے قریب آیا تھا کہ آپ نے پوچھا "کون؟ فضالہ؟" بولا "جی ہاں فضالہ" پوچھا "یہ تم دل میں کیا کہہ رہے تھے؟" بولا "کچھ نہیں خدا کو یاد کرتا تھا" یہ جواب سن کے آپ ہنسے اور فرمایا "توبہ کرو!" اور اتنا کہہ کے فضالہ کے سینے پر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔ جس سے اس کے دل کو تسکین سی ہوئی۔ اور خود اسی کا بیان ہے کہ

اور وہ آپ کے معجزے سے ایمان لاتا ہے

آپ کے دست مبارک کے ہٹتے ہی میرے دل کی یہ حالت تھی کہ ساری دنیا میں آپ سے زیادہ کوئی چیز مجھے عزیز نہ تھی

غلبہ اسلام اور خدا کی مہربانی

الغرض اس طریقے سے اللہ جل شانہ نے مکے کو مسلمانوں کے ہاتھ پر فتح کیا اور وہی شہر جس سے نہایت ناکامی سخت پریشانی۔ حد سے زیادہ مایوسی۔ اور ذلیل سے ذلیل توہین و دل شکنی کے ساتھ آپ چھپ کے بھاگے تھے وہی پھر آج آپ کے قبضے میں ہے! اور قریش حیرت سے دیکھ رہے ہیں کہ جس بے حامی و مددگار یتیم کو انھوں نے بے گھر بار اور خانمان برباد کیا تھا اس وقت کس شان و شکوہ سے خدا کے مقدس گھر میں داخل ہوا ہے اور ان کی قسمت کا مالک ہے۔

باب بست و نہم

غزوہ ہوازن اور فتح طائف

نبوت میں شان سلطنت۔ خالد کی بے اعتدالی۔ اور اس کا معاوضہ۔ تعبد

ع۵ ابن ہشام صفحہ ۸۲۲-۸۲۴-۸۲۵

عزیٰ کا انہدام۔ سُواع کی مورت توڑی جاتی ہے۔ اور مناۃ کی مورت بھی۔ غزوہ ہوازن کی ابتدا۔ لشکر کفار کی روانگی۔ دُرید بن صمہ اور اس کی رائے۔ فوج کفار کی ترتیب آپ بھی لڑائی کا سامان کرتے ہین۔ لشکر اسلام کی روانگی اور ترتیب لشکر اسلام کا جاسوس نومسلمون مین پُرانے دین کا اثر۔ وادی حنین۔ دشمنون کی سخت تیراندازی مسلمانون کی شکست۔ نومسلمون مین بوے کفر۔ آپ کی حوصلہ افزائی۔ انصار کی جان نثاری دشمنون کی شکست اُنکے مقتولین۔ دُرید بن صمہ کا خاتمہ۔ اُم سلیم کی شجاعت۔ خالد کی جان بازی۔ آپ کی رضاعی بہن شیما۔ فرشتون کی مدد۔ شہدائے اسلام۔ غنیمت اور قیدی۔ ذوالکفین کی مورت توڑی گئی۔ اسلام مین منجنیق کا ابتدائی رواج۔ آپ کا حملہ طائف پر۔ طائف کا محاصرہ۔ دشمن باہر نہین نکلتے۔ اُن کی مستعدی و ہوشیاری۔ مجبوراً محاصرہ اٹھالیا گیا بادیہ بنت غیلان کی گرفتاری اور اُس کا حسن وجمال۔ جعرانہ مین آپ کا ورود۔ ہوازن والے خود ہی آکے ایمان لاتے ہین۔ وہ اپنے حقوق یاد دلاتے ہین۔ اور باوجود دشواری کے اُن کے حال پر مہربانی۔ ہوازن کی تائید مین آپ کا خطبہ۔ ہوازن کے اہل وعیال کا مسترد ہونا۔ طمع اور اس کا نتیجہ۔ سردار ہوازن مالک بن عوف کا ایمان لانا۔ لوگ بیباکی سے حصہ غنیمت مانگتے ہین۔ اُس کی تقسیم۔ اہل مکہ پر شفقت۔ اُن کا لقب مولفۃ القلوب۔ انصار کا اس غنیمت سے محروم رہنا۔ اُس کے نتیجے مین اُن کی ناراضی۔ آپ اُن کی دلدہی ودلجمعی فرماتے ہین۔ آپ کا عمرہ یعنی زیارت کعبہ۔ ورود مدینہ

نبوت مین شان سلطنت

اب مکہ فتح ہوگیا ہے۔ اور خانہ کعبہ چونکہ سارے عرب کا مذہبی مرکز ومعبد ہے لہذا قریب قریب سارے عرب نے علم اسلام کے آگے سر جھکا دیا ہے۔ نبوت نے دنیا کے ایک وسیع حصے سے توحید کو منوا کے اور کلمۂ حق کی آواز بلند کر کے سلطنت کی شان حاصل کر لی ہے۔ عرب کے تھوڑے ہی قبائل دین اسلام مین شامل ہونے کو رہ گئے ہین۔ اور اسی کے مناسب

آپ کی زندگی کا بھی تھوڑا زمانہ باقی رہ گیا ہے۔

خالد کی بے اعتدالی

فتح مکہ کے بعد آپ نے مختلف جماعتون کو اطراف مکہ مین بھیجا کہ گرد و جوار کے لوگون کو بھی خدا کے مقدس و برگزیدہ دین مین شامل کرین اور ان سب لوگون کو قطعی ممانعت کردی تھی کہ خبردار کسی جگہ لڑائی اور قتل و خونریزی کی نوبت نہ آنے پائے۔ انھین جماعتون مین سے ایک گروہ خالد رضہ بن ولید کی ماتحتی مین روانہ ہوا۔ جنھین آپ نے جنگجوئی کے لیے نہین بلکہ محض تبلیغ اسلام اور دعوت کے لیے بھیجا تھا۔ خالد رضہ مکے سے نکلتے ہی غمیصاء نام ایک تالاب کے کنارے اتر پڑے جو بنی حذیمہ کے علاقے مین تھا۔ ان لوگون نے عہد جاہلیت مین کسی موقع پر خالد رضہ کے چچا کو یمن سے واپس آتے وقت لوٹ لیا تھا۔ جس کا بخار اس وقت تک خالد رضہ کے دل مین باقی تھا۔ خالد رضہ کی صورت دیکھتے ہی بنی حذیمہ نے ہتھیار سنبھالے۔ مگر خالد رضہ نے کہا "ہتھیار رکھ دو۔ اس لیے کہ تمام لوگون نے دین اسلام کو قبول کر لیا"۔ یہ سن کے اُنھون نے ہتھیار رکھدیے اور خالد رضہ نے موقع پا کے سب کی مشکین بندھوا لین۔ اور اُن مین سے جن جن کو چاہا قتل کر ڈالا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس جور و تشدد کی خبر پہونچی تو گھبرا کے آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھائے۔ اور کہا "خداوندا! خالد رضہ نے جو کچھ کیا مین اس سے بری ہون"۔ اور فوراً بہت سا روپیہ دے کے حضرت علی رضہ کو بھیجا

اور اُس کا معاوضہ

جنھون نے بنی حذیمہ مین جا کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برات ظاہر کی۔ اور آپ کی طرف سے ہر خون کا خون بہا ادا کیا۔ آدمی درکنار اگر اُن کا کوئی کتا بھی مسلمانون کے ہاتھ سے مارا گیا تھا تو اس کا بھی خون بہا دے دیا۔ اور سب دے دلا کے اور یہ دریافت کر کے کہ اب ان کا کوئی خون نہین باقی رہا ہے۔ تھوڑا بہت روپیہ جو بچ رہا تھا وہ بھی اُن کے حوالے کیا

اور کہا یہ رقم مین مزید احتیاط کے لیے تمھین حضرت رسالتؐ کی طرف سے دیتا ہوںؐ۔ اس کا پتہ بالکل نہین چلتا کہ اس بارے مین خالدؓ بن ولید سے باز پرس کی گئی یا نہین۔ اور کی گئی تو کیا اور کیونکر۔

معبد عزیٰ کا انہدام

مکہ فتح ہونے کے پانچ دن بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خالدؓ بن ولید کو تیس سواروں کے ساتھ بھیجا کہ وہان جا کے معبد عزیٰ کو منہدم کر دین بعض لوگ کہتے ہین کہ عزیٰ ایک درخت تھا جس کی پرستش کی جاتی تھی اور بعض راویون کا بیان ہو کہ درخت نہین مورت تھی جسے کسی قدیم زمانے مین سعد بن ظالم غطفانی نے لوگون کو مکے مین کعبے کا طواف کرتے اور صفا و مروہ پر دوڑتے دیکھ کے یہان کی ہر جگہ سے ایک ایک پتھر لے جا کے نخلہ مین قائم کیا تھا اور اُس کی پرستش جاری کرائی تھی۔ یہ بت خانہ سارے عرب مین کعبے کے بعد سب سے زیادہ معزز و محترم خیال کیا جاتا تھا۔ بت پرستی کے پُرانے حامی و مجتہد عمرو بن لحی نے لوگون مین مشہور کر دیا تھا کہ خدا جاڑون مین لات کے پاس رہتا ہو جو کعبے مین تھا۔ اور گرمیون مین عزیٰ کے پاس جو نخلہ مین قائم تھا۔ نخلہ کا یہ معبد عزیٰ مکے سے ایک منزل تھا۔ قریش اور بنی کنانہ اس کی پرستش کرتے تھے۔ اور بنی شیبان اس کے پجاری تھے۔ کعبے کی طرح اس بت خانے مین بھی نذرین چڑھائی جاتی تھین۔ طواف کیا جاتا تھا۔ اور قربانیان کی جاتی تھین۔ لیکن اس کے ساتھ سب کو اس بات کا اقرار تھا کہ کعبہ اس سے افضل ہو کیونکہ یہ حضرت ابراہیمؑ کا بنایا ہوا مکانؐ تھا۔ معبد عزیٰ کے دربان کو جب خالدؓ کی روانگی کا حال معلوم ہوا تو اپنی تلوار بت خانے مین لٹکا دی۔ اور ایک شعر پڑھا جس کا مطلب یہ تھا کہ اے عزیٰ خالدؓ کو اپنی سختی اور اپنا جلال دکھا۔" اور جب خالدؓ جا پہونچے تو پھر اپنے

عہ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۹ عہ السیرۃ النبویہ جلد ۲ صفحہ ۳۰۰

کے نیچے تھے۔ جن کی مجموعی تعداد تیس ہزار تھی۔ زیادہ بہادری دکھانے اور سپہگرون مین حمیت وغیرت کا جوش پیدا کرنے کے لیے سب نے اپنے بیوی بچے بھی ساتھ لے لیے تھے۔ اس خیال سے کہ ان کو چھوڑ کے کوئی بھاگ نہ سکے گا۔ بنی جشم کے ساتھ عرب کا مشہور شہسوار اور نامی گرامی شاعر دُرید بن صمہ بھی موجود تھا جو ان دنون

دُرید بن صمہ اور اس کی رائے

ایک شیخ فانی اور چلنے پھرنے تک سے معذور تھا اور صرف رائے سے فائدہ اٹھانے اور اس کے تجربون سے سبق حاصل کرنے کے لیے ساتھ لے لیا گیا تھا۔ یہ لشکر جب مقام اوطاس مین آ کے ٹھہرا تو دُرید نے پوچھا "یہ بچون کے رونے کی آواز کیسی ہے؟" لوگون نے کہا "مالک بن نصر نے سب کے اہل وعیال کو بھی ساتھ لے لیا ہے" یہ سُن کے اُس نے مالک سے اس کا سبب دریافت کیا۔ اُس نے کہا "مین نے ان لوگون کو اس خیال سے ساتھ لے لیا ہے کہ لوگ اپنے بال بچون کی حمایت مین زیادہ جوش سے لڑین گے"۔ دُرید نے کہا "بھلا بھاگنے والے کو بھی کوئی چیز روک سکتی ہے؟ اگر فتح ہوئی تو سوا اُس مرد کے جس کے ہاتھ مین تلوار یا نیزہ ہو اور کوئی نہ کام آئے گا۔ لیکن اگر شکست ہوئی تو تمھین سوچو کہ کتنی بڑی رسوائی اور بے عزتی ہوگی؟" اس کے بعد دُرید نے لڑائی کے متعلق چند اور مشورے دیے مگر مالک نے ایک نہ سُنی۔ اور کہا "مجھ سے تم سے اتفاق نہین ہو سکتا"۔ دُرید نے جب یہ حالت دیکھی تو قبیلہ ہوازن کو سمجھایا۔ مگر انھون نے بھی نہ مانا اور مالک ہی کا ساتھ دینے پر آمادہ رہے۔

فوج کفار کی ترتیب

اب مالک نے آگے بڑھنے کے لیے اپنی فوج کو یون مرتب کیا کہ سوارون کے پرے آگے کیے۔ اُن کے پیچھے پیادون کی صفین قائم کین

۱ابن اثیر جلد ۲۔ صفحہ ۹۹　　۲ السیرۃ النبویہ جلد ۲۔ صفحہ ۳۰۲

۳ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۹۹ و ۱۰۰۔

اُن کے پیچھے اونٹون پر عورتون اور بچون کو بٹھایا۔ اور اپنے مویشیون کے گلّے اور اونٹ وغیرہ عورتون کے بھی پیچھے کیے۔ پھر سب کی طرف متوجہ ہو کے کہا "دشمن کا سامنا ہوتے ہی بس یکایک یکسان شجاعت و دلیری سے ٹوٹ پڑنا"۔ اس شان اس ٹھاٹھ اور اس ارادے سے اہل ہوازن حضرت رسالتؐ کے مقابلے کو روانہ ہوے

آپ بھی لڑائی کا سامان کرتے ہین

جب ان لوگون کی روانگی کی خبر معلوم ہوئی تو آپ نے بھی مقابلے کا سامان شروع کر دیا۔ پہلے صفوان بن اُمیہ سے پچاس ہزار درہم۔ عبداللہ بن ربیعہ سے چالیس ہزار درہم۔ اور حویطب بن عبدالعزی سے بھی چالیس ہزار درہم قرض لے کے لشکر کے غریبون اور مسکینون مین تقسیم کر دیے تاکہ اطمینان سے دشمن کا مقابلہ کر سکین۔ اس اثنا مین سنا کہ صفوان بن اُمیہ کے پاس بہت سی عمدہ اور مضبوط زرہین اور اسلحہ موجود ہین۔ لہٰذا اس کے پاس کہلا بھیجا کہ "تھوڑے دنون کے لیے یہ زرہین اور ہتھیار ہمین قرض دے دو"۔ اُس نے تیور بدل کے پوچھا "کیا آپ ان کو غصب کرنا چاہتے ہین؟"۔ بارگاہ نبوت سے جواب ملا "نہین صرف عاریۃً کام نکلتے ہی واپس کر دی جائین گی"۔ یہ سُن کے وہ بولا "خیر اس مین کوئی مضائقہ نہین"۔ اس طریقے سے اُس سے سو زرہین مع اُن کے مناسب اسلحہ کے آپ کو ملین جو بعد واقعہ ہوازن واپس دی جانے لگین تو صفوان نے لینے سے انکار کیا۔ اور کہا "اُس وقت مین مشرک تھا اور اب مسلمان ہون"۔ پھر آپ نے نوفل بن حارث بن عبدالمطلب سے تین ہزار نیزے عاریۃً لیے۔ یہ سب سامان فراہم کرنے کے بعد آپ نے عتاب بن اُسید کو اپنا نائب بنا کے مکے مین چھوڑ دیا۔ معاذ بن جبل کو مامور کیا کہ

لشکر اسلام کی روانگی

اہل مکہ کو دین اسلام کی تعلیم دین۔ اور خود بارہ ہزار فوج ہمراہ رکاب لے کے جن مین سے دس ہزار تو وہی بہادر تھے جو مدینے سے

ساتھ آئے تھے یعنی جن کے ہاتھوں مکہ فتح ہوا تھا اور دو ہزار خاص اہل مکہ جن مین سے اکثر مسلمان اور اسّی مشرک تھے ہفتے کے دن ۶۔ شوال کو مکے سے نکلے اور دشمنون کے مقابلے کو روانہ ہوئے۔

اور ترتیب　مقام عدو مین پہونچ کے آپ نے لشکر کو مرتب کیا۔ مہاجرین کا جھنڈا علی مرتضیٰ رض کے ہاتھ مین دیا۔ خزرجیون کا جھنڈا حباب رض بن منذر کو۔ اوس والون کا جھنڈا اسید رض بن حضیر کو عطا کیا۔ پھر اُن کے ماتحت مختلف قبیلون اور گروہون کے جھنڈے مختلف لوگون کے ہاتھ مین دیے جن مین سے ایک جھنڈا سعد رض بن ابی وقاص کو اور ایک عمر رض بن الخطاب کو ملا۔ یہ انتظام کر کے آپ نے دو زرہین خود پہنین۔ خود سر پر رکھا۔ اور اپنے نقرہ خچر پر جس کا نام دُلدل تھا سوار ہوئے[۱]۔ اس موقع پر لشکر اسلام کی کثرت اور فوج صحابہ کی شان و شوکت دیکھ کے آپ نے فرمایا آج تو یہ امید نہین ہے کہ فوج کی کمی کی وجہ سے ہم پر کوئی غالب آسکے

لشکر اسلام کا جاسوس　اس فخر و ناز کے کلمے ہی کا نتیجہ تھا کہ خدا نے اس معرکے مین آپ کو ایک سخت آزمایش مین مبتلا کر دیا[۲]۔

پوری تیاریان ہو چکنے کے بعد آپ نے ابو حدرد اسلمی کو بھیجا کہ دشمنون کی خبر لائین۔ وہ گئے۔ دو دن دشمنون کی فوج مین رہ کے واپس آئے۔ اور ساری کیفیت بیان کی۔ ہوازن کی عورتون اور بچون کے ساتھ ہونے کا حال سن کے آپ نے مسکرا کے فرمایا "یہ انشاءاللہ مسلمانون کی غنیمت ہونگے[۳]"

اب آپ عساکر اسلام کو ساتھ لیے ہوئے حنین کی طرف چلے جاتے تھے اور ہمراہیون خصوصاً اہل مکہ مین سے بہت سے ایسے تھے جو ابھی نئے نئے مسلمان

---

[۱] السیرۃ النبویہ جلد ۲۔ صفحہ ۳۰۴ و ۳۰۵ و ۳۰۶　[۲] ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۱۰۰

[۳] السیرۃ النبویہ جلد ۲ صفحہ ۳۰۶

نو مسلمون مین پرانے دین کا اثر

ہوئے تھے۔ راستے مین ایک بڑے بھاری سر سبز درخت کے پاس سے گذر ہوا جو عرب کے اُس مشہور درخت کے مشابہ تھا جو ذات انواط، کے لقب سے مشہور تھا۔ جاہلیت مین لوگ ذات انواط کی بڑی تعظیم کرتے تھے۔ ہر سال اُس کے گرد ایک میلا ہوا کرتا تھا۔ اُس کی ٹہنیون مین ہتھیار لٹکائے جاتے تھے۔ اور نیچے قربانیان کی جاتی تھین۔ اس درخت کو دیکھ کے لوگون کو وہی ذات انواط یاد آگیا۔ اور آنحضرت سے کہنے لگے "یا رسول اللہ جس طرح مشرکین کا ایک ذات انواط ہے اُسی طرح اس درخت کو آپ ہمارا ذات انواط قرار دے دیجیے"۔ یہ عجیب وغریب درخواست سن کے آپ کو حیرت ہو گئی۔ فرمایا "اللہ اکبر! خدا کی قسم تمھاری یہ فرمایش تو ویسی ہی ہے جیسی فرمایش موسیٰ سے اُن کی قوم نے کی تھی کہ جیسے اِن لوگون کے دیوتا ہین ویسا ہی ایک دیوتا ہمارے لیے بھی مقرر کر دیجیے"۔

وادی حنین

ابھی تک دشمنون کا کہین پتہ نہ تھا۔ اور آپ صبح تڑکے ہنوز اندھیرا تھا کہ وادی حنین مین پہونچے۔ اور لشکر اسلام اُس کی تنگ وتاریک گھاٹی مین داخل ہوا۔ سب لوگ کمال اطمینان سے بے خوف وخطر چلے جاتے تھے کہ ناگہان چارون طرف سے دشمن نکل پڑے۔ اور مسلمانون پر تیرون کا ایک نہایت ہی غضب مینھ برسنے لگا۔ درید بن صمہ کے مشورے سے مالک بن عوف نے

دشمنون کی سخت تیر اندازی

یہان چارون طرف اپنی فوج کو چھپا دیا تھا۔ جو مسلمانون کو ٹھیک اپنی زد پر پا کے یکایک حملہ آور ہوئے۔ اور سب سے زیادہ ستم یہ ہوا کہ ہوازن تیر اندازی مین نہایت ہی مشاق تھے۔ اس آفت ناگہانی سے مسلمان اس قدر پریشان وبدحواس ہوئے کہ سب کا قدم اُٹھ گیا اور اس طرح ہیبت کھا کے بھاگے کہ کسی کو کسی کا خیال نہ تھا۔ بس آنا فاناً مین

سیرۃ ابن ہشام صفحہ ۸۴۴

مسلمانون کی شکست	یہ حالت ہوگئی کہ آپ کے گرد صرف چند گنتی کے آدمی باقی تھے

جن مین ابوبکرؓ۔ عمرؓ۔ عثمانؓ۔ علیؓ۔ عباسؓ۔ فضلؓ بن عباسؓ۔ ابوسفیانؓ بن حارث بن عبدالمطلب۔ اسامہؓ بن زیدؓ۔ ربیعہ بنؓ حارث بن عبدالمطلبؓ عقبہؓ بن ابی لہب معتبؓ بن ابی لہب اور ایسے ہی چند اور لوگون کے نام بتائے جاتے ہین اس نازک موقع پر جن بہادرون نے ثابت قدمی دکھائی ان کی تعداد بعض لوگ دس بعض بارہ۔ بعض اسی بعض سو اور بعض تین سو بتاتے ہین۔ مگر صحیح یہی ہے کہ دس بارہ آدمیون سے زیادہ نہین رہ گئے تھے۔

نومسلمون مین بوے کفر	اہل مکہ مین سے جن لوگون کے دلون مین کفر وعداوت کا

مادہ باقی تھا اُنھین اس موقع پر اپنے اپنے خیالات ظاہر کرنے بلکہ بعض کو تو انتقام لینے کا موقع مل گیا۔ چنانچہ ابوسفیان بولا "اب یہ شکست سمندر کے ساحل تک نہین ختم ہوسکتی"۔ کلدہ بن حنبل نے کہا "اب اس وقت تو جادو کا زور ٹوٹ گیا"۔ یہ جملہ سُن کے اُس کے اخیافی بھائی صفوان بن امیہ کو جو پاس کھڑا تھا باوجودیکہ وہ ابھی تک اپنے پرانے دین پر قائم تھا تاب نہ آئی۔ جھنجھلا کے بولا "چُپ رہ! خدا تیرا مونھ بند کرے! ایک قریشی شخص کو اپنا سردار بنانا مجھے پسند ہے بمقابلہ اس کے کہ بنی ہوازن کا کوئی شخص میری قسمت کا مالک ہوجائے"۔ شیبۃ بن عثمان نے اس گھڑی سب سے زیادہ یہ جرأت کی کہ بولا "آج مجھے اپنے باپ کے خون کا بدلہ مل جائے گا" اُس کا باپ معرکہ اُحد مین مارا گیا تھا۔ اور یہ کہہ کے بڑھا کہ آپ پر حملہ کرے مگر دل پر کوئی ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ کسی طرح ہمت نہ ہوئی۔ اور پلٹ آیا۔

آپ کی حوصلہ افزائی	آنحضرتؐ نے لوگون کو بھاگتے دیکھ کے روکنے کی کوشش کی

ھ السیرۃ النبویہ جلد ۲ صفحہ ۳۰۶ و ۳۰۷

تین دفعہ پکار پکار کے کہا لُوگو! ادہر آؤ - میں رسُول اللہ ہون - میں محمد بن عبد اللہ ہون" مگر لوگ اس قدر حواس باختہ تھے کہ کسی نے خیال نہ کیا تب آپ نے حضرت عباس کی طرف دیکھا جو آپ کے خچر کی لگام پکڑے کھڑے تھے - اور فرمایا "اے عباس تم ذرا للکارو کہ اے گروہ انصار" حضرت عباس توانا و تنومند آدمی تھے - اور آواز بھی بہت بلند تھی - انھون نے جو انصار کو للکار کے پکارا تو انصار اس طرح لبیک! لبیک کہتے ہوئے حضرت رسالت کی طرف دوڑے کہ بعض کے اونٹ جلدی مین موڑنے سے نہ مڑ سکے تو اونٹون پر سے کود کود کے حاضر ہو گئے - اور حضرت سرور کائنات کے گرد سو جان بازون کا ہجوم ہو گیا - اور ان لوگون نے بڑی دلیری و شجاعت سے دشمنون کا مقابلہ شروع کیا - لڑائی کی شدت اور اپنے وفاکیش صحابیون کی جان نثاری دیکھ کے آپ کو بھی جوش آگیا - اور بہ آواز بلند یہ نعرہ نبوت بلند کیا "انا النبی لاکذب - انا ابن عبد المطلب" یعنی اس مین ذرا جھوٹ نہین کہ مین پیغمبر ہون اور مین عبد المطلب کا بیٹا یعنی اُن کی اولاد سے ہون - اب بڑے زور و شور کی لڑائی ہو رہی تھی - جن جان بازون نے حمایت اسلام مین قدم جما دیے تھے اُن کی شجاعت دیکھ دیکھ کے دشمنون کے حوصلے پست ہوئے جاتے تھے - یہ رنگ دیکھ کے حضرت سرور کائنات نے اپنے رہوار دُلدُل کی طرف مخاطب ہو کے فرمایا "اے دُلدُل جھک کے زمین سے لگ جا" اشارہ پاتے ہی وہ جھکا - آپ نے ایک چنگل بھر خاک زمین سے اٹھا کے دشمنون کی طرف پھینکی - اور بس اسی کے ساتھ ہی اُنھون نے نہایت بدحواسی کے ساتھ مونھ پھیر دیا - مسلمانون نے تعاقب کیا - اور دم بھر مین بہتون کو قتل کر ڈالا - بہتون کو گرفتار کر لیا - جو رسیون مین باندھ کے حضرت رسالت کے

انصار کی جان نثاری

دشمنون کی شکست

سامنے کھڑے کر دیے گئے۔

ان کے مقتولین

اس معرکے مین ہوازن کے قبیلہ ثقیف اور بنی مالک مین سے ستر آدمی مارے گئے تھے۔ اور اُن کے حلیف اور ساتھ دینے والے قبیلون مین سے صرف دو کی جان گئی تھی۔ اس کا یہ سبب تھا کہ وہ لوگ پہلے ہی سے بھاگ کھڑے ہوئے تھے۔ بعض مشرکین نے میدان حُنین سے بھاگ کے شہر طائف کا رُخ کیا۔ اور عساکر رسالت اُن کے تعاقب مین روانہ ہوئے۔ عین اس حالت مین جبکہ دشمنون کا تعاقب ہو رہا تھا ربیعۃ بن رفیع سلمی نے درید بن صمہ کو پا لیا جس کو ہم بیان کر چکے ہین کہ شیخ فانی اور نہایت ہی سن رسیدہ شخص تھا ربیعہ اُسے پہچانتے نہ تھے قریب گئے تو درید نے اپنا اونٹ بٹھایا اور پوچھا "کیا چاہتا ہے؟" ربیعہ نے کہا "یہ کہ تمھین قتل کرون" پوچھا "اور تو ہے کون؟" انھون نے اپنا نام بتایا اور ساتھ ہی تلوار سے وار کیا۔ مگر تلوار ایسی اوچھی

درید بن صمہ کا خاتمہ

پڑی کہ بالکل اثر نہ ہوا۔ تب درید نے کہا۔ تیری ماں نے تجھے کیا بُرے اسلحہ دیے ہین لے یہ میری تلوار لے۔ اور اس طرح وار کر کہ ہڈیون کو کاٹتی ہوئی اوپر آئے اور دماغ پر جھک پڑے۔ اسی طریقے سے مین جوان مردون کو قتل کیا کرتا تھا۔ اور اپنی ماں کے پاس جانا تو کہہ دینا کہ مین نے درید بن صمہ کو قتل کیا ہے اور یاد رکھ کہ مین نے مختلف موقعون پر تیرے گھرانے کی عورتون کو بچا دیا ہے" ربیعہ نے اسی ہدایت کے مطابق درید بن صمہ کو قتل کیا۔ پھر اپنی ماں سے آکے سرگذشت بیان کی تو اُس نے بتایا کہ درید نے تین بار تیری ماؤن کو آزاد کرایا تھا۔ ماؤن سے مراد غالباً گھرانے کی وہ بزرگ عورتین ہین جو ماں کی ہم رتبہ ہون۔

ع ۵ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۱۰۰ و ۱۰۱

ام سلیم کی شجاعت

اس معرکے مین ابوطلحہ کی بیوی ام سلیم کمر مین چادر لپیٹے ہوئے مستعد کھڑی تھین اور خنجر ہاتھ مین لیے ہوئے تھین کہ اگر مسلمان بھاگین تو اُنھین روگردانی کی سزا دین اور اگر دشمن قریب آجائین تو انھین قتل کرکے ثواب آخرت حاصل کرین۔ خالدؓ بن ولید میدان حنین مین اس دلیری و

خالد کی جان بازی

بیباکی سے لڑے تھے کہ سخت زخمی ہوئے۔ اور بوجہ ضعف وناتوانی کے اپنے کجاوے سے تکیہ لگائے بیٹھے تھے اور اُٹھنے کے قابل نہ تھے کہ حضرت رسالتؐ اُن کو ڈھونڈھتے ہوئے پہونچے اور اپنا لعاب دہن لگاکے اچھا کردیا۔ خالدؓ کے ہاتھ سے ایک مشرکہ عورت بھی ماری گئی تھی۔ اُس کی لاش کو دیکھ کے حضرت سرور کائنات نے فوراً خالدؓ کے پاس کہلا بھیجا کہ خبردار اب کسی بچے یا عورت یا ایسے شخص کو جو کسی مسلمان کی کفالت مین آگیا ہو نہ قتل کرنا۔ مشرکین مین سے بجاد نام ایک شخص کی نسبت آپ نے حکم دیا تھا کہ ملے تو فوراً پکڑ لیا جائے۔ چنانچہ مسلمان اُسے گرفتار کرکے جناب سرور کائنات کی طرف لے چلے۔ اُسی کے ساتھ جناب حلیمہ سعدیہؓ کی بیٹی شیما بنت حارث جس نے بچپن مین آپ کو کھلایا تھا اور اکثر آپ کی نگہبانی کیا کرتی تھی مسلمانون کے ہاتھ مین اسیر ہوئی۔ لوگون نے لے چلنے مین اُس پر کچھ سختیان کین تو بولی "یہ جان رکھو کہ مین تمھارے صاحب یعنی پیغمبر کی رضاعی بہن ہون"۔ اس وقت کسی کو اس کا یقین نہین آیا۔ لیکن جب وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لاکے کھڑی کی گئی تو بولی "یارسول اللہ مین آپ کی رضاعی بہن ہون"۔ آپ نے پوچھا "اُس کا ثبوت؟" بولی ایک دفعہ مین آپ کو پیٹھ پر لیے ہوے تھی اور آپ نے کاٹ کھایا تھا

عہ ابن ہشام صفحہ ۸۴۷ عہ السیرۃ النبویہ جلد ۲ صفحہ ۳۱۲

اُس کا یہ نشان اس وقت تک میری پیٹھ پر موجود ہے" یہ نشانی دیکھ کے آپ نے
آپ کی رضاعی بہن | اپنی چادر بچھا دی اُسے اُس پر بٹھایا اور فرمایا "تمھیں اختیار ہے چاہو میرے پاس
رہو اور میری محبت و شفقت سے فائدہ اُٹھاؤ۔ اور چاہو مجھ سے کچھ خرچ لو اور اپنی
قوم میں چلی جاؤ" اُس نے آخری صورت پسند کی اور آپ نے کچھ دے دلا کے
اُسے رخصت کر دیا۔

فرشتون کی مدد | اس معرکے مین خداوند جل و علا نے فرشتون کی فوج سے اپنے
پیغمبر کی مدد کی تھی جن کو بعض راسخ العقیدہ مومنین نے ان دنیاوی آنکھون سے
بھی دیکھ پایا۔ شیما اور بجاد میدان حنین کے قریب ہی مقام اوطاس مین گرفتار کیے گئے
تھے۔ جہان شکست کے بعد چند مشرکین نے جماؤ کیا تھا۔ اور آنحضرت نے ابوعامر
اشعری کو تھوڑے مسلمانون کے ساتھ اُن کے منتشر کرنے کے لیے روانہ فرمایا تھا۔
ابوعامر تو وہان دُرید بن صمہ کے بیٹے سلمہ کے تیر سے شہید ہوئے۔ مگر مسلمان دشمنون
کو پوری شکست دے کے اور بجاد و شیما کو گرفتار کر کے واپس آئے۔

شہدائے اسلام | حنین مین جن مسلمانون نے شوکت اسلام حاصل کرنے کی
کوشش مین اپنی جانین صرف کین اُن مین سے صرف چار مسلمانون کے نام
ہمین معلوم ہو سکے ہین۔ اُم ایمن کے بیٹے ایمن بن عبید۔ یزید بن زمعہ۔ سراقہ بن
حارث۔ اور ابوعامر اشعری۔ مشرکین مین لڑائی کے وقت ستر سے زیادہ مارے گئے
اور بھاگنے مین کہتے ہین کہ تین سو سے بھی زیادہ تعاقب کرنے والون کے نیزون
غنیمت اور قیدی | اور اُن کی تلوارون کی نذر ہوئے۔ دشمنون کی ایک بڑی بھاری
جماعت گرفتار کر لی گئی۔ اور چھ ہزار عورتین اسیر ہوئین۔ اس کے علاوہ جو
مال غنیمت ہاتھ آیا اس کی تفصیل یہ ہے کہ چوبیس ہزار اونٹ۔ چالیس ہزار سے

۵ سیرۃ ابن ہشام صفحہ ۸۵۶ ۔ ۵ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۱۰۱۔ ۵ ابن ہشام صفحہ ۸۷۱

زیادہ بھیڑ بکریان۔ اور چار ہزار اوقیہ چاندی اور ان مین اُن اسیر شدہ چھ ہزار عورتون کو بھی شامل کیا جائے تو نظر آسکتا ہو کہ اس معرکے کی ابتدائی دشواریون کے معاوضے مین خدا نے کتنی دولت عظیم مسلمانون کو عطا فرمائی تھی۔ اس تمام مال غنیمت کو آپ نے مقام جعرانہ مین رکھا۔ مسعود بن عمرو غفاری کو اُس کی حفاظت پر مامور کیا۔ اور خود ارادہ کیا کہ شہر طائف کو فتح کر کے دشمنون کی بالکل بیخ کنی فرمالین تو اس مال و دولت کو مسلمانون پر تقسیم کرین۔ اس لیے کہ دشمن میدان حنین سے بھاگ کے طائف مین پناہ گزین ہو گئے تھے۔ اور محصور ہو کے لڑنے کا سامان کر رہے تھے۔

ذو الکفین کی مورت توڑی گئی مگر طائف کی طرف کوچ کرنے سے پیشتر ہی آپ نے طفیل بن عمرو دوسی کو تھوڑے خدا پرستون پر سردار مقرر فرما کے حکم دیا کہ یہان سے قریب ہی ذو الکفین نام جو لکڑی کا بت ہو اُس کی طرف جاؤ۔ اسے جلا کے خاک کر دو۔ اور اُس کے قرب وجوار سے بت پرستی کی بنیاد کھود کے مجھ سے طائف مین آملو۔ طفیل حسب فرمان نبوت وہان گئے۔ ذی الکفین کی چوبی مورت کو جلایا۔ اُس کے معبد کو منہدم کیا۔ اور وہان کے چار سو آدمیون کو اپنا اور حضرت رسالت کا مطیع و فرمان بردار بنا کے طائف کی طرف روانہ ہوئے۔ اور جناب سرور کائنات سے جا ملے۔

اسلام مین منجنیق کا ابتدائی رواج اس زمانے مین حضرت صلوات اللہ علیہ کو اس بات کی ضرورت محسوس ہوئی تھی کہ عساکر اسلام مین منجنیقون اور اسی قسم کی اور جنگی کلون کو رواج دیا جائے۔ اس لیے کہ اُن دنون جنگ و پیکار اور بڑی

---

۱ السیرۃ النبویہ جلد ۲ صفحہ ۳۱۲ ۲ ابن ہشام صفحہ ۸۵۷

۳ السیرۃ النبویہ جلد ۲ صفحہ ۳۱۳

بڑی لڑائیون مین ان چیزون کی بے انتہا ضرورت سمجھی جاتی تھی۔ معلوم ہوتا ہے کہ مقام جرش مین یہ کلین عمدہ بنائی جاتی تھین۔ اور اسی وجہ سے آپ نے عروہ بن مسعود اور غیلان بن سلمہ کو وہان بھیجا کہ ان چیزون کے بنانے اور چلانے کے فن کو بخوبی سیکھ لین۔ چنانچہ یہ دونون شخص نہ میدان حنین مین مسلمانون کے ساتھ شریک جہاد ہو سکے اور نہ محاصرۂ طائف مین جس کا ذکر اب آئیگا۔

آپ کا حملہ طائف پر

اب آپ جان بازان اسلام کو ہمراہ لے کے شہر طائف کی طرف روانہ ہوئے جہان دشمنون نے پوری طرح مقابلے اور اسلامی قوت کی مزاحمت کا سامان کیا تھا۔ اور پورے ایک سال کی خوراک فراہم کر لی تھی ایک ہزار صحابہ کی فوج کے ساتھ خالدؓ بن ولید آپ کے آگے آگے مقدمۃ الجیش کی شان سے چلے۔ پہلا پڑاؤ مقام نخلہ یانیہ مین ڈالا۔ پھر قرن مین۔ پھر ملیح مین پھر بحرۃ الرغا مین۔ جہان آپ نے ایک مسجد تعمیر کرائی اور اس مین نماز پڑھی یہان سے قریب ہی مقام لیّہ مین مالک بن عوف کا ایک قلعہ تھا جسے آپ نے منہدم کرا دیا۔ پھر آگے بڑھ کے ضیقہ نام ایک منزل مین پہونچے جس کی نسبت ارشاد فرمایا "اس جگہ کا نام ضیقہ نہین یُسریٰ ہے" یہان سے کوچ کر کے مقام نخب مین ایک بیر کے درخت کے نیچے اُترے۔ قریب ہی دشمن قبیلے یا ثقفیون مین کے ایک شخص کا باغ تھا۔ اس سے آپ نے کہلا بھیجا "یا تو خود حاضر ہو کے اطاعت قبول کرو ورنہ باغ مسمار کر دیا جائے گا" اُس نے حاضری سے انکار کیا

طائف کا محاصرہ

اور اُس کا باغ تباہ کر دیا گیا۔ اب یہان سے روانہ ہو کے آپ خاص طائف کی دیوارون کے نیچے اُترے۔ مگر اتنے قریب کہ دشمنون نے شہر پناہ پر سے تیر برسانا شروع کر دیے۔ اور مسلمانون کو اُن پہ حملہ کرنے کا کوئی موقع

عه ابن ہشام صفحہ ۸۶۹ عه السیرۃ النبویہ جلد ۲ صفحہ ۲۱۳

نہ ملتا تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ بعض صحابی تیرون کا نشانہ بن بن کے شہید ہوئے۔ اور بہت سے مسلمان زخمی ہو گئے۔ یہ حالت دیکھ کے آپ مسلمانون کے ساتھ اُس بلند مقام پر جا کے ٹھہرے جہان اب مسجد طائف قائم ہو۔ اور فوراً چارون طرف سے شہر کا محاصرہ کر لیا۔ سلمانؓ فارسی کی تجویز اور مشورے کے مطابق ایک منجنیق بھی قائم کر دی گئی۔ اور شہر پناہ پر سنگباری ہونے لگی۔ لیکن اِس محاصرے اور سنگباری سے دشمنون کو کسی قسم کا ضرر نہین پہونچ سکتا تھا۔ آخر خالدؓ بن ولید

دشمن باہر نہین نکلتے

نے دیوار قلعہ کے پاس کھڑے ہو کے اہل شہر کو پکارا اور کہا جو کوئی مرد ہو میرے مقابلے کو آئے" مگر کوئی نہ آیا۔ اور عبد یالیل نے پکار کے جواب دیا "ہم مین سے کوئی نہ نکلے گا۔ سب یونہین اطمینان سے قلعے مین بیٹھے رہین گے۔ اس لیے کہ برسون کا سامان رکھ لیا ہو۔ لیکن ہان اگر تم اتنے دنون تک گھیرے پڑے رہے کہ ہمارے پاس کھانے کو کچھ نہ باقی رہے تو تلوارین لے کے یکایک نکل پڑین گے۔ اور سب کے سب لڑ کے مر جائین گے"

اُن کی مستعدی و ہوشیاری

لیکن باوجود اس کے کہ دشمنون مین یہ مستعدی نظر آتی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اٹھارہ دن تک محاصرہ قائم رکھا اُن دنون چمڑے کے بڑے بڑے متحرک تبے سے بنائے جاتے تھے جن کے نیچے نیچے لوگ جا کے قلعون کی دیوارون مین سیند دیتے تھے۔ اِن حفاظت کے آلات کو دبابہ کہتے تھے۔ چنانچہ ایسے ہی دو دبابون کے نیچے نیچے چند صحابی خاص دیوار قلعہ تک پہونچ گئے۔ اور سیند دینے لگے۔ بنی ثقیف کو اس کی خبر ہو گئی اُنھین مار مار کے ہٹانے لگے۔ اور لوہے کے ٹکڑے آگ مین دہکا دہکا کے پھینکنا شروع کیے جن کے خوف سے صحابیون کو مجبوراً دیوار کے پاس سے

ع ابن ہشام صفحہ ۸۷۱

ہٹنا پڑا۔ مگر ہٹے ہی تھے کہ یکایک اوپر سے تیروں کا ایک مینھ برسا۔ اور بیچارے سب کے سب شہید ہو گئے۔

اب آپ نے لاچار ہو کے اُن کے بعض باغوں کو کٹوا ڈالا۔ جو قلعے کے باہر تھے۔ یہ دیکھ کے وہ گھبرائے۔ اور درخواست کی کہ خدا کے لیے ہم پر رحم کیجیے اور ان باغوں کو نہ کٹوائیے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی یہ درخواست منظور فرمائی۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ یہ کیا کہ آپ کی طرف سے ایک شخص نے قلعے کے پاس جا کے پکار دیا کہ جو غلام قلعے سے نکل کے ہمارے پاس چلا آئیگا آزاد ہے اس کا یہ اثر ہوا کہ دس یا کچھ اس سے زیادہ لوگ باہر چلے آئے۔ جنھیں پناہ دی گئی اور اُن میں سے ہر شخص کسی صحابی کے سپرد کر دیا گیا تاکہ اُس کی بخوبی خبر گیری ہو سکے انھیں لوگوں میں جو قلعۂ طائف سے نکل کے پناہ گزین ہوئے ایک ابوبکرہ بھی تھے

مجبوراً محاصرہ اُٹھا لیا گیا — یہ سب کچھ ہوا مگر اہل طائف پر مسلمانوں کا کوئی زور نہ چل سکتا تھا۔ آخر عاجز آ کے آپ نے واپسی کا ارادہ فرمایا۔ لوگوں سے بلا کے مشورہ کیا۔ اور یہی رائے قرار پا گئی کہ واپسی اور کوچ کا حکم دے دیا جائے۔ روانگی کے وقت ایک شخص نے آپ کی خدمت میں عرض کی کہ "یا رسول اللہ اگر آپ بنی ثقیف کو یونہیں چھوڑے جاتے ہیں تو اُن کے حق میں بددعا کیجیے"۔ آپ نے دعا کی کہ "یا اللہ ثقیف کو ہدایت دے۔ اور اُنھیں میرے پاس لا"۔ اس محاصرے میں مسلمانوں کی طرف کل بارہ آدمیوں نے جام شہادت پیا۔ جن میں ایک حضرت ابوبکر صدیقؓ کے صاحبزادے عبداللہؓ بھی تھے۔ اُن کے ایک تیر لگا تھا جس سے زخمی ہو کے مدینے میں آئے۔ اور اس زخم سے اتنی مدت دراز تک تکلیف اٹھائی کہ حضرت سرور کائنات کی وفات کے بعد راہی ملک بقا ہوئے۔

۵ع السیرۃ النبویہ جلد ۲ صفحہ ۳۱۴ و ۳۱۵۔

اس معرکے مین باوجودیکہ لشکر اسلام بے نیل مرام واپس آیا تھا۔ مگر پھر بھی عرب کی ایک نہایت ہی حسین اور صاحب جمال عورت بادیہ بنت غیلان کو صحابہ کسی طرح موقع پاکے گرفتار کر لائے۔ یہی عورت ہے جس کی نسبت مدینے کے مشہور ہجڑے ہیت نے عبداللہ بن ابی امیہ سے کہا تھا کہ "اگر خدا مدد کرے اور تم شہر طائف کو فتح کرو تو رسول اللہ سے بادیہ بنت غیلان کو مانگ لینا۔ اس لیے کہ اُس کی کمر پتلی ہے۔ بامذاق و شوخ ادا ہے۔ آنکھین بڑی بڑی ہین۔ آواز ایسی نغمہ خیز ہے کہ باتین کرتے وقت معلوم ہوتا ہے گا رہی ہے۔ کھڑی ہوتی ہے تو جسم نازک ٹہنی کی طرح لچکنے لگتا ہے۔ چلتی ہے تو جھومتی جاتی ہے بیٹھتی ہے تو سیدھی اور قائم رہتی ہے۔ خرام ناز کے وقت سامنے سے دیکھیے تو پیٹ مین چار بٹین پڑی ہوئی ہین اور پیچھے سے دیکھیے تو دونون جانب پٹھون کے چار چار نشان نظر آنے سے آٹھ بٹین معلوم ہوتی ہین۔ دانت بابونے کے پھول معلوم ہوتے ہین اور دونون ٹانگون کے درمیان مین معلوم ہوتا ہے کہ ایک تشتری اوندھائی ہوئی ہے"۔ اس سے پیشتر یہ ہیجڑا ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین آتا جاتا تھا مگر اُس کے یہ الفاظ سن کے آپ نے اُسے اپنے گھر مین آنے سے منع فرما دیا۔ جس کا اصلی منشا یہ تھا کہ عورتون کے حسن کی نسبت جس کے ایسے خیالات ہون وہ اندر آنے اور شریف زادیون مین اُٹھنے بیٹھنے کے قابل نہین ہے۔

بادیہ بنت غیلان کی گرفتاری

اور اُس کا حسن و جمال

جعرانہ مین آپ کا ورود

طائف سے واپس روانہ ہو کے آپ مقام جعرانہ مین فروکش ہوئے۔ جہان معرکۂ حُنین کا مال غنیمت چھوڑ دیا گیا تھا۔ بنی ہوازن کی

ع عورت کے حسن کی یہ تعریف عربی مذاق کے مطابق ہے اور باوجودیکہ ہندوستانی مذاق سے بعض باتون مین علحدہ ہے مگر اس مین شک نہین کہ اپنی حد پر نہایت ہی مکمل ہے۔

چھ ہزار عورتین اور بچے جو میدان حنین مین گرفتار کیے گئے تھے یہان موجود تھے جن کی وجہ سے سارا قبیلۂ ہوازن ایک عام مصیبت و ذلت مین مبتلا ہو گیا تھا۔

ہوازن والے خود ہی آکے ایمان لاتے ہین

جعرانہ مین پہونچ کے دس دن سے زیادہ آپ نے اس بات کا انتظار کیا کہ شاید بنی ہوازن آکے اپنے اسیرون کو چھڑا لے جائین۔ مگر کوئی نہ آیا۔ اور آپ نے تمام مال و اسباب اور لونڈیان وغیرہ تقسیم کر دین۔ تقسیم سے فراغت ہوتے ہی بنی ہوازن کا ایک وفد جسے آجکل کے مذاق مین ڈپوٹیشن کے لفظ سے تعبیر کرتے ہین بارگاہ نبوت مین حاضر ہوا۔ ان لوگون نے آتے ہی دین اسلام قبول کیا اور بکمال ادب عرض کیا "یا رسول اللہ ہم ایک خاص قبیلے کی حیثیت رکھتے ہین اور جس آفت مین مبتلا ہو گئے ہین وہ آپ پر بخوبی ظاہر ہے۔ لہذا ہم پر احسان کیجیے۔ اللہ جل شانہ آپ پر احسان کرے گا۔" ہنوز آپ کچھ جواب نہین دینے پائے تھے کہ انھین

وہ اپنے حقوق یاد دلاتے ہین

ہوازن مین کے قبیلۂ بنی سعد کا ایک شخص جس کا نام زہیر تھا اٹھ کھڑا ہوا اور عرض کیا "یا رسول اللہ ان عورتون مین آپ کی چچیان خالائین۔ اور پالنے والیان بھی ہین۔ جنھون نے آپ کو بچپن مین پرورش کیا ہے اگر ہم سے حارث بن ابی شمر فرمان روائے غسان یا نعمان بن منذر حاکم حیرہ سے ایسے تعلقات ہوتے اور پھر ہم پر ایسی مصیبت پڑتی جیسی کہ پڑی ہے تو ہمین ان لوگون سے مہربانی کی امید ہوتی۔ اور آپ کو تو خدا نے اُن سے بہتر گردانا ہے" آپ کی دودھ پلانے والی جناب حلیمہ اسی قبیلہ بنی سعد سے تھین۔ اور اسی بنا پر ان لوگون نے آپ پر اپنے حقوق ثابت کیے اور ان حقوق کو یاد دلایا۔ آپ نے اس کے جواب مین پوچھا "اچھا بتاؤ تمھین اپنے عیال و اطفال

ع السیرۃ النبویہ جلد ۲ صفحہ ۳۱۶

زیادہ عزیز ہین یا اپنا مال و اسباب؟" عرض کیا "عیال و اطفال"۔ درحقیقت یہ نہایت نازک معاملہ تھا۔ حضرت رسالتؐ بخوبی جانتے تھے کہ لونڈی غلام اور مال و اسباب جو جو چیزین غنیمت مین ملی ہین وہ اصل مین آپ کی ملکیت نہین ہین۔ بلکہ اُن مین تمام مسلمانون کا حصہ ہے۔ جن سے ان کا حق کسی طرح چھینا نہین جا سکتا تھا۔ لہذا آپ نے جب بنی ہوازن کی زبان سے "عیال و اطفال" کا لفظ سنا تو فرمایا "اچھا اس مین سے جو کچھ میرا اور عبدالمطلب کے تمام گھرانے والون کا ہے وہ تو ہمنے تم کو دیا"۔ لیکن چونکہ محض آپ کی اس ذاتی فیاضی سے سب لوگون کے بال بچے نہین مل سکتے تھے لہذا فرمایا "تم ایک کام کرو۔ جب ہم مسلمانون کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھون تو تم بلا تامل اُٹھ کھڑے ہونا اور کہنا کہ ہم جناب رسالتؐ سے چاہتے ہین کہ تمام مسلمانون کی خدمت مین اور تمام مسلمانون سے التجا کرتے ہین کہ بارگاہ نبوت مین ہماری سفارش کر دین کہ ہمارے اہل و عیال ہمین واپس مل جائین"۔ ان لوگون نے آپ کی ہدایت کے مطابق ظہر کی نماز کے بعد کھڑے ہو کے یہی جملہ کہا۔ آنحضرتؐ نے سنتے ہی پھر مجمع عام مین وہی ارشاد فرمایا جو پہلے کہا تھا کہ جو کچھ میرا اور عبدالمطلب کے گھرانے والون کا ہے مین نے تم کو دیا۔[۵]

ہوازن کی تائید مین آپ کا خطبہ　　اس موقع پر آپ نے ایک خطبہ پڑھا جس مین فرمایا "مسلمانو! تمھارے یہ بھائی آئے ہین اور اپنے کفر سے توبہ کرتے ہین۔ لہذا مجھے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان کے اہل و عیال ان کو واپس کر دیے جائین جو شخص خوشی سے دینا پسند کرے اس کا احسان ہوگا۔ اور جسے یہ نہ منظور ہو اسے ہر انسان کے معاوضے مین چھ اونٹ دیے جائین گے۔ اور اس رقم کو آیندہ سب سے پہلے موقع پر مین اپنے پاس سے ادا کرون گا"۔ یہ گفتگو سن کے مہاجرین

[۵] ابن ہشام صفحہ ۸۷۷

وانصار نے کہا ہم نے اپنا حصہ حضرت رسالت کو دیا۔ اور جتنے لونڈی غلام ملے تھے یونہین واپس کر دیے۔ مگر اقرع بن حابس نے اپنے اور بنی تمیم کی طرف سے اور عُنیبہ بن حصن فزاری نے اپنے اور بنی فزآرہ کی طرف سے انکار کیا اسی کے ساتھ عباس بن مرداس نے اپنے اور بنی سُلیم کی طرف سے بھی انکار کیا۔ لیکن بنی سلیم نے کہا نہین ہم اپنے حصے کے لونڈی غلام جناب رسول اللہ کو یونہین نذر کر دین گے"

ہوازن کے اہل وعیال کا مسترد ہونا

لوگون کے یہ جواب سن کے آپ نے فرمایا "اب یہ لوگ مسلمان ہین۔ اور مین انہین اختیار دے چکا ہون۔ لہذا ان کے بال بچے انہین ملنے چاہیئے۔ جو کوئی یون دینا نہ پسند کرے اُسے ہر جان کے عوض پانچ اونٹ منظور کر کے دینا چاہیئے۔ اس پر سب لوگ راضی ہو گئے۔ اور اُنہین

طمع اور اُس کا نتیجہ

ان کے اہل وعیال مل گئے۔ مگر اس کے ساتھ ہی لوگون پر واپسی کے لیے کوئی جبر نہین کیا گیا تھا۔ اس لیے کہ عُیینہ بن حصن فزاری کو ایک عالی خاندان بڑھیا ملی تھی جس کے واپس دینے سے انھون نے انکار کیا۔ اور محض اس خیال سے کہ مجھے مجھے اس کے معاوضے مین بنی ہوازن سے بہت کچھ ملے گا۔ ابتداً اس عورت کے لڑکون نے سو اونٹ تک دینے کا وعدہ کیا مگر عیینہ کو ایسی طمع دامنگیر ہوئی کہ دو سو اونٹ مانگتے رہے۔ چند روز بعد وہ لڑکے پھر ملے تو عیینہ نے کہا "اچھا سو اونٹ ہی لاؤ۔ انھون نے کہا "اب ہم صرف پچاس اونٹ دین گے" تھوڑے دنون بعد وہ پچاس لینے پر بھی راضی ہو گئے مگر انھون نے کہا "اب فقط پچیس ملین گے" بعد چندے یہ پچیس اونٹون پر بھی راضی ہوئے تو انھون نے دس ہی اونٹ دینے کی حامی بھری۔ اس کے بعد یہ دس پر بھی راضی ہوئے تو انھون نے جواب دیا "اب تو وہی چھ اونٹ ملین گے جو حضرت

رسالت دیتے تھے۔ خلاصہ یہ کہ بیچارے نے چھ ہی اونٹ لے کے وہ بڑھیا اُن کے حوالے کی

سردار ہوازن مالک بن عوف کا ایمان لانا۔

ان لونڈی غلامون مین سردار ہوازن مالک بن عوف کے اہل وعیال بھی تھے جو طائف مین محصور ہو کے لڑ رہا تھا اُس کے اہل وعیال کو آپ نے لوگون پر تقسیم نہین کیا۔ بلکہ اپنی پھوپھی جناب عاتکہ کے سپرد کیا کہ حفاظت سے رکھین۔ اور ہوازن کے وکیل آئے تو اُن سے پوچھا "مالک بن عوف کہان ہین؟" انھون نے بتایا کہ "وہ بنی ثقیف کے ساتھ طائف مین ہین" ارشاد ہوا ان سے کہہ دینا کہ اگر وہ حاضر ہو کے دین اسلام قبول کرین تو ان کے اہل وعیال اُنھین واپس دیے جائین گے اور ان کے علاوہ مین سو اونٹ بھی اپنی طرف سے دون گا" ان لوگون نے جب واپس جا کے مالک کو یہ پیام پہونچایا تو وہ اپنے ہمراہیون سے چھپ کے آنحضرت کی خدمت مین حاضر ہوے۔ دین اسلام قبول کیا۔ اپنے اہل وعیال اور سو اونٹون کو لے کے خوش خوش واپس گئے۔ اور حضرت سرور کائنات کی مدح مین اشعار لکھے جن کا مطلع تھا۔

ما ان رائیت و لا سمعت بمثل | فی الناس کلھم بمثل محمد

(سارے انسانون مین جیسے محمد کے مثل نہ کسی کو دیکھا ہے اور نہ سُنا ہے)

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنھین ان کی قوم کے اُن لوگون پر جو ایمان لا چکے تھے سردار مقرر کیا۔ اور واپسی کے بعد اُن کا معمول تھا کہ اپنے ہمراہیون کو لے کے بنی ثقیف بنی فہالہ اور بنی سلمہ وغیرہ پر جو طائف کے گرد آباد تھے حملہ کیا کرتے اور اُن کو یہان تک مجبور کیا کہ چند روز بعد سب نے دین اسلام قبول کر لیا

لوگ بیباکی سے حصہ غنیمت مانگتے ہین	طائف کا مال غنیمت واپس کرنے کے بعد آپ

سوار ہو کے روانہ ہوئے۔ اور لوگ پیچھے پیچھے کہتے جاتے تھے یا رسول اللہ مال غنیمت تقسیم کیجیے۔ یہان تک کہ اُن کے گھیرنے سے آپ ایک درخت کے نیچے ٹھہر گئے۔ اتنے مین لوگون نے آپ کی چادر کھینچ لی۔ تب سب کی طرف متوجہ ہو کے آپ نے فرمایا "لوگو میری چادر مجھے دو۔ خدا کی قسم اگر ارض تہامہ کے درختون کے برابر دولت میرے پاس ہو تو بھی اُسے تم پر بانٹ دون گا۔ اور تم مجھے بخیل بزدل اور جھوٹا نہ کہو گے" پھر آپ نے ایک اونٹ کے کوہان مین سے ایک بال نوچ کے سب کو دکھایا۔ اور کہا "سوا پانچوین حصہ کے تمھاری غنیمت مین سے کوئی چیز حتی کہ یہ بال تک میرا نہین ہی۔ اور پانچوان حصہ بھی تو تمھین پر صرف ہوتا ہی" اس ارشاد نے سب کو خاموش کر دیا۔ اور جو کچھ مال غنیمت باقی تھا اُسے آپ تقسیم کرنے لگے۔ غالباً یہ وہ غنیمت تھی جو بنی ہوازن کے علاوہ انکے دیگر شریک دہم خیال قبائل سے حاصل ہوئی تھی۔ یا اس فیاضی مین اُس رقم سے کام لیا گیا جو بعض شرفاے مکہ سے قرض لی گئی تھی۔

اُس کی تقسیم	تقسیم کرتے وقت آپ نے نو مسلم شرفاے مکہ کو سب سے

زیادہ مرحمت فرمایا۔ ابو سفیان بن حرب۔ ان کے بیٹے معاویہ۔ حکیم بن حزام علاء بن جاریہ ثقفی۔ حارث بن ہشام۔ صفوان بن امیہ۔ سہیل بن عمرو۔ حویطب بن عبد العزی۔ عیینہ بن حصن۔ اقرع بن حابس۔ اور مالک بن عوف کو فی کس سو سو اونٹ دیے۔ مخرمہ بن نوفل زہری عمیر بن وہب ہشام بن عمرو۔ سعید بن یربوع۔ وغیرہ کو فی کس کچھ کم سو اونٹ عطا ہوئے عباس بن مرداس کو غالباً اپنے ہم رتبہ لوگون سے کچھ کم ملا تھا جس کی انھون نے شکایت کی۔ اور آپ نے اتنا دیا کہ راضی ہو گئے۔ یہ لوگ باوجودیکہ جدید الاسلام

اہل مکہ پر شفقت

تھے اور اس وقت تک دین الٰہی پر اپنا کوئی حق نہیں ثابت کر سکے تھے مگر حضرت رسالتؐ نے اس پالسی سے کہ یہ لوگ سارے عرب میں اثر رکھتے ہیں خاندانی رئیس و سردار ہیں۔ اور خانہ کعبہ کے محافظ و نگہبان اُن پر تمام سابق الاسلام صحابہؓ سے زیادہ فیاضی کی۔ اسی وجہ سے یہ لوگ "مولفۃ القلوب" کے لقب سے

ان کا لقب مولفۃ القلوب

مشہور ہو گئے۔ یعنی وہ لوگ جن پر آنحضرتؐ نے صرف خاطر داشت اور اُن کے دل ہاتھ میں لینے کے لیے زیادہ مراعات کی بعض عوام اسی "مولفۃ القلوب" کے لفظ سے ایسا خیال کرتے ہیں کہ یہ دل سے ایمان نہیں لائے تھے۔ اور ہر طرف سے مجبور ہو کے صرف دکھانے کے لیے مسلمان بنگئے تھے۔ مگر یہ غلطی ہی نہیں اُن معززین قریش کی خدمت میں گستاخی ہے۔ یہ سب دل سے ایمان لائے تھے بہ ظاہر اسباب ان کے اسلام میں کسی قسم کا شبہ نہیں کیا جا سکتا تھا۔ اور اُن کو جو سب سے زیادہ انعام دیا گیا اس کی صرف یہ وجہ تھی کہ اُن کی دل شکنی نہ ہو۔ اور ان کے دل میں یہ خیال نہ پیدا ہونے پائے کہ توحید کے قبول کرنے کے بعد تباہی کم ہو گئی۔ اور کم ما یہ لوگ ہم سے زیادہ معزز و محترم خیال کیے گئے۔

درحقیقت اب نبوت نے شاہی کی حیثیت حاصل کر لی تھی۔ لہٰذا نحت ضرورت تھی کہ حکمت عملی اور نصائح ملکی کی پالسی سے مناسب کام لیا جائے جو ملک داری و ملک گیری کے لوازم میں سے ہیں۔ اس موقع پر صرف اتنا ہی نہیں ہوا کہ مکے کے جدید الاسلام لوگوں کو ان کے حقوق سے زیادہ

انصار کا اس غنیمت سے محروم رہنا

دیا گیا۔ سب سے بڑی یہ بات تھی کہ اس غنیمت میں سے جو کچھ دیا گیا صرف قریش اور ان کے متعلق دوہم مرتبہ قبائل قریش کو دیا گیا۔ انصار تک کو کچھ نہیں عطا ہوا جن کے آپ اور تمام مہاجرین دنیاوی معاشرت اور

نیز دینی سرگرمی مین ممنون احسان تھے انھون نے حمایت اسلام مین سب سے زیادہ اپنا خون بہایا تھا۔ حُنین کے میدان مین جب وہ پکارے گئے ہین تو نہایت جوش وخروش سے دوڑے تھے اور حضرت رسالت کے ساتھ دین کو بھی صدمے اور زوال سے بچا لیا تھا۔ چنانچہ اس غنیمت کا حصہ نہ پانے سے اُن کے دلون مین ایک ناگواری کا خیال پیدا ہوا۔ اور ان مین سے کسی شخص کی زبان سے بھی نکل گیا کہ "اب کیا ہی۔ اب تو رسول اللہ اپنی قوم والون سے آملے" سعدؓ بن عبادہ نے جو انصار کے سردار تھے یہ مضمون آپ کی خدمت مین عرض کیا۔ آپ نے پوچھا "اور تمھارا کیا خیال ہی؟" سعدؓ نے کہا "مین بھی اپنی قوم ہی کا ایک شخص ہون" اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہی کہ یہ ناگواری انصار مین اس حد تک پھیلی ہوئی تھی کہ سعدؓ بن عبادہ بھی آپ کے سامنے قبول کرتے ہین ہان میرا بھی ایسا ہی خیال ہی۔ یہ جواب سُن کے آپ نے تمام انصار کو بلوا کے اپنے گرد جمع کیا۔ اور ایک ایسا پرجوش اور پُراثر خطبہ پڑھا کہ سب کے دل نرم ہو گئے۔ اس خطبے مین آپ نے فرمایا "اے انصار مین تمھاری طرف سے یہ کیا شکایت سُن رہا ہون؟ کیا ان امور مین تمھین شک ہی کہ تم گمراہ تھے خدا نے میرے ذریعے سے تمھین ہدایت کی؟ تم محتاج تھے خدا نے میرے ذریعے سے تمھین مالدار کر دیا؟ اور تم باہم ایک دوسرے کے دشمن تھے خدا نے میرے ذریعے سے تم سب کے دل ملا دیے؟" سب نے عرض کیا "بے شک ایسا ہی ہی اور جو کچھ احسان اور فضیلت ہی سب خدا اور رسول کی برکت سے ہی" آپ نے کہا "تو تم جواب کیون نہین دیتے؟" عرض کیا "ہم کیا جواب دین؟" آپ نے فرمایا "تم کہہ سکتے ہو کہ جب تم آئے ہو سب تمھین جھٹلا رہے تھے ہم نے تمھاری تصدیق کی۔ ذلیل و بیکس تھے ہم نے مدد دی۔ بے خانمان تھے ہم نے گھر دیا۔ بے اہل و

اس کے نتیجے مین ان کی ناراضی

آپ ان کی دلدہی ودلجمعی فرماتے ہین

عیال تھے ہم نے عزیزداروں کا کام دیا۔ اے گروہ انصار کیا تمھارے دلوں مین اُس تھوڑی سی دنیاوی دولت کی حرص پیدا ہوئی جو مین نے ایک جماعت کو صرف اس خیال سے دے دی کہ اُن کے دل ہاتھ مین آجائین اور وہ اسلام قبول کرین؟ اور تمھین تمھارے اسلام کے سپرد کر دیا۔ کیا تم اس پر نہین راضی ہو کہ لوگ بکریان اور اونٹ لے لے کے جائین اور تم خدا کے پیغمبر کو اپنے گھر لے جاؤ؟ قسم ہے اُس ذات پاک کی جس کے قبضۂ قدرت مین میری جان ہے اگر ہجرت کا واقعہ نہ پیش آچکا ہوتا تو مین بھی انصار ہی مین سے ہوتا۔ لوگ اگر ایک راستے جائین اور انصار ایک راستے تو مین اُسی راستے جاؤنگا جدہر انصار جا رہے ہین۔ خداوندا انصار اُن کے بیٹون اور اُن کے پوتون پر رحم کر" آپ یہین تک کہنے پائے تھے کہ انصار زار و قطار رونے لگے۔ سب نے سر جھکا لیے اور بولے "ہم حصہ غنیمت اور مال دنیا کے عوض رسول اللہ کے لینے پر راضی ہین" اور تھوڑی دیر کے بعد خوش خوش واپس گئے۔

مال غنیمت کی تقسیم۔ شرفاے مکہ کی دلدہی اور انصار کی دلجوئی کے بعد

آپ کا عمرہ یعنی زیارت کعبہ | ۵۔ ذی قعدہ کو آپ نے یہین جعرانہ سے جو مکہ معظمہ سے اٹھارہ میل کے فاصلے پر ہے زیارت کعبہ یعنی عمرے کی رسم ادا کی۔ خانہ کعبہ کا طواف کیا۔ صفا و مروہ پر دوڑے۔ سر منڈایا۔ اور پھر جعرانہ کو واپس گئے۔ عتاب بن اسید کو بدستور والی مکہ کیا[ع] جن کی تنخواہ ایک درہم یومیہ مقرر ہوئی۔ معاذ بن جبل کو چھوڑا کہ اہل مکہ کو دین اسلام اور عقائد توحید کی تعلیم دین۔ الغرض ورود

ورود مدینہ | تیرھوین دن مدینۂ طیبہ کی طرف کوچ کیا۔ اور ذی قعدہ کے ختم ہونے کو تین دن باقی تھے کہ دار النبوۃ مدینہ مین داخل ہوئے۔

ع۵ السیرۃ النبویہ جلد ۲ صفحہ ۳۲۴ ع۵ ابن ہشام صفحہ ۸۸۷

باب سی ام

سطوت نبوت اور اسلام کی روزافزون ترقی

عمرو بن عاص کا اہل عمان سے زکوۃ وجزیہ وصول کرنا۔ قیس بن سعد کا سریہ یمن اور قیس کے پہونچنے سے پیشتر وہان والون کا ایمان لانا۔ تحصیلدار زکوۃ بقبائل سفیان بنی خزاعہ مین۔ بنی تمیم کی وجہ سے اُن کی زکوۃ کا نہ وصول ہونا۔ اور اس کے نتیجہ مین سریہ عینیہ بن حصن۔ بنی تمیم کا معذرت کے لیے مدینے مین آنا۔ اور بدتمیزی کے ساتھ اپنے قیدیون کی رہائی چاہنا۔ اُن کے شاعر وخطیب در رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شاعر وخطیب کا مقابلہ فصاحت مین۔ بنی تمیم کا خطیب عطارد بن حاجب۔ دربار نبوت کے خطیب ثابت بن قیس۔ پھر اُن کے شاعر زبرقان اور نبوت کے شاعر حسانؓ کا مقابلہ۔ بنی تمیم کا انفعال اور ایمان لانا۔ اس سال حج مین آپ کا نہ شریک ہونا اور اس کا سبب۔ آپ کے صاحبزادے ابراہیمؓ کی ولادت سنہ ۹ھ کا آغاز۔ یہ سال کیون سنہ وفود کہلاتا ہے۔ کعبؓ بن زہیر کا ایمان لانا۔ اُن کا قصیدہ لامیہ آنحضرت کی شان مین۔ وہ چادر جو اس قصیدے کے صلے مین مرحمت ہوئی۔ کعبؓ کا دوسرا قصیدہ انصار کی مدح مین ولیدؓ بن عقبہ کا زکوۃ وصول کرنے بنی المصطلق مین جانا۔ اور محض غلط فہمی سے واپس آنا۔ اس غلط فہمی کا رفع ہونا۔ بنی المصطلق خود ہی حاضر ہو کے عذر کرتے ہین۔ اُن کی زکوۃ وصول کرنے کے لیے بشرؓ مقرر ہوئے۔ بنی عمرو بن حارثہ کے نام نامہ ہدایت۔ اُن کی احمقانہ گستاخی جو آپ کا ایک معجزہ بن گئی۔ بنی خثعم کے مقابلہ مین قطبہ بن عامر کا سریہ۔ سریہ ضحاک بنی کلاب کے مقابلے مین سریہ علقمہ جدہ کی طرف حبشیون کی تادیب کے لیے۔ عبداللہ بن حذافہ کا ایک مذاق

اور آنحضرت کا اس کے خلاف تنبیہ فرمانا۔ حضرت علی فلس کی مورت توڑنے کو جاتے ہین۔ حاتم طائی کی بیٹی سفانہ کا گرفتار ہوکے آنا۔ اُس کے عدل پر آپ کی شفقت۔ عدی بن حاتم کا ایمان لانا۔ عدی خود اپنی سرگذشت بیان کرتے ہین دولت اسلام کی نسبت آپ کی پیشین گوئی۔ سریہ عکاشہ مقام جاب کی طرف

عمرو بن عاص کا اہل عمان سے زکوۃ وجزیہ وصول کرنا

اسی سال ماہ ذی قعدہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمروؓ بن عاص کو ایک چھوٹی جماعت مسلمین کے ساتھ ارض عمان کی طرف روانہ کیا کہ جنیدی کے دونون بیٹون جعفر اور عبد سے ملین جو قبیلہ ازد کی یادگار اور عمان کے حکمران تھے۔ اور اُن سے زکوۃ وصدقہ کی رقم وصول کر لین۔ عمروؓ نے وہان پہونچ کے حسب فرمان رسالت صدقے کی رقم وصول کرکے وہین کے غربا پر تقسیم کر دی۔ وہان کی آبادبستیون مین آتش پرستون کا زور وشور تھا جن سے جزیہ وصول کیا۔ اور مدینہ طیبہ مین واپس آئےعـــہ۔

قیس بن سعد کا سریہ یمن

اسی زمانے مین جعرانہ سے واپس آنے کے بعد آپ نے سعد بن عبادہ کے بیٹے قیس کو چار سو سوارون کے ساتھ اطراف یمن مین بھیجا کہ قبیلۂ صداء والون سے مقابلہ کرین۔ قیس کی روانگی کا حال صداء والون کو معلوم ہوا تو اُن مین کا ایک معزز شخص زیاد بن حارث صدائی بارگاہ نبوت مین حاضر ہوا۔ اور پوچھا کہ اُس سریہ کو آپ نے کس غرض سے روانہ فرمایا ہے؟

اور قیس کے پہونچنے سے پیشتر وہان والون کا ایمان لانا

آپ نے جواب دیا کہ "تبلیغ اسلام اور اشاعت توحید کے لیے"۔ اس نے عرض کیا "یا رسول اللہ اس فوج کو واپس بلوا لیجیے۔ مین اپنی قوم کا وکیل بن کے آپ کی خدمت مین حاضر ہوا ہون

عـــہ تاریخ الخمیس جلد ۲ صفحہ ۱۲۹ عـــہ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۱۰۲

اور ذمہ داری کرتا ہون کہ وہ اسلام قبول کرین گے - اور آپ کے مطیع و فرمانبردار رہین گے۔" آپ نے یہ سُن کے فرمایا "بہتر تم جاؤ- اور قیس بن سعد کو میری طرف سے واپسی کا حکم دے دو۔" زیاد نے کہا "یا رسول اللہ میرا اونٹ تھکا ہوا ہے اُن تک نہ پہونچ سکون گا۔" تب آپ نے چند اور لوگون کو بھیج کے قیس اور اُن کے لشکر کو واپس بلالیا- بہرحال ادہر جانبازان اسلام روانگی کے پندرھوین دن مدینے مین واپس آئے- اُدہر زیاد بن حارث صدائی نے واپس جا کے اپنے ہم قومون کو دین اسلام مین داخل کر لیا-

تحصیل زکوۃ بشر بن سفیان بنی خزاعہ مین

اسی سال اختتام پر ایک نہایت ہی دلچسپ واقعہ پیش آیا جس مین اس عہد کی شان شرافت اور لوگون کے قومی غرور و ناز کی بہت اچھی تصویرین نظر آتی ہین - آپ نے بشر بن سفیان عدوی کو گروہ خزاعہ مین سے بنی کعب مین بھیجا تھا کہ صدقے اور زکوۃ کی رقمین اُن سے وصول کر کے غربائے قوم کو فائدہ پہونچائین- اتفاقاً جب بشر بنی کعب مین پہونچے ہین وہ عرب کے معزز قبیلہ بنی تمیم کے ساتھ ایک تالاب کے کنارے پڑاؤ ڈالے ہوئے تھے- بنی کعب چونکہ اسلام قبول کر چکے تھے بغیر کسی عذر کے

بنی تمیم کی وجہ سے ان کی زکوۃ کا نہ وصول ہونا

زکوۃ ادا کر دی- مگر بنی تمیم نے انھین روکا اور مجبور کرنے لگے کہ ہرگز نہ دو- بنی کعب نے کہا "ہم اسلام قبول کر چکے ہین- اور اس دین مین ضرور ہے کہ سالانہ زکوۃ ادا کر دی جایا کرے۔" مگر بنی تمیم نے نہ مانا، ہتھیار لے کے لڑنے پر آمادہ ہو گئے اور کہا "ہم تو خدا کی قسم یہان سے ایک اونٹ بھی نہ جانے دین گے۔" بشر یہ حالت دیکھ کے مدینے مین واپس آئے

اور اس کے نتیجے مین سریہ عنیبہ بن حصن

اور ساری سرگذشت دربار نبوت مین عرض کی- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عیینہ بن حصن فزاری کو

پچاس سوارون کے ساتھ بنی تمیم کی تنبیہ وتادیب کے لیے روانہ فرمایا۔ اس مختصر لشکر مین صرف دیگر قبائل عرب کے لوگ تھے۔ مہاجرین وانصار مین سے کوئی شخص نہ تھا۔ عینیہ نہایت خموشی کے ساتھ منازل سفر طے کرتے ہوے پہونچے۔ اور بنی تمیم پر ناگہان جا پڑے۔ ان کے گیارہ مرد۔ اکیس عورتین۔ اور تیس بچے پکڑ لیے اور انھین لا کے مدینے مین حاضر کر دیا۔ جہان آنحضرت صلعم کے حکم سے وہ سب رملہ بنت حارث کے مکان مین گرفتار کیے گئے۔

بنی تمیم کا معذرت کے لیے مدینے مین آنا

بنی تمیم سے سوا اس کے کچھ نہ بن پڑا کہ ان کی بڑی بھاری جماعت جس مین تقریباً ستر اسّی اکابر قوم تھے مدینۂ طیبہ مین حاضر ہوئے کہ عجز والحاح سے کام لے کے اپنے قیدیون کو چھڑا لے جائین یہ لوگ مدینے مین آتے ہی پہلے اپنی قوم کے گرفتاران بلا کی طرف سے گذرے عورتون اور بچون نے ان کی صورت دیکھی تو زار و قطار رونا شروع کیا۔ وہ اُن سب کو روتا پیٹتا چھوڑ کے مسجد نبوی مین آئے۔ دیکھا کہ بلالؓ ظہر کی اذان دے رہے ہین۔ صحابہؓ نماز کے لیے جمع ہین۔ اور سب کو آنحضرت کے برآمد ہونے کا انتظار ہے۔ کچھ دیر تک انتظار کرتے رہے۔ مگر جب آپ کو تشریف لانے مین دیر ہوئی تو ازواج رسول اللہ کے حجرون کے پچھواڑے جا کے زور سے چلائے "باہر آئیے! ہم آئے ہین کہ ایک دوسرے کے مقابل مین اپنا فخر و ناز بیان کرین۔ اور ایک دوسرے کو اپنے اپنے اشعار سُنائین! ہماری مدح سرائی موجب عزت ہے اور ہماری ہجو گوئی سے لوگ بدنام ہو جاتے ہین۔" آپ کو انکا یہ کلام کسی قدر ناگوار ہوا۔ تشریف لائے۔ اور آپ کی صورت دیکھتے ہی بلالؓ نے

ان کے شاعر وخطیب اور رسول اللہ صلعم کے شاعر وخطیب کا معابلہ فصاحت مین

حسب معمول تکبیر کہنا شروع کر دی۔ مگر انھون نے آپ کو روک کے کہا "ہم بنی تمیم ہین اپنے

شاعر و خطیب کو ساتھ لیتے آئے ہین۔ تاکہ آپ کے مقابلے مین اپنے
اشعار پڑہین اور اپنا فخر بیان کرین" آپ نے فرمایا "ہم نہ شاعری کے ساتھ
مبعوث کیئے گئے ہین۔ اور نہ ہمین اس کا حکم ہو کہ ایک دوسرے کے مقابل
مین کھڑے ہو کے اپنا فخر بیان کرین" اتنا کہہ کے آپ چلے گئے۔ ظہر کی نماز
پڑھی۔ بعد فراغت نماز صحن مسجد مین بیٹھ گئے۔ اور اُن لوگون نے سامنے
آکے پھر یہ دعوی کیا "کہ ہماری مدح سرائی موجب عزت ہو۔ اور ہماری ہجو
گوئی سے لوگ بدنام ہو جاتے ہین" اس لیے کہ ہم سارے عرب مین افضل
واکرم ہین" آپ نے فرمایا "تم غلط کہتے ہو۔ اصل مین موجب عزت اللہ کا
مدح کرنا اور باعث بدنامی اس کا مذمت کرنا ہو" مگر اس جواب سے وہ خاموش
نہ ہوئے۔ بلکہ دوبارہ کہا "ہمارے خطیب اور شاعر کو اپنا کمال دکھانے کی
اجازت دیجئے"

جاہلیت کے رواج کے مطابق تمام قبائل کا معمول تھا کہ اپنی خوبیان
اور اپنے کارنامے دیگر قبائل کے سامنے پیش کرتے۔ خطیب اور شاعر
بھائیون کی طرح اُن کے ساتھ رہتے۔ اور عام مجمعون میلون اور لڑائی کے
موقعون پر بڑے زور و شور کے ساتھ اپنے قبیلے کو دوسرے قبیلون سے
افضل و اعلی بتلاتے۔ یہی چیز ان کی سرمایہ ناز تھی۔ اور جس کا خطیب یا شاعر
زیادہ فصاحت و بلاغت ظاہر کرتا وہی بازی لے جاتا۔ اس رواج کو
آنحضرتؐ بالکل ناپسند فرماتے تھے۔ اسلام جس اخوت اور جس دینی شرف کو
لوگون مین پیدا کرنا چاہتا تھا اُسے اس قسم کی طفلانہ مزاجیون اور خود
ستائیون سے کوئی علاقہ نہ تھا۔ مگر ان لوگون پر بغیر ایسے ہی اور اُنھین کے
مذاق کے ذرائع افتخار کا ثبوت دیئے چونکہ آپ کا اور اسلام کا کوئی اثر

نہ پڑ سکتا تھا لہٰذا انھین اجازت دے دی کہ اپنے شاعر و خطیب کو پیش کرین۔

بنی تمیم کا خطیب عطارد بن حاجب

اجازت پاتے ہی اُن کا خطیب عطارد بن حاجب اُٹھ کھڑا ہوا اور نہایت ہی فصاحت و بلاغت سے خدا کی تعریف کے بعد اپنی قوم کی خوبیان بیان کرنے لگا۔ اپنی وقعت و عزت ظاہر کی۔ اور دعوی کیا کہ نہ کوئی قبیلہ تعداد و شمار مین ہمارا مقابلہ کر سکتا ہے نہ سپہگری و شمشیرزنی مین۔ اور جسے دعوی ہو وہ ہم سے اچھا کلام سُنائے۔ یا ہمارے کارنامون سے بہتر کارنامے پیش کرے۔" یہ خطبہ سن کے آپ نے ثابتؓ بن قیس بن شماس کو جو انصار مین نہایت ہی فصیح البیان خطیب تھے جواب دینے کا حکم دیا۔ ثابت نے اشارہ ہوتے ہی کھڑے ہو کے اپنا خطبہ شروع کیا جس مین اپنے قابل فخر کارنامے بتائے اور سب سے بڑی یہ فضیلت ظاہر کی کہ خدا نے ہمین ایک ایسا پیغمبر عطا کیا ہے جو ہدایت کرتا ہے۔ ایسا صاحب خاندان اور ایسا راست باز ہے اُس پر اپنی کتاب اُتاری ہے۔ اور ایسی ایسی فضیلتین مرحمت کین۔"

دربار نبوت کے خطیب ثابت بن قیس

پھر اُن کے شاعر زبرقان اور نبوت کے شاعر حسان کا مقابلہ

خطیبون کی جادو بیانیان ختم ہو چکین تو شعرا کی باری آئی۔ اور بنی تمیم کے مشہور شاعر زبرقان نے ایک زبردست قصیدہ اپنی قوم کے فضائل مین پڑھا۔ جس کے جواب مین ادھر سے حسانؓ بن ثابت نے اپنی تیغ زبان کے جوہر دکھائے۔ دیر تک دونون شعرخوانی مین مقابلہ کرتے رہے۔ یہ سلسلہ ختم نہین ہوا تھا کہ بنی تمیم مین سے اقرع بن دارم بولا "محمدؐ خدا کی قسم مین نے کچھ شعر کہے ہین۔ اُنھین سن لو۔" ارشاد ہوا "پڑھو۔" اُس نے اپنے دو شعر پڑھے جن مین بھی وہی قوم کی فضیلت و شوکت بیان کی تھی۔ اس کا جواب بھی بارگاہ نبوت سے اشارہ پا کے حسانؓ بن ثابت نے دیا۔ اور خوب جوش فصاحت دکھایا۔

بنی تمیم کا انفعال اور ایمان لانا | آخر اقرع بن حابس نے تسلیم کیا کہ آپ کا خطیب ہمارے خطیب سے اور آپ کا شاعر ہمارے شاعر سے اچھا ہے۔ اس کا بھی اعتراف کیا کہ دربار نبوت کے خطیب و شاعر کی آوازین بھی ہمارے خطیب و شاعر کی آوازون سے بلند ہین۔ اور قدم آگے بڑھا کے کہا "اشھد ان لا الہ الا اللہ۔ واشھد انک رسول اللہ" ایمان لانے کے بعد انہین اپنے گذشتہ افعال و اعمال پر ندامت ہوئی۔ مگر آپ نے اُس ندامت کے اثر کو یہ ارشاد فرما کے بالکل مٹا دیا کہ جو افعال اس سے یعنی دین اسلام قبول کرنے اور تائب ہونے سے پیشتر سرزد ہوئے ہین اُن سے تمھین کوئی ضرر نہ پہونچے گا"

اقرع بن حابس کے مسلمان ہونے کے بعد اُن کے اور سب ہمراہیون نے بھی دین اسلام قبول کر لیا۔ اور آپ نے کمال شفقت سے ان کے قیدیون کو آزاد ی دے کے اُن کے سپرد کیا۔ پھر اس مہربانی کے علاوہ اُن تمام لوگون کو جو اپنی قوم کے وکیل بن کے آگئے تھے فی کس بارہ اوقیہ چاندی انعام کے طور پر مرحمت فرمائی۔ حضرت رسالت کی ان فیاضیون مہربانیون سے فائدہ اُٹھا کے وہ لوگ عقائد اسلامیہ سیکھنے اور قرآن کی تعلیم پانے کے لیے چند روز تک مدینۂ طیبہ مین ٹھہرے رہے۔ اور ان مقاصد دینی کو حاصل کر کے اپنی قوم مین واپس گئے

اس سال حج مین آپ کا نہ شریک ہونا اور اُس کا سبب | اس سال آپ حج مین نہین شریک ہو سکے اس لیے کہ ذی قعدہ کے آخر ہی مین وارد مدینہ ہوئے تھے لہذا اتنی جلدی مکہ واپس جانا غیر ممکن تھا۔ اور بوجہ اس کے کہ حج کے متعلق کوئی ہدایات اسلامی نہین بتائے گئے تھے قدیمی رسوم اور جاہلیت کے مروجہ

آپ کے صاحبزادے ابراہیم کی ولادت | دستور العمل کے مطابق والی مکہ عتاب بن اُسید نے اہل مکہ اور اُن تمام لوگون کو جو اطراف و جوانب عرب سے

آسے تھرچ کرایا - اسی سال ذی الحجہ کے مہینے مین جناب ماریہ قبطیہ کے بطن سے آنحضرت کے صاحبزادے ابراہیم پیدا ہوئے۔ جن کی ولادت کے وقت آنحضرت صلعم کی لونڈی سلمیٰ دائی کی خدمت بجالائی - اور اُن کی ولادت کا مژدہ سُن کے آپ اس قدر خوش ہوئے کہ ابو رافع کو جنھون نے آکے یہ مژدہ سنایا تھا ایک غلام عطا فرمایا - پھر اُن صاحبزادے کو حسب رواج عرب اُم بردہ بنت منذر انصاریہ کے سپرد کیا کہ دودھ پلائین اور پرورش کرین

سنہ ۹ھ کا آغاز

اب سنہ ۸ھ ختم ہوا اور سنہ ۹ھ شروع ہوا - جو اسلام کی نمایان ترقی اور سلطنت اسلام مین یک بیک ایک شوکت وسطوت پیدا ہو جانے کا زمانہ ہے! اس لیے کہ مکے پر علم اسلام کے لہرانے کی وجہ سے تمام اختلافات دب گئے تھے - دشمنون کو اپنی سرکشیون پر ندامت تھی - قبائل عرب حضرت سرور کائنات کی نبوت وسلطنت کے آگے بلا عذر سر جھکائے جاتے تھے - اور خدا کا یہ وعدہ پورا ہو رہا تھا کہ "اذا جاء نصر اللہ والفتح ورائت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجاً (جب اللہ کی مدد اور فتح آجائے - اور لوگون کو اس حال مین دیکھے کہ فوجین کی فوجین خدا کے دین مین داخل ہو رہی ہین) - اسی وجہ سے اس سال کو تاریخ اسلام مین سنہ وفود کہتے ہین یعنی وہ سال جس مین ہر طرف سے قبائل عرب کے وکیل دربار

یہ سال کیون سنہ وفود کہلاتا ہے

نبوت مین حاضر ہو ہو کے دین اسلام قبول کرتے تھے اور مطیع اسلام ہوتے تھے -

کعب بن زہیر کا ایمان لانا

سنہ ۹ھ کی ابتدا ہی مین عرب کا ایک مشہور و مقبول شاعر کعب بن زہیر دین اسلام مین داخل ہوا - کعب بن زہیر اس سے پیشتر اکثر حضرت رسالت کی ہجو مین کہا کرتا تھا - اور جو ہتھیار اس کے پاس تھا اس سے

۵ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۱۹۴

قوت نبوت کے مٹانے کی پوری کوشش کر رہا تھا کہ مکہ فتح ہوا۔ اور اُس نے بھاگ کے اپنی جان بچائی۔ وہ اپنے باپ ابوسلمیٰ اور بجیر نام ایک بھائی کے ساتھ بھاگتے بھاگتے مقام ابرق غراف مین پہونچا۔ یہان بجیر نے اُس سے کہا تم میری بھیڑون کی نگرانی کرتے رہنا مین ذرا اس شخص (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو دیکھ تو آؤن۔ دیکھون کیا کہتا ہے۔ کعب نے وعدہ کیا۔ اور بجیر دربار نبوت مین حاضر ہوا۔ یہان آتے ہی نور نبوت نے دل پر ایسا اثر کیا کہ فوراً آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ اور مسلمان ہو گیا کعب کو جب بھائی کے ایمان لانے کی خبر پہونچی تو برہم ہوا۔ اور چند شعر کہے جن مین آنحضرت کو برا کہا تھا اور بھائی کو لعنت ملامت کی تھی۔ اُن اشعار کو جب آپ نے سنا تو برہم ہوئے اور فرمایا کہ ایسے دشمن دین کا قتل کرنا جائز ہے۔ بجیر نے گھبرا کے اپنے بھائی کو لکھ بھیجا کہ جو شعرا حضرت رسالت کی ہجو مین کیا کرتے تھے اُن مین سے بعض قتل ہوئے۔ اور بعض نے بھاگ کے اپنی جان بچائی۔ لہذا اگر تم پسند کرو تو یہان آ کے اپنی خطا کا اعتراف کرو۔ اور دین اسلام قبول کرو۔ حضرت رسالت ہمیشہ اُس شخص کی خطا معاف کر دیتے ہین جو توبہ کرے۔ اور اپنے گذشتہ افعال پر نادم ہو۔ لیکن اگر تمھین یہ نہین منظور ہے تو کسی اور ملک مین بھاگ کے پناہ لو۔ ورنہ تمھاری خیریت نہین ہے۔ یہ خط پاتے ہی کعب بہت پریشان ہوا۔ اور آخر بھائی کے مشورے کے مطابق مدینے مین آ کے ایک جہنی شخص کے گھر مین اُترا۔ دوسرے دن صبح تڑکے مسجد نبوی مین آیا۔ آنحضرت کے ساتھ نماز پڑھی۔ اور بعد نماز آنحضرت کے ہاتھ مین اپنا ہاتھ دیا۔ اور عرض کیا "یا رسول اللہ۔ اگر کعب بن زہیر توبہ کر کے اور مسلمان ہو کے آئے اور امان مانگے تو آپ اُسے امان دین گے؟" آپ نے

عہ تاریخ الخمیس جلد ۲ صفحہ ۱۴۴ عہ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۱۰۴

فرمایا "بے شک" عرض کیا "تو مین ہی کعب بن زہیر ہون"۔ یہ نام سنتے ہی ایک انصاری شخص جھپٹے اور عرض کیا "یا رسول اللہ اجازت دیجیے کہ دشمن خدا کی گردن مارون!" آپ نے فرمایا "الگ بیٹھو۔ یہ توبہ کرکے آیا ہے"۔ اب پوری طرح امان مل گئی تو کعب بن زہیر نے اپنا قصیدۂ لامیہ جو حضرت سرور کائنات کی مدح مین کہا تھا سنانا شروع کیا۔

اُن کا قصیدہ لامیہ آنحضرت کی شان مین

اور یہی اصلی قصیدۂ بردہ ہے۔ مگر عوام مین ایک اور قصیدہ قصیدۂ بردہ کے نام سے مشہور ہے جو حضرت رسالت سے تقریبًا چھ سو برس بعد تصنیف ہوا تھا کعب بن زہیر کے قصیدے کا مطلع ہے

بانت سعاد فقلبی الیوم متبول   متیم عندہا لم یجز مکبول

(سعاد (معشوقہ) جدا ہوگئی۔ لہذا آج میرا دل چاک چاک ہے مین اُسکے نزدیک ذلیل ہون مغلوب کا کچھ بھی نہین ملا اور اسیر ہون) یہ اٹھاون شعر کا ایک بڑا قصیدہ ہے جس مین جاہلیت کی شاعری اور شعراے عرب کی قادر الکلامی کے بہت سے نمونے نظر آتے ہین۔ پڑھتے پڑھتے جب وہ اس شعر پر پہونچا کہ۔

نُبئتُ انّ رسول اللّٰہ اوعدنی   والعفو عند رسول اللہ مامول

(رسول اللہ نے معاف کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ اور رسول اللہ سے عفو کی بھی امید ہے)

آپ بہت خوش ہوئے۔ اور پھر تھوڑی دور آگے بڑھ کے جب اُس نے یہ شعر سنایا کہ

انّ الرسول لنور یستضاء بہ   مہند من سیوف اللہ مسلول

(رسول اللہ بے شک نور ہین جس سے روشنی حاصل ہوتی ہے اور اللہ کی تلوارون مین سے ایک برہنہ ہندی تلوار ہین)

آپ نے اپنی ردا مبارک جسے اوڑھے بیٹھے تھے اُتار کے دے دی۔ جس کو کعب بن زہیر نے موجب برکت سمجھ کے زندگی بھر بڑی احتیاط سے رکھا اور رہا تک

وہ چادر جو اس قصیدے کے صلے مین مرحمت ہوئی

5 ابن ہشام صفحہ ۸۸۷ و ۸۸۹۔

عزیز تھی کہ جناب معاویہؓ نے اپنے عہد میں دس ہزار مثقال سونا دے کے لینی چاہی تو بھی نہ دی۔ مگر کعب کے بعد اُن کے وارثون نے بیس ہزار مثقال پر حضرت معاویہؓ کے ہاتھ بیچ ڈالی۔ اُس زمانے سے یہ ردا بھی خزانۂ خلافت مین داخل ہوئی۔ اور غالباً اس وقت بھی سلاطین آل عثمان یعنی قسطنطنیہ کے خزانہ تبرکات مین موجود ہے۔ اس لیے کہ سلطان سلیم کے بیٹے سلطان مرادخان کے عہد کے مورخ مصنف تاریخ الخمیس کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس کے وقت تک سلاطین اسلام کے خزانون مین موجود تھی۔

اس قصیدے مین کعب بن زہیر نے صرف مہاجرین کی تعریف کی تھی اور انصار کو کسی جگہ نیکی سے نہین یاد کیا تھا۔ یہ امر انصار کو ناگوار گذرا۔ اور آپ نے بھی یہ ریمارک فرمایا کہ اگر تم انصار کو نیکی سے یاد کرتے تو بے شک وہ اس کے اہل تھے،، تب کعب نے ایک اور قصیدے مین انصار کی بھی زور و شور سے تعریف کی۔ جس مین کہتے ہین

کعب کا دوسرا قصیدہ انصار کی مدح مین

ورثوا المکارم کابرًا عن کابر　　ان الخیار ہم بنو الاخیار

(وہ لوگ (انصار) نسلاً بعد نسلٍ عمدہ خصلتون کے وارث ہوئے۔ وہ اچھے ہین اور اچھون کی اولاد ہین)

بعض لوگ کہتے ہین کہ کعب بن زہیر اسلام لانے سے پیشتر حضرت علیؓ کی بہن اُم ہانی بنت ابی طالب پر اظہار عشق کرتے تھے۔ اور اپنے شاعرانہ خیالات کا نشانہ اُسی پاک دامن ہاشمیہ خاتون کو بنا رکھا تھا۔ جس پر برہم ہو کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دے دیا تھا کہ جہان ملے قتل ہو اور اُس کی زبان کاٹ لی جائے۔

عہ تاریخ الخمیس جلد ۲ صفحہ ۱۳۴　عہ ابن ہشام صفحہ ۸۹۲ و ۸۹۳

عہ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۱۰۵

ولید بن عقبہ کا زکوۃ وصول کرنے بنی المصطلق مین جانا

سنہ ۹ھ کی ابتدا ہی مین ایک عجیب غلط فہمی واقع ہوئی جس نے آپ کے دل مین ایک تھوڑی سی تشویش پیدا کر دی تھی۔ واقعہ یہ ہوا کہ آپ نے ولیدؓ بن عتبہ کو زکوۃ وصدقہ وصول کرنے کے لیے بنی مصطلق کے پاس بھیجا۔ بنی مصطلق اس سے پیشتر صدق دل سے ایمان قبول کر چکے تھے۔ اُن کے مسکنون کے قریب مسجدین بن گئی تھین۔ اور نمازین ادا ہوتی رہتی تھین۔ اُن کو جیسے ہی خبر پہونچی کہ عتبہ زکوۃ وصول کرنے کو آتے ہین جوش وخروش سے استقبال کو آمادہ ہوئے

اور محض غلط فہمی سے واپس آنا

چنانچہ بیس آدمی فرستادۂ بارگاہ رسالت کا خیر مقدم ادا کرنے کے لیے دور تک آئے۔ مگر چونکہ وہ لوگ مسلح تھے اور شان وشوکت سے آرہے تھے عتبہ کو خیال گذرا کہ مخالفت پر آمادہ ہین۔ اور مقابلہ کرنا چاہتے ہین۔ جاہلیت مین عتبہ سے اور ان سے دشمنی بھی رہ چکی تھی۔ اس چیز نے اُنھین ایسی رائے قائم کرنے پر اور آمادہ کیا۔ غرض ان مسلح استقبال کرنے والون کی صورت دیکھتے ہی وہ واپس چل کھڑے ہوئے اور آنحضرت کی خدمت مین حاضر ہو کے عرض کیا کہ وہ لوگ ہتھیار لے کے میرے مقابلے کو اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اور زکوۃ دینے سے انکار کرتے ہین۔ آپ نے یہ سن کے

اس غلط فہمی کا رفع ہونا

ارادہ فرمایا کہ ان کی سرکوبی کے لیے ایک فوج روانہ کی جائے۔ بعض روایتون مین مذکور ہے کہ آپ نے خالدؓ بن ولید کو بھیجا کہ چپکے سے جائین اور مخفی رہ کے دیکھ آئین کہ اُن لوگون کی کیا حالت ہے۔ اور دین اسلام پر قائم ہین یا مرتد ہو گئے۔ خالدؓ گئے۔ اور دیکھا کہ اذانین بھی جاری ہین۔ نمازین جماعت سے ادا ہو رہی ہین۔ اور سوا دینداری اور حضرت رسالت کی اطاعت کے کوئی مخالفت کی کارروائی نہین نظر آتی تو پلٹ کے

آنحضرت کی خدمت مین آئے اور کہا "وہ لوگ دل وجان سے مسلمان ہین اور کسی قسم کی سرکشی کے انداز نہین پائے جاتے" اس اثنا مین خود اُن لوگون کو بھی خبر ہو پہنچ گئی تھی کہ ان کی طرف سے آنحضرت صلعم کے دل مین شبہات پیدا ہوگئے ہین جس کے سنتے ہی ان کا سردار حارث بن ضرار خزاعی مدینے مین آ کے آنحضرت سے ملا۔ آپ نے پوچھا تم نے زکوۃ دینے سے انکار کیا؟ اور میرے قاصد کی جان لینے کے درپے تھے؟ اُس نے کہا جس خدا نے آپ کو مبعوث کیا اس کی قسم ہو کہ ہم سے ایسی خطا سرزد نہین ہوئی۔ پھر وہ سوار بھی خدمت رسالت مین حاضر ہوئے جو عقبہ کے استقبال کو نکلے تھے۔ اور اصل ماجرا بیان کیا۔ تب آپ نے رقم زکوۃ وصول کرنے کے لیے عبّاد بن بشر کو اُن کے ہمراہ روانہ فرمایا۔ اور حکم دیا کہ اُن مین رہ کے زکوۃ بھی وصول کیا کرین۔ اور انھین شریعت اسلام اور قرآن مجید کی بھی تعلیم دین۔

بنی المصطلق خود ہی حاضر ہو کے عذر کرتے ہین

اُن کی زکوۃ وصول کرنے کیلئے بشر مقرر ہوئے

بنی عمرو بن حارثہ کے نام نامہ ہدایت

اسی سال صفر یا ربیع الاول کی پہلی تاریخ آپ نے عبداللہ بن عوسجہ کو ایک خط دے کے بنی عمرو بن حارثہ کے پاس بھیجا۔ اور انھین دین اسلام کی طرف بُلایا۔ اُن لوگون نے دین توحید کے اختیار کرنے سے انکار کیا۔ خط کا جواب بھی نہین دیا۔ اور اُس نامہ ہدایت سے یہ کام لیا کہ جو کچھ لکھا تھا دھو ڈالا۔ اور اپنے ایک چمڑے کے ڈول مین اس کا پیوند لگا لیا۔ عبداللہ ناکام واپس آئے۔ اور جب آپ نے یہ سنا کہ انھون نے خط سے ایسا بیہودہ کام لیا ہو تو ان کی نسبت بددعا کی کہ خدا ان

ان کی احمقانہ گستاخی جو آپ کا ایک معجزہ بن گئی

ع۵ السیرۃ النبویہ جلد ۲ صفحہ ۳۳۱ و ۳۳۲

جس طرح انھون نے یہ حماقت کا کام کیا ہے اسی طرح ہمیشہ بے عقل و بے وقوف رہین چنانچہ کہتے ہین کہ اس قبیلہ کے لوگ اس وقت تک بے عقل ہین۔ ان کے اعضا بیہودگی سے پھڑکا کرتے ہین۔ اور اتنی جلدی بات کرتے ہین کہ بشکل سمجھ مین آتی ہے۔

بنی خثعم کے مقابلے مین قطبہ بن عامر کا سریہ

اسی صفر کے مہینے مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قطبہؓ بن عامر کو بیس بہادر دن پر سردار مقرر کرکے روانہ فرمایا کہ اطراف مکہ مین علاقہ تربہ کے قریب مقام عبشہ مین جا کے بنی خثعم پر حملہ کرین جو سرکشی پر آمادہ تھے۔ قطبہؓ نے جاتے ہی اُن پر تاخت کی۔ اور اُنھون نے بھی جرأت کے ساتھ مقابلہ کیا۔ دونون جانب بہت سے لوگ زخمی ہوئے مگر قطبہؓ نے نہایت شجاعت دکھائی اور دشمنون کے کئی آدمی قتل کرکے فتح حاصل کرلی شکست دینے کے بعد اُن کے اونٹون اور مویشیون کو اور اُن عورتون اور بچون کو جو گرفتار ہوئے تھے مدینے مین لاکے بارگاہ نبوت مین حاضر کیا۔ اور اُن کے مقابلے مین اتنی غنیمت ہاتھ آئی تھی کہ پانچوان حصہ نکالنے کے بعد ہر سپاہی کے حصہ مین چار چار اونٹ اور بیس بیس بھیڑیان آئین

سریہ ضحاک بنی کلاب کے مقابلے مین

ربیع الاول مین آپ نے ضحاکؓ بن سفیان کلابی کو تھوڑی فوج کے ساتھ بنی کلاب کی طرف روانہ کیا ضحاکؓ وہان پہونچے اُن لوگون کو دعوت اسلام کی۔ مگر انھون نے بجائے توحید قبول کرنے کے ہتھیار اٹھائے۔ مسلمان بھی مقابلے کو آمادہ ہوگئے۔ اور لڑائی ہوئی تھوڑی دیر کی نبرد آزمائی کے بعد صحابۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

عـــہ السیرۃ النبویہ جلد ۲ صفحہ ۳۲۱ و ۳۲۲

عـــہ تاریخ الخمیس جلد ۲ صفحہ ۱۲۳

شکست دے دی اور مال غنیمت لے کے مدینے مین واپس آئے۔

سریہ علقمہ جدہ کی طرف حبشیون کی تادیب کے لیے

اسی زمانے مین خبر آئی کہ حبشیون کی ایک جماعت نے اہل جدہ کو دھمکی دی اور اُن پر حملہ کیا چاہتے ہین ان کی تادیب و سرکوبی کے لیے آپ نے ربیع الآخر کے مہینے مین علقمہ بن مجزز مدلجی کو تین سو جان بازان اسلام کے ساتھ روانہ فرمایا کہ سواحل پر جا کے مسلمانون کو حبشیون کے شر سے بچائین۔ علقمہ گئے۔ ایک جزیرے مین جو سمندر کے اندر واقع تھا حبشیون کو پایا۔ اور ارادہ کیا کہ سمندر سے اُتر کے اُن پر حملہ کرین مگر وہ مسلمانون کو آتے دیکھ کے کشتیون پر بیٹھ کے بھاگ کھڑے ہوئے۔ مجبوراً علقمہ مدینہ طیبہ کی طرف واپس روانہ ہوئے " ہمراہیون مین سے بعض لوگون نے کوشش کی کہ اپنے ساتھیون سے پہلے ہی مدینے مین پہونچ جائین اس خیال سے آگے بڑھ آئے۔ ان آگے بڑھ آنے والون پر علقمہ نے عبداللہ بن حذافہ سہمی کو سردار مقرر کر دیا تھا جو ایک ظریف آدمی تھے۔ راستے مین ایک مقام پر

عبداللہ بن حذافہ کا ایک مذاق

ہمراہیون نے آگ روشن کی۔ اور جب اس مین خوب شعلے بھڑکنے لگے تو عبداللہ نے کہا مین چاہتا ہون کہ تم لوگ اس آگ مین پھاند پڑو" خداپرست سپاہی جنھین اپنے سردارون کی فرمان برداری کرنے کا تاکیدی حکم تھا اس حکم کی تعمیل پر بھی آمادہ ہو گئے۔ عبداللہ نے جب دیکھا کہ لوگ آگ مین پھاندا ہی چاہتے ہین تو روکا اور کہا مین مذاق کرتا تھا۔ اس کے بعد جب

اور آنحضرت کا اُس کے خلاف تنبیہ فرمانا

مدینے مین آئے تو کسی نے یہ واقعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بیان کر دیا۔ آپ نے سُن کے فرمایا جو کوئی شخص تمھین کسی گناہ مین مرتکب ہونے کا حکم دے تو ہرگز نہ مانو

ف السیرۃ النبویہ جلد ۲ صفحہ ۱۳۲

بلکہ بعض روایتون سے معلوم ہوتا ہی کہ آپ نے فرمایا اگر وہ لوگ آگ مین چلے جاتے تو پھر کبھی اُس سے نہ نکلتے" یعنی ہمیشہ آگ اور دوزخ ہی مین رہتے عہ

حضرت علیؓ فلس کی مورت توڑنے کو جاتے ہین

اسی ربیع الآخر مین آپ نے جناب علیؓ مرتضیٰ کو حکم دیا کہ قبیلۂ بنی طے مین جاکے اُن کے بُت فلس کو توڑ ڈالین ۔ جناب علیؓ ڈیڑہ سو انصاریون کے ساتھ جو ایک سو اونٹون پر سوار تھے اور اُن کے علاوہ پچاس سوار ہمراہ لے کے بنی طے کی سرزمین کی طرف روانہ ہوئے۔ خالدؓ بن ولید بھی اس سفر مین اُن کے ہمراہ رکاب تھے۔ اس اسلامی لشکر نے منزل مقصود مین پہونچتے ہی دشمنون پر حملہ کر دیا۔ حاتم طائی کا بیٹا عدی جو قوم کا سردار تھا بھاگ کے ارض شام مین چلا گیا۔ اور اُس کی قوم کو مسلمانون نے لوٹا۔ بہت سی عورتون اور بچون کو پکڑ لیا۔ جتنے مویشی ملے اپنے قبضے مین کیے۔ اور فلس اور اُس کے بتخانے کو توڑا اور منہدم کیا۔ بنی غسان کے فرمان روا حارث ابن ابی شمر نے کسی زمانے مین دو عمدہ تلوارین فلس کی مورت پر چڑھائی تھین جو اس وقت تک اُس کے گلے مین لٹکی ہوئی تھین۔ یہ بھی جناب علیؓ نے اپنے قبضے مین لین اور بارگاہ نبوت کی طرف واپس روانہ ہوئے۔ خالدؓ بن

حاتم طائی کی بیٹی سفانہ کا گرفتار ہو کے آنا

ولید نے اس معرکے مین مشہور فیاض عرب حاتم طائی کی بیٹی کو گرفتار کر لیا تھا جس کا نام سفانہ تھا۔ مدینے مین لا کے سفانہ مسجد نبوی کے ایک ایسے حصے مین رکھی گئی۔ جدہر سے حضرت سرور کائنات کا گذر ہوا کرتا تھا۔ پہلے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آتے دیکھ کے اٹھ کھڑی ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ والد قضا کر گئے اور جو خبر گیری کرتا بھاگ گیا

عہ تاریخ الخمیس جلد ۲ صفحہ ۱۳۳ عہ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۱۰۹

سہ تاریخ الخمیس جلد ۲ صفحہ ۱۳۴ للعہ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۱۰۹

آپ نے پوچھا "وہ کون ہے؟" بولی "میرا بھائی عدی بن حاتم" اس کے جواب مین آپ نے فرمایا "جو خدا اور اس کے رسول سے بھاگا ہے" اور چلے گئے۔ دوسرے دن پھر آپ اُدھر سے گذرے اور پھر وہی پہلے دن کی سی گفتگو ہوئی۔ تیسرے دن آپ پھر اُدھر سے تشریف لیے جاتے تھے۔ مگر اب سفانہ مایوس تھی اور کچھ کہنے کا ارادہ نہ تھا حضرت علیؓ نے جو آنحضرتؐ کے پیچھے پیچھے تھے اشارہ کیا۔ اور اُس نے اشارہ پاتے ہی۔ پھر کھڑے ہو کے عرض کیا کہ "یا رسول اللہ والد قضا کر گئے۔ اور جو خبر گیری کرتا بھاگ گیا۔ مجھ پر احسان کیجیے خدا آپ پر احسان کرے گا" آپ نے فرمایا "مین نے تمھاری درخواست منظور کی لیکن ابھی یہان ٹھہرو۔ جب کوئی ایسا قابل اعتبار شخص ملے جو آرام سے تمھین گھر پہونچا دے اُس وقت مجھ سے کہنا" چند روز بعد بنی بلی کا ایک گروہ آیا۔ اور سفانہ نے بارگاہ نبوت مین عرض کیا کہ "اب ایسے لوگ آ گئے جن کے ساتھ مین جا سکتی ہون" آپ نے یہ سن کے اُسے لباس اور سواری دی۔ زاد راہ عطا فرمایا۔ اور کمال شفقت سے رخصت کیا۔ سفانہ یہان سے آزادی پا کے ارض شام مین گئی اپنے بھائی عدی سے ملی۔ عدی نے پوچھا "اس شخص (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کو تو نے کیسا پایا؟" بولی "میری رائے تو یہ ہے کہ تم فوراً جا کے اُن سے ملو۔ اگر وہ واقعی پیغمبر ہین تو جس قدر جلد اطاعت کرو بہتر ہے۔ اور اگر بادشاہ ہین تب بھی کوئی مضائقہ نہین۔ فرمان برداری کرنے کے بعد امن و امان سے رہو گے" عدی نے کہا "بے شک یہی مناسب معلوم ہوتا ہے" چنانچہ آنحضرتؐ کی خدمت مین حاضر ہو کے اسلام قبول کیا۔ اور معزز ترین صحابہؓ مین شمار کیے گئے

اُس کے عدل پر آپ کی شفقت

عدی بن حاتم کا ایمان لانا

ع۵ السیرۃ النبویہ جلد ۲۔ صفحہ ۳۲۴

عدی خود اپنی سرگذشت بیان کرتے ہین

عدی بن حاتم اس سے پیشتر دین عیسوی کے پیرو تھے۔ خود کہتے ہین کہ مین آنحضرت کی خدمت مین حاضر ہوا۔ اور اپنا نام و نشان بتایا۔ آپ مجھے اپنے گھر لے گئے۔ راستے مین ایک ناتوان و ضعیف بڑھیا نے روکا۔ آپ رُک گئے۔ اور دیر تک اُس کی حاجتین سُنتے رہے۔ پھر گھر مین پہونچ کے مجھے بچھونے پر بٹھایا۔ اور خود زمین پہ بیٹھے۔ یہ ایسی باتین تھین جنھین دیکھ کے مین نے اپنے دل مین کہا واقعی یہ پیغمبر برحق ہین۔ بادشاہونکی یہ شان نہین ہوسکتی۔ پھر ارشاد فرمایا "اے عدی تم رعایا سے پیداوار کا چوتھائی

دولت اسلام کی نسبت آپ کی پیشین گوئی

حصہ وصول کیا کرتے ہو۔ یہ امر تو تمھارے دین مین بھی نہین جائز ہے۔ اور شاید تم اس خیال سے اسلام نہین قبول کرتے کہ ہم محتاج نظر آتے ہین۔ اور ہمارے دشمنون کی تعداد بہت زیادہ پاتے ہو۔ مگر خدا ہم کو اتنی دولت دے گا کہ روپیہ ہوگا اور لینے والے نہ ملین گے اور مین قسم کھا کے کہتا ہون کہ کسی دن تم سنو گے کہ ایک عورت قادسیہ سے سوار ہوکے خانہ کعبہ کی زیارت کو آئی۔ اور راستہ بھر سوا خدا کے اُسے کسی کا خوف نہ تھا۔ ایک دن یہ بھی دیکھ لوگے کہ بابل کے سفید محل فتح ہوگئے ہین۔ اور اسلام کے قبضے مین ہین۔" یہ کلمات ہدایت سُن کے مین نے دین اسلام قبول کیا۔ اور خدا کی قسم جو کچھ آپ نے فرمایا تھا آنکھون سے دیکھ لیا۔ یہ امن و امان بھی دیکھا کہ تنہا عورت بے خوف و خطر حج خانہ کعبہ کو آتی ہے۔ اور یہ دولت مندی بھی دیکھی کہ دولت دی جاتی ہے اور کوئی لینے والا نہین ملتا۔"[۵]

سریہ عکاشہ مقام جباب کی طرف

اسی مہینے مین آپ نے عکاشہ بن محصن اسدی کو ایک کافی جماعت کے ساتھ مقام جباب کی طرف روانہ فرمایا جہان قبائل

---

[۵] ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۲۰۹

عذرہ اور بلی آباد تھے۔ مگر اس سریہ کے متعلق سوا اتنے واقعے کے کہ روانہ کیا گیا تھا اور کچھ حال مورخین کو نہیں معلوم ہو سکا۔

باب سی ویکم

غزوۂ تبوک یا غزوۂ عسرۃ

غزوۂ تبوک یا غزوۂ عسرۃ۔ اسلام اور نصرانیت کا مقابلہ۔ اس غزوے کا سبب۔ رومی لشکر کا جمع ہونا۔ مسلمانوں کی تیاری مقابلے کے لیے۔ اس عظیم الشان مہم کے لیے مسلمانوں کی فیاضیاں۔ مسلمانوں کی بے سروسامانی۔ منافقین کی فتنہ پردازیاں۔ اس گھر میں آگ لگا دی گئی جس میں منافق فتنہ پردازی کی کمیٹیاں کیا کرتے تھے۔ آپ حضرت علی کو اپنی جگہ مدینے میں چھوڑتے ہیں۔ روانگی جو سچے مسلمان نفس کے پھندے میں پھنس کے آپ کے ساتھ نہ گئے۔ اور ان کی عبرت ناک توبہ۔ عساکر صحابہ کی ترتیب۔ اور ان کا شمار۔ قوم ثمود کے آثار۔ آپ کا غضب الٰہی کی اس یادگار سے ڈرنا۔ آپ کی نافرمانی کے نتائج۔ آپ کی دعا سے پانی برسنا۔ ایک اور معجزۂ نبوت۔ ابوذر کی سچی جان نثاری۔ آپ کا ورود تبوک میں مگر دشمن کا پتہ نہ تھا۔ تاہم یہ سفر بیکار نہیں ہوا۔ آپ کی تحریر یوحنا بن روبہ حاکم ایلہ کے نام۔ آپ کی تحریر اہل اذرح وجرباء کے نام۔ خالد بن ولید کا قلعہ دومۃ الجندل پر روانہ ہونا۔ اور حضرت رسالت ؐ کے وعدے کے مطابق وہاں کے حاکم کو بہ آسانی گرفتار کر لینا۔ خالد کا حملہ قلعہ مذکور پر۔ اور صلح کے ساتھ اس قلعہ کا فتح ہونا۔ صحابہ کے مشورے سے آپ کی واپسی۔ آپ کے معجزے سے ایک خشک چشمے کا سرسبز ہو جانا۔

غزوۂ تبوک یا غزوۂ عسرۃ

اس کے بعد دو مہینے تک کسی خاص واقعے کا پتہ نہیں لگتا۔ اور غالباً ان میں سے پچھلا مہینہ اس سب سے بڑی اور نہایت ہی عظیم الشان مہم کی

تیاریون مین صرف ہوا ہوگا جو غزوۂ تبوک یا غزوۂ عسرۃ کے نام سے مشہور ہی

اسلام اور نصرانیت کا مقابلہ

اور جس کے لیے رجب کے مہینے مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک بڑا اور تمام غزوات سے زیادہ زبردست لشکر ہمراہ لے کے روانہ ہوئے تھے۔ اگرچہ قبائل عرب مین بھی بعض نصرانی بہادر موجود تھے۔ اور ان سے اسلام کو مقابلہ کرنا پڑا تھا مگر عیسویت کا اصلی مقابلہ اُنھین معرکون کو کہنا چاہیئے جو دولت روم اور مسلمانون کے درمیان مین پیش آئے۔ اور یہی معرکے ان مسلسل لڑائیون کی بنیاد ہین جو بعد کے زمانون مین پیش آتی رہین۔

ان معرکون مین سے پہلا تو وہ تھا جسے ہم سریۂ موتہ کے نام سے بیان کر آئے ہین۔ اور دوسری یہ مہم ہی جو غزوۂ تبوک کہلاتی ہی۔

اس غزوے کا سبب

اس غزوے کا سبب اگرچہ مختلف روایتون مین جدا جدا واقعات بتائے گئے ہین مگر اُن سب کا خلاصہ یہ ہی کہ بنی غسان جو عرب کے شمالی حصے مین حکومت کر رہے تھے اور دولت روم کی ماتحتی مین ایک مدت دراز سے اپنی شان و شوکت بڑھاتے رہتے تھے اب جزیرہ نمائے عرب مین اسلام کو ترقی کرتے اور آپ کی قوت کو بڑھتے دیکھ کے گھبرائے۔ اور ڈرے کہ کہین ایسا نہ ہو ہمین بھی اپنی وقعت و سلطنت کھو کے اسلام کے آگے عاجزی سے سر جھکانا پڑے۔ علاوہ برین اس سے پیشتر تمام قبائل عرب مین غسانیون کی دھاک بیٹھی ہوئی تھی۔ اُن کے جاہ وجلال کے واقعات عربی صحرانشینون کی طرح بیان کیے جاتے تھے۔ لیکن اب وہ زمانہ آگیا تھا کہ اہل عرب کے دلون مین اُن کی بے وقعتی ہونے لگی تھی۔ اور ان کے فرمان رواؤن کے عوض حضرت رسالتؐ کا

تام شہرت وعظمت حاصل کرتا جاتا تھا۔ بس یہی چیزین تھین جن پر بنی غسان کو حسد آیا۔ اور تنہا اپنی قوت کو غیر کافی خیال کر کے اس امر پر آمادہ ہوئے کہ دولت روم کو اسلام کی بیخ کنی پر آمادہ کر دین۔

رومی لشکر کا جمع ہونا | اب خواہ جان بوجھ کے فریب دینے کے لیے یا واقعی یہ غلط خبر سُن کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا۔ اور اہل عرب قحط ومصیبت مین مبتلا ہین فرمان روا سے بنی غسان نے قیصر روم ہرقل کو لکھا کہ اگر آپ عرب والون کو اپنے دین کا پابند بنانا چاہتے ہین تو اس سے بہتر اور مناسب موقع نہین مل سکتا۔ یہ خبر پاتے ہی ہرقل فوج کشی پر آمادہ ہو گیا۔ ایک بڑا رومی لشکر مجتمع ہوا۔ اور بنی غسان کی کوشش سے روم کے عقابی جھنڈے کے نیچے بہت سے عرب کے نصرانی قبائل بھی جمع ہو گئے۔ جن مین بنی لخم بنی جذام بنی عاملہ اور بنی غسان وغیرہ تھے ایک رومی سردار چالیس ہزار کی جمعیت سے آگے بڑھا اور ارض غسان کی دارالسلطنت بلقاء مین پہنچ کے پڑاؤ ڈال دیا۔ اور خود ہرقل شام کے پرانے شہر حمص مین ٹھہر گیا

مسلمانون کی تیاری مقابلے کیلئے | بنجارے اور تاجرانہ قافلے جو ارض شام سے روغن زیتون وغیرہ مدینے اور عرب کے بازارون مین لاکے بیچا کرتے تھے اُن کے ذریعے سے یہ خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوئی۔ اور آپ بھی مستعدی وسرگرمی سے رومیون کے روکنے اور بڑھ کے مقابلہ کرنے کا سامان کرنے لگے ان دنون گرمیون کا موسم تھا بلا کی تپش ہوتی تھی۔ اور اس کے ساتھ خوراک کی بھی کمی تھی۔ اس لیے کہ فصل کا آخری زمانہ تھا۔ پھل پک کے تیار ہو رہے تھے اور لوگون کو زیادہ فکر اسی بات کی تھی کہ اپنے باغون کی حفاظت کرین۔ اور نئی فصل سے فائدہ اٹھانے کی کوشش مین غافل نہ ہون۔ بہرحال یہ ایسا زمانہ تھا

عـه السیرۃ النبویہ جلد ۲ صفحہ ۳۲۶ عـه تاریخ الخمیس جلد ۲ صفحہ ۱۳۶

کہ کسی لشکر کا مرتب کرنا اور ایسی دور دراز مہم کے لیے تیار ہو جانا قبائل عرب کے لیے نہایت دشوار اور ضرر رسان تھا۔ انہین دشواریون کی وجہ سے اس مہم کا نام غزوۂ عسرۃ اور اس فوج کا نام جو رومیون کے مقابلے کو تیار ہوئی جیش عسرۃ رکھ دیا گیا۔

آپ کا ہمیشہ اور ہر غزوے مین معمول رہا تھا کہ سفر جہاد پر روانہ ہوتے وقت لوگون پر ظاہر نہین فرماتے تھے کہ کن لوگون کے مقابلے کو اور کہان جانا ہے مگر انہین دشواریون کے خیال سے اس غزوے مین آپ نے سب کو پہلے ہی سے خبر کر دی تھی کہ ارض تبوک مین اور بنی الاصفر کے مقابلے کو جانا ہے۔ غرض سب لوگون کو حکم ہوا کہ تیار ہو جائین اور جس طرح بنے سامان سفر مہیا کرلین۔ ہزارہا ایسے غربا تھے جن کے پاس نہ سواری تھی اور نہ غذا جن کے لیے آپ نے صاحب استطاعت مسلمانون کو فیاضی اور غازیون کی خبر گیری پر آمادہ فرمایا۔ اور سچے مسلمان بڑے جوش و خروش سے مال و دولت اور مختلف قسم کا سامان لالا کے حاضر کرنے لگے۔ سب کے پہلے ابوبکر صدیق نے جوش فیاضی دکھایا۔ اور چار ہزار درہم حضرت رسالتؐ کے سامنے لا کے رکھ دیے۔ آپ نے پوچھا کچھ اپنے اہل و عیال کے لیے بھی باقی رکھا؟ عرض کیا "اُن کے لیے خدا اور رسول کافی ہین"۔ عمر فاروق نے اپنے کل سرمائے کا پورا نصف حصہ خدا کی راہ مین دے دیا۔ عبدالرحمن بن عوف نے دو سو اوقیہ چاندی لا کے حاضر کی عاصمؓ بن عدی نے ستر وسق خرمے پیشکش کیے۔ اور جناب عثمانؓ نے اپنی دولتمندی کے مطابق یہ سب سے بڑا اور نمایان کام کیا کہ ایک تہائی فوج کے لے جانے اور اس کی خوراک کا بندوبست خاص اپنے پاس سے کر دیا جس کی تفصیل مین بڑا اختلاف ہے۔ بعض راویون کا بیان ہے کہ ایک ہزار اونٹ اور ستر گھوڑے

اس عظیم الشان مہم کے لیے مسلمانون کی فیاضیان

عہ ابن اثیر جلد ۲۔ صفحہ ۱۰۶ عہ ابن ہشام صفحہ ۸۹۴

دیے تھے بعض تین سو اونٹ اور ایک ہزار دینار لکھتے ہین۔ بعض صرف ایک ہزار دینار بتاتے ہین اور بعض دس ہزار دینار۔ بہر تقدیر حضرت عثمانؓ نے اتنا دیا اور اس جہاد مین غربا سے مجاہدین کی اس قدر مدد کی کہ حضرت سرورکائنات متیحر ہو گئے۔ اور جوش مسرت سے دعا فرمائی "خداوندا! تو عثمانؓ سے راضی ہو اس لئے کہ مین اُن سے راضی ہون" پھر فرمایا "اب اس کے بعد عثمانؓ کے لیے کوئی اندیشہ نہین ہے"[1] اسی طرح ہر شخص نے اپنی استطاعت وحیثیت کے موافق فیاضی دکھائی۔ بہت سے لوگون نے یہ کیا کہ اپنے ساتھ کسی ایک اور شخص کے لیے جانے کا بندوبست کر لیا۔ عورتون نے ثواب آخرت حاصل کرنے کے شوق مین اپنی بالیان اور انگوٹھیان گھونگرو۔ بازوبند۔ اور خوشبو کا مشک وغیرہ جو کچھ ممکن ہوا لالا کے حاضر کر دیا۔[2]

مسلمانون کی بے سروسامانی

مگر باوجود اس کے کہ پُرجوش مسلمانون نے ایسی ایسی فیاضیان دکھائین پوری فوج کے روانہ ہونے کا بندوبست نہ ہوسکا۔ چنانچہ سات آدمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس روتے ہوئے آئے اور درخواست کی کہ یارسولؐ ہمین سواری اور زادراہ مرحمت ہو۔ آپ اُن کے لیے کوئی سامان فراہم نہ کر سکے۔ اور وہ روتے ہوئے واپس گئے۔ اُن مین سے دو کو یامین بن عمیرؓ نے ایک اونٹ دے دیا جس پر باری باری چڑھتے ہوئے روانہ ہو گئے اور باقی پانچ آدمیون کے لیے کوئی بندوبست نہ ہو سکا۔

منافقین کی فتنہ پردازیان

مگر منافقین اس موقع پر بھی اپنے شر اور اپنی دنائت سے باز نہ آئے۔ پیہم کوشش کر رہے تھے کہ لوگون کو ڈرا دھمکا کے اور بہلا پھسلا کے روک رکھین۔ ہر شخص کو رومیون کی ہیبت وسطوت سے ڈراتے

[1] السیرۃ النبویہ جلد ۲ صفحہ ۲۳۶ [2] تاریخ الخمیس جلد ۲ صفحہ ۱۳۷

یاد دلاتے کہ تمھارے باغون کی فصلین بے پروائی سے غارت ہو جائین گی۔ اس گرمی اور تپش مین ہلاک ہو جاؤ گے۔ الغرض اپنے نزدیک لوگون کے روکنے مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرتے تھے۔ مگر آنحضرتؐ کا یہ طرز عمل تھا کہ منافقین کی بھی دل دہی کیے جاتے اُن کے دلون کے ہاتھ مین لینے کی کوشش کرتے۔ اور اُنہین اُنھین کے مذاق کے موافق لڑائی اور جہاد پر آمادہ فرماتے۔ چنانچہ جدؔ بن قیسؔ سے جو منافقون مین نہایت ہی صاحب اثر اور متمول شخص تھا آپ نے فرمایا تمھین بنی الاصفر (رومیون) کی لڑکیون کے دیکھنے کا شوق ہے؟" اُس نے کہا "میری قوم کے تمام لوگ جانتے ہین کہ مین عورتون پر بہت جلد فریفتہ ہو جاتا ہون مجھے اندیشہ ہے کہ وہان بنی الاصفر کی حسین وصاحب جمال عورتین دیکھ کے مین بیتاب نہ ہو جاؤن مناسب ہو تو مجھے یہین رہنے دیجیے۔ اور فتنے مین نہ ڈالیے"۔ آپ نے ناگواری کے ساتھ فرمایا "مین نے تمھین ٹھہرنے کی اجازت دی[ع]"

جدؔ بن قیسؔ تو منافقین مین تھا مگر اُس کا بیٹا عبداللہؔ بن جدؔ سچا پرجوش مسلمان تھا۔ اور ان معزز و واجب التعظیم صحابیون مین شمار کیا جاتا تھا جنھین معرکۂ بدرؔ مین شریک ہونے کی عزت حاصل ہوئی تھی۔ جب اس نے اپنے باپ کا یہ واقعہ سنا تو اُسے لعنت ملامت کی اور کہا تم کو خدا نے دولت دی ہے تمھارے لیے کیا عذر ہو سکتا ہے جو جہاد سے بھاگتے ہو۔ اور مجھے اندیشہ ہے کہ تمھارے اس بے موقع بیٹھ رہنے پر خدا کا عتاب نہ نازل ہو۔ اور تمھاری مذمت مین کوئی آیت نہ اُترے۔ اور واقعی ایسا ہی ہوا۔ اس لیے کہ آیۂ کریمہ ومنہم من یقول ائذن لی ولا تفتنی الخ (اور اُن مین (منافقین مین) سے وہ شخص ہے جو کہتا ہے مجھے ٹھہرنے کی اجازت دو اور فتنے مین نہ ڈالو) اسی شخص کی شان مین اُتری ہے۔

[عہ] ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۱۰۶ [عہ] تاریخ الخمیس جلد ۲ صفحہ ۱۲۷

منافقین جہان اور مخالفانہ کارروائیان کر رہے تھے وہان ایک یہ بھی تھی کہ سویلم یہودی کے گھر مین جمع ہو ہو کے خاص اس بات کی کوششین اور تدبیرین کرتے کہ یہ لوگ آپ کا ساتھ دینے اور اس سفر جہاد پر جانے سے انکار کرین - یہ باغیانہ کمیٹی خفیہ ہی خفیہ دراندازیان کر رہی تھی کہ آپ کو حال معلوم ہو گیا - آپ نے طلحہؓ بن جبید اللہ کو چند اور صحابی ساتھ کر کے بھیجا کہ اُس گھر مین جا کے آگ لگا دو جناب طلحہؓ نے حسب فرمان نبوت پہونچتے ہی بے تکلف آگ لگا دی - اور جو لوگ اس مین تھے نکل نکل کے بھاگے - جن مین سے ضحاکؔ بن خلیفہ بھاگتے وقت پچھواڑے کی طرف اس بدحواسی سے کودا کہ ٹانگ ٹوٹ گئی۔

اُس گھر مین آگ لگا دی گئی جسمین منافقین فتنہ پردازی کی کمیٹیان کیا کرتے تھے

مگر منافقین کی یہ ذلیل کوششین بالکل بے کار ثابت ہوئین - اور آپ نے پورا اور کافی لشکر فراہم کر لیا - اور سباع بن عرفطہ کو والی مدینہ بنا کے اور حضرت علیؓ مرتضیٰ کو اپنے اہل و عیال کا متکفل قرار دے کے مدینے سے باہر نکلے - منافقین نے مشہور کر دیا کہ آپ حضرت علیؓ کو بار سمجھ کے پیچھے ڈال گئے ہین اس کا جناب مرتضوی پر اس قدر اثر ہوا کہ ہتھیار لگا کے مدینے سے نکلے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے راستے مین جا ملے اور عرض کیا کہ "منافقین ایسا کہتے ہین" آپ نے فرمایا "جھوٹے ہین - جن لوگون کو مین مدینے مین چھوڑ آیا ہون اُن کے واسطے تم کو اپنا جانشین بنا کے جاتا ہون - کیا تمھین یہ نہین پسند ہے کہ میرے ساتھ تمھاری وہی نسبت رہے جو نسبت موسیٰ کے ساتھ ہارونؑ کو تھی - اگرچہ میرے بعد کوئی پیغمبر نہین ہو سکتا" الغرض یہ کلمات تشفی سُن کے حضرت علیؓ اطمینان کے ساتھ مدینے مین واپس آئے اور آپ نے لشکر آگے بڑھا کے

آپ حضرت علیؓ کو اپنی جگہ مدینے مین چھوڑتے ہین

---

۶۵ ابن ہشام صفحہ ۸۹۵ ۶۶ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۱۰۶ -

جانب توجہ کی۔

روانگی

آپ نے مدینے سے نکل کے تمام فوج اور کل ہمراہیون کے ساتھ اُس پہاڑی کے دامن مین پڑاؤ ڈالا جو ثنیۃ الوداع کہلاتی تھی اور جہان تک مدینے والے آکے لوگون کو رخصت کیا کرتے تھے۔ یہان تک بہت سے منافقین بھی ہمراہ آئے تھے۔ مگر جب یہان سے کوچ کرنے کا وقت آیا تو پرانا مشہور منافق عبداللہ بن ابی بن سلول اور اس کے تمام ہم مذاق وہم خیال واپس گئے۔ واپسی کے وقت ابن ابی کی زبان پر تھا کہ واہ! محمدؐ اور بنی الاصفر (رومیون) کا مقابلہ! اور اس شکستہ حالی اور اس گرمی مین! اور پھر اتنی دور جا کے! محمدؐ بنی الاصفر سے لڑنا کھیل سمجھے ہین! مجھے ایسا نظر آتا ہے کہ جیسے ان کے ساتھی رسیون مین بندھے ہوئے ہین۔"

جو سچے مسلمان نفس کے پھندے مین پھنس کے آپ کے ساتھ نہ گئے

خیر ان لوگون کا ٹھہر جانا تو کوئی تعجب کی بات نہین ہے مگر حیرت یہ ہے کہ چار سچے اور خالص دلدادگان توحید نے بھی خدا جانے کیا خیال کر کے آپ کے ساتھ جانے سے چشم پوشی کی۔ جن کے نام یہ ہین ابوخیثمہ۔ کعب بن مالک۔ مرارہ بن ربیع۔ اور ہلال بن امیہ۔ ان مین سے ابوخیثمہ پر خدا مہربان ہوا۔ اور آنحضرتؐ کے کوچ کرنے کے چند روز بعد ایک دن گھر مین آئے۔ اُنکی دو بیویان تھین۔ اور دیکھا کہ دونون نے اپنے اپنے حجرون مین پانی چھڑک رکھا ہے ٹھنڈا پانی اور عمدہ کھانا تیار ہے۔ یہ لطف کا سامان دیکھ کے یکایک تنبہ ہوا۔ بولے رسول اللہؐ تو لو اور تپش کی مصیبت مین مبتلا ہین۔ اور ابوخیثمہ گھر مین رہ کے سایے مین بیٹھے اور ٹھنڈا پانی پیے! یہ انصاف کے خلاف ہے۔ خدا کی قسم جب تک مین جا کے رسول اللہ سے نہ مل جاؤن۔ یہ دونون حجرے مجھ پر حرام ہین" بس اسی وقت اونٹ تیار کیا۔ زاد راہ لیا۔ اور اکیلے چل کھڑے ہوئے۔ اور خاص شہر تبوک مین جا کے

عــه السیرۃ النبویہ جلد ۲ صفحہ ۲۳۹

آپ سے ملاقی ہو گئے۔[؏]

اور اُن کی عبرت ناک

مگر باقی ماندہ تین آدمیون کی توبہ بڑی مصیبت سے قبول ہوئی اُن سے یہ ایسی خطا سرزد ہوئی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بغیر خدا کی منظوری کے اُن کو معاف کرنا بھی اپنے اختیار سے باہر خیال فرماتے تھے۔ اور اسی وجہ سے تبوک سے واپس آتے ہی آپ نے تمام مسلمانون کو حکم دے دیا کہ خبردار کوئی اُن سے نہ ملے جلے ساتھ بٹھائے اور نہ بات کرے جس کے معنے یہ ہین کہ اپنی برادری یا اپنی سوسائٹی سے نکال دیا۔ اور اسی کو آج کل انگریزی خوانون کی اصطلاح مین "وُوٹ آف سینشور پاس کرنا" کہتے ہین۔ لیکن شاید کبھی کسی کو سوسائٹی سے نکالے جانے پر اتنی شدید اور ایسی سخت مصیبت نہ برداشت کرنی پڑی ہو گی جیسی کہ ان تین گنا ہگار صحابیون کو برداشت کرنی پڑی۔ اور سب منافقون نے آپ کے سامنے آآکے اور قسمین کھا کھا کے جھوٹے عذرات پیش کیے اور آپ نے بلا تکلف قبول کر لیے۔ مگر ان راست باز صحابیون نے نہ کوئی عذر پیش کیا اور نہ اُن کی خطا معاف ہوئی کعب بن مالک جو ان مین سب سے زیادہ معزز تھے خود بیان کرتے ہین کہ میرے نہ جانے کا سبب سوا سُستی اور کاہلی کے اور کچھ نہ تھا۔ جب تک کوچ کی تیاریان ہو رہی تھین مین اطمینان سے بیٹھا تھا اور کہتا تھا کہ جب آپ چلین گے فوراً تیار ہو جاؤن گا۔ مگر جب آپ چل کھڑے ہوئے اور مین تیار نہ تھا تو دل مین کہا بہتر کل جا کے آپ سے راستے مین مل جاؤن گا۔ کل ہوئی تو مین نے کہا اب کل چلون گا۔ بس یون ہی سُستی کی بدولت کل کل کہتا رہ گیا اور آپ واپس آگئے اب منافقین نے تو جھوٹے عذر بنا بنا کے پیش کیے مگر مین نے جھوٹ بولنا مناسب نہ جانا اور جو اصل حقیقت تھی بیان کر دی۔ آپ نے کہا تم نے سچ کہہ دیا

؏ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۱۰۶

اب اٹھو جاؤ۔ اور تمھارے بارے مین جو فیصلہ خدا کرے، گا وہی ہوگا اس کے
بعد آپ نے منع کر دیا کہ ہم تینون سے جو بے عذر گھر مین بیٹھ رہے تھے
لوگ بات چیت نہ کرین۔ اس حکم کا یہ نتیجہ ہوا کہ جیسے دنیا نے ہمین چھوڑ دیا۔
لوگ ہمارے سامنے سے بھاگتے تھے۔ یہ حالت تھی کہ جیسے کبھی کسی سے شناسائی
بھی نہ تھی۔ چند ہی روز مین زندگی سے عاجز آ گیا میرے دونون ہم خطا تو اپنے
گھرون مین دروازہ بند کر کے بیٹھ رہے مگر مین جوان تھا۔ نماز پڑھنے کو مسجد مین آتا
تھا۔ بازار دن مین پھرتا تھا۔ اور اس حالت مین جو کسی کو بات کرتے نہ دیکھتا
تو مجھے جنون سا ہوا جاتا تھا۔ مسجد مین آ کے آنحضرتؐ کو سلام کرتا اور کر کے دیکھتا
کہ جواب کے لیے آپ کے ہونٹھ ہلے یا نہین۔ مگر کچھ نہ معلوم ہوتا۔ مین جب نماز مین
ہوتا آپ میری طرف دیکھتے۔ اور جب مین آپ کی طرف آنکھ اُٹھاتا تو آپ دوسری
طرف منھ پھیر لیتے۔ اس پریشانی مین ایک دن مین ابو قتادہ کے احاطے کی
دیوار پر چڑھ گیا۔ جن سے مجھ سے بہت ہی محبت اور راہ و رسم تھی۔ اور احاطے مین
ابو قتادہ کو دیکھ کے سلام کیا۔ مگر خدا کی قسم انھون نے سلام کا جواب نہین دیا۔ مین نے
قسم دلا کے پوچھا بتاؤ مین خدا اور رسول کو دوست رکھتا ہون یا نہین"؟ اس کا بھی جواب
نہ ملا۔ مین نے پھر قسم دلائی اور پھر جواب ندارد۔ آخر مین نے تیسری دفعہ قسم دلائی تو
وہ بولے "اس کو خدا اور رسول ہی جان سکتے ہین کہ تم خدا اور رسول کو دوست رکھتے ہو
یا نہین"۔ یہ سُن کے میری آنکھون سے آنسو جاری ہو گئے۔ اور اُٹھ کے چلا آیا۔

دوسرے دن مین بازار مین گیا تو کیا دیکھتا ہون کہ ایک شامی بنیا جو غلہ
وغیرہ بیچنے کو لایا تھا لوگون سے میرا پتہ پوچھ رہا ہی۔ لوگون نے اشارے سے بتا دیا
اور اُس نے میرے پاس آ کے ایک خط میرے ہاتھ مین دیا۔ پڑھتا جو ہون تو فرمانروائے
آل غسان کا خط ہی۔ اور مضمون یہ ہی کہ "ہم نے سنا تمھارے صاحب (سردار عرب)

تم پر ظلم کیا۔ مگر تم کوئی ذلیل شخص نہین ہو۔ ہمارے پاس چلے آؤ۔ یہان تمھارے ساتھ ہمدردی کی جائے گی۔" یہ خط پڑھتے ہی میرے ہوش اُڑ گئے۔ اور مین نے دل مین کہا یہ اور آفت ہو۔ اب مین اس درجے کو پہونچ گیا کہ جو لوگ شرک مین مبتلا ہین وہ مجھے اپنی طرف بلاتے ہین!" یہ کہتے ہی مین نے لپک کے وہ خط ایک تنور مین ڈال دیا۔

الغرض ہم تینون آدمیون کو اسی حالت مین چالیس دن گذر گئے۔ چالیسوین دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھیجا ہوا ایک شخص میرے پاس آیا اور کہا "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ اپنی بیوی سے بھی علٰحدہ ہو جاؤ" مین نے پوچھا کیا طلاق دے دون؟" کہا طلاق نہین۔ مگر ملو جلو نہین! اور اس کے پاس نہ جاؤ۔" اور ایسا ہی حکم اسی دن میرے اُن ہم گناہون کے پاس بھی پہونچا۔ مین نے فوراً اپنی بیوی سے کہا "تم اب اپنے میکے چلی جاؤ۔ دیکھو خدا کیا کرتا ہو۔" اب مین بالکل یکہ و تنہا تھا۔

ہم تینون مین ہلال بن اُمیہ بالکل بوڑھے تھے۔ اُن کی بیوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دوڑی گئین۔ اور عرض کیا "یا رسولؐ اللہ ہلال بالکل بوڑھے ہین کوئی خادم پاس نہین ہو۔ کیا مین اُن کا کوئی کام بھی نہ کرون؟" آپ نے فرمایا "نہین میرا یہ مطلب نہین ہو۔ صرف اُن سے علٰحدہ رہو۔" ہلال کی بیوی نے کہا ان کی تو یہ حالت ہو رہی ہو کہ جب سے آپ ناراض ہین سوا رونے کے کوئی کام بھی نہین۔ اور مجھے اندیشہ ہو کہ اُن کی آنکھین نہ جاتی رہین۔"

یہ سُن کے میری ایک بیوی نے کہا "تم بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت حاصل کر لو کہ مین تمھاری خدمت کیا کرون۔" مین نے کہا "نہین۔ مین جوان ہون اور آپ کو اس کا مستحق نہین پاتا۔ اور خدا جانے پوچھون تو رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کیا فرمائین - الغرض مین نے ایسی درخواست پیش کرنے سے قطعی انکار کر دیا - اور اس واقعے کو بھی دس دن گذر گئے - اب ہمین معتوب ہوئے پورے پچاس دن ہوئے تھے - اور میری یہ حالت تھی کہ اپنے ایک مکان کی چھت پر ایک خیمے مین پڑا رہتا تھا پچاسوین صبح کو اسی خیمے مین فجر کی نماز پڑھ کے بیٹھا تھا کہ دیکھا ایک شخص ایک ٹیلے پر چڑھا ہو اور پکار رہا ہو "اے کعبؓ بن مالک تمھین بشارت ہو!" یہ صدا سنتے ہی مین سجدے مین گر پڑا -

اور واقعہ یہ ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز پڑھتے ہی صحابہؓ پر ظاہر فرمایا کہ "خدا نے ہم لوگون کی توبہ قبول کی" - لوگ ہمین بشارت دینے کو دوڑے - ایک شخص گھوڑے پر سوار ہو کے میری طرف دوڑا - مگر اس سے پہلے ہی مجھے اس شخص کی آواز نے مطلع کر دیا جس نے ٹیلے پر چڑھ کے اپنی صدا بلند کی تھی - اور اگرچہ میرے پاس سوا اُن کپڑون کے جو پہنے ہوئے تھا اور کوئی جوڑا نہ تھا مگر خوشی کے جوش مین اُس بشارت دینے والے کو جب میرے پاس آیا تو اپنے کپڑے اُتار کے دے دیئے پھر کسی اور سے ایک جوڑا مانگ کے پہنا اور بارگاہ رسالتؐ مین حاضر ہوا - طلحہؓ بن عبید اللہ نے اُٹھ کے میرا استقبال کیا - اور جب مین نے آنحضرتؐ کو سلام کیا تو آپ نے فرمایا "تمھین بشارت ہو - اس لیے کہ جب سے تم پیدا ہوئے ہو آج تک ایسا خوشی کا دن تمھین نہ نصیب ہوا ہو گا" اس کے بعد سوا خیبر کی تھوڑی زمین کے مین نے اپنی تمام جائداد خدا کی راہ مین دے دی - اور چونکہ راستبازی کے ثمرے مین یہ برکت حاصل ہوئی تھی لہذا عہد کیا کہ اب کبھی زندگی بھر جھوٹ نہ بولون گا"

اس موقع پر ان بزرگ صحابیون کی توبہ قبول ہونے مین جو آیتین نازل ہوئین وہ یہان سے شروع ہوئی ہین لقد تاب اللہ علی النبی والمہاجرین

والانصار الذین اتبعوہ فی ساعۃ العسرۃ من بعد ما کان تزیغ قلوب فریق منہم ثم تاب علیہم انہ بہم رؤوف رحیم وعلی الثلثۃ الذین خلفوا الخ (اللہ نے توبہ قبول کی نبی کی اور مہاجرین وانصار کی جنھون نے دشواری کے وقت اُس نبی کا ساتھ دیا۔ بعد اس کے کہ ان مین سے ایک گروہ کے دلون مین خرابی تھی۔ پھر اللہ نے اُن کی توبہ قبول کی وہ بخشنے والا مہربان ہے۔ اور ان تین لوگون کی بھی توبہ قبول کی جو پیچھے رہ گئے تھے)

عساکر صحابہ کی ترتیب | جب ثنیۃ الوداع سے چلنے کا وقت آیا تو آپ نے لشکر اسلام کو ترتیب دیا۔ سب سے بڑا علم ابوبکر صدیقؓ کو عطا ہوا۔ اور سب سے بڑی بیرق زبیرؓ بن عوام کو مرحمت کی گئی۔ پھر انصار مین سے بنی اوس کا نشان اسیدؓ بن حضیر کو اور بنی خزرج کا نشان حبابؓ بن منذر کو ملا۔ اور اسی طرح تمام قبائل عرب اور جماعت ہائے انصار کے جدا جدا نشان معزز لوگون کے ہاتھون مین دیئے گئے۔ اور اسی وقت اندازہ کیا گیا تو معلوم ہوا کہ علم اسلام کے نیچے کل تیس ہزار جان بازان توحید ہین

اور اُن کا شمار | جن مین دس ہزار سوار ہین۔ اور باقی پیدل غزوہ تبوک کے لشکر کی تعداد مین اکثر راوی مختلف ہین بعض چالیس ہزار بتاتے ہین اور بعض ستر ہزار مگر صحیح یہی معلوم ہوتا ہے کہ کل تیس ہزار کی جماعت تھی

قوم ثمود کے آثار | یہان سے کوچ کرنے کے بعد آپ منازل سفر طے کرتے اور مختلف وادیون مین پڑاؤ ڈالتے ہوئے مقام حجر مین پہونچے۔ جہان قدیم الایام مین قوم ثمود آباد تھی اور یہی وہ جگہ تھی جہان اس تباہ شدہ قوم پر خدا کا عذاب نازل ہوا تھا۔ اُن کی

آپ کا غضب الٰہی کی اس یادگار سے ڈرنا | عظمت وشوکت اور غضب الٰہی کے آثار اس وقت تک نمایان تھے۔ جن کو دیکھ کے آپ کو عبرت معلوم ہوئی اور خدا کا جلال ایسی نمایان شان سے نظر آیا کہ تمام لوگون کو حکم دے دیا

ع ابن ہشام صفحہ ۹۰۷ تا ۹۱۳ ع السیرۃ النبویہ جلد ۲ صفحہ ۳۳۹

یہان کا نہ پانی پیو نہ اُس سے وضو کرو۔ اور اگر آٹا و اٹا گوندہ لیا ہو تو اُسے بھی پھینک دو یا اونٹون کو کھلا دو۔ اور نہ یہان کی کوئی چیز کھاؤ۔ اور یہ بھی خیال رکھو کہ کوئی شخص بغیر کسی اور کو ساتھ لیے ہوئے تنہا باہر نہ جائے"۔ کل جان نثاران رسالت نے

آپ کی نافرمانی کے نتایج

اس حکم کی تعمیل کی مگر اتفاقاً دو شخص تنہا لشکر گاہ سے باہر چلے گئے تھے۔ ایک تو حاجت ضروری کے لیے گیا تھا اور دوسرا اپنے اونٹ کی تلاش مین مگر اس نافرمانی کی دونون کو سزا مل گئی۔ پہلا تو مجنون ہو گیا۔ اور دوسرے کو ہوا کے تیز جھونکے ڈھکیل ڈھکیل کے بنی طے کی سرزمین مین ڈال آئے۔ لیکن مجنون کو تو خدا نے آپ کی دعا کی برکت سے شفا دی۔ اور دوسرے کو جب آپ مدینے مین واپس جا لیے تو بنی طے نے آپ کی خدمت مین بھیج دیا۔

آپ کی دعا سے پانی برسنا

یہان کا پانی استعمال کرنے سے لوگ روک دیے گئے تو یہ خرابی پیدا ہوئی کہ فوج مین پانی کا قحط ہو گیا۔ اور ہر شخص پریشانی مین مبتلا تھا کہ آپ نے دعا کی اور ناگہان خدا کی مہربانی سے ابر گھر آیا۔ مینھ برسنے لگا اور سب نے

ایک اور معجزہ نبوت

ضرورت کے موافق پانی بھر لیا۔ اسی سفر مین کسی مقام پر آپ سے ایک یہ معجزہ بھی ظاہر ہوا کہ آپ کا شتر مبارک کھو گیا اور آپ نے یہ فرما کے کہ "مجھے صرف انھین باتون کی خبر ہوتی ہے جن کی خبر مجھے اللہ جل شانہ دے دیتا ہے" بتادیا کہ اونٹ فلان وادی اور فلان گھاٹی مین ہے۔ اور اس کی مُہار ایک درخت مین اٹکی ہوئی ہے"۔

ابوذر کی بچی جان نثاری

اس سفر مین آپ کا معمول تھا کہ جس کسی کے رہ جانے کا حال سنتے فرماتے "اگر اس مین کوئی نیکی ہے تو اللہ اُسے پہونچا دے گا"۔ اتفاقاً راستے مین ایک مقام پر ابوذر غفاری کا اونٹ اڑ گیا۔ اور ایسا اڑا کہ ہزار بڑھاتے ہین نہین بڑھتا لوگون نے یہ واقعہ آنحضرت کی خدمت مین عرض کیا۔ آپ نے وہی جملہ جو سب کی نسبت کہتے تھے ابوذر کی نسبت بھی فرما دیا۔ اور آگے بڑھ گئے۔

ابوذر نے جب دیکھا کہ لشکر نکل گیا اور مین رہا جاتا ہون تو اونٹ کا کجاوہ اتار کے اپنی پیٹھ پر لادا۔ اونٹ کو وہین چھوڑ دیا۔ اور پا پیادہ چل کھڑے ہوئے۔ جب لشکر اسلام مین پہونچے تو آپ دیکھ کے بہت خوش ہوئے۔ اور ان کے حق مین چند پیشین گوئیان کین۔ جو پوری ہوئین۔

آپ کا ورود تبوک مین مگر دشمن کا پتہ نہ تھا

اب آپ منازل سفر طے کر کے تبوک مین پہونچ گئے۔ لیکن نہ کوئی رومی فوج مقابلے کو آئی۔ اور نہ نصرانی قبیلۂ غسان نے مزاحمت کا ارادہ کیا۔ اب یا تو اس کا یہ سبب تھا کہ لشکر اسلام کے آ پہونچنے کی خبر ہی غلط تھی جو آپ کو مدینے مین پہونچی تھی کہ رومیون اور عرب متنصرہ کا ایک بہت بڑا لشکر نور اسلام پر خاک ڈالنے کے لیے آمادہ ہے۔ تاہم آپ کا آنا بیسود نہین ہوا۔ اس لیے کہ آپ کے نزول اجلال فرماتے ہی مختلف سرحدی قبائل عرب

تاہم یہ سفر بیکار نہین ہوا

حاضر ہو ہو کے اطاعت قبول کرنی شروع کی۔ چنانچہ ایلہ کے فرمان روا یوحنا بن روبہ نے آ کے جزیہ ادا کیا۔ اور وعدہ کیا کہ ہر سال ادا کرتا رہے گا۔ یوحنا بن روبہ نے علاوہ اطاعت قبول کرنے کے ایک سفید خچر آپ کی خدمت مین لا کے نذر کیا۔ جس کے معاوضے مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسے اپنی ایک چادر مرحمت فرمائی۔ اہل ایلہ کے جزیے کی مجموعی تعداد تین سو دینار تھی اسی طرح اہل اذرج نے بھی دربار نبوت مین حاضر ہو کے ایک سو دینار جزیہ ادا کیا۔ اور ہمیشہ رجب کے مہینے مین ادا کرتے رہنے کا وعدہ کیا۔ اہل جربا نے بھی جزیہ دینا قبول کیا۔ اور اہل مقنا نے وعدہ کیا کہ اپنی پیداوار کا چوتھائی حصہ ادا کیا کرین گے۔

اس موقع پر آپ نے ان تمام سردارون اور قبائل کو جنھون نے جزیہ ادا کرنے کا وعدہ کیا تھا اور اطاعت قبول کی تھی فرمان کے طریقے سے ایک

عہ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۱۰۱ عہ ابن ہشام صفحہ ۹۰۲ عہ السیرۃ النبویہ جلد ۲ صفحہ ۱۹۴ عہ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۱۰۱

آپ کی تحریر یوحنا بن روبہ حاکم ایلہ کے نام

ایک تحریر بھی لکھ دی تھی چنانچہ یوحنا بن روبہ کو جو تحریر دی گئی اُس کی عبارت یہ ہی! بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ہذہ امنۃ من اللہ ومحمد النبی رسول اللہ لیحنہ بن روبہ واہل ایلۃ سفنہم وسیارتہم فی البر والبحر لہم ذمۃ اللہ ومحمد النبی ومن کان معہم من اہل الشام واہل الیمن واہل البحر فمن احدث منہم حدثاً فانہ لایحول مالہ دون نفسہ وانہ طیب لمن اخذہ من الناس وانہ لایحل ان یمنعوا مایردونہ ولا طریقاً یریدونہ من بر او بحر

اس کا مطلب یہ ہوا کہ "یہ امان نامہ ہی اللہ اور نبی محمدؐ کی طرف سے جو اللہ کے پیغمبر ہین یوحنا بن روبہ اور اہل ایلہ کے لیے۔ اُن کی کشتیان اور ان کے مسافر جب خشکی اور دریا مین گذرین تو اللہ اور نبی محمدؐ کی ذمہ داری مین ہین۔ اور وہ شامی یا یمنی یا قرب دریا کے رہنے والے جو ان کے ہمراہ ہون وہ بھی۔ لیکن اُن مین سے جو کوئی بدعہدی کرے اس کی جان تو بچے گی مگر اس کا مال واپس نہین مل سکتا۔ اور جو کوئی شخص اُس کا مال چھین لے اس کے لئے حلال وجائز ہی۔ یہ بھی نہین جائز ہی کہ وہ لوگ کسی تالاب پر اُترنے اور پانی لینے سے یا کسی راہ مین گذرنے سے روکے جائین۔ عام اس سے کہ وہ راستہ خشکی کا ہو یا سمندر کا"!

آپ کی تحریر اہل اذرح وجربا کے نام

جو تحریر اہل اذرح اور جربا کو عطا کی گئی اُس کی عبارت حسب ذیل تھی۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ہذا کتاب محمد النبی لاہل اذرح وجربا انہم امنون بامان اللہ وامان محمد وان علیہم مائۃ دینار فی کل رجب وافیۃ طیبۃ واللہ کفیل بالنصح والاحسان الی المسلمین۔ جس کا ترجمہ یہ ہی کہ یہ نبی محمدؐ کی تحریر اہل اذرح وجربا کے نام ہی وہ اللہ اور محمدؐ کی امان مین ہین۔ اور ان کے ذمے ہی کہ

۵ ابن ہشام صفحہ ۹۰۲

ہر رجب کے جزیہ مین پورے اور جائز طریقے سے حاصل کیے ہوئے دینار ادا کیا کرین اور اللہ نصیحت واحسان کے ساتھ مسلمانون کا کفیل ہوگا

الغرض دس دن سے زیادہ آپ تبوک مین ٹھہرے رہے۔ اور بجائے اس کے کہ صحابہ کو کسی لشکر سے مقابلہ کرنے کی زحمت اٹھانی پڑے یونہین ہر طرف اسلام کا رعب پڑ گیا۔ اکثر نے تو اطاعت اسلام قبول کر لی۔ اور جو سرکشی پر آمادہ تھے انھین بھی سوا اس کے کچھ نہ بنی کہ ادھر اُدھر جہان موقع ملا بھاگ گئے۔

خالد بن ولید کا قلعہ دومۃ الجندل پر روانہ ہونا

یہان سے قریب ہی علاقۂ دومۃ الجندل کا زبردست قلعہ مازن تھا۔ یہ مقام دمشق سے پانچ منزل اس طرف تھا۔ اور وہان کا حکمران اکیدر نام ایک زبردست شخص تھا جو خاندان بنی آل کندہ مین سے تھا۔ اور مذہباً دین عیسوی کا پابند تھا۔ اس نامی سردار کا قرب وجوار کے قبائل پر بڑا اثر تھا۔ اور بغیر اس کے مطیع کیے ان سرحدی علاقون مین دین اسلام کی وقعت نہین قائم ہوسکتی تھی۔ لہذا آپ نے خالد بن ولید کو

اور حضرت رسالت کے وعدے کے مطابق وہان کے حاکم کو بہ آسانی گرفتار کر لینا

چار سو بیس شجاعان اسلام کے ساتھ اس کے مقابلے پر روانہ کیا۔ اور روانہ کرتے وقت فرمایا "تم اسے بیلون کے شکار مین مشغول پاؤ گے"۔ خالد فرمان رسالت پاتے ہی جوش وخروش سے چل کھڑے ہوئے۔ ایک رات کو چاندنی کھلی ہوئی تھی کہ قریب جا پہونچے۔ اور قلعۂ مازن سامنے نظر آنے لگا۔ کیا دیکھتے ہین اکیدر اور اسکی بیوی قلعہ کی چھت پر بیٹھے ہوئے ہین۔ اور ایک بیل نیچے کھڑا اپنے سینگون سے دروازے پر ٹکرین مار رہا ہے۔ اکیدر کی بیوی نے یہ دیکھ کے تعجب سے کہا بھلا یہ تماشا

عہ السیرۃ النبویہ جلد ۲ صفحہ ۳۵۰

عہ تاریخ الخمیس جلد ۲ صفحہ ۱۴۱

کبھی اور بھی نظر آیا تھا کہ شکار خود آکے دروازے پر دستک دے؟،، اکیدر نے کہا کبھی نہین۔" یہ کہتے ہی قلعے سے اتر کے گھوڑے پر سوار ہوا۔ چند عزیزون کو ساتھ لیا اور باہر نکل کے اس بیل کے پیچھے گھوڑا ڈالا۔ تھوڑی ہی دور آیا ہو گا کہ جماعت صحابہؓ سے مقابلہ ہوا۔[۵]

خالد کا حملہ قلعہ مازن پر۔ اکیدر کو تو خود مقابلہ کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ مگر اس کا بھائی حسان گھوڑا بڑھا کے آگے آیا۔ اور مسلمانون کے ہاتھ سے مارا گیا۔ حسان کے گرتے ہی تمام ہمراہی بھاگے۔ اور اکیدر خالدؓ کے ہاتھ مین گرفتار تھا۔ حسان جس قبا کو پہنے ہوئے مارا گیا تھا وہ اس قدر قیمتی اور خوش نما تھی کہ خالدؓ نے اُسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین بھیج دیا۔ صحابہ اس کے دامنون کو ہاتھ مین لے لے کے دیکھتے تھے اور حیرت کرتے تھے آنحضرتؐ نے سب کو متحیر دیکھ کے فرمایا "تم اسے دیکھ کے تعجب کیا کرتے ہو؟ سعد بن عبادہ کو جنت مین جو رومال ملے ہین وہ اس سے اچھے ہین۔"

اکیدر کو گرفتار کر لینے کے بعد خالدؓ قلعۂ مازن پر حملہ کرنے کے لیے بڑھے۔ مگر اُن کے پہونچنے سے پیشتر ہی اکیدر کے دوسرے بھائی مصاد نے دروازے بند کر لئے تھے۔ اکیدر نے یہ دیکھ کے خالدؓ سے کہا "بہتر یہ ہو گا کہ جس قدر مال و جائداد پر مناسب معلوم ہو آپ ہم سے صلح کر لیجیے۔ لیکن مجھے اور میرے بھائی کو آنحضرت صلعم کی خدمت مین لے چلیے۔ اُنھین جو مناسب معلوم ہو گا حکم دین گے،، خالدؓ نے یہ صورت پسند کی۔ اور دو ہزار اونٹ آٹھ سو گھوڑے چار سو زرہین۔ اور چار سو نیزے لے کے اہل قلعہ کو امان دے دی۔ فوراً قلعۂ مازن کے پھاٹک کھل گئے۔ اور خالدؓ موعودہ چیزین وصول کر کے دونو بھائیون اکیدر اور مصاد کو لیے ہوئے بارگاہ نبوت مین حاضر ہوئے۔ آپ نے اُن

صلح کے ساتھ اس قلعہ کا خالی ہونا

---

[۵] ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۱۰۷

دونون سے ادا سے خراج کا وعدہ لے کے جان بخشی کی اور ایک تحریر لکھدی۔

تبوک مین دشمنون کا کافی انتظار کرنے کے بعد آپ نے صحابہؓ سے مشورہ کیا کہ ”رومیون کے مقابلے کے لیے اور آگے بڑھین یا مدینۂ طیبہ کی طرف واپس روانہ ہون“ حضرت عمرؓ نے عرض کیا ”یا رسول اللہ اگر خدا نے آگے بڑھنے کا حکم دیا ہے تو بلا تامل تشریف لے چلیے“۔ آپ نے فرمایا ”اگر مجھے خدا کا حکم مل چکا ہوتا تو مین تم سے مشورہ نہ کرتا“۔ تب صحابہؓ نے اپنی یہ راے ظاہر کی کہ ”رومیون کی فوج بہت زیادہ ہے۔ اور جس سرزمین مین اب داخل ہونا ہے وہان کوئی خدا پرست کلمہ گو نہین۔ یہان اتنے دنون قیام کرنے سے تمام نصرانی قبائل پر ہمارا رعب پڑ گیا ہے اور مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اپنے اس رعب کو غنیمت خیال کر کے اس سال ہم واپس چلے چلین“ اس راے کو آپ نے پسند کیا۔ اور عساکر اسلام دار النبوۃ مدینہ کی طرف واپس روانہ ہوئے۔

صحابہ کے مشورے سے آپ کی واپسی

راستے مین تھوڑی ہی دور آگے بڑھ کے وادی المشقق نام ایک وادی مین ایک چشمہ تھا جس مین سے تھوڑا تھوڑا پانی رِسا کرتا تھا۔ اور ایک یا دو آدمیون سے زیادہ کے لیے کافی نہ ہو سکتا تھا۔ آپ نے سب لوگون کو منع فرمادیا کہ ”جب تک مین وہان نہ پہونچ لون کوئی شخص اس مین سے پانی نہ لے“۔ چند منافقین نے اس حکم نبوی کا پاس و لحاظ نہ کیا سب سے آگے بڑھ کے وہان جا پہونچے۔ اور جتنا پانی تھا لے کے پی گئے۔ جب آپ وہان پہونچے اور لوگون سے ان کی اس نافرمانی کا حال سُنا تو اُن کو لعنت ملامت کی اُن کے حق مین بددعا کی۔ پھر اتر کے اپنا ہاتھ سوتے کے نیچے رکھ دیا اور درگاہ رب العزت مین برکت کی دعا کی۔ یا تو وہ سوتا بہت آہستہ آہستہ

آپ کے معجزے سے ایک خشک چشمے کا لبریز ہو جانا

ع۵ تاریخ الخمیس جلد ۲ صفحہ ۱۴۲ ع۵ السیرۃ النبویہ جلد ۲ صفحہ ۳۵۰

رس رہا تھا یا آپ کے دعا فرماتے ہی اُس میں سے پانی کی دھار جاری ہو گئی۔ اور اتنا پانی مل گیا کہ سارے لشکر کی ضرورت پوری ہو گئی۔ اور سب نے آپ کا یہ روشن معجزہ دیکھ کے اور بخوبی سیراب ہو کے آگے کو کوچ کیا

باب سی و دوم

منافقوں کا استیصال اور عام اہل عرب کا رجحان اسلام کی طرف

مدینے کے قریب ذی اوان میں آپ کا ورود۔ مسجد ضرار کے بانی۔ اور اُس مسجد کا انہدام۔ عروہ بن مسعود کا ایمان لانا۔ اور تبلیغ دین کرتے ہوئے شہید ہونا۔ عروہ کے بیٹوں کا ایمان لانا اور اُن پر آپ کی شفقت آپ کے مدینے میں تشریف لانے پر سرداران بنی ثقیف کی حاضری دربار نبوت میں اور اس کا سبب۔ مغیرہ اور حضرت صدیقؓ کے ذریعے سے یہ مژدہ آپ تک پہونچتا ہے۔ اُن کے ساتھ آپ کا اخلاق۔ اُن کی عجیب وغریب شرطیں۔ اُن کا ایمان لانا۔ وہ تحریر جو اُن لوگوں کو دی گئی۔ ابوسفیان اور مغیرہ لات کی مورت توڑنے کو روانہ ہوتے ہیں۔ ابوسفیان کی کمزوری مغیرہ کے ہاتھ سے لات کی مورت ٹوٹنا۔ مسئلہ لعان۔ اُس کی صورت۔ مختلف جماعت ہائے وکلا کا حاضر خدمت ہونا۔ وفد بنی اسد۔ وفد اہل بلی وفد اہل بہرا۔ وفد بنی بکا۔ وفد بنی فزارہ۔ وفد ثعلبہ۔ وفد سعد بن بکر۔ وفود یمن کی علت۔ اُس زمانے کے مختلف فرمان روایان یمن ہر اُن سب کی سفارت بارگاہ نبوت میں۔ جو لوگ ان کو دین کی تعلیم دینے کے لیے بھیجے گئے۔ موسم حج۔ آپ کی نیابت میں ابوبکر صدیقؓ حج کعبہ کراتے ہیں۔ حضرت علیؓ سورۃ برأت سنانے کے لیے جاتے ہیں۔ زن ومرد کو برہنہ حج کرنے کی ممانعت۔ فرضیت زکوٰۃ۔ جناب ام کلثوم بنت رسول اللہ کا انتقال۔ سب سے بڑے منافق عبداللہ بن ابی بن سلول کا مرنا۔ نجاشی کی وفات

ع٥ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۱۰۸۔

مدینہ کے قریب ذی اوان تک آپ کا ورود

چند روز کی رہ نوردی کے بعد آپ مدینے کے قریب پہونچے۔ اور مقام ذی آوان مین فروکش ہو گئے۔ جہان سے مدینہ ایک گھنٹہ کی راہ پر تھا۔ غزوۂ تبوک پر جاتے وقت چند منافقین نے جن کے نفاق کا حال آپ کو نہین معلوم تھا حاضر خدمت ہو کے عرض کیا تھا کہ "یا رسول اللہ ہم نے

مسجد ضرار کے بانی

ایک مسجد بنائی ہے تاکہ بیماری، ضرورت، بارش، سردی اور کسی معذوری سے اگر لوگ آپ کی مسجد مین نہ حاضر ہو سکین تو اُسی مین نماز ادا کر لین۔ آپ ایک دفعہ چل کے ہمین اس مین نماز پڑھا دیجیے۔" آپ نے فرمایا "اب اس وقت تو مین سفر پر جا رہا ہون۔ اور وہان چلنے کا موقع نہین ہے لیکن میری واپسی کے وقت اگر کہو گے تو انشاء اللہ چل کے نماز پڑھاؤن گا۔" واپسی مین آپ ذی آوان مین ٹھہرے ہی تھے کہ اُن لوگون نے آکے پھر تقاضا کیا۔ اللہ جل شانہ اُن کی بدنیتی اور اُن کے نفاق سے واقف تھا۔ فوراً یہ آیت نازل ہوئی کہ "والذین اتخذوا مسجداً ضراراً وکفراً وتفریقاً بین المومنین الخ" (اور جن لوگون نے ضرر پہونچانے کفر ظاہر کرنے اور مسلمانون مین تفرقہ ڈالنے کے لیے ایک مسجد اختیار کر لی) جب یہ آیت نازل ہوئی تو آپ کو معلوم ہوا کہ منافقین نے یہ مسجد صرف اس نیت سے بنائی ہے کہ مسلمانون کی جماعت کو توڑ دین۔ فوراً مالک بن دخشم اور معنی بن عدی کو

اور اس مسجد کا انہدام

بلا کے حکم دیا کہ جا کے اُس مسجد کو منہدم کر دو اور اُس مین آگ لگا دو۔ ان دونون فرمان بردار صحابیون نے بلا عذر حکم نبوت کی تعمیل کی۔ اور وہ تفرقہ اندازی کا گھر جلا کے ڈھا دیا۔ وہ مسجد تو اسی وقت مٹ گئی۔ مگر تاریخ اسلام مین منافقین کی ذلیل فتنہ انگیزیان یاد دلانے کے لیے آج تک مسجد ضرار کے نام سے یاد کی جاتی ہے۔

ع۵ ابن ہشام صفحہ ۹۰۶

عروہ بن مسعود کا ایمان لانا

اسی سال غزوہ تبوک سے پیشتر بلکہ اُس وقت جب کہ آپ طایف سے مدینے کو واپس آئے تھے عروہ بن مسعود ثقفی نے جو بنی ثقیف اور طائف والون مین نہایت معزز حیثیت رکھتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہو کے دین اسلام قبول کیا تھا۔ اور عرض کیا تھا کہ "اس دین توحید کو مین واپس جاکے اپنی قوم کے سامنے بھی پیش کرون گا۔" آپ نے فرمایا تھا "وہ تمھین مار ڈالین گے۔" عروہ نے کہا تھا "وہ لوگ مجھے بہت عزیز رکھتے ہین اور اُن سے مجھے ایسی امید نہین ہے۔" آپ یہ جواب سُن کے خاموش ہو رہے تھے مگر اُن کی یہ پیمبرانہ پیشین گوئی بے پوری ہوئے نہ رہ سکتی تھی۔ عروہ نے اپنے وطن شہر طائف مین داخل ہوتے ہی یہ کیا کہ ایک اونچی چھت پر چڑھ گئے۔ اور پکار کے کلمہ شہادت پڑھا۔ اور سب سے کہا "تم بھی اس سچے دین کو قبول کرو۔" اُن کی یہ آواز بنی ثقیف کو ایسی ناگوار ہوئی کہ چارون طرف سے تیر برسنے لگے

اور تبلیغ دین کرتے ہوئے شہید ہونا

اور ایک تیر ایسا پڑا کہ انھین زندگی سے یاس ہو گئی کسی نے خون بہا کی نسبت اُن کی راے دریافت کی تو کہا "یہ خدا نے مجھے ایک بزرگی دی ہے۔ اور شرف شہادت عطا فرمایا ہے۔ مجھ مین بھی وہ تمام باتین ہین۔ جو اُن لوگون مین تھین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آئے اور شہید ہوئے تھے۔ لہذا مجھے دفن بھی اُنھین کے پاس کرنا۔" اُن کی اس وصیت پر عمل کیا گیا۔ اور آج تک شہداے طائف کے جوار مین آرام فرما رہے ہین عروہ کے

عروہ کے بیٹون کا ایمان لانا اور اُن پر آپ کی شفقت

بعد اُن کے بیٹے ابو ملیح اور قارب بن اسود نام اُن کے چچازاد بھائی اپنی قوم سے ناراض ہو کے اور ہمیشہ کے لیے عزیزون کو چھوڑ کے مدینے مین چلے آئے۔ اور ایمان قبول کیا

ھ ابن اثیر جلد ۲۔ صفحہ ۱۰۸

آپ نے اُن کو بے یار و مددگار دیکھ کے فرمایا۔ "جس کو کہو تمھارا دوست اور متکفل قرار دے دوں"۔ جواب دیا "ہمیں اللہ اور رسول کی کفالت بہت ہے"۔ تاہم آپ نے اُن کا منشا دریافت کر کے ابو سفیان بن حرب کو جن سے اُن سے ننہالی قرابت تھی اُن کا متکفل بنا دیا۔

آپ مدینے میں تشریف لائے

اب ماہ مبارک رمضان میں آپ غزوہ تبوک سے واپس آ کے مدینہ طیبہ میں داخل ہوئے۔ اور یہ برکت و فضیلت کا مہینہ ختم نہیں ہونے پایا تھا کہ اہل طائف یعنی بنی ثقیف کے معزز سرداروں نے بارگاہ نبوت میں حاضر ہو کے اطاعت اسلام قبول کی۔ اور ان کے آنے کا یہ سبب ہوا کہ بنی ثقیف کے سردار عبد یالیل بن عمرو اور عمرو بن امیہ نام ایک نامی سردار عرب میں باہم عداوت تھی اب جو یکایک یہ حالت نظر آئی کہ طائف کے گرد کے تمام قبائل نے دین اسلام قبول کر لیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مطیع فرمان ہو گئے تو عمرو بن امیہ ایک دن چپکے سے آ کے عبد یالیل سے ملا اور کہا "اب ہمیں ایسی دشواریوں سے سابقہ پڑا ہے کہ اس گذشتہ مخالفت کو چھوڑ دینا چاہیے۔ اس شخص (رسول اللہ صلعم) کو دیکھتے ہو کہ تمام اہل عرب اُس پر ایمان لے آئے۔ اور ہمارے مخالفوں کا اتنا بڑا گروہ تیار ہو گیا ہے کہ ہم میں مقاومت کی طاقت نہیں ہے"۔ ادہر تو ان دونوں سرداروں میں یہ گفتگو ہوئی۔ اُدہر قبیلۂ ثقیف کے دیگر ارکان نے باہم مل کے کہا "اب تو بڑی خرابی کا سامنا ہے۔ ہمیں کسی جگہ امان نہیں مل سکتی۔ اور ہم میں سے جو شخص باہر نکلتا ہے

سرداران بنی ثقیف کی حاضری دربار نبوت میں اور اس کا سبب

گویا اپنی قوم سے ہمیشہ کے لیے چھوٹ جاتا ہے۔ مناسب یہ ہے کہ کسی شخص کو اپنا وکیل بنا کے اس شخص کے پاس روانہ کریں۔ اور اپنے لیے امن و امان حاصل کریں"۔ یہ راے قرار پا جانے کے بعد سردار قوم عبد یالیل کے سامنے پیش کی گئی۔ اور خواہش کی گئی کہ وہی

قوم کا وکیل بن کے دربار رسالت مین حاضر ہو۔ یہ خیال تو اس کے دل مین پہلے ہی پیدا ہو چکا تھا۔ مگر ڈرا کہ کہین ایسا نہ ہو یہ لوگ آخر مین دغا کرین اور میری بھی وہی حالت ہو جو عروۃ بن مسعود کی ہوئی لہذا اسی اندیشے کے مٹانے کے لیے بولا مین جانے کو تو تیار ہون مگر اکیلا نہ جاؤن گا۔ اس شرط سے جاتا ہون کہ کئی اور معزز آدمی بھی میرے ہمراہ کردو۔" یہ درخواست قوم ثقیف نے منظور کی۔ اور تین ثقفی شخص اور دو ایسے آدمی جو بنی ثقیف کے حلیف تھے اُس کے ہمراہ کیے گیے اس طرح عبد یالیل ملا کے چھ آدمیون کا ایک وفد یا ڈپوٹیشن حضرت سرورکائنات سے ملنے کے لیے مدینے کو روانہ ہوا۔

مغیرہ اور حضرت صدیق کے ذریعے سے یہ مژدہ آپ تک پہونچتا ہے

یہ لوگ مدینے کے قریب پہونچ کے مقام قناۃ مین اُترے جہان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سواری کے جانور چرائی کے لیے رہا کرتے تھے۔ اور صحابہؓ باری باری چراتے اور ان کی نگرانی کرتے تھے۔ جس وقت بنی ثقیف کا یہ ڈپوٹیشن پہونچا ہے مغیرہؓ بن شعبہ اس خدمت کو سرانجام دے رہے تھے۔ ان لوگون کو دیکھا اور ان کا ارادہ معلوم ہوا تو مغیرہؓ ایسے خوش ہوئے کہ جانورون کو انہین تازہ وارد مہمانون کے سپرد کر دیا۔ اور خود خوش خبری سُنانے کے لیے مسجد نبوی کی طرف دوڑے۔ مگر ابھی بارگاہ نبوت مین نہین داخل ہونے پائے تھے کہ ابوبکر صدیقؓ سے ملاقات ہوئی۔ مغیرہؓ سے ضبط نہ ہو سکا ساری سرگذشت اُن سے بیان کر دی۔ بنی ثقیف اور طائف والون کا اطاعت اسلام قبول کرنے کے لیے آنا اتنا بڑا اہم معاملہ اور ایسا مقدسہ کامیابی تھا کہ ابوبکر صدیقؓ نے مغیرہ کو قسم دلائی "تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہ جاؤ یہین سے چراگاہ کو پلٹ جاؤ۔ اور اجازت دو کہ یہ مژدہ تمھارے عوض مین جا کے آپ کی خدمت مین عرض کرون"۔ مغیرہؓ نے اجازت دی ابوبکر صدیق نے

آنحضرتؐ کی خدمت مین حاضر ہوکے عرض کیا کہ "بنی ثقیفؓ کے وکلا حاضر ہوے ہین اور چند شرائط کے ساتھ آپ کے ہاتھ پر بیعت کرنا چاہتے ہین"۔ اور مغیرہؓ واپس جا کے اُن لوگون سے ملے۔ اُنھین بتایا کہ کن آداب سے بارگاہ رسالت مین حاضر ہون اور آپ کو کیونکر سلام کرین۔ مگر اُنھون نے نہ مانا۔ اور آنحضرتؐ کی خدمت مین حاضر ہوے تو اُسی طرح اور اُنھین الفاظ مین سلام کیا جن کا جاہلیت مین رواج تھا۔ آپ نے اس کا کچھ خیال نہ کیا۔ ان کی بڑی قدر و منزلت کی۔ مسجد نبوی کے کونے مین اُن کے لیے ایک خیمہ کھڑا کروایا جس مین وہ ٹھہراے گئے۔ اور خالدؓ بن سعیدؓ بن عاصؓ کی وساطت سے آپ مین اُن مین تمام امور کا تصفیہ ہوا۔ اور خالدؓ ہی نے وہ تحریر لکھی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے اُن کو مرحمت ہوئی تھی۔ تاہم ان لوگون کو ابھی تک یہان کی کسی بات کا اعتبار نہ تھا۔ حتی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُنھین کھانا بھیجتے تو جب تک خالدؓ بن سعید اس مین سے کچھ چکھ نہ لیتے نہ کھاتے تھے۔

اُن کے ساتھ آپ کا اخلاق

اُن کی طرف سے جو شرطین پیش ہوئین عجیب و غریب اور حیرت سے خالی نہ تھین۔ پہلے عرض کیا "ہمارے بُت لاتؔ کو تین سال تک رہنے دیجیے۔ پھر اس کے بعد آپ چاہیے گا تو منہدم کرا دیجیے گا"۔ ظاہر ہے کہ ایسی شرط کو ایک خداپرست پیغمبر جو صرف شرک کی بیخ کنی کے لیے دنیا مین آیا تھا کیونکر منظور کر سکتا تھا۔ قطعاً انکار کیا گیا۔ انھون نے کہا "اچھا دو ہی سال سہی"۔ ارشاد ہوا "نہین"۔ بولے "تو پھر ایک ہی برس کے لیے اس کو رہنے دیجیے"۔ فرمایا "ہرگز نہین"۔ آخر کم کرتے کرتے انھون نے ایک مہینے کی اجازت مانگی اور آپ نے اسے بھی نامنظور کیا۔

اُن کی عجیب و غریب شرطین

اس بارے مین جب ان لوگون کو قطعی مایوسی ہو گئی تو بولے "اچھا

یہ نہیں تو ہماری دو اور باتین قبول فرمائیے۔ ایک تو یہ کہ ہمارے بت لات کی مورت خود ہمارے ہاتھ سے نہ تڑوائی جائے۔ اور دوسرے یہ کہ ہم لوگ نماز سے معاف کر دیے جائین۔" آپ نے فرمایا "تمھاری پہلی بات کو تو مین منظور کرلیتا ہون تم نہین توڑو تو نہ سہی۔ ابوسفیان بن حرب اور مغیرہ بن شعبہ یہان سے جا کے توڑ ڈالین گے۔ باقی رہا نماز کا معاف کرنا یہ غیر ممکن ہی۔ جس دین مین نماز نہین اُس مین کوئی خوبی نہین۔"

اُن کا ایمان لانا

آخر کفر و بت پرستی کے ان تمام جذبات کو اللہ جل شانہ نے اُن کے دل سے دور کیا۔ نور نبوت کی کرنون نے اُن کے سینے روشن کیے۔ اور انھون نے بخوشی خاطر توحید و اسلام کو قبول کیا۔ تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان بن ابی عاص کو جو انھین مین سے تھے۔ اور سب سے کمسن تھے اُن پر سردار مقرر کیا۔ اس لیے کہ انھین علم دین حاصل کرنے اور قرآن مجید کی تعلیم پانے کا بہت شوق تھا۔ رخصت کرتے وقت آپ نے عثمان بن ابی عاص کو نصیحت کی کہ "دیکھو نماز کی پابندی کرنا۔ اور خیال رکھنا کہ تم مین بڑے چھوٹے ضعیف و ناتوان سب ہی طرح کے لوگ ہین۔ کسی کے حقوق نہ تلف ہونے پائین۔"

وہ تحریر جو ان لوگون کو دی گئی

جو تحریر ان لوگون کو لکھ کے دی گئی تھی اُس کی عبارت یہ ہی۔ "بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ من محمد النبی الی المومنین ان عضاہ وج وصیدہ لا یعضد من وجد یفعل شیئا من ذلک فانہ یجلد و تنزع ثیابہ فانہ یوخذ فیبلغ بہ النبی محمداً وان ہذا امر النبی محمد رسول اللہ وکتب خالد بن سعید بامر الرسول محمد بن عبداللہ فلا یتعدہ احد فیظلم نفسہ فیما امر بہ محمد رسول اللہ" جس کا ترجمہ یہ ہوا کہ (نبی محمد رسول اللہ کی طرف سے تمام مسلمانون کے نام۔ وج (شہر طائف) کے خاردار درختون اور شکاری جانورون پر کوئی دست درازی نہ کرے۔ جو کوئی اس حکم کے خلاف عمل کرتا ہوا ملے اُسے کوڑے مارے جائین اور اُس کے

پکڑ کے بھی چھین لیے جائین - اگر اس پر بھی باز نہ آئے تو گرفتار کر کے پیغمبر محمدؐ کے پاس روانہ کیا جائے۔
اور یہ فرمان ہو نبی محمدؐ رسول خدا کا۔ خالدؓ بن سعید نے محمدؐ بن عبد اللہ کے حکم سے لکھا - لہذا کوئی اس کے خلاف نہ کرے - اس لیے کہ ایسے جرم کا مرتکب حکم محمدؐ رسول اللہ کی خلاف ورزی کر کے خود اپنے نفس پر ظلم کرے گا

یہ تحریر حاصل کر کے جب وہ لوگ طائف کو واپس چلے تو ان کے ساتھ ہی لات کی مورت توڑنے کے لیے ابوسفیان بن حرب اور مغیرہؓ بن شعبہ بھی روانہ ہوئے

ابوسفیان اور مغیرہ لات کی مورت توڑنے کو روانہ ہوتے ہین

لیکن یہ خدمت ایسی نازک تھی کہ اس کے بجا لانے مین دونون کو خطرہ نظر آتا تھا - اس لیے کہ لات بنی ثقیف کا بت تھا - ساری قوم اس وقت تک اس کی پرستش کر رہی تھی - اور طائف مین بہت کم تھے جو دین اسلام قبول کر چکے ہون - طائف مین داخل ہو کے مغیرہؓ نے

ابوسفیان کی کمزوری

چاہا کہ ابوسفیانؓ کو آگے بڑھائین - اور انہین کے ہاتھ سے وہ بت توڑا جائے - ابوسفیانؓ نے کہا یہان تمھاری قوم کے لوگ موجود ہین - لہذا تمھارا ہی کام ہو کہ اُن سے جا کے ملو اور خدا پرستی کا امتحان دو۔ مجبوراً مغیرہؓ گئے اُن کی قوم کے لوگ چارون طرف سے گھیر کے کھڑے ہو گئے کہ عروہ بن مسعود کی طرح کسی تیر یا پتھر کا نشانہ نہ بنین اور انھون نے ایک لوہے کی سلاخ ہاتھ مین لے کے بت کو توڑنا شروع کیا - اس موقع پر بنی ثقیف نے پورے تحمل سے کام لیا - مگر اُنکی

مغیرہ کے ہاتھ سے لات کی مورت کا ٹوٹنا

عورتین برہنہ سر روتی پیٹتی ہوئی آئین - اور نظم مین مغیرہؓ کو گالیان دینے لگین - مغیرہؓ نے اس کی کچھ پروانہ کی - اور تھوڑی دیر مین لات کو توڑ کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا - اس بت کو مشرکین نے بہت کچھ قیمتی زیور پہنا رکھا تھا - گلے مین ہار پڑے ہوئے تھے - ان سب چیزون کو مغیرہؓ نے اپنے قبضے مین کر کے ابوسفیانؓ کے پاس بھیج دیا - اور یہ بھی کہلا بھیجا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ جو سرمایہ لات کی مورت سے ملے اُس سے ابوملیح کو اُن کے

مرحوم و شہید والد عروہ کا خون بہا دلوا یا جائے۔ اور باقی ماندہ رقم سے عروہ اور اُن کے سگے بھائی اسود کا قرض ادا کیا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ اور جو رقم لات کے مندر میں ملی تھی بنی ثقیف ہی کو دے دی گئی۔

اسی سال حضرت رسالتؐ کے غزوہ تبوک سے واپس آجانے کے بعد لعان کا واقعہ پیش آیا۔ لعان کے لغوی معنے تو لعنت کے ہیں۔ لیکن اس موقع پر اس سے ایک خاص قسم کی لعنت مراد ہے۔ زنا کے لیے شرع اسلام میں رجم کی سزا موجود تھی۔ مگر بعض ایسی صورتیں پیدا ہو سکتی تھیں کہ اس سزا سے کوئی فائدہ نہ اٹھایا جا سکتا۔ زنا کی شرعی سزا اُسی حالت میں دی جا سکتی تھی جب ثبوت کے لیے کافی شہادت موجود ہو۔ مگر بعض موقعوں پر ایسا پیش آسکتا تھا کہ خود شوہر اپنی زوجہ کو زنا کرتے دیکھ لے یا اُسے اپنی جورو کے زانیہ ہوتے کا یقین ہو جائے اور اس کے ہاتھ میں اتنی شہادت نہ ہو کہ حکم شرعی سے فائدہ اُٹھا سکے۔ اسی دشواری کے ہٹانے کے لیے ایک نئی صورت لعان کی بتائی گئی جس میں شوہر و زوجہ دونوں کا فرض ہے کہ حلف کے ساتھ اپنی برأت اور مخالف کے جھوٹے ہونے کا اقرار کریں۔ مندرجہ ذیل واقعہ سے معلوم ہو جائے گا کہ لعان کس طرح اور کس طریقے سے کیا جاتا تھا۔

مسئلہ لعان

اُس کی صورت

انصار میں ایک صحابی تھے عویمر بن حارث عجلانی۔ اُنھوں نے ایک مرتبہ کسی طریقے سے دیکھ پایا کہ اُن کی بیوی خولہ بنت قیس انھیں کی برادری کے ایک شخص شریک بن سحما سے زنا کرا رہی ہے۔ اس واقعے کو دیکھ کے از خود رفتہ ہو گئے۔ اور حضرت رسالتؐ سے آکے شکایت کی۔ آپ نے اسی دن تیسرے پہر کو تینوں شخصوں کو اپنے سامنے بلوایا۔ اور پہلے عویمرؓ کی طرف متوجہ ہو کے فرمایا "دیکھو خدا سے ڈرو۔ اور اپنی بیوی اپنے چچا کی بیٹی پر تہمت نہ لگاؤ۔"

۵۰ ابن ہشام ۹۱۴ تا ۹۱۹

انھون نے قسم کھا کے کہا کہ "یا رسول اللہ جب مین اپنی آنکھون سے دونون کو اس فعل شنیع مین مشغول دیکھ چکا ہون تو کیونکر صبر کرون؟ مین چار مہینے سے اس عورت کے قریب نہین گیا اور اسے میرے سوا کسی اور کا حمل ہے"۔ تب آپ خولہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا "دیکھو تم بھی خدا سے ڈرو۔ اور مجھے سچ سچ بتا دو کہ کیا واقعہ ہے" خولہ نے کہا یا رسول اللہ مجھ پر صرف تہمت لگائی جاتی ہے۔ اس کی اصلیت صرف اس قدر ہے کہ عویمرؓ کے مزاج مین رقابت و بدگمانی کا مادہ بہت زیادہ ہے۔ مجھے رات کو اکثر دیر تک جاگتے اور شریک سے باتین کرتے دیکھ کے اُن کے دل مین بدگمانی پیدا ہو گئی ہے۔ ورنہ اصل مین مین بری ہون"۔ اس کے بعد آپ نے شریک سے دریافت کیا۔ انھون نے بھی خولہ کے بیان کی تائید کی۔ ان سب کا بیان سن کے آپ خاموش ہو رہے۔ اتنے مین اس مشکل کے حل کرنے کے لیے اللہ جل شانہ نے آیت لعان نازل کی جس کی ابتدا یہ ہے کہ "والذین یرمون ازواجہم الآیۃ"۔ اب چونکہ عصر کا وقت آ گیا تھا لہذا اذان دی گئی۔ اور آپ نے صحابہ کے ساتھ نماز ادا کی بعد نماز آپ نے ان تینون آدمیون کو پھر حاضر کرایا۔ اور جب آ بیٹھے تو حکم خداوندی کے مطابق لعان کی کارروائی اس طریقے سے عمل مین آئی کہ پہلے آپ نے عویمرؓ سے کہا "اٹھ کے سامنے کھڑے ہو۔ اور کہو مین خدا کو گواہ کر کے کہتا ہون کہ خولہ نے زنا کیا۔ اور مین سچ کہتا ہون"۔ جب عویمرؓ نے یہ جملہ کہہ دیا۔ تو آپ نے کہلایا "مین خدا کو گواہ کر کے کہتا ہون کہ مین نے شریک کو اس کے ساتھ زنا کرتے دیکھا۔ اور مین سچ کہتا ہون"۔ تیسری بار آپ نے اُن سے کہلایا "مین خدا کو گواہ کر کے کہتا ہون کہ وہ میرے سوا کسی اور شخص سے حاملہ ہے۔ اور مین سچ کہتا ہون"۔ چوتھی بار کہلایا "مین خدا کو گواہ کر کے کہتا ہون کہ مین چار مہینے سے اُس کے پاس نہین گیا۔ اور مین سچ کہتا ہون"۔ ان مدعیانہ اور اقراری حلفون کے بعد

پانچوین بار آپ نے اُن سے کہلایا "عویمرؓ پر (یعنی خود مجھ پر) خدا کی لعنت ہو اگر وہ جھوٹ کہتا ہو" اتنی کارروائی کے بعد آپ نے عویمرؓ کو بیٹھ جانے کا حکم دیا۔ اور خولہ کو سامنے بلا کے کھڑا کیا۔ اور کہلایا "مین خدا کو گواہ کر کے کہتی ہون کہ مین نے زنا نہین کیا۔ اور عویمر جھوٹے ہین" دوسری بار کہلایا "مین خدا کو گواہ کر کے کہتی ہون کہ اُنھون نے شریک کو مجھ سے مشغول زنا نہین دیکھا اور یہ جھوٹے ہین" تیسری بار کہلایا "مین خدا کو گواہ کر کے کہتی ہون کہ مین انہین سے حاملہ ہون اور یہ جھوٹے ہین" چوتھی بار کہلایا "مین خدا کو گواہ کر کے کہتی ہون کہ انھون نے مجھے کبھی زنا کرتے نہین دیکھا۔ اور یہ جھوٹے ہین" پھر ان انکاری اور تردیدی حلفون کے بعد آپ نے پانچوین بار کہلایا "اگر عویمرؓ سچ کہتے ہون تو خولہ پر (یعنی مجھ پر) اللہ اپنا غضب نازل کرے" بس یہی صورت لعان کی تھی۔ جس کے بعد دونون میان بیویون مین آپ نے مفارقت کرا دی۔

مختلف جماعت ہاے وکلا کا حاضر خدمت ہونا

سنہ ۹ھ کے واقعات مین ابھی بہت بڑی چیز یہ باقی ہو کہ اللہ جل شانہ نے فتح مکہ کے بعد سورۂ فتح نازل فرما کے جو وعدہ کیا تھا کہ اب دین الٰہی مین لوگ فوج کے فوج داخل ہون گے اُس کی تکمیل ہو۔ اگرچہ دین اسلام عرب کے تمام لوگون کا دین مکہ کے فتح ہوتے ہی بننے لگا تھا۔ مگر غزوہ تبوک سے واپس آنے کے بعد لوگون مین یکایک دین حق اختیار کرنے کا ایک جوش پیدا ہو گیا۔ ہر طرف سے اور ہر قبیلے کی جانب سے وکلا اور ڈپوٹیشن آنے اور دین اسلام اختیار کر کے آپ کی اطاعت و فرمان برداری قبول کرنے لگے۔ وہ جماعت وکلا جو کسی قوم یا آبادی کی طرف سے انگریزی ڈپوٹیشن کہلاتی ہے اور

عـ۵ تاریخ الخمیس جلد ۲ صفحہ ۱۴۸-۱۴۹

اور اسی کو عربی مین وفد کہتے ہین - مگر افسوس کہ عربی کا لفظ اردو مین اس قدر غیر مانوس ہی کہ بہت کم لوگ سمجھ سکتے ہین - اور ڈپوٹیشن کا لفظ ہندوستان مین اس قدر عام ہی کہ قریب ہر جگہ مروج ہی اور ہر جماعت مین بہ آسانی سمجھا جا سکتا ہی -

جن وفود کا تذکرہ اوپر آچکا ہے اُن کے علاوہ جو وفود اس سال بارگاہ نبوت مین حاضر ہوئے - حسب ذیل ہین - ایک وفد بنی اسد کی طرف سے آپ کی خدمت مین آیا ان لوگون نے حاضر دربار ہوتے ہی احسان رکھنے کے لہجے مین کہا ہم آپ کے بلائے بغیر اور قبل اس کے کہ آپ کا کوئی شخص ہمارے پاس آئے خود ہی چلے آئے جس پر یہ آیت نازل ہوئی یمنون علیک ان اسلموا الخ ،، (تجھ پر یہ احسان رکھتے ہین (اے نبی) کہ وہ ایمان لے آئے) ایک وفد اہل بلی کی طرف سے آیا - جو ماہ ربیع الاول مین وارد مدینہ ہوا تھا - دس آدمیون کا ایک وفد اور آیا جو وفد زراتین کہلاتا ہی ایک وفد بہرا کی طرف سے آیا جو لوگ مدینہ مین مقداد بن اسود کے مہمان ہوئے تھے - ایک وفد بنی بکار کی طرف سے آیا - ایک وفد بنی فزارہ کی طرف سے جس کے ارکان مین ایک خارجہ بن حصن بھی تھے - ایک وفد ثعلبہ بن منقذ کی طرف سے اور ایک وفد سعد بن بکر کی جانب سے آیا جس خدمت کو اکیلے ضمام بن ثعلبہ نے سرانجام دیا تھا - ثعلبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہو کے ایمان لائے - دین کی باتین پوچھین - اور جب واپس چلے گئے تو آنحضرت نے صحابہ کی طرف دیکھ کے فرمایا اُس شخص نے جو کچھ کہا اگر یہ سچ ہی تو اُس کے جنت مین داخل ہونے مین کوئی شبہہ نہین ،، ادھر آپ نے تو یہ پیشین گوئی کی

وفد بنی اسد

وفد اہل بلی

وفد اہل بہرا

وفد بنی بکار

وفد بنی فزارہ

وفد ثعلبہ

وفد سعد بن بکر

اُدہر ثعلبہ نے اپنی قوم مین پہونچ کے سب لوگون کو جمع کیا۔ اور اُن کے سامنے جو گفتگو کی اُس کا پہلا جملہ یہ تھا ”برے ہین لات اور عزیٰ“ لوگون نے روک کے کہا ”دیکھو کہین ایسا نہ ہو کہ برص جذام یا جنون مین مبتلا ہو جاؤ“ مشرکین کا اعتقاد تھا کہ ان بتون کو جو کوئی برا کہے اِن عوارض مین مبتلا ہو جاتا ہے۔ ثعلبہ نے کہا ”کس وہم مین پڑے ہوئے ہو۔ یہ بُت نہ کسی قسم کا ضرر پہونچا سکتے ہین اور نہ ان سے کوئی فائدہ حاصل ہو سکتا ہے۔ سنو۔ اللہ نے ایک پیغمبر مبعوث کیا ہے۔ اُس پر ایک کتاب نازل کی ہے تمھین ان خرابیون سے بچا لیا جن مین تم مبتلا تھے۔ اور اپنا سچا دین اسلام غالب وظاہر کر دیا“ ثعلبہ کی اس تقریر نے ایسا معجزنما اثر کیا کہ شام تک ساری قوم مسلمان ہو گئی۔ اور آفتاب غروب ہونے کے بعد نہ کوئی مشرک مرد باقی تھا نہ کوئی مشرکہ عورت

مگر ان تمام وفود سے زیادہ کامیابی وترقی اسلام ان وفود اور خطون سے نظر آتی تھی جو اطراف یمن کے فرمان رواؤن اور سلاطین کی طرف سے بارگاہ نبوت مین حاضر ہو چکے تھے۔ ہم تاریخ عرب کے بیان مین بتا چکے ہین کہ جزیرہ نمائے عرب مین یمن وہ ملک ہے جس نے قدیم الایام بڑی بڑی نمایان ترقیان کی تھین جس کا تمدن مصر کے تمدن کا رقیب اور یونانیون کی تہذیب سے بہت پیشتر کا تھا۔ اور جہان کبھی بڑے بڑے الوالعزم تاجدارون نے دولت مندی و فتح ونصرت کی شان دکھائی تھی۔ غسان وحیرہ کی سلطنتین بعد قائم ہوئی تھین۔ اور یمن ہی وہ ملک تھا جسے جزیرہ نمائے عرب کے اندر ایک پرانا مہذب ومتمدن ملک کہہ سکین۔ آنحضرت کا اثر پڑنے سے پیشتر انھین اپنی شرافت کا اور خاندانی فضیلت پر بھی اس قدر ناز تھا کہ عدنانی یا مصری عربون یعنی

وفود یمن کی عظمت

عہ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۱۱۰ و ۱۱۱

نسل اسماعیل والون کی اپنے سامنے کچھ ہستی نہ سمجھتے تھے۔ اور اس مین شک بھی نہین کہ حضرت اسماعیل کی اولاد تو یہود کے خاندان سے علاقہ رکھتی تھی۔ اصلی عرب کہے جانے کے مستحق اگر تھے تو یہی یمنی لوگ تھے جو قحطان کی اولاد مین سے تھے اور جن سے اوس و حمیر کے ایسے نامی گرامی قبائل پیدا ہوئے تھے۔

یمن کا زیادہ حصہ ان دنون ایرانیون کی سلطنت مین شامل تھا۔ اور ہم پیشتر بیان کر چکے ہین کہ آپ نے جب خسرو پرویز کی خبر مرگ دی تو اس کی تصدیق

اس زمانہ کے مختلف فرمان روایان یمن

ہوتے ہی عجمی والی یمن نے دین اسلام قبول کر لیا تھا۔ اب اُن مختلف سلاطین و حکام کے ایمان لانے کی باری تھی جو اطراف یمن مین پھیلے ہوئے تھے۔ اور خواہ دولت ساسانی کی ماتحتی مین یا خود مختاری کے ساتھ اپنی اپنی قلمرو پر حکومت کر رہے تھے۔ ان سلاطین کی فہرست جو مورخین عرب سے معلوم ہو سکی یہ ہین حارث بن عبد کلال۔ نعیم بن عبد کلال۔ نعمان جو قیل ذی رعین کہلاتا تھا۔ ہمدان۔ اور معافر۔ ان مین واقدی نے زرعہ ذی یزن کا نام بھی شامل کیا ہے۔ ان سب فرمان روایان یمن کی طرف سے مالک بن مرہ

ان سب کی سفارت بارگاہ نبوت مین

رہاوی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہو کے سب کی تحریرین پیش کین۔ اور ظاہر کیا کہ ان سب نے توحید ربانی اور دین متین اسلام کو قبول کیا۔ آپ نے اُن تحریرون کے جواب مین سب کی طرف خطاب کر کے ایک بڑا خط تحریر فرمایا جس مین اُنھین اُن کے فرائض

جو لوگ ... دین کی تعلیم ... کرنے بھیجے گئے

مذہبی و مالی بتائے۔ اور یہ بھی ہدایت فرمائی کہ مسلم و غیر مسلم کے ساتھ کیسا برتاؤ کرین۔ اس خط کے علاوہ ابو موسیٰ اشعری اور معاذ بن جبل کو بھی روانہ کیا کہ جا کے اُن لوگون کو دین کی تعلیم دین جن کے ساتھ اور صحابی بھی گئے تھے تاکہ ان متمدن اقوام عرب مین جلدی دین اسلام پھیل سکے۔ یہ دونون صاحب ایک ہی جگہ

نہین گئے۔ بلکہ ابوموسیٰ اشعری نے تو یمن کے ایک حصے مین جاکے تبلیغ وتعلیم دین شروع کی۔ اور معاذ بن جبل نے دوسرے حصے مین جو شہر عدن سے ملا ہوا تھا۔

اب حج کا زمانہ قریب آگیا تھا۔ اور چونکہ مکے کی حکومت حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق تھی لہٰذا ضرورت تھی کہ یا تو خود آپ ہی تشریف لیجا کے لوگون کو حج کرائین یا اپنی طرف سے کسی مستند وقابل اعتبار شخص کو بھیجین کہ وہ جاکے قدیم سنت ابراہیمی کا اعادہ کرے کسی مصلحت سے خود آپ تو تشریف نہین لے جاسکے لیکن اپنی طرف سے ابوبکر صدیق کو روانہ کیا کہ لوگون کو حج کرادین۔ ابوبکر آپ کی طرف سے تین سو آدمیون کے ساتھ چل کھڑے ہوئے۔ وہ روانہ ہوچکے تھے کہ سورۂ براءت نازل ہوئی جس مین اللہ جل شانہ نے حج کے متعلق جدید ہدایتین فرمائی تھین۔ اور جاہلیت کی مذموم رسمون اور شرک کے ناپاک رواجون کی بیخ کنی کی گئی تھی۔ اس سورت کے نازل ہوتے ہی آپ نے حضرت علی کو خاص اپنی اونٹنی پر سوار کرکے روانہ فرمایا کہ موسم حج مین لوگون کو سورہ براءت سنائین اور احکام خداوندی سے مطلع کردین۔ ابوبکر مقام ذوالحلیفہ تک پہونچے تھے کہ حضرت علی جا پہونچے۔ انھین دیکھ کے ابوبکر صدیق مدینے مین واپس آئے۔ اور دریافت کیا کہ یارسول اللہ کیا میرے خلاف کوئی آیت نازل نہین ہوئی ہے؟" آپ نے فرمایا "نہین۔ لیکن ضرور ہے کہ جو شخص میری طرف سے لوگون کو پیام پہونچائے وہ مجھ سے قریبی تعلق رکھتا ہو۔ اور مجھ ہی سے ہو۔ اے ابوبکر کیا تم اس سے نہین راضی ہو کہ غار ثور مین میرے ساتھ تھے اور حوض کوثر پر بھی میرے ساتھ ہوگے؟" ابوبکر نے

موسم حج

آپ کی نیابت مین ابوبکر صدیق حج کعبہ کراتے ہین

حضرت علی سورۂ براءت سنانے کے لیے جاتے ہین

۵ع تاریخ الخمیس جلد ۲ صفحہ ۱۵۳ و ۱۵۷

عرض کیا ہے "بے شک مین راضی ہون" اور یہ جواب پا کے حسب فرمان نبوتؐ حج کرانے کے لیے پھر مکے کی راہ لی۔ حاجیان مدینہ سے جا ملے۔ اور انھین کی سرداری سے حج ہوا۔ وہی لوگون کو نماز پڑھاتے تھے۔ اور انھین کے حکم سے رسوم حج کی تعمیل ہوئی تھی۔ اور اُن کے ساتھ ساتھ حضرت علیؑ اپنا یہ فرض پورا کرتے تھے کہ سورہ براءت پڑھ پڑھ کے لوگون کو سُناتے تھے۔ اور انھین نے خاص عید اضحی کے دن عام لوگون مین پکار دیا کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہین کرنے پائے گا۔ اور نہ کوئی شخص اس کا مجاز ہوگا کہ خانہ کعبہ کے گرد برہنہ طواف کرے لیکن ہان جس کسی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی خاص معاہدہ ہو تو وہ اپنے معاہدے کی مدت تک اپنی رسمون کو اپنے مذاق کے مطابق بجالا سکتا ہے۵

اس خدا پرستی کی رسم سے اب مشرکین کا روکا جانا تو ضروری تھا۔ اس لیے کہ کعبہ اور مکہ مین وہ بت اور دیوتا ہی نہین باقی رہے تھے جن کی زیارت اور جن کی پرستش کے لیے وہ آیا کرتے تھے۔ مگر اس تہذیب کی بھی بے انتہا ضرورت تھی کہ کوئی مرد اور عورت برہنہ نہ طواف کرنے پائے۔ قدیم سے رواج چلا آتا تھا کہ باہر والے حاجی صرف انھین کپڑون کو پہن کے حج کر سکتے تھے جو انھین قریش یا اُن کے قرابت دارون سے ملین۔ بہت سے ایسے لوگ جن کو ان کی مفلسی یا کسی اور وجہ سے کپڑے نہ مل سکتے وہ مرد و عورت برہنہ اور ننگے مادر زاد طواف کرتے۔ عورتین شرمگاہ پر ہاتھ رکھ لیتین۔ زبان سے کہتی جاتین۔

اليوم يبدو بعضه او كله　　فما بدا منه فلا أحله

زن و مرد کو برہنہ حج کرنے کی ممانعت

---

۵ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۱۱۱۔

(آج کے دن چاہے تھوڑا جسم کھُل جائے یا سارا جسم۔ اور جس قدر کھُل جائے اسے مین حلال نہین کرتی ہون۔ یعنی مقاربت کو جائز نہین سمجھتی ہون) پھر جو لوگ قریش سے کپڑے لے کے طواف کرتے اُن کا بھی فرض تھا کہ حج سے فراغت ہوتے ہی انہین اتار کے ڈال دین اور پھر ہاتھ نہ لگائین۔ اس کا یہ نتیجہ تھا کہ کسی نہ کسی وقت سب کو برہنہ ہو جانا پڑتا۔ اس کے علاوہ بعض ایسے لوگ بھی تھے جو برہنہ طواف کرنے کو موجب ثواب خیال کرتے۔ اور کہتے کہ خدا کے گھر مین اسی شان سے آنا چاہیے جس شان سے کہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے تھے[۵۸]۔ ان تمام باتون کی اس وقت سے ممانعت ہوگئی۔ اور اُس گھڑی سے پھر کبھی یہ بدتہذیبی نہین نظر آئی کہ خانہ کعبہ کے گرد کوئی کپڑے اُتار کے طواف کر رہا ہو۔ اس حکم سے سب سے بڑا یہ فائدہ ہوا کہ جو قبائل ابھی تک قدیم مذہب شرک پر باقی تھے اُنھون نے ایک دوسرے سے کہا "اب قریش ہی مسلمان ہو چکے تو ہمین تامل کرنے کی کیا وجہ ہو سکتی ہے۔ علی الخصوص جبکہ بت پرستی چھوڑے بغیر ہم کعبہ مین نہین آسکتے"۔ اور سب مسلمان ہو گئے۔

فرضیت زکوۃ

اسی سنہ ہجری مین صدقات یعنی زکوۃ وغیرہ کی قسم سے جو دینی ٹیکس مسلمانون کے ذمے عائد کیے گئے ہین فرض ہوئے۔ اور ان کے وصول کرنے کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عامل مختلف قبائل عرب اور بلاد دور دراز مین روانہ فرمائے۔

جناب ام کلثوم بنت رسول اللہ کا انتقال

اسی سال شعبان کے مہینے مین آنحضرتؐ کی تیسری صاحبزادی جناب ام کلثومؓ نے انتقال فرمایا۔

۵۸ السیرۃ النبویہ جلد ۲ صفو ۳۶۵

جنھین حضرت رقیہؓ کی وفات کے بعد حضرت سرور کائنات نے جناب عثمانؓ ذی النورین کے عقد نکاح مین دے دیا تھا۔ اسماء بنت عمیس اور صفیہ بنت عبد المطلب نے اُنھین نہلا کے کفن پہنایا۔ ابو طلحہ نے قبر مین اُتارا۔ حضرت عثمانؓ کو ملول و حزین دیکھ کے آپ نے فرمایا اگر میری کوئی تیسری بیٹی موجود ہوتی تو اُسے بھی عثمانؓ کے عقد نکاح مین دے دیتا۔ پھر قبر پر بیٹھ کے آپ آبدیدہ ہو گئے اور مٹی ڈلوائی۔

اسی سال منافقون کے رب سے بڑے سردار عبداللہ بن اُبی بن سلول سے دنیا خالی ہوئی۔ اور آپ کو اُس کی شرارتون سے اور مسلمانان مدینہ کو اس کے فتنون سے ہمیشہ کے لیے نجات مل گئی۔ شوال کے مہینے مین وہ بیمار پڑا تھا جس کے چند روز بعد مر گیا مگر باوجود اُس کی سخت فتنہ پردازیون کے اور اس کے ہاتھ سے ہر موقع پر صدمہ اور تکلیف پہونچنے کے جب اس کے بیٹے عبداللہ بن عبداللہ نے آ کے اُس کے مرنے کی خبر سنائی تو آپ نے اُسے کفن دینے کے لیے اپنا کُرتہ اُتار دیا۔ جس مین وہ دفن کیا گیا۔ پھر اس کے جنازے کی نماز پڑھانے کے لیے آپ تشریف لے گئے۔ عمر فاروقؓ نے جو ایسے امور مین ہمیشہ سخت ثابت ہوا کرتے تھے بڑھ کے آپ کو روکنا چاہا اور عرض کیا۔ آپ اس کی نماز پڑھائین گے! حالانکہ فلان موقع پر اُس نے یہ کہا تھا۔ اور فلان موقع پر یہ کہا تھا۔ یونھین پے در پے اس کی فتنہ پردازیان گنوانا شروع کین۔ آپ نے مسکرا کے فرمایا "سامنے سے تو ہٹو۔ اے عمرؓ۔ اس بارے مین مجھے اختیار دیا گیا ہے۔ اور مین نے یہی صورت اختیار کی کہ اس کے حق مین دعائے مغفرت کرون۔ مجھ سے کہا گیا ہے کہ چاہے اس کے لیے دعائے مغفرت کرو۔ چاہے نہ کرو مگر یاد رکھو کہ ستر بار دعائے مغفرت

> حاشیہ: سب سے بڑے منافق عبداللہ بن ابی بن سلول کا مرنا

عـــہ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۱۱۲ عـــہ تاریخ الخمیس جلد ۲ صفحہ ۱۵۵

کروگے تو بھی خدا اُسے نجات نہ دے گا۔ اور اگر مجھے معلوم ہو جاتا کہ ستر بار سے زیادہ دعا کرنے سے اُس کی نجات ہو جائے گی تو مجھے اس مین بھی تامل نہ ہوتا۔ یہ کہہ کے نماز جنازہ پڑھائی۔ اور مٹی دینے کے وقت تک کھڑے رہے۔ آپ وہین کھڑے تھے کہ سورۂ برأت کی دو آیتین نازل ہوئین۔ جن سے معلوم ہوا کہ آپ کا یہان تشریف لانا اور ایک منافق کی نماز پڑھانا اللہ جل شانہ کے نزدیک پسندیدہ نہ تھا

نجاشی کی وفات

اور اسی سال آپ کو نجاشی مسلمان فرمان روا ے حبشہ کے انتقال کی خبر معلوم ہوئی۔ جس نے رجب کے مہینے مین اس عالم فانی کو رخصت کیا تھا۔ آپ نے یہین مدینے سے اُس کی نماز جنازہ پڑھی۔ اور اُس کے حق مین دعاے مغفرت[۵] کی

باب سی وسوم

باقی ماندہ قبائل عرب کی اطاعت

سنہ ۹ ہجری سریۂ خالد نجران کی طرف۔ فرمان نبوت بنی نجران کے نام جس مین بہت سے احکام دینی بتائے گئے ہین تین غسانی شخصون کا حاضر ہو کے ایمان لانا۔ بنی غسان کی سرتابی۔ وفد بنی عامر۔ وفد بنی سلامان۔ وفد بنی ازد۔ آپ کے حکم سے صرد بن عبد اللہ کا جا کے شہر جرش کا محاصرہ کرنا۔ اور حکمت عملی سے ایک پہاڑ مین انھین شکست دینا۔ اہل جرش کے سفیر دربار نبوت مین۔ آنحضرت کی غیب کی خبر دینے مین فروہ بن مسیک کی حاضری۔ فروہ بن عمرو کا حاضر ہونا۔ اور اسی کے پاداش مین رومیون کے ہاتھ سے مارا جانا۔ وفد زبید۔ وفد عبد القیس۔ وفد بنی حنیفہ اور مسیلمہ کذاب۔ اُس کا دعوی نبوت۔ اور وہ خط جو آنحضرت کو بھیجا۔ آپ کی طرف سے

[۵] ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۱۱۲

اُس خط کا جواب - وفد بنی کندہ - وفد بنی محارب - بنی عبس وغیرہ - وفد بنی صدف وفد بنی خولان - وفد بنی عامر بن صعصعہ جو فریب دینے کو آیا تھا - عامر بن طفیل اور اربد بن قیس آپ کی جان لینے کا ارادہ کرتے ہین - مگر محض خدا کی قدرت سے ناکام رہتے ہین - اور اپنے اعمال کی سزا پاتے ہین - وفد بنی طے اور اُن کے سردار زید الخیر - حضرت علیؓ نامہ نبوت لے کے یمن جاتے ہین - اُس پیمبرانہ سلطنت کا انتظام - آپ کے والی اطراف عرب مین

سنہ ۱۰ھ | اب سنہ ۱۰ھ شروع ہوا - جو اسلام کی روز افزون ترقی اور سارے عرب کے یکایک خدا پرست بن جانے کا زمانہ ہے - مخالفت اس قدر دب گئی تھی - دشمنون اور آفتاب رسالت پر خاک ڈالنے والون کی قوت اس قدر ٹوٹ گئی تھی کہ اب آپ کو کسی بڑی فوج کے روانہ کرنے یا کسی سے مقابلہ کرنے کی بالکل زحمت نہین اٹھانی پڑی - چنانچہ غزوہ تبوک ہی آپ کا پچھلا غزوہ تھا - اور اس کے بعد پھر کبھی آپ کو بنفس نفیس دشمنون کے مقابلے کے لیے مدینے سے باہر نہین نکلنا پڑا - اس سال جو کچھ ہوا اس کو صرف تکمیل دین الٰہی - قبائل عرب کے حاضر ہو ہو کے دین اسلام قبول کرنے - آپ کے والیون اور سفیرون کے مختلف مقامات مین جا کے دین اسلام کو رواج دینے - شریعت اسلامیہ کے رواج پذیر ہونے اور نئی عربی سلطنت اسلام کے نظم و نسق سے تعلق ہے - اور چونکہ اُس وقت عرب مین سنین و تاریخ کے لکھے جانے کا بہت کم رواج تھا لہذا اس سال کے اکثر واقعات کی نسبت یہ بتانا کہ کس تاریخ اور کس مہینے مین ظہور پذیر ہوئے نہایت مشکل بلکہ غیر ممکن ہے -

سریۂ خالد نجران کی طرف | ربیع و جمادی کے مہینون مین سے کسی مہینے مین آپ نے خالدؓ بن ولید کو چار سو جان بازان اسلام کے ساتھ شہر نجران اور اُس کے اطراف مین روانہ فرمایا - تاکہ بنی حارث بن کعب مین دین اسلام کی تبلیغ

کرین۔ اور یہ بھی حکم دے دیا کہ اگر وہ اسلام کو نہ قبول کرین تو اُن سے مقابلہ کرنا
خالدؓ کے جاتے ہی اُن لوگون نے برحق مذہب توحید کو قبول کر لیا۔ تب خالدؓ
نے اپنی جانب سے داعیان اسلام کو اطراف وجوار مین بھیجنا شروع کیا جہان
ہر طرف دین اسلام کے سامنے بغیر کسی قومی مزاحمت کے سر جھکایا جاتا تھا اس
کامیابی کی خبر جب خالدؓ نے آنحضرتؐ کو کی تو آپ نے لکھا کہ اُن لوگون کے چند
صاحب اثر لوگون کو لے کے بارگاہ نبوت مین حاضر ہو۔ خالدؓ نے فوراً اس حکم نبوی
کی تعمیل کی۔ اور بنی حارث کے چند لوگون کو لے کے مدینے کی طرف روانہ
ہوئے۔ جب یہ وکلائے قوم مدینے مین پہونچے تو آپ نے اُن کی بہت عزت
کی۔ اور پوچھا "جاہلیت مین تم مین کیا بات تھی کہ اپنے دشمنون پر غالب رہا کرتے
تھے" ہم عرض کیا "ہمارا معمول تھا کہ ہمیشہ باہم اتفاق رکھتے تھے۔ اپنے جتھے کو
کبھی ٹوٹنے نہ دیتے تھے۔ اور کبھی کسی پر خود اپنی طرف سے چھیڑ کے زیادتی
نہ کرتے تھے"۔ آپ نے فرمایا "سچ کہتے ہو"۔ پھر یہ لوگ آپ کے دست مبارک
پر ایمان لائے۔ اور آپ نے ان مین سے قیس بن حُصین کو سردار مقرر فرما
کے واپس روانہ کیا۔ ذی قعدہ مین یہ لوگ اپنے وطن واپس گئے تھے
جس کے چند ہی روز بعد آپ نے انصار بنی نجار مین سے عمرو بن حزم کو روانہ
فرمایا کہ ان مین جا کے رہین اور انھین فقہ اسلام کی تعلیم دین۔ جب وہ پہونچ لیے
تو انھین آپ نے ایک خط لکھ کے بھیجا جس مین بہت سی دینداری اور
عقیدت اسلام کی باتین تحریر فرمائین۔ اس
خط کو چونکہ فقہا نے مستند خیال کیا ہے۔ اور
اس سے بہت سے مسائل دینی معلوم کیے ہین لہٰذا ہم اس کا ترجمہ درج
کیے دیتے ہین۔ بظاہر تو یہ خط مسلمانان نجران کو لکھا گیا تھا مگر اُس کا اصلی

فرمان نبوت بنی نجران کے نام جس مین بہت سے احکام دینی بتائے گئے ہین

اُس خط کا جواب ۔ وَفد بنی کندہ ۔ وَفد بنی محارب ۔ بنی عبس دربار ۔ وَفد بنی صدف
وَفد بنی خولان ۔ وَفد بنی عامر بن صعصعہ جو فریب دینے کو آیا تھا ۔ عامر بن طفیل اور اربد بن
قیس آپ کی جان لینے کا ارادہ کرتے ہین ۔ مگر محض خدا کی قدرت سے ناکام رہتے ہین ۔
اور اپنے اعمال کی سزا پاتے ہین ۔ وَفد بنی طے اور اُن کے سردار زید الخیر ۔ حضرت علیؓ نامہ
نبوت لے کے یمن جاتے ہین ۔ اُس پیمبرانہ سلطنت کا انتظام ۔ آپ کے والی اطراف عربیہ

سنہ ۱۰ھ | اب سنہ ۱۰ھ شروع ہوا ۔ جو اسلام کی روز افزون ترقی اور سارے عرب کے یکایک خدا پرست بن جانے کا زمانہ ہے ۔ مخالفت اس قدر دب گئی تھی ۔ دشمنون اور آفتاب رسالت پر خاک ڈالنے والون کی قوت اس قدر ٹوٹ گئی تھی کہ اب آپ کو کسی بد فوج کے روانہ کرنے یا کسی سے مقابلہ کرنے کی بالکل زحمت نہین اٹھانی پڑی ۔ چنانچہ غزوۂ تبوک ہی آپ کا پچھلا غزوہ تھا ۔ اور اس کے بعد پھر کبھی آپ کو بنفس نفیس دشمنون کے مقابلے کے لیے مدینے سے باہر نہین نکلنا پڑا ۔ اس سال جو کچھ ہوا اس کو صرف تکمیل دین الٰہی ۔ قبائل عرب کے حاضر ہو ہو کے دین اسلام قبول کرنے ۔ آپ کے والیون اور سفیرون کے مختلف مقامات مین جا کے دین اسلام کو رواج دینے ۔ شریعت اسلامیہ کے رواج پذیر ہونے اور نئی عربی سلطنت اسلام کے نظم و نسق سے تعلق ہے ۔ اور چونکہ اُس وقت عرب مین سنین و تاریخ کے لکھے جانے کا بہت کم رواج تھا لہٰذا اس سال کے اکثر واقعات کی نسبت یہ بتانا کہ کس تاریخ اور کس مہینے مین ظہور پذیر ہوئے نہایت مشکل بلکہ غیر ممکن ہے ۔

سریۂ خالد نجران کی طرف | ربیع و جمادی کے مہینون مین سے کسی مہینے مین آپ نے خالد بن ولید کو چار سو جان بازان اسلام کے ساتھ شہر نجران اور اُس کے اطراف مین روانہ فرمایا ۔ تاکہ بنی حارث بن کعب مین دین اسلام کی تبلیغ

کریں۔ اور یہ بھی حکم دے دیا کہ اگر وہ اسلام کو نہ قبول کریں تو اُن سے مقابلہ کرنا
خالدؓ کے جاتے ہی اُن لوگوں نے برحق مذہب توحید کو قبول کر لیا۔ تب خالدؓ
نے اپنی جانب سے داعیان اسلام کو اطراف وجوار میں بھیجنا شروع کیا جہاں
ہر طرف دین اسلام کے سامنے بغیر کسی قومی مزاحمت کے سر جھکایا جاتا تھا۔ اس
کامیابی کی خبر جب خالدؓ نے آنحضرت کو کی تو آپ نے لکھا کہ اُن لوگوں کے چند
صاحب اثر لوگوں کو لے کے بارگاہ نبوت میں حاضر ہو۔ خالدؓ نے فوراً اس حکم نبوی
کی تعمیل کی۔ اور بنی حارث کے چند لوگوں کو لے کے مدینے کی طرف روانہ
ہوئے۔ جب یہ وکلائے قوم مدینے میں پہونچے تو آپ نے اُن کی بہت عزت
کی۔ اور پوچھا "جاہلیت میں تم میں کیا بات تھی کہ اپنے دشمنوں پر غالب رہا کرتے
تھے؟" عرض کیا "ہمارا معمول تھا کہ ہمیشہ باہم اتفاق رکھتے تھے۔ اپنے جتھے کو
کبھی ٹوٹنے نہ دیتے تھے۔ اور کبھی کسی پر خود اپنی طرف سے چھیڑ کے زیادتی
نہ کرتے تھے"۔ آپ نے فرمایا "سچ کہتے ہو"۔ پھر یہ لوگ آپ کے دست مبارک
پر ایمان لائے۔ اور آپ نے ان میں سے قیس بن حُصین کو سردار مقرر فرما
کے واپس روانہ کیا۔ ذی قعدہ میں یہ لوگ اپنے وطن واپس گئے تھے
جس کے چند ہی روز بعد آپ نے انصار بنی نجار میں سے عمرو بن حزم کو روانہ
فرمایا کہ ان میں جا کے رہیں اور انہیں فقہ اسلام کی تعلیم دیں۔ جب وہ پہونچ لیے
تو انہیں آپ نے ایک خط لکھ کے بھیجا جس میں بہت سی دینداری اور

فرمان نبوت بنی نجران کے نام جس میں بہت سے احکام دینی بتائے گئے ہیں

عقیدت اسلام کی باتیں تحریر فرمائیں۔ اس
خط کو چونکہ فقہا نے مستند خیال کیا ہے۔ اور
اس سے بہت سے مسائل دینی معلوم کیے ہیں لہٰذا ہم اس کا ترجمہ درج
کیے دیتے ہیں۔ بہ ظاہر تو یہ خط مسلمانان نجران کو لکھا گیا تھا مگر اُس کا اصلی

اُس خط کا جواب - وفد بنی کندہ - وفد بنی محارب - بنی عبس دربار - وفد بنی صدف وفد بنی خولان - وفد بنی عامر بن صعصعہ جو نیب دینے کو آیا تھا - عامر بن طفیل اور اربد بن قیس آپ کی جان لینے کا ارادہ کرتے ہین - مگر محض خدا کی قدرت سے ناکام رہتے ہین - اور اپنے اعمال کی سزا پاتے ہین - وفد بنی طے اور اُن کے سردار زید الخیر - حضرت علیؑ نامہ نبوت لے کے یمن جاتے ہین - اُس پیمبرانہ سلطنت کا انتظام - آپ کے والی اطراف عرب مین

سنہ ۱۰ھ | اب سنہ ۱۰ھ شروع ہوا - جو اسلام کی روز افزون ترقی اور سارے عرب کے یکایک خدا پرست بن جانے کا زمانہ ہے - مخالفت اس قدر دب گئی تھی - دشمنون اور آفتاب رسالت پر خاک ڈالنے والون کی قوت اس قدر ٹوٹ گئی تھی کہ اب آپ کو کسی بڑی فوج کے روانہ کرنے یا کسی سے مقابلہ کرنے کی بالکل زحمت نہین اٹھانی پڑی - چنانچہ غزوہ تبوک ہی آپ کا پچھلا غزوہ تھا - اور اس کے بعد پھر کبھی آپ کو بنفس نفیس دشمنون کے مقابلے کے لیے مدینے سے باہر نہین نکلنا پڑا - اس سال جو کچھ ہوا اس کو صرف تکمیل دین الٰہی - قبائل عرب کے حاضر ہو ہو کے دین اسلام قبول کرنے - آپ کے والیون اور سفیرون کے مختلف مقامات مین جا کے دین اسلام کو رواج دینے - شریعت اسلامیہ کے رواج پذیر ہونے اور نئی عربی سلطنت اسلام کے نظم و نسق سے تعلق ہے - اور چونکہ اُس وقت عرب مین سنین و تاریخ کے لکھے جانے کا بہت کم رواج تھا لہذا اس سال کے اکثر واقعات کی نسبت یہ بتانا کہ کس تاریخ اور کس مہینے مین ظہور پذیر ہوئے نہایت مشکل بلکہ غیر ممکن ہے -

سریۂ خالد نجران کی طرف | ربیع و جمادی کے مہینون مین سے کسی مہینے مین آپ نے خالدؓ بن ولید کو چار سو جان بازان اسلام کے ساتھ شہر نجران اور اُس کے اطراف مین روانہ فرمایا - تاکہ بنی حارث بن کعب مین دین اسلام کی تبلیغ

کرین۔ اور یہ بھی حکم دے دیا کہ اگر وہ اسلام کو نہ قبول کرین تو اُن سے مقابلہ کرنا خالدؓ کے جاتے ہی اُن لوگون نے برحق مذہب توحید کو قبول کر لیا۔ تب خالدؓ نے اپنی جانب سے داعیان اسلام کو اطراف وجوار مین بھیجنا شروع کیا۔ جہان ہر طرف دین اسلام کے سامنے بغیر کسی قومی مزاحمت کے سر جھکایا جاتا تھا۔ اس کامیابی کی خبر جب خالدؓ نے آنحضرتؐ کو کی تو آپ نے لکھا کہ اُن لوگون کے چند صاحب اثر لوگون کو لے کے بارگاہ نبوت مین حاضر ہو۔ خالدؓ نے فوراً اس حکم نبوی کی تعمیل کی۔ اور بنی حارث کے چند لوگون کو لے کے مدینے کی طرف روانہ ہوئے۔ جب یہ وکلائے قوم مدینے مین پہونچے تو آپ نے اُن کی بہت عزت کی۔ اور پوچھا "جاہلیت مین تم مین کیا بات تھی کہ اپنے دشمنون پر غالب رہا کرتے تھے؟" عرض کیا "ہمارا معمول تھا کہ ہمیشہ باہم اتفاق رکھتے تھے۔ اپنے جتھے کو کبھی ٹوٹنے نہ دیتے تھے۔ اور کبھی کسی پر خود اپنی طرف سے چھیڑ کے زیادتی نہ کرتے تھے"۔ آپ نے فرمایا "سچ کہتے ہو"۔ پھر یہ لوگ آپ کے دست مبارک پر ایمان لائے۔ اور آپ نے ان مین سے قیس بن حُصَین کو سردار مقرر فرما کے واپس روانہ کیا۔ ذی قعدہ مین یہ لوگ اپنے وطن واپس گئے تھے جس کے چند ہی روز بعد آپ نے انصار بنی نجار مین سے عمرو بن حزم کو روانہ فرمایا کہ ان مین جا کے رہین اور انہین فقہ اسلام کی تعلیم دین۔ جب وہ پہونچ لیے تو انہین آپ نے ایک خط لکھ کے بھیجا جس مین بہت سی دینداری اور عقیدت اسلام کی باتین تحریر فرمائین۔ اس خط کو چونکہ فقہا نے مستند خیال کیا ہے۔ اور اس سے بہت سے مسائل دینی معلوم کیے ہین لہٰذا ہم اس کا ترجمہ درج کیے دیتے ہین۔ بہ ظاہر تو یہ خط مسلمانان نجران کو لکھا گیا تھا مگر اُس کا اصلی

فرمان نبوت بنی نجران کے نام جس مین بہت سے احکام دینی بتائے گئے ہین

خطاب تمام مسلمانون کی طرف معلوم ہوتا ہی۔ چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہین:۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ازجانب خدا ورسول خدا۔ ای ایمان لانے والو ان مراتب کو پورا کرو جو بطور ایک ہدایت نامے کے محمدؐ نبی نے عمروؓ بن حزم کو یمن بھیجتے وقت دیے۔ انہین حکم دیا کہ اپنے تمام معاملات مین خدا سے ڈرتے رہین اس لیے کہ اللہ انہین لوگون کے ساتھ ہی جو گناہون سے بچتے اور نیکی کرتے ہین۔ اور انہین حکم دیا کہ جو جس سے لین حق سمجھ کے لین۔ جیسا انہین خدا نے حکم دیا ہی۔ لوگون کو بھلائی کی بشارت دین۔ اچھے کام کرنے کا حکم کرین۔ لوگون کو قرآن سکھائین۔ اور اس بات سے منع کرین کہ بغیر طہارت کے کوئی قرآن کو نہ چھوے۔ لوگون کو بتا دین کہ ان کے لیے کیسے کیسے ثواب اور کیسے کیسے عذاب ہین ازحق مین لوگون پر نرمی کرین۔ اور جسے ظلم کرتے دیکھین اس پر سختی کرین۔ اس لیے کہ اللہ نے ظلم کو حرام کیا اُس سے منع کیا۔ اور فرماتا ہی الالعنۃ اللہ علی الظالمین (آگاہ ہو جاؤ کہ ظالمون پر خدا کی لعنت ہی) لوگون کو جنت کی بشارت دین۔ اور بتائین کہ کن اعمال سے جنت ملتی ہی۔ دوزخ سے ڈرائین۔ اور ظاہر کر دین کہ کن افعال کا نتیجہ دوزخ ہی۔ لوگون کی تالیف کرتے رہین جب تک کہ انہین شریعت اسلام مین بصیرت حاصل ہو جائے۔ انہین آداب حج اُسکے رسوم مسنون اور فرائض کی تعلیم دین۔ اور بتائین کہ حج اکبر اور حج اصغر یعنی عمرے کے متعلق خدا نے کن کن باتون کا حکم دیا ہی۔ اس بات سے لوگون کو منع کرین کہ صرف ایک چھوٹا سا کپڑا اوڑھ یا پہن کے کوئی نماز نہ پڑھے۔ اُسے وسیع اور اتنا ہونا چاہیے کہ دونون آنچل اچھی طرح کندھون پر ٹھہر سکین۔ لوگون کو ایک ہی کپڑے مین احتباءؑ کرکے

ع جاہلیت مین چونکہ ستر عورت کے حدود نہین مقرر تھے۔ اور برہنگی بہت زیادہ معیوب نہین خیال کی جاتی تھی لہٰذا اکثر لوگون کا معمول تھا کہ تہمت یا ازار کو کھول لیتے اور اسے ایک حلقے کی طرح کر اور گھٹنون مین باندھکے اس طرح بیٹھ جاتے کہ نیچے کا جسم بالکل کھلا رہتا۔ اسی کو احتباء کہتے تھے۔ اور چونکہ اس مین برہنگی ہوتی تھی لہٰذا آپ نے اس سے منع فرمایا۔

بیٹھنے اور شرمگاہ کھول دینے سے بھی روکین۔ اس بات کی ممانعت کرین کہ لوگ پیشانی کے بال کتروائین اور پشت سر کے بال بڑہائین۔ قبائل مین جس وقت جوش وخروش ہو اُن کو جاہلیت کی گوہار اور دیگر قبائل کو اپنی مدد پر بلانے سے روکین۔ اب اُن کی ساری فریاد و توجہ صرف خدا ے وحدہ لاشریک لہ کی جانب ہونی چاہیئے۔ اور جو شخص خدا کی طرف نہ رجوع کرے اور عرب کے قبیلون اور یہان کی جماعتون کو جمع کرنا چاہے اُس کی توجہ تلوار کے زور سے خدا کی طرف پھیر دین۔ اور جب تک وہ خدا کی طرف نہ متوجہ ہو اپنی تلوار نہ روکین۔ لوگون کو وضو کرنے کا حکم دین جس کی شان یہ ہے کہ چہرون اور ہاتھون کو کہنیون تک اور پاؤن کو ٹخنون تک دھوئین اور سرون پر مسح کرین۔ جیسا کہ اللہ جل شانہ نے اُنھین حکم دیا ہے۔ اور انہین حکم دین کہ نماز کو اوقات معینہ پر ادا کرین رکوع و سجود کو پوری طرح بجا لائین نماز صبح منھ اندھیرے۔ ظہر اول وقت آفتاب کے سمت الراس سے ہٹتے ہی عصر اُس وقت جب آفتاب زمین کی طرف سے منھ پھیر چکا ہو مغرب رات کے شروع ہوتے ہی۔ تارے نکلنے سے پیشتر۔ اور عشا اول شب مین ادا کرین۔ اور جمعہ کو جیسے ہی نماز جمعہ کی اذان ہو مسجد کی طرف دوڑین۔ اور وہان آنے سے پیشتر غسل کرین۔ اور انہین یہ بھی حکم دیا گیا کہ مال غنیمت مین سے پانچوان حصہ جو اللہ کے لیے ہے وصول کرین۔ اور نیز رقوم صدقہ جن کا ادا کرنا مسلمانون پر فرض ہے وہ بھی وصول کرتے رہین۔ جن کی تفصیل یہ ہے کھیتی اور باغات سے جن کا ادا کرنا مسلمانون پر فرض ہے وہ بھی وصول کرتے رہین۔ جن کی تفصیل یہ ہے کھیتی اور باغات سے جن مین نہرون یا بارش سے پانی پہونچتا ہو پیداوار کا دسوان حصہ۔ اور جن زمینون مین ڈول سے پانی پہونچایا جاتا ہو دسوین حصہ کا آدہا یعنی بیسوان حصہ۔ جن لوگون کے پاس

مویشی ہون اُن سے اگر اونٹ رکھتے ہون تو ہر دس اونٹ پیچھے دو بکریان اور ہر بیس اونٹ پیچھے چار بکریان اگر گاے بیل رکھتے ہون تو ہر چالیس راس پیچھے ایک گاے یا بیل - اور ہر تیس راس پیچھے ایک تین سال کا نر یا مادہ گاے کا بچہ - اگر بھیڑ بکریان رکھتے ہون تو ہر چالیس راس پیچھے ایک بکری - صدقے کے بارے مین یہ اللہ کا فرض ہی جس کا بجالانا مسلمانون کے لیے ضروری ہی - اور جو اس سے زیادہ دے وہ اس کے حق مین اور بہتر ہی - یہود و نصارا مین سے جو کوئی خلوص دل سے ایمان لائے اور اسلام قبول کرے اس کا شمار بھی مومنین مین ہی - اور اُس کے بھی وہی حقوق و فرائض ہین جو اور مسلمانون کے ہین - اور جو اپنے دین یہودیت و نصرانیت پر قائم رہے وہ زبردستی اپنے مذہب سے پھیرا نہ جاے - مگر ہان اُسے جزیہ ادا کرنا ہوگا - جس کی تعداد یہ ہی کہ ہر بالغ مرد و عورت عام اس سے کہ آزاد ہو یا غلام پورا ایک دینار یا اس کے عوض مین کپڑے سالانہ ادا کرتا رہے - جو کوئی اُن مین سے یہ رقم ادا کر دے وہ اللہ اور رسول خدا کی ذمہ داری و کفالت مین ہی اور جو نہ ادا کرے وہ خدا و رسول اور تمام مومنین کا دشمن سمجھا جائے گا - اللہ محمد پر اپنی رحمت اور برکتین نازل کرے -

تین غسانی شخصون کا حاضر ہو کے ایمان لانا

اسی سال ماہ مبارک رمضان کی دسوین تاریخ بنی غسان کے تین شخص کشش نبوت سے دربار پیمبری مین حاضر ہوئے اور دین اسلام قبول کیا - یہان سے واپس جا کے ان لوگون نے اپنی قوم والون کو دین اسلام کی طرف دعوت کرنا شروع کیا - مگر بنی غسان ایسے سیاہ دل

بنی غسان کی سرتابی

تھے کہ کسی طرح سے نہ مانا - بلکہ اُلٹے ان لوگون کی دشمنی پر آمادہ ہو گئے - ان سرشاران بادۂ توحید نے یہ رنگ دیکھا تو اپنے مسلمان ہونے کو بھی چھپا ڈالا - اور نہایت خموشی کے ساتھ عروج کوکب اسلام کا انتظار کرنے لگے

دو شخصوں نے تو اسی انتظار میں سفر آخرت کیا۔ مگر ایک صاحب ہنوز زندہ تھے کہ خالد بن ولید کی شمشیر خارا شگاف نے ارض شام کو علم اسلام کے سایے مین لے لیا۔ اور اُن بزرگ نے ابو عبیدہ بن الجراح سپہ سالار عساکر خلافت کی خدمت میں حاضر ہو کے تجدید اسلام کا شرف حاصل کیا۔ اسی مہینے مین

وفد بنی عامر | بنی عامر کے دس آدمیون نے بھی حاضر ہو کے دین اسلام قبول کیا مسائل شرع کی تعلیم پائی۔ مشہور صحابی جناب ابی سے تلاوت قرآن کو سیکھا اور واپس گئے۔ پھر شوال کے مہینے مین قبیلۂ سلامان کے سات شرفا جن پر حبیب

وفد بنی سلامان | نام ایک صاحب سردار تھے حاضر ہو کے ایمان لائے۔ فرائض کو سیکھا اور واپس گئے۔

وفد بنی ازد | اسی دسوین سال ہجرت مین قبیلۂ ازد کے چند لوگ جن کا شمار دس سے زیادہ تھا آپ کی خدمت مین حاضر ہو کے مسلمان ہوئے۔ آپ نے انھین دین توحید مین داخل کیا۔ اور اُنھین مین کے ایک بزرگ کو جن کا نام صرد بن عبد اللہ تھا اُن پر سردار مقرر کر کے حکم دیا کہ جاؤ اور مشرکین پر جہاد کرو۔ یہ فرمان رسالت پاتے ہی یہ لوگ نہایت جوش و خروش کے ساتھ واپس گئے اور جاتے ہی

آپ کے حکم سے صرد بن عبد اللہ کا جا کے شہر جرش کا محاصرہ کرنا | شہر جرش کا محاصرہ کر لیا جس مین بعض یمنی قبائل آباد تھے۔ جرش والون پر ان جانبازان اسلام کی کچھ ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ اپنے شہر مین محصور ہو کے بیٹھ رہے۔ ایک مہینا بھر کے محاصرے کے بعد صرد بن عبد اللہ نے مجبوراً شہر کا محاصرہ چھوڑ دیا اور قریب

اور حکمت عملی سے ایک پہاڑ مین انھین شکست دینا | کے ایک پہاڑ مین جا کے قیام کیا جو کشر کے نام سے مشہور تھا۔ جرش والے سمجھے کہ صرد شکست کھا کے

---

۵ ابن خلدون جلد ۲ صفحہ ۵۲ و ۵۵

بھاگے ہین اسی خیال سے اپنی فوج لے کے مقابلے کو نکلے۔ صرد بن عبداللہ نے حریفون کو جیسے ہی آتے دیکھا اُن پر پلٹ پڑے۔ اور جیسے پایا تہ تیغ کرنا شروع کر دیا۔ جرش والون نے محصور ہونے کے زمانے مین اپنے دو سفیر بارگاہ نبوت مین بھیجے تھے۔ اور منتظر تھے کہ دیکھین حضرت رسالت ان کے ساتھ کیا برتاؤ کرتے ہین۔ مگر اس کارروائی کو صرد بن عبداللہ سے مخفی رکھا تھا اتفاقاً اسی روز جس دن کوہ کشر کے دامن مین اہل جرش پر صرد اور اُن کے ہمراہی جان نثاران نے سخت حملہ کیا تھا حضرت رسالت[ع] نے ان دونون سفیرون سے پوچھا شکر خدا کی کس سرزمین پر ہی؟" ان لوگون نے کہا ہمارے علاقہ مین ایک پہاڑ البتہ ہی جو کشر کہلاتا ہی" آپ نے فرمایا" وہ کشر نہین بلکہ شکر ہی۔ اور اس وقت وہان خدا کی قربانیان ذبح ہو رہی ہین" اس جملہ کا مطلب وہ لوگ تو کیا سمجھتے مگر حضرت اَبُو بکر یا عثمان[رض] جو اس وقت دربار نبوت مین حاضر تھے سمجھ گئے۔ اور ان لوگون سے کہا" خاموش کیا ہو عرض کرو کہ دعا فرمایئے کہ ہماری قوم پر جو بلا آئی ہو دور ہو جائے" انھون نے یہ درخواست کی[۱] اور آپ نے اُن کی خواہش کے مطابق درگاہ خداوندی مین دعا کی کہ" بارالہا اُن کی مصیبت دور کر" اس کے بعد جب وہ لوگ واپس گئے تو اپنے شہر والون سے سُنا کہ عین اُسی دن جس دن حضرت رسالت نے قربانیون کے ذبح ہونے کی خبر دی تھی کوہ کشر کے دامن مین ان کو صرد بن عبداللہ کے آدمی قتل کر رہے تھے۔ اس واقعہ نے آنحضرت کی نبوت کی پوری تصدیق کرا دی۔ اور اس کے بعد ان کی جانب سے جو دوسرا گروہ وکلا آنحضرت کی خدمت مین حاضر ہوا اُس کی وساطت سے سب نے دین اسلام قبول کر لیا

اہل جرش کے سفیر دربار نبوت مین

آنحضرت[ع] غیب کی خبر دیتے ہین

---

[۱] ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۱۱۳

فروہ بن مسیک کی حاضری

پھر اسی سال قبیلۂ مراد کا سردار فروہ بن مسیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا - اور اس کی غرض یہ تھی کہ فرمان روایان آل کندہ سے علحدگی حاصل کرے - ظہور اسلام سے چند ہی روز پیشتر قبائل مراد اور ہمدان مین ایک سخت لڑائی ہو چکی تھی جو یوم ردم کے نام سے مشہور تھی - اس لڑائی مین ہمدان والون نے فتحیاب ہو کے اہل مراد کو اپنے حوصلے اور اپنی آرزو کے مطابق خوب قتل کیا تھا - فروۂ مذکور جب آنحضرت کی خدمت مین حاضر ہوئے تو آپ نے پوچھا "کیون فروہ - معرکۂ ردم کے دن تمھاری قوم پر جو مصیبت نازل ہوئی تھی اُس کا تمھین صدمہ ہے ؟" عرض کیا "یا رسول اللہ جس شخص کی قوم پر ایسی مصیبت نازل ہو اُسے صدمہ نہ ہو گا ؟" آپ نے فرمایا "اس صدمے سے اسلام مین بھی تمھاری قوم کو فائدہ ہی ہو گا"۔ اس سے آپ کا منشا یہ تھا کہ ہمدان والون نے ابھی تک دین اسلام نہین قبول کیا تھا اور ان کی مخالفت سے غالباً وہ بھی مجبور ہو کے دین حق قبول کر لین گے - پھر آنحضرت نے فروہ کو قبائل مراد - زبید - اور مذحج پر سردار مقرر فرما کے واپس روانہ کیا - اور خالد بن سعید بن عاص کو ان کے ہمراہ کیا تاکہ ان قبائل سے رقم صدقہ وصول کر کے بارگاہ نبوت مین بھیجا کرین - اور نیز ان کے ذریعے سے اُنھین دین اسلام کی تعلیم مین مدد ملے ۔

فروہ بن عمرو کا حاضر ہونا

اسی سال اسی نام کے ایک دوسرے سردار عرب نے جو بنی جذام کا سردار تھا اور فروہ بن عمرو کے نام سے مشہور تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک قاصد بھیج کے اپنا اسلام ظاہر کیا - اور ایک عمدہ سفید خچر آپ کی خدمت مین ہدیۃً بھیجا - یہ فروہ دولت روم کا تابع تھا - اور قیاصرہ کی

ؑ ابن ہشام - صفحہ ۹۵۰

طرف سے سرحدی عربوں پر حکومت کرتا تھا۔ جب یہ خبر اراکین دولت روم کو پہونچی تو انھوں نے اسے باغی قرار دیا۔ افسوس کہ اسلام اس وقت تک ارض عرب کے اندر محدود تھا۔ اور رومیوں پر سطوت اسلام کا کوئی ایسا اثر نہیں پڑنے پایا تھا کہ مسلمانوں کی ناراضی کی وہ ذرا بھی پروا کرتے۔ چنانچہ ایک پروانہ بھیج کے فروہ ملک شام میں بلایا گیا۔ بہاں جاتے ہی قید ہو گیا۔ اور آخر وہاں کے قوانین کے مطابق وہ غریب دلدادۂ توحید شہر فلسطین میں ایک نہر کے کنارے مصلوب کر کے شہید کیا گیا۔

اداسی کے پاداش میں رومیوں کے ہاتھ سے مارا جانا

اب چونکہ تبلیغ رسالت کا آفتاب غروب کے قریب پہونچ گیا تھا۔ اور جو برکت یزدانی آپ کے وجود باجود کے ساتھ وابستہ تھی اُس کے واپس لے لیے جانے کو تھوڑا ہی زمانہ باقی رہ گیا تھا لہذا مشیت ایزدی تکمیل اسلام کی غرض کو بہت ہی جلد جلد پورا کر رہی تھی۔ یعنی ہر طرف سے لوگ جوق جوق چلے آتے تھے کہ دین اسلام کو قبول کریں۔ اور بارگاہ نبوت کے آگے سر ارادت و اطاعت کو جھکائیں۔ چنانچہ ان مذکورہ جماعتوں کے علاوہ اور بھی بہت سے گروہ مختلف قوموں اور قبیلوں کی طرف سے حاضر ہوئے اور دین اسلام قبول کیا۔ جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

ایک جماعت قبیلۂ زبید کی طرف سے آئی جس کے ہمراہ عمرو بن معدی کرب زبیدی بھی تھے۔ مگر ان کے آنے سے پیشتر ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فروہ بن مسیک کو قبیلۂ زبید پر سردار مقرر کر دیا تھا لہذا عمرو بن معدی کرب دین قبول کر لے کے بعد واپس گئے۔ اور اپنی قوم کے ساتھ فروہ کی ماتحتی میں زندگی بسر کرنے لگے۔ مگر جب آپ کی وفات کی خبر سنی تو دین

وفد زبید

اسلام سے پھر گئے اور ارتداد قبول کر لیا۔ ایک جماعت قبیلۂ عبد القیس کی طرف سے آئی جس کے ہمراہ جارود بن عمرو تھے۔ یہ اس سے پیشتر دین عیسوی کے پابند تھے۔ مگر اب مسلمان ہوئے۔ اور ایسے راسخ العقیدہ مسلمان کہ حضرت رسالت کی وفات کے وقت جب اکثر لوگ مرتد ہونے لگے تو ان کے قدم کو ذرا بھی لغزش نہ ہوئی۔ بلکہ انھون نے اپنی قوم کو ارتداد سے روکا۔ ایک جماعت وکلا بنی حنیفہ کی طرف سے آئی جس کے ہمراہ مشہور مدعی نبوت مسیلمہ بھی تھا۔ جو اپنے جھوٹے دعوے نبوت کی وجہ سے مسیلمہ کذاب کہلاتا ہے۔ مدینہ طیبہ مین مسیلمہ حارث کی بیٹی کے مکان مین ٹھرایا گیا تھا جو ایک انصاریہ خاتون تھین۔ حضرت سرور کائنات سے مل کے اور آپ کے حالات و عادات کو خوب غور سے دیکھ کے مسیلمہ واپس گیا۔ اور اپنے وطن یمامہ مین پہونچ کے خود پیغمبری کا دعوی کرنے لگا۔ اور وہ بھی اس حکمت عملی کے ساتھ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اپنے موافق بنائے رہے۔ چنانچہ کہنے لگا کہ مین محمد رسول اللہ کے ساتھ نبوت مین شریک کیا گیا ہون۔ اور جب دیکھا کہ بنی حنیفہ نے اُس کے دعواے نبوت کو تسلیم کر لیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین ایک خط بھیجا جس کی عبارت یہ تھی۔ من مسیلمۃ رسول اللہ الی محمد رسول اللہ (اما بعد فانی قد اشرکت معک فی الامر وان لنا نصف الارض ولقریش نصفھا۔ ولکن قریشا قوم یعتدون» (رسول خدا مسیلمہ کی طرف سے رسول خدا محمدؐ کے نام امر رسالت مین مین تمھارے ساتھ شریک کیا گیا ہون۔ اس طور پر کہ آدھی زمین ہماری قوم (بنی حنیفہ) کے لیے اور آدھی قریش کے لیے لیکن قریش ایک ایسی قوم کے لوگ ہین جو ہمیشہ حد سے گذر جاتے ہین) اس خط کا مضمون پڑھوا کے

وفد عبد القیس

وفد بنی حنیفہ اور مسیلمہ کذاب

اُس کا دعوی نبوت

اور وہ خط جو آنحضرت کو بھیجا

آپ نے اُن دو شخصون سے جو یہ خط لائے تھے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ لوگ

آپ کی طرف سے اس خط کا جواب

مسیلمہ پر ایمان لا چکے ہین۔ فرمایا اگر قاصدون کا قتل کرنا نا جائز نہ ہوتا تو مین قتل کرا ڈالتا۔ پھر یہ جواب لکھوا کے ان کے حوالے کیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم من محمد رسول اللہ الی مسیلمۃ الکذاب۔ اما بعد فالسلام علی من اتبع الھدی فان الارض بعد یورثھا من یشاء من عبادہ والعاقبۃ للمتقین"

(محمد رسول اللہ کی جانب سے مسیلمہ کے نام جو بہت بڑا جھوٹ بولنے والا ہو۔ اُس شخص پر سلام جو ہدایت کی پیروی کا کرے۔ زمین اللہ کی ہو اپنے بندون مین سے جسے چاہتا ہو اُس کو وارث کرتا ہو۔ اور انجام کی نیکی پرہیزگارون کے لیے ہو)

وفد بنی کندہ

پھر اسی سال ساٹھ سوارون کا ایک گروہ بنی کندہ کی طرف سے مدینے مین حاضر ہو کے آستان بوس نبوت ہوا۔ ان لوگون کے گھرون مین سلطنت تھی اور عرب مین ہر جگہ دیگر شاہان عرب کی طرح ان کی حکومت کا ادب کیا جاتا تھا۔ مگر اب

وفود بنی محارب بنی عبس وغیرہ

حضرت رسالتؐ کی پیبرانہ سلطنت کے آگے آخر کار انھین بھی سر اطاعت جھکانا ہی پڑا۔ اسی سلسلہ مین بنی محارب

وفد بنی صدف

بنی عبس اور رہاوین کے وکیلون نے بھی حاضر خدمت ہو کے اظہار

وفد بنی خولان

اطاعت کیا۔ بنی صدف نے بھی اسی سال آپ کی پیروی کا شرف حاصل کیا۔ جو عین اس وقت جبکہ آپ ختم سال پر اپنا آخری حج ادا کرنے کو تشریف لیے جاتے تھے آپ کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ پھر بنی خولان کی طرف سے دس وکیل حاضر ہوئے۔ اور اطاعت قبول کی۔

وفد بنی عامر بن صعصعہ جو فریب دینے کو آیا تھا

مگر ان حاضر ہونے والون مین ایک ایسی جماعت آئی جس کے چند اشخاص کی نیت مین فساد تھا اور دغا بازی کے ارادے سے آئے تھے۔ وہ اس کوشش مین تھے کہ کسی طرح

موقع پا کے اپنی غداری کی تلوار سے شمع نبوت کو گل کر دین۔ یہ گروہ بنی عامر بن صعصعہ کا تھا جس مین یہ دو معزز شخص تھے عامر بن طفیل اور اربد بن قیس اور یہی وہ دونون شخص تھے جو غدر کرنا چاہتے تھے۔ خصوص عامر بن طفیل اُس کا ارادہ حاضر ہونے کا نہ تھا۔ مگر جب جزیرہ نمائے عرب مین سب طرف حق کی آواز گونجنے لگی۔ اور تمام بدوی و حضرمی قبائل حاضر ہو ہو کے آستان بوس ہونے لگے تو اس کی قوم کے لوگون یعنی بنی عامر نے بھی اُس سے اصرار کرنا شروع کیا کہ چلو ہم بھی اس زبردست ربانی اور موحدانہ سطوت کے آگے سر اطاعت جھکا دین۔ عامر بن طفیل نے اس سے انکار کیا۔ اور کہا "مین تو اس نوعمر شخص کی اطاعت نہ کرون گا"۔ مگر جب قوم والون نے زیادہ اصرار کیا تو راضی ہو گیا لیکن جیسا کہ ہم بیان کر آئے ہین غدر و فریب کی نیت سے۔ اُس نے اربد بن قیس کو سمجھا دیا کہ "جس وقت مین اس شخص (حضرت رسالتؐ) کو باتون مین لگاؤن تو تم پیچھے سے تلوار کا وار کرنا۔ اور اُسے قتل کر ڈالنا"۔ الغرض دونون اسی ارادے سے آپ کی خدمت مین آئے اور جب ملاقات ہوئی تو عامر مذکور اپنی تجویز کے مطابق آپ سے باتین کرنے لگا مگر دیر تک منتظر رہا اور اربد کو کسی طرح حملہ کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ آخر اکتا کے عامر آپ سے رخصت ہوا۔ اور چلتے وقت وعدہ کر گیا "مین آپ کے لیے اپنے سوار اور پیدل پیادے لاؤن گا جو زمین کو بھر لین گے"۔ واپس جا کے راستہ مین اُس نے اربد سے کہا "مین نے ہزار باتون مین لگایا مگر تم نے تلوار نہ بلند کی"۔ اُس نے کہا "مین کرتا تو کیا کرتا؟ جب تلوار کھینچنے کا ارادہ کیا تم سامنے آ گئے۔ کیا تمھین قتل کر ڈالتا؟" یہ حضرت سرور کائنات علیہ السلام کا ایک معجزہ تھا۔ جس کی بدولت دشمن قابو پانے پر بھی آپ کو شہید نہ کر سکا۔ مگر

عامر بن طفیل اور اربد بن قیس آپ کی جان لینے کا ارادہ کرتے ہین

مگر محض خدا کی قدرت سے ناکام رہتے ہین

عامر کی گفتگو سے آپ اُس کا مطلب سمجھ گئے تھے - چنانچہ جیسے ہی وہ رخصت ہو کے گیا - آپ نے درگاہ ایزدی مین دعا کی کہ بارٗالہا - مجھے اس کے شر سے بچا" اور یہ دعا چونکہ آپ کے ایسے سچے پیغمبر کی زبان سے ظاہر ہوئی تھی فوراً تیر بہدف ہوئی - یہ دونون دشمن گھر تک نہین پہونچنے پائے تھے کہ راستہ ہی مین عامر بن طفیل نذر طاعون ہوا - اور اربد پر خدا کے غضب کی بجلی گری -

اور اپنے اعمال کی سزا پاتے ہین

پھر اسی سال بنی طے کے وکیلون کی ایک جماعت حاضر دربار نبوت ہوئی جس مین بنی طے کے سردار زید الخیل بھی موجود تھے اُن لوگون نے آتے ہی اسلام قبول کیا - اور آخر تک مضبوطی سے اس دین حق پر قائم رہے - اور ان کے اس خلوص نیت ہی کا اثر تھا کہ آنحضرت زید الخیل سے مل کے بہت خوش ہوئے - اور فرمایا "عرب کے اکثر لوگون کا مین نے شہرہ سُنا مگر جب وہ مجھ سے آ کے ملے تو اُس سے کم ہی پایا جتنا کہ سنا تھا - سوا زید الخیل کے" پھر آپ نے زید الخیل کے عوض ان کا نام "زید الخیر" رکھا - اور مقام فید اور اس کی اراضی انھین بطور جاگیر دین اور رخصت کیا - مگر افسوس اس نیک نفس اور خالص خدا پرست کی عمر پوری ہو چکی تھی - اس لیے کہ واپسی مین ارض نجد کے ایک گاؤن تک پہونچنے پائے تھے کہ بخار مین مبتلا ہوئے اور وہین انتقال کیا

وفد بنی طے اور انکے سردار زید الخیر

اس سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو ارض یمن کی طرف روانہ فرمایا - اور چونکہ ان سے پیشتر خالد بن ولید کو اسی غرض کے لیے روانہ کر چکے تھے کہ لوگون کو دین اسلام کی دعوت کرین - لہذا حضرت علی کو خالد وغیرہ پر بھی سردار مقرر کیا - حضرت علی تشریف لے گئے - اور نامہ نبوت اُن لوگون کو پڑھ کے سنایا تو اس کا اس قدر اثر ہوا کہ ایک ہی دن مین

حضرت علی نامہ نبوت لے کے یمن جاتے ہین

قبیلہ ہمدان کے تمام لوگ مسلمان ہوگئے - یہ مضمون حضرت علیؑ کی تحریر سے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معلوم ہوا تو آپ بہت ہی خوش ہوئے - اور جوش مین آکے تین بار ارشاد فرمایا "السلام علی ہمدان،، ہمدانی لوگون کے اسلام قبول کرنے کے بعد یمن کے اور لوگ بھی برابر دین اسلام کو قبول کرنے لگے - اور آپ کو جب یہ خبر پہونچی تو خداوند جل جلالہ کا شکریہ ادا کرنے کے لیے سجدے مین گر پڑے۔

اس پیمبرانہ سلطنت کا انتظام

اب قریب قریب سارا عرب اس نئی پیمبرانہ سلطنت کے تابع فرمان تھا - اور اسی وجہ سے آپ کو ضرورت ہوئی کہ مختلف اطراف عرب اور دولت مند وقوی قبائل مین اپنا ایک ایک قائم مقام بھیج دین جو ان سے صدقات وزکوۃ کی رقمین وصول کرکے مدینہ طیبہ مین بھیجے اسلیے کہ اسی آمدنی سے انتظام قائم رکھا جا سکتا تھا - اور اسی وجہ سے یہ رقمین خزانہ نبوت یا خلافت کا حق قرار دی گئی تھین -

آپ کے والی اطراف عرب مین

ہم بیان کر چکے ہین کہ باذان جو دولت ایران کی طرف سے یمن کا حاکم تھا جب وہ ایمان لایا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسی کو تمام مملکت یمن کا والی قرار دے دیا - اس سال آپ حج سے واپس آرہے تھے کہ اس کے انتقال کی خبر آئی - لہذا اب آپ نے اس ملک کو کئی مختلف والیون پر تقسیم کر دیا - چنانچہ خاص شہر صنعاء پر تو باذان کے بیٹے شہر کو والی مقرر فرمایا - اور مارب پر ابو موسیٰ اشعری کو - جند پر یعلی بن امیہ کو - ہمدان پر عامر بن شہر کو - قبیلۂ عک اور اشعری لوگون پر طاہر بن ابی ہالہ کو - اور جو علاقہ زبید زمع اور نجران کے درمیان مین واقع ہے - اُس پر خالد بن سعید بن عاصی کو - نجران

عـ۵ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۱۱۴ - ۱۱۵

خاص پر عمرو بن حزم کو۔ بلاد حضرموت پر زیاد بن لبید کو۔ اور سکاسک اور سکون پر عکاشہ بن ثور کو۔ اور معاویہ بن کندہ کے قبیلے پر عبداللہ مہاجر بن ابی امیہ کو مقرر فرمایا۔ مگر عبداللہ مہاجر اتفاق سے بیمار ہوگئے لہذا اُن کی طرف سے وہان کی حکومت زیاد بن لبید نے اپنے ہاتھ مین لی۔ اسی سلسلہ مین آپ نے معاذ بن جبل کو ارض یمن اور حضرموت والون کی طرف روانہ فرمایا کہ وہان جا کے لوگون کو دین اسلام کی تعلیم دین۔ اور اس سے پیشتر آپ نبی طے اور بنی اسد کی رقم زکوۃ وصول کرنے کے لیے عدی بن حاتم طائی کو۔ اور بنی حنظلہ کی زکوۃ وصول کرنے کے لیے مالک بن نویرہ کو روانہ فرما چکے تھے۔ بنی سعد کی زکوۃ پر آپ نے اُنھین مین سے دو شخصون کو مامور کیا۔ اور علا بن حضرمی بحرین پر مامور ہوئے[۱]۔

باب سی وچہارم

حجۃ الوداع اور وفات حضرت سرور کائنات صلعم

حجۃ الوداع۔ مدینے مین آپ کے قایم مقام ابودجانہ ہین۔ مدینے سے آپ کی روانگی ورود مکہ اور حضرت علی کا یمن سے آجانا۔ حجۃ الوداع مین آپ کا خطبہ۔ آپ نے کتنے حج کیے۔ واپسی مدینہ ۱۱ھ اور لشکر اُسامہ کی روانگی کا حکم۔ اُسامہ کی سرداری سے لوگون کی ناراضی۔ اسود عنسی کا فتنہ یمن مین۔ اُس کا دعوی نبوت۔ اور تمام یمن پر متصرف ہوجانا۔ آخر خود اپنی بداخلاقی کی بدولت اپنے دوستون ہی کے ہاتھ سے مارا جانا۔ یمن مین پھر قوت اسلام کا غالب آنا۔ معاذ بن جبل حاکم صنعا منتخب ہوئے آپ کی ناسازی طبیعت۔ زمانہ وفات۔ دیگر ازواج کی اجازت سے آپ کا حضرت عائشہ کے پاس قیام کرنا جیش اُسامہ کی روانگی ملتوی رہی۔ اور آپ کی تاکید ضرور روانہ ہو۔ زمانہ مرض۔

---

[۱] ابن خلدون جلد ۲ صفحہ ۵۹

مسجد مین آ کے لوگون سے معافی چاہنا۔ آپ اپنی وفات کی خبر دیتے ہین۔ حضرت ابو بکرؓ صدیق کو نماز پڑھانے کی اجازت۔ آپ کا صحابہؓ سے رخصت ہونا۔ اور وصیتین۔ حدیث قرطاس۔ خلافت کے متعلق حضرت علیؓ کی امیدین۔ جس دن وفات ہوگی عالم نزع۔ آخری کلمہ جو زبان مبارک سے نکلا۔ وفات۔

حجۃ الوداع

اب سال اختتام پر تھا۔ اور وہ مبارک مہینہ قریب آگیا جبکہ دین کا ایک بہت بڑا اور اہم فرض یعنی حج کعبہ ادا کیا جاتا ہے۔ کعبہ خاص علم اسلام کے تابع فرمان تھا۔ بت پرستی و شرک کی بیخ کنی ہو چکی تھی۔ اور تمام دور و دراز کے قبائل نے حاضر ہو ہو کے اپنے عقائد کفر سے توبہ کی تھی اور دین اسلام کے پیرو ہوئے جاتے تھے۔ حج کے متعلق چونکہ ضروری ہدایات عملی طور پر نہین بتائے جا سکے تھے اور مروجہ حج مین بہت سی شرک و بت پرستی کی رسمین ملی ہوئی تھین۔ لہذا ضرور تھا کہ حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی اس ضروری فرض کو ادا کرین۔ اور اسی ضمن مین دنیا کو یہ بھی بتا دین کہ حج مین اصلی سُنن ابراہیمی و اسماعیلی کیا ہین اور کن باتون کو بعد والون نے اپنی طرف سے بڑھالیا۔

مدینے مین آپ کے قائم مقام ابودجانہ ہین

اس دینی سفر پر روانہ ہونے سے پیشتر آپ نے ابودجانہؓ ساعدی کو اور بعض راویون کا بیان ہے کہ سباعؓ بن عرفطہ غفاری کو اپنا

مدینے سے آپ کی روانگی

نائب اور قائم مقام قرار دے کے مدینۂ طیبہ مین چھوڑا۔ اور ۲۵ ذی قعدہ کو روانہ ہو گئے[عه]۔ اکثر معززین صحابہؓ اور عمائد اسلام ہمراہ رکاب تھے اور قربانی کے لیے سو اونٹ بھی آپ کے ساتھ تھے[عسه]۔ ابتداءً ہر شخص کو یہی خیال تھا کہ وہ بارادۂ حج جاتا ہے۔ مگر مقام سرف مین پہونچ کے آپ نے فرمایا کہ جو لوگ قربانی کرنے کے لیے کوئی جانور لیے جاتے ہون وہ تو حج کی نیت کرین۔ اور جن کا

عه ابن ہشام صفحہ ۹۶۶ عسه ابن خلدون جلد ۲ صفحہ ۵۸

وہ روہ مکہ اور حضرت علی کا یمن سے آجانا | قربانی کرنے کا ارادہ نہ ہو۔ وہ صرف عمرے کی نیت کرلین[ع۵]
۴- ذی الحجہ کو اتوار کے دن آپ مکہ معظمہ مین داخل ہوئے۔ اور ہنوز حج کے ارکان نہین شروع ہونے پائے تھے کہ حضرت علیؓ ابن ابی طالب آگئے جنھین آپ نے ارض یمن کی طرف شہر نجران مین بھیجا تھا۔ اور اُن لوگون کی رقم صدقہ وصول کرکے ساتھ لائے تھے۔ آپ نے اُن کو حکم دیا کہ اور سب لوگون کی طرح عمرہ کرکے احرام کھول ڈالین۔ مگر انھون نے کہا "مین نے تو یہ نیت کرکے احرام باندھا تھا کہ جو نیت آپ کی ہو وہی میری ہو۔" آپ نے پوچھا "تو تم قربانی کے جانور لائے ہو؟" حضرت علیؓ نے کہا "نہین قربانی کے لیے تو مین کچھ نہین لایا۔" آپ نے فرمایا "اچھا تو خیر تم حج کرو۔" اور اپنی قربانی مین ان کو بھی شریک کرلیا۔ اور اپنے طرز عمل اور مختلف ہدایات کے ذریعے سے آپ نے امت محمدی کو بتا دیا کہ اب قیامت تک کیونکر کن ارکان وضوابط کے ساتھ اور کس شان سے خدا پرستون اور موحدون کا حج ہوا کرے

حجۃ الوداع مین آپ کا خطبہ | اس موقع پر آپ نے عام مجمع حجاج کے سامنے ایک نہایت پرزور اور پرجوش خطبہ پڑھا جس مین حمد ونعت کے بعد پہلے تو یہ فرمایا کہ شاید اس موقع پر مجھے تم سے ملنے کا موقع نہ ملے جس مین اپنی عمر پوری ہوجانے کی جانب اشارہ تھا۔ پھر فرمایا کہ مسلمانون کے جان ومال تم پر حرام ہین۔ جس کسی کے پاس کسی کی امانت ہو وہ اُس کو فوراً ادا کردے۔ اور قرض مین جتنا سود تھا سب چھوڑ دیا گیا۔ صرف اصلی روپیہ ادا ہو جانا چاہیے۔ پھر یہ ارشاد ہوا کہ جاہلیت کے جتنے خون باقی ہین سب ساقط ہوگئے یعنی جاہلیت مین معمول تھا کہ کسی شخص کے ہاتھ سے کوئی شخص مار ڈالا جاتا تو مقتول کے خاندان اور قبیلہ والے قاتل کے خاندان اور قبیلہ والون سے پشت ہا پشت تک انتقام لینے کے درپے رہتے جس پر برابر

ع۵ ابن ہشام صفحہ ۹۶۶

فسادون اور خونریزیون کا سلسلہ جاری رہتا۔ انہین خونریزی کے سلسلون کے منقطع کرنے اور عام لوگون مین دینی اخوت کے مضبوط کرنے کے لیے اس موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم نافذ فرمایا کہ وہ سب قدیم خون ساقط ہوگئے۔ اور اب اگر کوئی شخص کسی کو قتل کرے گا تو قتل کی سزا پائے گا۔ یہ فرماتے وقت آپ نے خود اپنا ایک خاندانی خون چھوڑ دیا۔ اور فرمایا ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب کا خون جو قبیلہ ہذیل پر ہو اُسے مین چھوڑے دیتا ہون۔ اس کے بعد آپ نے اہل مکہ کو بشارت دی کہ اب اس کے بعد پھر کبھی تمھارے اس شہر مین شیطان کی پرستش نہ ہوگی۔ جاہلیت مین جیسا کہ ہم بیان کر آئے ہین رواج تھا کہ لوگ حرام مہینون کو کبھی حلال کر لیا اور ان کے عوض بعض حلال مہینون کو حرام کر لیا کرتے تھے۔ اس سے آپ نے منع فرمایا۔ اور فرمایا کہ مہینے ابتدائے تخلیق سے جس سلسلہ کے ساتھ چلے آتے ہین چلے جائین گے۔ ان مین تصرف کرنے کا کسی کو حق نہین ہے۔ یہ فرمانے کے بعد آپ نے زن و شوہر کے تعلقات کی جانب توجہ کی بتایا کہ مردون پر عورتون کے اور عورتون پر مردون کے کیا حقوق ہین۔ اور عورتون کے ساتھ مردون کو کیسا برتاؤ کرنا چاہیئے۔ اسی سلسلہ مین یہ بھی ارشاد فرمایا کہ اپنے بعد مین تم مین دو چیزین چھوڑے جاتا ہون اللہ جل شانہ کی کتاب قرآن۔ اور اس کے رسول کی (میری) سنتین۔ اور سب کے آخر مین آپ نے بڑے زور کے ساتھ اخوت اسلامی کو یاد دلایا۔ ؎

آپ نے کے حج کیے | یہ حج چونکہ آپ کا آخری حج تھا لہذا حجۃ الوداع کہلاتا ہے۔ اور چونکہ اس مین بہت سے اصول اسلام کی تبلیغ کی گئی تھی لہذا اسے حجۃ البلاغ بھی کہتے ہین۔ اس سے پیشتر آپ دو حج اور کر چکے تھے۔ اور یہ ملا کے آپ نے

؎ ابن ہشام صفحہ ۹۶۶

کل تین حج اپنی زندگی میں کیے۔ پھر دسویں ذی الحجہ کو حج سے فراغت کرکے آپ مدینہ کی طرف واپس روانہ ہوئے۔

واپسی مدینہ

ورود مدینہ کے بعد چند ہی روز گذرے تھے کہ ذالحجہ کا مہینہ ختم ہوا اور محرم کے شروع ہوتے نیا سال یعنی سنہ ۱۱ھ ہجری ہوا۔ محرم اور صفر میں ایک یہ کام ہوا کہ زید بن حارثہ کے بیٹے اُسامہ کو ایک لشکر جرار کے ساتھ آپ نے ارض فلسطین کی طرف روانہ کیا۔ اور حکم دیا کہ بلقا یعنی فرمان روایان آل غسان کے

سنہ ۱۱ھ اور لشکر اسامہ کی روانگی کا حکم

کے دارالسلطنت اور اضلاع داروم پر حملہ آور ہوں۔ لوگوں نے فوراً سفر جہاد کا سامان شروع کر دیا۔ منافقین نے جب یہ دیکھا کہ اسامہ ایک نوعمر شخص ہے اور آپ کے غلام زید بن حارثہ کا بیٹا ہے تو انہیں دراندازی

اسامہ کی سرداری سے لوگوں کی ناراضی

اور فساد کرنے کا موقع مل گیا۔ اور اکثر لوگوں میں اس شکایت کو پھیلانے لگے کہ ایک غلام کو تمام مہاجرین وانصار پر سردار مقرر کر دیا۔ جب یہ شکایت آپ کے گوش گذار ہوئی تو آپ نے فرمایا "اگر یہ لوگ اسامہ کی سرداری پر طعن کرتے ہیں تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔ اس لیے کہ ان لوگوں نے اس کے باپ کی سرداری پر بھی طعن کیا تھا اور اصل حقیقت یہ ہے کہ جس طرح اس کے باپ میں سرداری کی لیاقت تھی ویسی ہی اس میں بھی ہے"۔ الغرض آپ کے ارشاد کے مطابق تمام مہاجرین اولین جن میں ابوبکرؓ اور عمرؓ بھی تھے اسامہ کے ساتھ جانے کے لیے تیار اور جمع ہوئے۔ اور اس سفر جہاد کی تیاریاں ہو رہی تھیں کہ ناگہاں حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوگئے۔

اسود عنسی کا فتنہ یمن میں

اسی زمانے میں چند روز سے ارض یمن میں اسود عنسی کا فتنہ پھیلا ہوا تھا۔ یہ ایک کاہن تھا جس کا لقب ذوالحمار تھا اور نام عبہلہ بن کعب اس شخص میں دو باتیں تھیں جن کی وجہ سے لوگوں کے دل اپنے ہاتھ میں لے سکتا تھا

اُس کا دعویٰ نبوت | ایک تو یہ کہ بڑا فصیح البیان اور طلیق اللسان تھا جس سے زیادہ زبردست حربہ عربون کے مسخر کرنے کے لیے نہ ہوسکتا تھا۔ پھر اس کے ساتھ دوسرا کمال یہ تھا کہ اکثر عجیب وغریب قسم کے واقعات دکھا کے لوگون کو گرویدہ کر لیتا۔ الغرض انھین قوتون کے زور پر اُس نے دعوی نبوت کیا۔ اہل نجج اُس کی نبوت پر ایمان لائے۔ پھر نجران والون نے رفاقت کا وعدہ کیا۔ جب یہان تک قوت حاصل ہوگئی تو سات سو سوارون کو لے کے شہر صنعاء پر حملہ آور ہوا۔

اور تمام یمن پر متصرف ہوجانا | شہر بن باذان عجمی الاصل سردار یمن جو حضرت رسالت کی جانب سے یمن کی حکومت کر رہا تھا مقابلہ کو نکلا۔ مگر لڑائی مین اُسے شکست ہوئی۔ اور اسود نے اسے پکڑ کے قتل کر ڈالا۔ اب صنعاء حضرموت سے لے کے علاقہ طائف اور عدن تک اس کا قبضہ تھا۔ اس کی سطوت عجیب سُرعت کے ساتھ بڑھتی جاتی تھی۔ اور بالکل یہ حالت تھی کہ جیسے آگ لگی اور دم بھر مین یہان سے وہان تک پھیل گئی۔ مسلمان والیون نے ڈر ڈر کے اور دب دب کے اُس کی اطاعت قبول کر لی۔ اور اکثر اہل یمن مرتد ہوگئے۔ آخر یہان تک نوبت پہونچی کہ عمرو بن معدی کرب جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والی خالد بن سعید بن عاص کے ساتھ تھا ان سے بگڑ کے اسود کا مطیع ہوگیا۔ خالد کو یہ سُن کے غصہ آیا۔ فوراً اس کی سرکوبی کو روانہ ہوگئے۔ مقابلہ ہوتے ہی دونون نے ایک دوسرے پر تلوار کا وار کیا۔ خالد نے اُس کی مشہور تلوار جو صمصامہ کہلاتی تھی کاٹ ڈالی۔ اور عمرو گھبرا کے گھوڑے سے کود کے بھاگا اور اسود کے بیٹے عمرو سے جا ملا۔ پھر اُس کی جانب سے مذحج والون کا سردار مقرر ہوا۔ اسی اثنا مین اسود نے شہر بن باذان کی بی بی کو اپنی جورو بنا لیا۔

الغرض بظاہر اسباب یمن مین اسلام کا قدم اُکھڑ گیا تھا۔ اور حضرت

سرور کائنات کے والی وغیرہ جو علاقہ ہائے یمن مین تھے سب بے دست وپا ہو گئے
معاذ بن جبل بھاگ کے شہر مارب مین پہونچے وہان سے ابو موسی بھی ان کے
ساتھ ہوئے اور حضرموت کے علاقہ مین جا کے معاذ شہر سکون مین اور ابو موسی
سکاسک مین ٹھہر گئے - عمرو بن حزم اور خالد بن سعید ناکامی کے ساتھ مدینہ مین واپس
آئے۔ اور طاہر بن ابی ہالہ البتہ اہل عک کے علاقہ مین مقیم رہے - مگر یہ لوگ جو
وہان تھے بھی تو ان کے بنائے کچھ نہین بنتا تھا - کہ یکایک خداوند جل وعلا نے
اس فتنہ کے دبانے اور فرو کرنے کا خود ہی سامان کر دیا - جس کا ظہور یون ہوا

آخر خود اپنی بداخلاقی کی بدولت اپنے دوستون ہی کے ہاتھ سے مارا جانا

کہ اسود اتنی ہی ترقی مین آپے سے باہر ہو گیا - اب
اس کا دماغ آسمان پر تھا - اور کسی کی کچھ ہستی نہ سمجھتا تھا -
قیس بن عبدیغوث فیروز - اور داذویہ جو یمن کے معزز اور صاحب اثر رؤسا تھے
بجائے اس کے کہ ان کی خاطر داشت کرے توہین کرنے لگا - ادھر آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کو جب یہ حال معلوم ہوا تو آپ نے اپنے عاملون کو لکھا کہ حسن تدبیر
سے لوگون کو اس سے توڑین اور لوگون کو ضلالت کے گڑھے مین گرنے سے
روکین - ان لوگون کی ریشہ دوانیون کا یہ نتیجہ ہوا کہ قیس بن عبدیغوث جو اپنی
توہین دیکھ کے برہم تھا ان کا ساتھ دینے پر آمادہ ہو گیا - دوسری طرف فیروز نے
یہ کارروائی کی کہ شہر بن باذان کی بی بی آزاد سے جا کے ملا جو اسی کی چچا زاد بہن
تھی اور جسے اسود نے زبردستی اپنی جورو بنا لیا تھا اور اس سے وعدہ لیا کہ
اسود کے قتل مین مدد دے - اتفاقاً اسود کو پتہ لگ گیا کہ قیس فیروز اور داذویہ میرے
خلاف ہو گئے - اور غدر کرنے پر آمادہ ہین - یہ خبر پاتے ہی اس نے انہین تدبیر بتائی
کہ رات کے وقت سیندھ دے کے مکان مین گھس آؤ - چنانچہ اسی صلاح کے مطابق
فیروز اور قیس نے ایک رات کو سیندھ کے ذریعے گھس کے اسود کو قتل کر ڈالا -

اور اس کے ساتھ ہی سپیدہ صبح کو نمایاں دیکھ کے فجر کی اذان دی۔ دوسری طرف

یمن مین پھر قوت اسلام کا غالب آنا

سے داذویہ نے اسلام کا نعرہ بلند کیا۔ آسود کے مارے جانے کا واقعہ مشہور ہوتے ہی شہر مین ایک عجیب تہلکہ پڑ گیا۔ لوٹ مار جاری ہو گئی۔

بہرحال اس طریقہ سے یمن مین پھر اسلامی حکومت اور سطوت نبوت قائم ہوئی۔ اور جن صحابہ کو آپ نے والی مقرر کیا تھا وہ اپنی اپنی جگہ پر جا کے

معاذ بن جبل حاکم صنعار منتخب ہوئے

پھر حکومت کرنے لگے۔ صرف صنعار کی امارت باقی رہ گئی جہان کا والی شہر بن باذان آسود کے ہاتھ سے شہید ہوا تھا۔ اُس کی جگہ کے لیے لوگون مین کسی قدر اختلاف تھا۔ بعض لوگ اپنے لیے کوشش کر رہے تھے۔ مگر آخر مین سب نے معاذ بن جبل پر اتفاق کر لیا۔ اور وہی وہان کے والی وحکمران قرار پائے۔ نماز پڑھائی۔ اور مژدہ کامیابی مدینہ طیبہ مین آپ کی خدمت مین بھیجا۔ مگر افسوس کہ آپ اس خبر کے پہونچنے سے پہلے ہی دنیا کو رخصت کر چکے تھے۔ اس لیے کہ جس روز آسود مارا گیا اس کے دوسرے ہی دن آپ نے وفات پائی

آپ کی ناسازی طبیعت

اب اللہ جل شانہ اپنی حجت پوری کر چکا تھا۔ دنیا کو آپ کے ذریعے سے جو نعمتین ملنے والی تھین سب مل چکی تھین۔ اور اب ضرور تھا کہ جس خدائے واحد ذوالجلال نے اپنی حقیقت ظاہر کرنے کے لیے آپ کو دنیا مین بھیجا تھا آپ اس کے پاس واپس تشریف لے جائین۔ ہنوز کوئی شکایت نہ تھی کہ یکایک ایک شب کو آپ اٹھے۔ اپنے غلام ابو مویہبہ کو جگایا۔ اور فرمایا مجھے حکم ہوا ہے کہ جنت البقیع مین جا کے ان لوگون کے لیے دعائے مغفرت کرون جو وہان دفن ہین۔ پھر اسے ساتھ لے کے اسی وقت جنت البقیع مین

ع٥ ابن خلدون حصہ دوم جلد دوم صفحہ ۶۰ و ۶۱

تشریف لے گئے۔ اُن کے حق مین دعاے مغفرت کی۔ اور فرمایا مجھے دنیا کے تمام خزانون اور جنت کی کنجیان دی گئین۔ اور اختیار دیا گیا کہ انھین قبول کرون یا اللہ جل شانہ سے ملون۔ مین نے اللہ سے ملنا قبول کرلیا۔

صفر کا مہینہ ختم ہونے کو دو روز باقی رہ گئے تھے کسی قسم کی ناسازی مزاج کسی کے وہم وگمان مین بھی نہ تھی اور آپ جناب ام المومنین زینبؓ بنت حجش کے مکان مین تھے کہ یکایک طبیعت کچھ ناساز ہوگئی۔ مگر آپ نے اس کی پروا نہ کی۔ اور حسب معمول باری باری ازواج مطہرات کے حجرون مین رہتے رہے۔ یہان تک کہ جناب میمونہؓ کی باری آئی۔ اُن کے گھر مین مزاج زیادہ ناساز ہوگیا۔ اور اب طبیعت بگڑنے لگی۔ مجبوراً سب بی بیون کو جمع کرکے آپ نے اس بات کی اجازت لی کہ

زمانہ وفات | بیماری کا زمانہ جناب عایشہؓ صدیقہ کے مکان مین بسر کرین سب نے خوشی سے اجازت دی۔ آپ جناب عایشہؓ کے حجرے مین گئے اور وہ آپ کی تیمارداری مین مشغول ہوئین۔

دیگر ازواج کی اجازت سے آپکا حضرت عایشہؓ کے پاس قیام کرنا | اسی بیماری مین آپ کو اکثر لوگون کے مرتد ہونے اور اطراف عرب مین جابجا فساد کے اٹھ کھڑے ہونے کی خبرین آئین اور سنا گیا کہ یمن مین اسود عنسی نے یمامہ مین مسیلمہ نے۔ بنی اسد مین طلیحہ نے اور عسکر نے مقام مہرا مین بغاوت اختیار کی اور مرتد ہوگئے۔ آپ کی ناسازی طبیعت کے ساتھ ان لوگون کے مرتد ہوجانے کی خبرون کا یہ اثر پڑا کہ اُسامہ فوج لے کے شام کی طرف نہین روانہ ہو سکے۔ آپ ایک دن دردسر کی شدت سے سر مین پٹی باندھے ہوے باہر تشریف لائے۔ اور فرمایا مین نے خواب مین دیکھا کہ میرے

جیش اسامہ کی روانگی ملتوی رہی | بازوون پر دو سونے کے زیور ہین۔ اور مین نے اُن کو پھونکا تو وہ دونون اڑ گئے۔ اس کی تعبیر میرے نزدیک یہی دونون جھوٹے شخص ہین

اور آپ کی تاکید کہ ضرور روانہ ہو | ایک تو یمامہ کا جھوٹا شخص (مسیلمہ) اور دوسرا یمن کا جھوٹا (اسود عنسی) پھر آپ نے تاکید کی کہ اسامہ اپنی فوج لے کے فوراً روانہ ہو جائین اس کے بعد ارشاد ہوا اللہ لعنت کرے اُن لوگون پر جنھون نے اپنے نبیون کی قبرون کو مسجدین بنا لی ہین"

یہ احکام دے کے اور نصیحتین فرما کے آپ گھر مین واپس تشریف لے گئے۔ اور اسامہ بھی حسب الحکم مدینے سے روانہ ہو گئے۔ مگر تھوڑی ہی دور جا کے مقام جرف مین پڑاؤ ڈال دیا۔ تاہم لوگون سے آپ کو بیمار چھوڑ کے جایا نہ جاتا تھا کہ یکایک آپ کی طبیعت اور بگڑ گئی۔ اور مرض کی شدت ہوئی۔ مگر باوجود اس شدت مرض کے احکام الٰہی پہونچانے اور لوگون کو ہدایت کرنے مین برابر مشغول تھے۔ انصار کے پاس کہلا بھیجا کہ اسود کا فتنہ دور کرنے کی تدبیر کرین۔ اور لوگون کو مرتدون سے مقابلہ کرنے کی تاکید کی۔

زمانہ مرض | ایام مرض مین ایک دن آپ گھر مین آئے تو دیکھا کہ جناب عائشہؓ درد سر کی شدت سے بیچین ہین۔ اور کہہ رہی ہین ہائے سر! یہ سُن کے فرمایا "عائشہؓ تمھین تو درد سر کی شکایت ہئی ہے۔ مگر مین بھی یہی کہتا ہون کہ ہائے سر!" اس کے بعد ارشاد فرمایا "اگر تم مجھ سے پہلے مرجاؤ تو کوئی مضائقے کی بات نہین۔ اس لیے کہ مین تمھاری تجہیز و تکفین کرون۔ نماز پڑھون۔ اور دفن کر دون" حضرت عائشہؓ نے کہا "جی ہان اور اس کے بعد گھر مین واپس آ کے کسی بی بی سے ہم کنار ہون" یہ سُن کے آپ مسکرائے۔ مگر اب مرض بڑھتا جاتا تھا۔ اسی شدت مرض کے زمانے مین ایک دن آپ اس شان سے باہر نکلے کہ ایک طرف حضرت عباسؓ کے بیٹے فضل سہارا دیے ہوئے تھے اور دوسری طرف حضرت علیؓ۔ اس طرح باہر تشریف لا کے مسجد کے ممبر پر رونق افروز

مسجد میں آکے لوگوں سے معافی چاہتا ہوئے۔ اور ایک پراثر خطبہ شروع کیا۔ جس میں خداوند جل وعلا کی حمد وثنا کے بعد پہلے شہدائے احد کے حق میں دعا سے مغفرت کی۔ پھر لوگوں کی طرف خطاب کرکے فرمایا "لوگو ممکن ہو کہ تم لوگوں کے بعض حقوق میرے ذمے باقی رہ گئے ہوں اس وقت اپنے حقوق تم مجھ سے وصول کرلو۔ اگر کسی کے میں نے درّے لگائے ہوں تو یہ میری پیٹھ موجود ہی۔ آکے بدلہ لے لے کسی کو میں نے گالی دی ہو تو آکے گالی دے لے کسی کا مال لیا ہو تو وصول کرلے"۔ وہ عجب جوش وخروش اور اضطراب واضطرار کی گھڑی ہوگی جب ایک خدا کا پاک اور بے نفس پیغمبر دنیا کو رخصت کرتے وقت خود اپنے پیروں۔ اور اپنے اوپر ایمان لانے والوں کے درمیان میں آکے کھڑا ہوا ہو۔ اور کہہ رہا ہو کہ میرے ہاتھ سے جس کسی کی دل آزاری ہوئی ہو وہ آکے مجھ سے اسی دنیا میں بدلہ لے لے! اتنا ہی نہیں آپ نے فرمایا "یہ نہ سمجھو کہ یہ امر میرے خلاف یا ناگوار خاطر ہوگا۔ میں اُس شخص کو زیادہ عزیز اور دوست سمجھوں گا جو اپنا محاسبہ اسی دنیا میں کرلے گا"۔ یہ فرماکے آپ ممبر سے اُتر آئے۔ ظہر کی نماز پڑھی۔ اور پھر ممبر پر تشریف لے جاکے وہی فرمانے لگے کہ جس کا کوئی حق میرے ذمے باقی ہو اسی دنیا میں وصول کرلے۔

اس وقت تک تو سب خاموش تھے مگر اب دوبارہ اصرار ہوا تو ایک شخص نے تین درہموں کا دعوی کیا اور آپ نے فوراً دے دیے۔ پھر اسی مضمون کی نصیحت صحابہ کو کی کہ جس کسی کے ذمے کسی شخص کا حق باقی ہو اُسے اسی دنیا میں پورا کردے۔ اس لیے کہ روز جزا کی رسوائی سے اس دنیا کی رسوائی بہت آسان ہو۔ اس کے بعد شہدائے احد کے لیے پھر دعائے مغفرت کی۔ اور فرمایا "ایک بندے کو اللہ نے دنیا میں رہنے یا سفر آخرت کرنے کا اختیار دیا تھا۔ اور اس نے سفر آخرت قبول کرلیا"۔ یہ سنتے ہی ابوبکر صدیقؓ

آپ اپنی وفات کی خبر دیتے ہیں

رو اٹھے اور بولے "یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہو جائیں"۔ آپ نے اس موقع پر ابو بکر صدیقؓ کی تعریف کی۔ اور فرمایا "سوا ان کے گھر کی کھڑکی کے اور کوئی کھڑکی مسجد کے اندر نہ باقی رہے" اس کے بعد انصار کے حقوق کا ذکر کیا۔ اور مہاجرین سے فرمایا "ان میں جو صاحب عزت ہو اس کی عزت کرو۔ اور ان کے گناہگار کے گناہوں سے بھی جہاں تک بنے درگزر کرو" ان کارروائیوں کے بعد آپ حجرۂ عایشہ میں واپس آئے۔

اب مرض بڑھتا جاتا تھا۔ حالت نازک ہوتی جاتی تھی۔ اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے یہی مرض ذات الجنب جس میں آپ مبتلا تھے مرض موت ہے۔ جب آپ مسجد میں نہ جا سکے اور نماز کو دیر ہونے لگی تو بلالؓ نے آ کے نماز کی اجازت مانگی۔

حضرت ابوبکر صدیق کو نماز پڑھانے کی اجازت

آپ نے فرمایا "ابو بکر سے کہو کہ وہ نماز پڑھائیں"۔ جناب عایشہؓ کو اس میں کسی قدر تامل ہوا۔ غالباً اپنے تعلقات کا خیال کر کے یا کسی اور مصلحت سے بولیں "وہ نہایت ہی رقیق القلب آدمی ہیں۔ اور آپ کی جگہ پر کھڑے ہو کے اُن میں ضبط کی تاب نہ رہیگی" آپ نے اس کا کچھ بھی خیال نہ کیا اور دوبارہ یہی حکم دیا کہ "ابو بکر نماز پڑھائیں" جناب عایشہؓ نے دوبارہ وہی عذر پیش کیا۔ اس پر آپ نے خفا ہو کے فرمایا "تم وہی یوسف والی عورتیں ہو۔ ابو بکرؓ کو حکم دو کہ نماز پڑھائیں"۔ الغرض جب یہ حکم نبوی

عہ آپ کی وفات کے بعد انصار نے دعوے کیا تھا کہ خلافت ہمیں ملے یا ہم اس میں شریک کیے جائیں مگر مہاجرین نے اس کی مخالفت کی۔ جو حدیث حضرت صدیق نے پیش کی تھی کہ امامت وحکومت صرف قریش میں رہے اس کی نسبت بعض لوگوں کو شبہہ ہوا۔ مگر آنحضرت صلعم کی یہ وصیت بھی بتا رہی ہے کہ حکومت انصار کے سوا کسی اور کے ہاتھ میں جائے گی جبھی آپ نے انصار کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے کی وصیت کی۔

حضرت صدیقؓ کو معلوم ہوا تو وہ نماز پڑھانے کو کھڑے ہوئے۔ اتفاقاً ادہر انھون نے نماز پڑھانا شروع کی اور ادھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مرض مین تخفیف معلوم ہوئی۔ فوراً اُٹھے اور دو شخصون پر سہارا دیے ہوئے تشریف لائے جن مین سے ایک حضرت علیؓ اور دوسرے فضلؓ ابن عباس تھے۔ ابو بکرؓ نے آپ کی آہٹ پائی تو پیچھے ہٹے مگر آنحضرتؐ نے اشارہ کیا کہ جہان کھڑے ہو وہین کھڑے رہو۔ پھر خود اُن کے برابر بیٹھ کے نیت باندھ لی۔ اور یہ نماز اس طرح ادا ہوئی کہ ابو بکر صدیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا فرماتے تھے اور تمام مسلمان ابو بکرؓ کی اقتدا کرتے تھے۔

اس کے بعد آپ تین دن تک زندہ رہے۔ اور آپ کے حکم سے سترہ نمازین ابو بکر صدیقؓ نے پڑھائین۔ عبداللہؓ بن مسعود کا بیان ہو کہ آنحضرت صلی اللہ

آپ کا صحابہ سے رخصت ہونا

علیہ وسلم نے ایک مہینہ پیشتر سے ہمین اپنے وفات کی خبر کر دی تھی۔ لیکن اب جو انتقال کا وقت قریب آگیا تو آپ نے ہم سب کو حجرۂ عائشہؓ مین اپنے سامنے بلایا۔ ہماری صورت دیکھتے ہی آنکھون مین آنسو بھر لائے۔ اور مرحبا فرما کے ہمارا خیر مقدم ادا کیا۔ ہمین دعا دی۔ اتقا اور معاصی سے بچنے کی نصیحت کی۔ ہم نے پوچھا "آپ کی وفات کا وقت کب آئے گا؟" فرمایا "مفارقت کا وقت آگیا۔ اور اب وہین سدرۃ المنتہی کے پاس اور جنت الماوی

اور وصیتین

مین ملاقات ہوگی"۔ پوچھا "آپ کو غسل کون دے گا؟" فرمایا "میرے اعزا و اقارب"۔ پوچھا "آپ کو کس چیز کا کفن دیا جائے؟" فرمایا "میرے کپڑون مین یا کسی سفید کپڑے مین"۔ دریافت کیا "جنازے کی نماز کون پڑھائے؟" یہ سنتے ہی بولے "ٹھہرو۔ خدا تمھاری مغفرت کرے اور تمھارے نبی سے تم کو جزائے خیر دے"۔ ہم سب زار و قطار رونے لگے۔ اور آہ و زاری مین مصروف تھے

کہ فرمایا "میری میت کو تخت پر اٹھا کے قبر کے کنارے رکھ دینا۔ اور تھوڑی دیر کے لیے ہٹ جانا تاکہ جبرئیل اسرافیل میکائیل اور ملک الموت[عہ] جماعت ملائکہ کے ساتھ نماز پڑھ لین پھر تم لوگ گروہ گروہ آکے میرے جنازے کی نماز پڑھنا۔ اور دیکھو اپنے نالہ و شیون سے مجھے تکلیف نہ دینا" اس کے بعد ارشاد کیا "تم سب میرا اسلام قبول کرو۔ اور جو لوگ یہان نہ موجود ہون اُنھین بھی میرا اسلام پہونچا دو۔ اور جو میرے اس دین مین تمھاری پیروی کرین اُنھین بھی میری طرف سے سلام کہہ دینا"

حدیث قرطاس وفات سے پیشتر جو جمعرات گذری اُس دن آپ کا مرض بہت زیادہ ہو گیا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عباس اس دن کو یاد کر کے اکثر آبدیدہ ہو جایا کرتے تھے۔ یہ اسی دن کا واقعہ ہے کہ آپ نے فرمایا "مجھے دوات اور کاغذ لا دو۔ مین تمھین ایک وصیت لکھ دون تاکہ میرے بعد تم لوگ گمراہ نہ ہو" مگر لوگون نے دوات اور کاغذ کے پیش کرنے مین تامل کیا کہنے لگے کہ "یہ جو کچھ آپ فرما رہے ہین ہذیان ہے اس کا خیال نہ کرنا چاہیئے" اور آپ کے بستر مرگ کے پاس لوگون مین جھگڑا ہونے لگا۔ جو واقعی نازیبا تھا۔ پھر لوگ اسی امر کو آپ سے بار بار پوچھنے لگے۔ جس کے جواب مین آپ نے صرف اس قدر فرمایا "بس اب رہنے دو۔ مین جس حالت مین ہون وہ بہ نسبت اس کے اچھی ہے جس طرف تم مجھے لے جانا چاہتے ہو" پھر آپ نے یہ وصیت فرمائی کہ مشرکین جزیرہ نمائے عرب مین نہ رہنے پائین۔ اور تبلیغ دین کے لیے جس طرح آپ کے حکم سے مختلف جماعتین روانہ ہوتی رہی تھین اسی طرح برابر روانہ ہوتی رہین

اس واقعے سے علمائے شیعہ یہ استدلال پیش کرتے ہین کہ آنحضرت

عہ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۱۲۱ و ۱۲۲

صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے تھے کہ حضرت علیؑ کو اپنا وارث قرار دے جائین اور اسی امر کو وصیت آپ کا مقصود تھا۔ ممکن ہو کہ ایسا ہی ہو۔ مگر ہمارے پاس اس بات کے معلوم کرنے کا کوئی قرینہ نہین ہو کہ آپ کا اصلی مقصود کیا تھا۔ انتقال کے وقت جو زبانی وصیتین آپ نے کی ہین اُن سے کسی مقام پر یہ خیال نہین ظاہر ہوتا کہ آپ حضرت علیؑ کو وارث بنانا چاہتے تھے۔ بنی ہاشم مین سے متعدد لوگ اکثر اوقات آپ کے بچھونے کے پاس رہتے تھے۔ ممکن تھا کہ آپ اُنھین سے اس امر کو ظاہر کر دیتے۔ مگر آپ نے ایسا نہین کیا۔ اور پھر لطف یہ کہ حضرت علیؑ کا خیال بھی اس طرف نہین گیا۔

مین اُس روز کا ذکر ہو جس روز آپ کا انتقال ہونے والا تھا کہ صبح کو طبیعت کسی قدر بحال تھی۔ حضرت علیؑ آنحضرت صلعم کے پاس سے نکلے تو لوگون نے جو نہایت بیتابی کے ساتھ آپ کے حالات دریافت کرتے رہتے تھے پوچھا "رسول اللہ کیسے ہین؟" جناب علیؓ نے فرمایا "الحمد للہ آج طبیعت رو بہ اصلاح ہو"۔ یہ سنتے ہی عم رسول اللہ

خلافت کے متعلق حضرت علیؓ کی امیدین

جناب عباسؓ نے حضرت علیؓ کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور مجمع سے الگ لے جا کے کہا "علیؓ تین دن کے بعد تم کسی اور کی لکڑی کے غلام ہو جاؤ گے۔ رسول اللہ کا اسی مرض مین انتقال ہوگا۔ مین خاندان عبد المطلب کے چہرون پر موت کے آثار پہچان لیتا ہون۔ تم جا کے دریافت کرو کہ آپ کے بعد حکومت اسلام کس کے ہاتھ مین رہے۔ اگر ہم اس کے وارث ہونے والے ہون تو ہمین پہلے سے اطلاع ہو جائے۔ اور اگر ہمارے سوا کوئی اور مالک ہونے والا ہو تو اسے حکم دے دین"۔ حضرت علیؓ نے کہا "اگر ہم نے پوچھا اور رسول اللہ صلعم نے ہمین اس سے روک دیا تو پھر سمجھ لیجیے کہ پھر ہمین حکومت نہ ملے گی۔ مین تو خدا کی قسم نہ پوچھون گا"۔ اس سے صاف ظاہر ہو کہ حضرت عباسؓ اور علیؓ کے خیال مین بھی یہ بات نہ تھی کہ جناب رسالت اُنھین خلافت اسلامیہ کا وارث قرار دین گے۔

جس دن وفات ہوگی

اس دن صبح تڑکے مرض مین اس قدر سکون معلوم ہوتا تھا کہ نماز

صبح کے وقت آپ سر پر ایک پٹی باندھے ہوئے حجرۂ عائشہ رضی سے باہر نکلے۔ لوگ نماز مین مشغول تھے مگر آپ کے باہر تشریف لانے کا مژدہ سُن کے مارے خوشی کے یہ حالت ہوئی کہ نماز پڑھنا مشکل ہوگیا۔ اور آپ بھی اُنھین صفین باندھے اور شان و وقار کے ساتھ نماز پڑھتے دیکھ کے مسکرائے۔ اور جب ضعف نے ٹھہرنے کی زیادہ اجازت نہ دی تو واپس چلے گئے۔ آپ کے باہر تشریف لانے کا یہ اثر ہوا کہ لوگوں کو گونہ اطمینان ہوگیا۔ اور نماز ختم کرتے ہی اکثر لوگ فارغ البالی کے ساتھ اپنے مکانون مین یا اپنے کامون پر چلے گئے۔ اور ابوبکر صدیق رضی کا سا عاشق صادق جو ہر وقت حاضر رہتے تھے وہ بھی مقام سنخ مین چلے گئے جہان اُن کے مکان تھے۔

عالم نزع لوگون مین تو یہ اطمینان پیدا ہوگیا تھا مگر گھر مین واپس آنے کے بعد یہ حالت ہوئی کہ جناب عائشہ رضی کی گود مین اُن سے تکیہ لگا کے آپ لیٹ گئے۔ اور اُس کے ساتھ ہی نزع کا عالم شروع ہوگیا اب شدید بخار تھا۔ پیالے مین بھرا پانی پاس رکھا تھا جس مین ہاتھ ڈبو ڈبو کر منھ پر ملتے اور فرماتے "خدایا۔ سکرات (کی تکلیف) مین مدد کر" اتنے مین عبدالرحمن بن ابی بکر کے ہاتھ مین مسواک کی طرف دیکھا حضرت عائشہ نے اُس کو بھائی سے لے کر دانتون سے نرم کیا۔ اور پیش کر دیا۔ تھوڑی دیر ذرا زور سے مسواک کر کے آپ نے رکھ دی۔ ساتھ ہی

آخری کلمہ جو زبان مبارک سے نکلا جناب عائشہ کو جسم مبارک بھاری محسوس ہوا۔ دیکھا تو آنکھین پھر گئی تھین۔ اور زبان مبارک پر تھا "بل الرفیق الاعلیٰ" سُن چکی تھین کہ پیغمبر کا آخری کلمہ یہی ہے۔

وفات ساتھ ہی یک بیک روح مبارک سدرۃ المنتہیٰ پر اور اپنے رفیق اعلیٰ کی طرف پرواز کر گئی۔ جناب صدیقہ رضی نے سر مبارک گود سے اُٹھا کر تکیے پر رکھ دیا۔ اور کھڑی ہو کے رونے پیٹنے لگین۔

یہ واقعۂ جانگزا جس نے امہات المومنین کو زندگی بھر کے لیے بیوہ اور مسلمانون کو یتیم کر دیا پہر دن چڑھے ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ کو پیش آیا۔

باب سی و پنجم

واقعات بعد وفات سرور عالم

اہل مدینہ کی پریشانی - عمر فاروق کی حالت - اُن کی تقریر سے مسلمانون مین سکون - جانشینی رسالت کی فکر اور مختلف پارٹیان - بنی ہاشم - انصار اور سقیفہ بنی ساعدہ عام مہاجرین - ابوبکر و عمر سقیفہ بنی ساعدہ مین - باہمی بحث اور رد و قدح - ابوبکر کے ہاتھ پر بیعت خلافت انصار مین پھوٹ - آخر اُن سب کا بھی بیعت کرنا - بنی ہاشم کی مخالفت - اصل واقعہ کیا ہو - اس کا فیصلہ کہ آپ کہان دفن ہون - غسل میت کے بارے مین غیبی فیصلہ - غسل دینے والے - کفن - نماز جنازہ - اور دفن۔

اہل مدینہ کی پریشانی — آہ و بکا کی آواز سنی گئی سارے مدینے مین کہرام پڑ گیا ... ہر سب اضطراب و اضطرار ظاہر ہو رہا تھا - ہر شخص کے چہرے پر مایوسی برس رہی تھی - اور ... ہوا تھا کہ حضور سرور عالم کے دنیا سے رخصت ہو جانے کے بعد دیکھیے اب کیا ہوتا ہی - ایک ... حزم اور ہادی برحق کی ذات تھی - جو فقط رہبر عالم ہی نہ تھا بلکہ خدا کی مہربانی سے دنیا کا معتمد ... تمدن الٰہی کا معلم تھا - وہ حضرت رسول کی مبارک آنکھین بند ہوتے ہی لوگون کو نظر آ ... رین دو دنیا دونون حیثیتون سے ہم ظلمت مین ہین - اور نہین جانتے کہ کیا کرین۔

عمر فاروق کی حالت — عمر فا ... مدینہ نے یہ واقعۂ ہوش ربا سُنا تو حواس جاتے رہے دماغ مختل ہو گیا بدحواس ... مسجد نبوی پر حاضر ہوئے! وریہان سب لوگون کو یہ کہتے سنا کہ حضرت سرور ... سدھارے اور اپنے رفیق اعلیٰ کے پاس پہنچ گئے - سنتے ہی طیش آگیا اور مسجد نبوی مین مجنونون کی طرح نہایت برہمی سے چلانے لگے "یہ منافقون کا خیال ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مر گئے آپ مرے نہین خدا کی قسم موسیٰ کی طرح خداوند رب العزت کے پاس گئے ہین - عنقریب واپس تشریف لائین گے اور جو لوگ آپ کے مرنے کی خبر اُڑا رہے ہین اُن کے ہاتھ پاؤن کٹوا ڈالین گے" حضرت صدیق کا آنا — اتنے مین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آ گئے - حضرت عمر کو غل مچاتے سنا مگر کچھ نہ بولے سیدھے

اندر چلے گئے۔ دیکھا کہ ایک طرف جسد اطہر چادر مین لپٹا بچھونے پر رکھا ہے۔ سرہانے جا کے چادر کا کونا اُلٹا۔ چہرۂ مبارک دیکھا۔ جھک کے اُس کو بوسہ دیا۔ اور فرمایا "میرے مان باپ فدا ہون آپ زندگی مین بھی پاک و صاف اور نہایت اچھے تھے اور بعد وفات بھی پاک و صاف و اچھے ہین۔ اللہ جل شانہ نے جو موت آپ کے حق مین لکھی تھی پوری ہوئی" اس کے بعد پھر اُسی طرح چادر روے انور پر ڈال دی۔

اُنکی تقریر سے مسلمانون مین سکون اور نکل کے مسجد مین آئے۔ حضرت عمرؓ ابتک وہی شور کر رہے تھے شمشیر برہنہ ہاتھ مین تھی اور کہہ رہے تھے کہ جو کوئی کہے گا محمدؐ رسول اللہ مر گئے اُس کا سر اُڑا دونگا۔ اُن سے کہا "چپ ہو"۔ مگر وہ بھلا اُس وقت رُکنے والے تھے؟ بالکل سماعت نہ کی۔ تب ابوبکر صدیقؓ دیگر حاضرین کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور حمد الٰہی و نعت رسالت پناہی کے بعد فرمایا "لوگو! جو کوئی محمدؐ کو پوجتا ہو سُن لے کہ محمدؐ مر گئے۔ مگر جو خدا کو پوجتا ہو وہ سُنے کہ خداوند دو عالم زندہ ہے اور کبھی نہ مرے گا"۔ اس کے بعد قرآن مجید کی یہ آیۂ کریمہ پڑھی "وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل۔ افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم۔ ومن ینقلب علی عقبیہ فلن یضر اللہ شیئا۔ وسیجزی اللہ الشاکرین۔" (ترجمہ) نہین ہین محمدؐ مگر رسول۔ اُن سے پہلے بھی پیغمبر گزرے ہین۔ اگر وہ مر جائین یا مار ڈالے جائین تو کیا تم اُلٹے پاؤن واپس جاؤگے؟ اور جو کوئی اُلٹے پاؤن واپس جائے گا وہ اللہ کو کچھ نقصان نہ پہنچائیگا اور اللہ عنقریب شکر کرنے والون کو جزا ے (خیر) دے گا۔

اُبوبکر کی یہ تقریر سُن کر لوگون کے حواس درست ہوئے۔ معلوم ہوا کہ دنیا بدل گئی اور وہ ایک عالم سے دوسرے عالم مین آگئے۔ حضرت عمرؓ کہتے ہین مجھے ایسا معلوم ہوا جیسے یہ آیت مین نے کبھی سُنی ہی نہ تھی۔ پاؤن لڑکھڑائے اور مین زمین پر گر پڑا۔ محسوس ہوتا تھا کہ جیسے میرے پاؤن کٹ گئے ہین یا چھوٹے پڑ گئے ہین۔ رکھ رکھ کے زور کرتا تھا مگر اُٹھا نہ جاتا۔ پاؤن مین جسم کے سنبھالنے کی قوت ہی نہ تھی۔ اور اب اس گھڑی مجھے یقین آیا کہ واقعی حضرت سرور عالم نے سفر آخرت فرمایا۔

جانشینی رسالت کی فکر۔ اور مختلف پارٹیان اس پریشانی مین سب کے پہلے لوگون کو اس بات کی فکر ہوئی کہ آپ کی

عہ ابن اثیر۔ جلد ۲۔ صفحہ ۱۲۳

جانشین کون ہوگا۔اس خیال نے مسلمانون کے تین گروہ کر دیے۔اصلی گروہ تو دو تھے جیسا کہ ہم اس سے پہلے بتا چکے ہین۔اول مکے کے قریش جو آپ کے ہمراہ وطن چھوڑ کر اور گھر بار کو خیر باد کہہ کے مدینۂ طیبہ مین آپڑے تھے اور اہل مدینہ کی مہمان نوازی پر زندگی بسر کر رہے تھے۔اور اب اُن مین سے اکثر کے ذرائع معیشت بھی پیدا ہو گئے تھے۔یہ مہاجرین کہلاتے تھے دوسرے اہل مدینہ جن کے حسن عقیدت نے حضرت رسول اللہ صلعم کو سرزمین یثرب مین جنھون نے حضور انور کے وطنی رفقا کو جوش و بینداری سے سر آنکھون پر بٹھایا۔آپ پر اور دین اسلام پر جانین فدا کرنے کو تیار رہے۔اور اُنھین کی قوت سے اسلام کا سارے عرب مین بول بالا ہوا۔اور آخر کار خود مکہ فتح ہوا اور کعبہ نجاست شرک سے پاک ہوا یہ انصار کہلاتے تھے یہ اصلی گروہ تھے اس موقع پر ایک تیسرا گروہ بنی ہاشم یہ لوگ بھی مہاجرین مین شامل تھے مگر حضور سرور عالم سے نسبی قرابت اور خاند[illegible] ات رکھنے کی وجہ سے اپنے حقوق اوررون سے زیادہ سمجھتے تھے۔اگرچہ یہ بنی [illegible] لقب سے یاد کیے گئے ہین مگر اُن مین اور بھی چند لوگ مثلاً طلحہ۔زبیر اور ابو سفیان [illegible] غیرہ شامل تھے۔

مذکورۂ تین گروہون مین سے دو یعنی بنی ہاشم اور انصار کو سب [illegible] ے فکر پیدا ہوئی کہ آپ کا جانشین کون ہوگا۔بنی ہاشم اس بارۂ خاص مین مش[illegible] نے کے لیے جناب سیدۃ النسا فاطمۂ زہرا رضی اللہ تعالی عنہا کے گھر مین جمع ہوئے [illegible] نے لگے کہ جو کوئی خلیفۂ رسول اللہ منتخب ہو ہم [illegible] انصار کے دونون گروہ آوس اور خزرج اپنے ایک بیٹھک [illegible] سقیفہ بنی ساعدہ کہلاتا تھا۔اُن لوگون نے باہم مشورہ کیا کہ [illegible] رہنے والے ہین۔ہماری کثرت ہے۔ہماری قوت سب سے بڑی ہے۔لہذا اب کوئی وجہ نہین کہ ہم غیرون کے غلام ہو جائین۔حضرت رسول کی اور بات تھی۔آپ پیغمبر برحق تھے [illegible] جان نثار۔آپ کی غلامی ہمارا فخر و سرمایۂ ناز تھی۔لیکن اب آپ کے بعد ہم قریش اور مکہ والون کے دست نگر بن کر نہ رہین گے۔اور ہمارے شہر کی حکومت اور ہماری حکومت کی باگ ہمارے ہی ہاتھون مین رہنی چاہیئے۔سبھون نے مل کر بنی خزرج کے سردار

(حاشیہ: بنی ہاشم — انصار اور سقیفہ بنی ساعدہ)

سعد بن عبادہ کو منتخب کیا۔ اور باہم قرار پا گیا کہ سعد ہی کے ہاتھ پر خلافت رسول اللہ صلعم کی بیعت کی جائے۔ اس مین سعد نے ایک پُرجوش تقریر کر کے سب کو اپنے موافق بھی بنا لیا۔

بہرحال جانشینی رسولؐ کی پہلی فکر بنی ہاشم اور انصار کو ہوئی۔ عام مہاجرین کا ابھی اس طرف

عام مہاجرین

خیال بھی نہین گیا تھا۔ وہ ابھی تک رونے پیٹنے اور حضرت رسولؐ کی مفارقت کے غم مین مبتلا تھے کہ کسی ذریعے سے یہ واقعات حضرت عمرؓ فاروق کے گوش گزار ہوئے۔ اُنھون نے بنی ہاشم کا تو چندان خیال نہ کیا اس لیے کہ اپنے تھے اور تھوڑے سے لوگ تھے مگر انصار کی تجویز نے اُن کو پریشان کر دیا۔ فوراً دوڑتے ہوئے آستان رسالتؐ پر آئے اور ابوبکرؓ صدیق کو بلایا جو جناب عائشہؓ کے پاس اندر تھے۔ اُنھون نے پہلے تو کہلا بھیجا کہ اس وقت مجھے باہر آنے کی فرصت نہین۔ مگر

ابوبکرؓ و عمرؓ سقیفۂ بنی ساعدہ میں

[illegible] حضرت عمرؓ نے [illegible] اصرار کیا اور کہلا بھیجا کہ آپ کے آنے کی سخت ضرورت ہے تو وہ باہر نکلے۔ اور حضرت عمرؓ کی زبان سے یہ واقعات سُن کر ابوعبیدہ بن جراح کو ساتھ لے کر سیدھے سقیفۂ بنی ساعدہ مین پہونچے۔ اور ایک تقریر کی جس مین انصار کے

باہمی بحث اور رد و قدح

حفظ مراتب کے ساتھ مہاجرین کے فضائل بیان کیے اور کہا خلافت حضرت رسولؐ کا مستحق مہاجرین کے سوا کوئی اور نہین ہو سکتا۔ اُن کے جواب مین انصار مین سے حباب بن منذر نے ایک نہایت سخت اور درشت الفاظ مین تقریر کی۔ بلکہ یہان تک کہہ دیا کہ "یہ لوگ جو تمھاری مہربانی پر جی رہے ہین کیا کر سکتے ہین۔ تم اپنے ہی مین سے کسی کو خلیفہ منتخب کرو۔ اور ان مین سے کسی کے ہاتھ پر ہرگز بیعت نہ کرنا۔" انصار مین سے کسی نے کہا "اچھا ایک امیر تم مین سے منتخب ہو اور ایک ہم مین سے۔" حضرت عمرؓ نے کہا "اگر دو امیر ہوئے تو اُن مین ہرگز اتحاد نہ رہیگا۔ اور بڑی دشواریان پیدا ہون گی۔" اس کا حباب نے ایسا سخت جواب دیا کہ اُن مین اور حضرت عمرؓ مین سخت کلامی ہو گئی۔ یہ دیکھ کر ابوعبیدہؓ نے کہا "اے انصار آپ نے سب سے پہلے اسلام کے استقبال مین صدائے مرحبا بلند کی تھی۔ اب ایسا نہ کیجیے کہ سب سے پہلے پھوٹ ڈالنے والے بھی آپ ہی ثابت ہون۔" اس فقرے نے بعض نیک نفس انصار کے دل پر بڑا اثر کیا چنانچہ

انھین مین سے بشیر بن سعد نے اُٹھ کر اپنی قوم سے کہا "تم لوگ حبتہً للہ ایمان لائے۔ اور حضرت رسول اکرم کی پیروی کی تم نے کوئی کام دنیا طلبی کے لیے نہین کیا۔ لہذا اب اس موقع پر دنیا کی ہوس مین اپنی نیتین خراب نہ کرو۔ اور خلافت کو حضرت رسول ہی کی قوم کے لیے چھوڑ دو۔ یہ انھین کا حق ہے۔ اس مین تم کو جھگڑا نہ کرنا چاہیے"

حضرت ابوبکرؓ نے خیال کیا کہ اس جھگڑے کو اسی وقت طے ہو جانا چاہیے ورنہ پھر انصار گرفت سے باہر ہو جائین گے۔ لہذا موقع پاکر اُنھون نے کہا "تو پھر تامل کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ عمرؓ اور ابو عبیدہؓ

بیعت خلافت

موجود ہین۔ ان دونون مین سے جس کے ہاتھ پر چاہو بیعت کرو"۔ اُن دونون صاحبون نے ... خدمت کو اپنے ذمے نہین لے سکتے۔ آپ ہی کے ہاتھ پر بیعت ... بیے۔ لائیے ہاتھ لائیے ...

... کی۔ اور اُنھین کے ساتھ بشیر بن سعد نے بھی بیعت کر لی۔ بشیر کا بیعت کرنا سعد بن عبادہ اور حباب کو بہت

انصار کی بیعت

اب اس وقت انصار مین ایک اور خیال پیدا ہوا۔ اوس و خزرج مین پرانی رقابت چلی آتی تھی۔ آنحضرت صلعم نے اس کو بظاہر بالکل مٹا دیا تھا مگر دلون مین تھوڑی بہت خلش باقی تھی۔ سعد بن عبادہ بنی خزرج کے سردار تھے۔ انصار نے اُن کو پیش کیا تو اوس والون نے

آخر اُن سب کا بھی بیعت کرنا

ایک دوسرے سے کہا اگر سعد خلیفہ ہو گئے تو ہم لوگ مٹ جائین گے۔ ... سے کوئی خلیفہ منتخب ہو سکے گا۔

اس سے ... پر بیعت ... ساری جا... انھین کے ساتھ رہ و بن خزرجیون نے بھی ابوبکرؓ پر بیعت کر لی۔

یون ابوبکرؓ خلیفہ منتخب ہو گئے۔ دوسرے د... مہاجرین اور کل صحابہ نے مسجد نبوی مین اُن کے ہاتھ پر بیعت کی۔ بنی ہاشم رک رہے۔ وہ ... علیؓ کے ہاتھ پر بیعت چاہتے تھے۔ خود حضرت علیؓ خاموش تھے۔ مگر اُن کی طرفداری مین زبیرؓ ... تھا۔ ابوسفیان حض...